بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

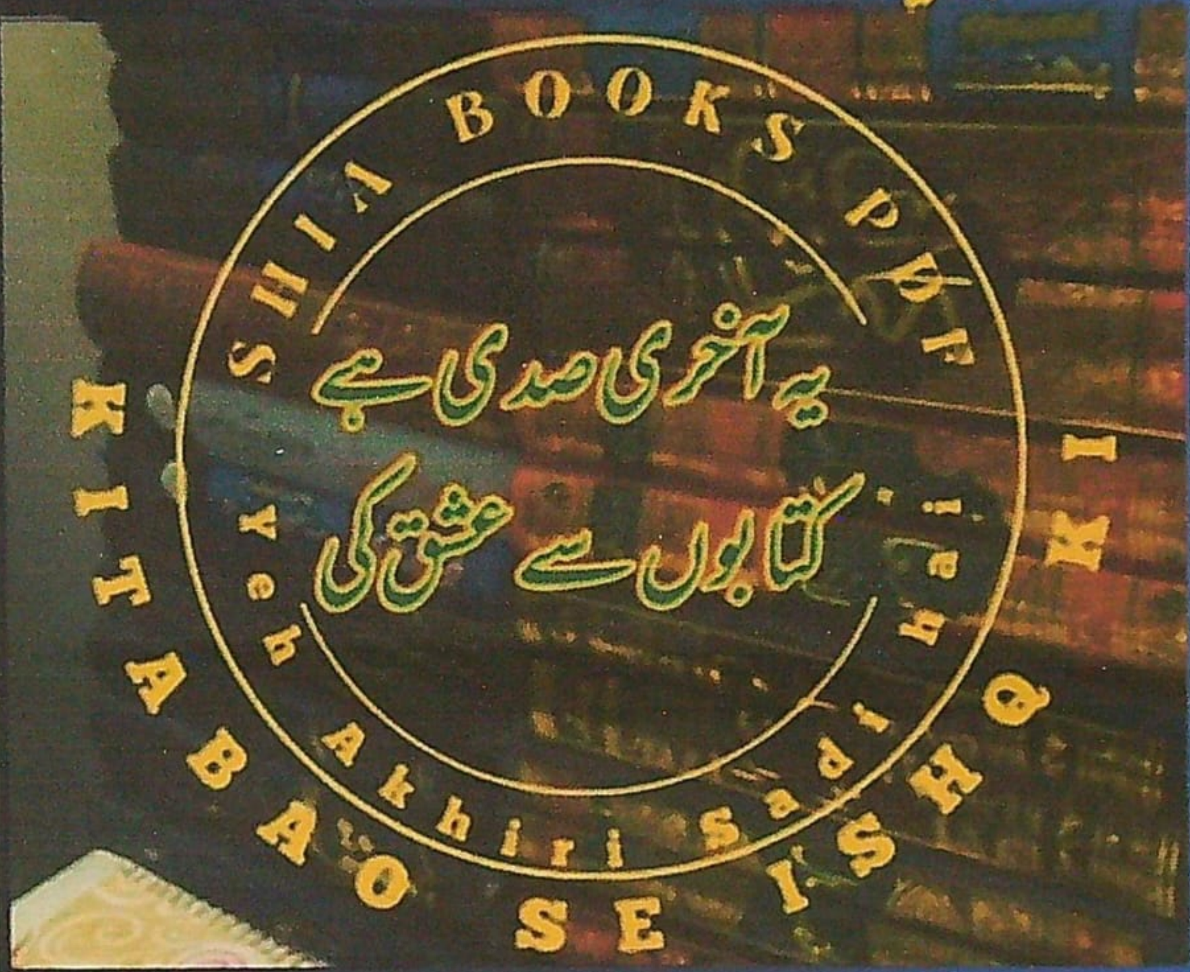

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

https://www.shiabookspdf.com/

ثمرات الحیاۃ

جلد اوّل

مؤلف

سید الواعظین آیت اللہ

سید محمود امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا ناظم حسین عترتی

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

https://www.shiabookspdf.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ثمرات الحیات

جلد اوّل

مؤلف

سید الواعظین حجۃ الاسلام
سید محمود امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا ناظم علی

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ثاقب پبلی کیشنز لاہور پاکستان

https://www.shiabookspdf.com/

فہرست

مجلس نمبر1: 21

نورانیتِ سید الشہد اعلیہ السلام۔امام عالی مقام علیہ السلام کی تشبیہ فجر صادق کے ساتھ۔نورانیتِ زہرا سلام اللہ علیہا

مجلس نمبر2: 35

والدین کے ساتھ احسان۔ثوابِ صدقہ اور آیت مجیدہ "حَمَلَتْهُ اُمُّهُ" کی تفسیر

مجلس نمبر3: 51

معرفتِ نفس۔عناصرِ اربعہ۔چہلم کے فوائد سید الشہد اعلیہ السلام کی شہادت کے وقت سرخی کا ظاہر ہونا۔

مجلس نمبر4: 64

حرمتِ تصویر۔ارحام کے اندر چیزوں کے متعلق علم

مجلس نمبر5: 72

خلقتِ انسانی کے مراتب۔قضاوقدر

مجلس نمبر6: 80

رحم میں انسانی خلقت کے مراحل۔ مدتِ حمل میں کمی وزیادتی۔ امام حسین علیہ السلام کی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر7: 89

خلقت انسان۔ کسی خاص مقام پر پیدا ہونے اور کسی دوسری جگہ دفن ہونے کی علت۔

مجلس نمبر8: 96

معنی۔ شرحِ صدر۔ جنین کا دنیا سے کراہت محسوس کرنا۔

مجلس نمبر9: 101

بندوں کا رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔ رسولِ خدا کا امام حسن علیہ السلام کو دودھ دینے سے منع فرمانا۔

مجلس نمبر10: 108

بنی آدم کے حالات کی سختی۔ شیطان کا مختلف شکلوں میں آنا۔

مجلس نمبر11: 116

شیطان کا تین مقامات پر آنا۔ وہ دعائیں جو ایمان کو محفوظ رکھتی ہیں۔ بچوں کے رونے کا فائدہ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت امام حسینؑ کے ساتھ۔ ہرن کا امامؑ کی خدمت میں حاضر ہونا۔

مجلس نمبر12: 131

اولاد کے فائدے۔ صدقاتِ جاریہ۔ زکریا علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا۔

مجلس نمبر13: 141

ہر چیز کیلئے کوئی نہ کوئی زینت ہے۔ ذکرِ اہلبیت علیہم السلام کی فضیلت ایک ذاکر کا قصہ۔ اہل بہشت کی زینت۔ تزئینِ بہشت جبرائیلؑ کا مبارک دینے کیلئے آنا۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 14: 156

ثعلبہ کا قصہ۔ بچے کی بیماری کا ثواب۔ رونے کی محبوبیت۔ اصلاح کی فضیلت......

مجلس نمبر 15: 168

انسان کے ساتھ اس کی بیویوں اور بیٹیوں کی دشمنی اموال اور اولاد کی مذمت۔ اولاد کو بوسہ دینے کی فضیلت جبرائیلؑ کی خوشخبری۔

مجلس نمبر 16: 179

اولاد اور اموال کے ذریعے سے لوگوں کا امتحان ابراہیمؑ فرزندِ رسولؐ کا حسین علیہ السلام کیلئے فدا ہونا۔ حسینؑ کے قاتلوں کیلئے شفاعت نہیں ہے۔

مجلس نمبر 17: 186

قاتلانِ حسینؑ کو شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ بچوں کی تعلیم۔ بچے کو تنبیہ کرنا۔ روح القدس کا امامِ زمانہ علیہ السلام کو لے جانا۔ امام حسینؑ کا خط لکھنا۔

مجلس نمبر 18: 198

مال حاصل کرنے کے طریقے۔ ایک اعرابی کا قصہ سید الشہداء علیہ السلام کا راہ خدا میں انگوٹھی دینا۔

مجلس نمبر 19: 204

بچے کے نیک ہونے کے اسباب۔ بچے کی تربیت۔ بیٹی کی پیدائش۔ بیٹی کے متعلق معصوم کے ارشادات۔ بیٹی اور بیٹے کا نیک ہونا اور ان کی اصلاح۔ بچے کو دودھ دینا۔ ہمبستری کرنے یا نہ کرنے کے ایام......

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 20: 212

بچوں کے ساتھ نیکی کرنا۔ ماں اور باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ محمد اور احمدؑ ناموں کی برکات۔ اماموں کے نام رکھنے کی فضیلت۔ نکاح کی فضیلت۔ عقیقہ کی فضیلت۔ حسینؑ کے نام کی تاثیر۔ ام سلمہؓ کی حدیث۔ حسینؑ کے نام کے ساتھ ہمیشہ گریہ کا ہونا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ شہادت حسینؑ کی خبر دینا۔

مجلس نمبر 21: 226

بُرے دوست کی مذمت۔ ابجد کی تفسیر۔ امام حسنؑ کا معجزہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے کو زندہ کرنا۔ آنحضرتؐ کا ابجد کی تعلیم دینا اور استاد کے ساتھ آپکی گفتگو۔ سیدالشہداء علیہ السلام کا مردے کو زندہ کرنا۔

مجلس نمبر 22: 235

علم کی فضیلت۔ طلبِ علم کا وجوب۔

مجلس نمبر 23: 242

توحید۔ موجودات عالم کا تسبیح کرنا۔ حضرت زین العابدین علیہ السلام کیلئے سنگریزوں کا لعل و جواہر بن جانا۔ آل محمد علیہم السلام کے متعلق تمام موجودات کی معرفت۔ تمام مخلوقات کا حسینؑ پر گریہ کرنا۔

مجلس نمبر 24: 253

طاغوت پر لعنت کرنا۔ حضرت امام حسینؑ پر گریہ کرنے کا ثواب۔ جھوٹ بولنے کی مذمت۔ اہلِ منبر کی زبانوں پر آنے والے مشہور و معروف جھوٹ۔ مقاتل کی معتبر کتابوں اور مواعظ کا ذکر۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 25: 259

جھوٹ کی مذمت۔ اہلِ منبر کے مشہور و معروف جھوٹ۔ مقاتل کی معتبر کتابوں اور مواعظ کا ذکر

مجلس نمبر 26: 267

انسان کے نطفہ میں شیطان کے شریک ہونے کی علامات علی علیہ السلام کے ساتھ بغض و کینہ حرامی ہونے کی علامت ہے حسینؑ سے یزید کی دشمنی کا سبب۔ مروان کا حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت کی پیشکش کرنا۔ امام حسینؑ کا قبر رسولؐ قبر زہراؑ اور برادر حسنؑ کو الوداع کہنا۔

مجلس نمبر 27: 277

تمام انبیاءؑ کی نبوت آخری نبیؐ کی نبوت کیلئے تھی۔ حضرت محمدؐ کی باقی انبیاؑ پر فضیلت۔ آپؐ کے معجزات۔ پیغمبرؐ کا سید الشہداؑ کی شہادت کی خبر دینا

مجلس نمبر 28: 280

زیارتِ امام عالی مقامؑ گناہوں کے محو ہونے کا ذریعہ بلاؤں میں گرفتار ہونے سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ انبیاؑء اور اولیاؑء کے مصائب۔ سید الشھداؑ علیہ السلام کا مدینہ سے سفر۔

مجلس نمبر 29: 287

جنوں اور شیطان کے خلقت۔ جنّوں کے متعلق گھڑی ہوئی باتیں۔ حسنین علیہما السلام کا بنی نجار کے باغ میں جانا۔ جنوں کا سید الشھداؑ کی مدد کیلئے آنا۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 30: 298

زمین پر سب سے پہلے کعبہ بنا۔ بیت المعمور کی خلاقت۔ مومن کا دل رحمٰن کا عرش ہے۔ آئمہ کے حرم خدا کے حرم ہیں۔ مسجد الحرام خدا کے امن کا حرم ہے۔

مجلس نمبر 31: 311

حج کا ثواب۔ مومن کی حاجت پورا کرنے کا ثواب۔ زیارتِ عاشور کا ثواب۔ سید الشھدا کے زائرین کے اعمال کی تشبیہ حاجیوں کے اعمال کے ساتھ۔

مجلس نمبر 32: 321

حجر اسود کا آنا۔ حجر اسود کا قصہ۔ پتھر مقامِ ابراہیم علیہ السلام۔ سید الشھدا علیہا السلام کا حج کیلئے جانا۔ سید الشھد اعلیہ السلام پر رونے کا ثواب

مجلس نمبر 33: 334

رزق مقدور کا ہر حال میں ملنا۔ علیؑ کی گرسنگی۔ وہ لوگ جن تک روزی بغیر کسی تکلیف ومشقت پہنچتی ہے۔ وہ گناہ جن کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے۔ امام حسینؑ کا خطبہ۔

مجلس نمبر 34: 348

انسان کی باقی مخلوقات پر فضیلت۔ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا سبب۔ عالمِ دین کے پاس بیٹھنے کا ثواب۔ علم حاصل کرنے کا ثواب۔ وہ لوگ جو اتباع کے لائق ہیں۔ امام حسینؑ کی طرف اہل کوفہ کے خطوط۔ اہل کوفہ کی بیوفائی۔ شہادتِ قمر بنی ہاشم علیہ السلام۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 35: 361

عہد سے وفا۔ اہل کوفہ کی بیوفائی۔ ابن زیاد کا کوفہ میں آنا۔ ہانی اور ابن زیاد کا قصہ۔ محمد بن کثیر اور ابن زیاد کا قصہ۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کے گرفتار ہونے کی داستان۔

مجلس نمبر 36: 375

معنی ایمان کی حقیقت۔ مسلم بن عقیل کا رونا ان کے ایمان کی علامت۔ حضرت مسلمؑ بن عقیل کی شہادت۔

مجلس نمبر 37: 383

خدا سے محبت کرنے والے موت سے نہیں ڈرتے۔ میثم تمارؓ کی شہادت۔ قیس بن مسہر صیداویؓ کی شہادت۔

مجلس نمبر 38: 393

خداوند عالم غنی مطلق ہے۔ مخلوقِ خدا پر رحم کرنے کا ثواب۔ یتیموں اور بیکسوں پر رحم کرنا۔ فرزندانِ مسلمؑ کی شہادت۔

مجلس نمبر 39: 408

حضرت داؤد علیہ السلام کی قضاوت۔ ظالموں کو مہلت دینے کا فلسفہ۔ حارث ملعون کو دنیا میں سزا دینا۔

مجلس نمبر 40: 421

آئمہ اطہار علیھم السلام کا علم۔ امام حسینؑ کا اپنی شہادت کی خبر دینا۔

مجلس نمبر 41: 436

سفر کرنے کی خصوصیات۔ سفر کے فوائد زہیر بن قین کے مراتب عالیہ۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 42: 436

ایمان کے چار رکن ہیں۔ حقیقت ایمان۔ جابرؓ کی حدیث۔

مجلس نمبر 43: 444

حُب الٰہی اور تمنائے موت۔ علی اکبرؑ شبیہ مصطفیؐ مشتاق شہادت۔

مجلس نمبر 44: 451

جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر عبید اللہ بن جعفی کا قصہ۔

مجلس نمبر 45: 459

گناہوں کا کفارہ چند چیزوں کے ساتھ ہے۔ مظلوموں کی مدد کرنا۔ کربلا میں ضحاک بن عبداللہ کا واقعہ۔

مجلس نمبر 46: 468

خدا کی خاص اور عام رحمت۔ آئمہ اطہار علیھم السلام خدا کی رحمت کے مظہر ہیں۔

مجلس نمبر 47: 474

خدا کی ظاہری و باطنی نعمتیں۔ عقل و ادب کی علامات۔ سید الشہداء علیہ السلام کا حُر بن یزید ریاحی سے ملاقات کرنا۔ آپ کا اور اصحاب کا گریہ کرنا۔

مجلس نمبر 48: 483

بندگانِ الٰہی مبتلائے امتحان۔ شہادت کی خبر اہل بیتؑ کو ملتی ہے۔

مجلس نمبر 49: 490

وہ علوی جو خدا کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ اہلبیتؑ کا خندق کے پاس آنا۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 50: 495

خاکِ کربلا کی فضیلت۔ زمین کربلا میں رہنے کی فضیلت۔ خاک کربلا کے اثرات۔

مجلس نمبر 51: 505

حضرت ابراہیمؑ کی خلیل اللہ کہنے کی وجہ۔ مہمان نوازی کا ثواب۔ مہمان کی خدمت انسان کی عزت میں اضافہ کرتی ہے۔ اہل کوفہ کا سید الشہدا علیہ السلام کی مہمان نوازی کرنا۔

مجلس نمبر 52: 518

بارش کے فائدے۔ مکہ معظّمہ کی فضیلت۔ سید الشہدا کی تربت کی فضیلت۔ جمال الدین خلیعی کی داستان۔

مجلس نمبر 53: 534

دنیا کی مثال سانپ اور سمندر کی طرح ہے۔ خدا کی رحمت سے مایوسی منع ہے۔ حسینؑ امت کی نجات کی کشتی ہیں۔

مجلس نمبر 54: 543

لوگوں کے درمیان اختلاف۔ حضرت عیسیٰؑ کا زہد۔ وہ لوگ جن کے پاس نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ ابن زیادہ کی طرف سے لوگوں کو قتلِ حسینؑ پر بھڑکانا۔ قبیلہ بنی اسد کا حسین علیہ السلام کی مدد کیلئے آنا۔

مجلس نمبر 55: 559

گناہوں کے اثرات۔ صدقہ بلا کو دور کرتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اولین اور

https://www.shiabookspdf.com/

آخرین کے علوم کے مرکز ہیں۔ پیغمبرؐ کے علوم علی علیہ السلام کے پاس ہیں۔
حسینؑ کے قتل کے بارے عمر بن سعد کا اپنے قریبوں سے مشورہ۔

مجلس نمبر 56: 574

یاد دہانی کا ثواب۔ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ شیطان کی گفتگو۔ عمر بن سعد کے ساتھ بریری گفتگو۔ شمر کا کربلا میں آنا۔

مجلس نمبر 57: 585

پانی کے فائدے۔ پانی پلانے کا ثواب۔

مجلس نمبر 58: 592

ایسے مقامات جہاں نمازِ استسقاء پڑھنے سے بارش نازل ہوئی۔ اہل کوفہ پر سید الشہدا علیہ السلام کے حقوق۔ شب عاشور اصحاب کا پانی لانا۔ سید الشہدا علیہ السلام کا اصحاب کو پانی دینا۔

مجلس نمبر 59: 599

پیغمبرؐ کی ابوذر کو وصیت۔ آنکھوں کی تجارت۔ علیؑ کے چہرے کی طرف نظر کرنا۔ گریہ کی اقسام۔ حضرت سید الشہداؑ شب عاشور میں۔

مجلس نمبر 60: 612

خدا اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ امتحان کی قسمیں۔ اہل کوفہ کا امتحان۔ سید الشہدا علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے گفتگو۔

مجلس نمبر 61: 619

توبہ اور اس کے شرائط۔ وصیت کرنے کا طریقہ۔ حضرت علیؑ کے صدقات اور

https://www.shiabookspdf.com/

وقف شدہ چیزیں قیمتی کفن۔ عاشور کے دن سید الشہدا کی اپنے اصحاب کے ساتھ گفتگو۔ حضرت علی اصغرؑ کی شہادت۔

مجلس نمبر 62: 629

ایمانِ ثابت۔ نماز کو ترک کرنے والے کا عذاب فرعون کے جادوگروں کا قصہ۔ ہلال بن نافع کے درجات

مجلس نمبر 63: 638

مغفرت اور آخرت کے کاموں کی طرف جلدی کرنا۔ ایمانِ ثابت۔ یقین کی تعریف۔ علاماتِ یقین۔ علی بن مطاہر کا قصہ۔

مجلس نمبر 64: 646

ایسے اعمال جن کا ثواب مثل شب قدر ہے۔ ایسے اعمال جن کا ثواب شب قدر میں جاگنے کا ہے۔ غلام آزاد کرنے کا ثواب۔ پانی پلانے کا ثواب بریر اور یحییٰ مازنی کا قصہ۔ علی اکبرؑ کا فرات سے پانی پلانا۔

مجلس نمبر 65: 661

زمین پر فسادات کے اسباب۔ شیطانی جال متالب اوّلی اور دومی۔ قرآن میں شیطان کو متالب دومی کے ساتھ تاویل کرنا۔ نفسِ امارہ کی مذمت۔ دنیاداری کی مذمت۔ دنیا کی مذمت میں امام حسینؑ کے کلمات۔ حضرت زینب علیہا السلام کے مصائب۔

مجلس نمبر 66: 671

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت۔ نفس کے ساتھ جہاد۔ سید الشہدا کے اصحاب کی فضیلت۔ عاشور کے دن دو لشکر آمنے سامنے عمر سعد کے لشکر کا پہلا حملہ۔

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 67: 681

فقر کی اقسام۔ بدترین بیماریاں خدا کی رحمت سے مایوس ہونا۔ دل کے سخت ہونے کے اسباب۔ شہادت علی اصغر علیہ السلام

مجلس نمبر 68: 689

تکبر کی مذمت۔ اسرافیل کا جبرائیل پر فخر کرنا۔ فخر و تکبر کی مذمت حضرت سید الشہداؑ کے تعریفی کلمات۔ آپؑ کا اہل بیتؑ کو وصیت کرنا۔

مجلس نمبر 69: 700

علمی محفل کا ثواب۔ ایسے علوم جن کو حاصل کرنا ثواب ہے۔ نفس امارہ کی مذمت۔ حر بنِ یزید ریاحی کی توبہ۔

مجلس نمبر 70: 710

طلب رزقِ حلال۔ حرام کاروبار۔ ایسی غذائیں جن سے بچنا چاہیئے۔ لقمۂ حرام کے اثرات۔ سید الشہداؑ کا خطبہ حضرت کی جنگ۔

https://www.shiabookspdf.com/

مؤلّف کتاب کے مختصر حالاتِ زندگی

مرحوم سید محمود امامی اصفہان کے رہنے والے تھے۔ اصفہان ایک مشہور شہر ہے۔ ایک زمانہ تھا جب یہ شہر علم وعرفان کا مرکز تھا۔ جہاں ملا صدرا ملا ہادی سبزواری، حکیم نوری اور آیۃ اللہ بروجردی جیسی عظیم شخصیات علم سے فیضیاب ہوتی رہی ہیں۔ اس شہر میں انبیاءؑ، علماء اور امام زادوں کی قبور ہیں۔ ایک مشہور امام زادے کا مزار بھی جو امام زادہ درب امام کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤلف کتاب اسی امام زادے کے قریب محلے میں رہتے تھے۔ اس لئے وہ امامی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

مرحوم امامی مسجدِ عصاری جو کہ آپ کے گھر کے قریب تھی، میں امامت کرواتے تھے اور اب یہ مسجد مرحوم امامی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس مسجد میں مرحوم نے ایک کتب خانہ بھی بنایا ہوا تھا۔ جہاں قرآن اور دوسرے علوم کی تدریس فرماتے تھے۔ مرحوم امامی اپنے دور کے ایک عظیم واعظ اور محدث تھے۔ آپ اخبار وروایات پر پورا تسلط رکھتے تھے۔ یہی چیز کتاب ثمرات الحیات کی تالیف کا سبب بنی مرحوم خود فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد محترم فرمایا کرتے تھے۔ کہ جتنا تم اخبار وروایات کا مطالعہ کرتے ہو اگر فقہی اور اصولی کتابوں کا مطالعہ کرتے تو ایک بڑے مجتہد بن جاتے۔ آپ تقویٰ کے لحاظ سے لوگوں میں مشہور تھے۔ دنیا سے کنارہ کش رہتے تھے۔ آپکی اولاد میں

https://www.shiabookspdf.com/

سے کوئی ان کے نقشِ قدم پر نہ چل سکا۔ لیکن داماد جن کا نام سید عبدالرحیم جزائری تھا ایک مکمل روحانی شخص اور حافظ قرآن تھا۔ آیات قرآنی پر ان کا اتنا تسلط تھا کہ انہیں چلتی پھرتی کشف الآیات کہا جاتا تھا۔

مرحوم سید عبدالرحیم جزائری کے بھتیجے سید مرزا جزائری انقلاب اسلامی کے بعد بھی مسجد عطاری میں امامِ جماعت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

اہلِ علم اور بزرگوں کے درمیان مرحوم امامی ایک عالمِ فاضل و محدثِ کامل اور اصفہان کے مؤثق ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

یہاں تک نقل کیا جاتا ہے۔ کہ اس زمانے میں حضرت آیۃ اللہ العظمٰی سید محمد باقر درچہ ای کے ہوتے ہوئے کوئی شخص منبر پر جانے کی جرات نہ کرتا تھا۔ مگر مرحوم امامی بغیر خوف و خطر اتنے بڑے عالم کے ہوتے ہوئے منبر پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔

امامی سادات میں سے مرحوم سید محمود موسوی امامی سید العلٰی موسوی کے بیٹے ہیں۔ مرحوم امامی کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں۔ لیکن زیادہ تر گمان یہ ہے کہ ان کی تاریخ وفات ہی تاریخ پیدائش ہے۔ آپ نے منگل کے دن وقتِ عصر ۲۱ ذالحج ۱۳۷۲ قمری میں وفات پائی آپ کی عمر 90 سال سے زیادہ تھی۔ آپ اصفہان میں دفن ہوئے۔ آپ نے اس کتاب کو تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں مکمل کیا۔

خداوند متعال مرحوم کو ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ محشور فرمائے۔ اور ان کی اس خدمت کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کتاب پر ایک تحقیقی نظر

اس کتاب میں مطالب ومفاہیم کو حدیقین تک پہنچانے کیلئے آیات قرآنیہ اور روایاتِ معصومین علیھم السلام کا سہارا لیا گیا ہے۔ آیات قرآنیہ کے بارے میں کم مگر راویات کے متعلق خاصی تحقیق کی گئی ہے۔ جو کہ ضروری تھی۔

مؤلف نے مستند روایات کو نقل کیا ہے۔ جس کے اسناد کیلئے کئی کتابوں کا سہارا لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک روایت کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت کتاب بحار الانوار, کامل الزیارہ۔ اصول کافی اور تفسیر صافی میں موجود ہے۔ زیادہ تر مقاتل کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور ان مقامات پر علامہ مجلسی کی کتاب بحار الانوار کو اصل قرار دیتے ہیں۔ اور اگر بحار الانوار سے روایت نہ ملے تو دوسری معتبر کتابوں مثلاً وسائل الشیعہ, اور اصول کافی سے استفادہ فرماتے ہیں۔ غیر معتبر کتاب کا حوالہ دینے سے گریز فرماتے ہیں۔ اس کتاب میں آیات اور روایات کے اصل متن کا خیال رکھا گیا ہے۔ اور مرحوم امامی نے روایت کا ایک حصہ ایک مجلس میں اور دوسرا حصہ کسی دوسری مجلس میں ذکر فرمایا ہے۔ یا ایک ہی روایت اور آیت کو کئی بار ذکر فرمایا ہے۔ اور ان موارد میں صرف ایک سند سے استفادہ فرمایا ہے۔ مکرر آیات و

https://www.shiabookspdf.com/

روایات کیلئے گذشتہ سند کو کافی سمجھا گیا ہے۔ جن کتابوں سے روایات کولیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحہ کے نیچے ان کتابوں کی کچھ نشانیوں کو ذکر کر دیا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ بحار الانوار کی جس کتاب سے روایت کو لیا گیا ہے اس کے لیے نشانی یہ ہے کہ یہ تہران کی چھپی ہوئی ہے۔ کیونکہ بیروت اور تہران کی چھپی ہوئی کتاب کے صفحات وغیرہ میں فرق ہے۔

۲۔ وسائل الشیعہ کی روایات تہران کی چھپی ہوئی ۲۰ جلدی سے لی گئی۔

۳۔ اصول کافی, من لا یحضرہ الفقیہ استبصار اور تہذیب کی روایات حال حاضر میں موجود کتابوں سے لی گئی ہیں۔

۴۔ خصالِ صدوق کی روایات جامعہ مدرسین کی طرف سے چھپی ہوئی کتاب سے لی گئی ہیں۔

۵۔ نہج البلاغہ سے جن فرامین کو لیا گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر صبحی صالحی کی نہج البلاغہ بیروت کی چھپی ہوئی ہے۔ اور ابن ابی الحدید کی موجودہ نہج البلاغہ سے۔

۶۔ مؤلف نے مولانا جلال الدین کی مثنوی سے بہت زیادہ اشعار کو ذکر کیا ہے۔ یہ اشعار اس مثنوی میں ہیں جو امیر کبیر کی ہے۔ اور جس پر مقدمہ نیکلسون نے لکھا ہے۔ اور کچھ دوسرے اشعار کا حوالہ مرحوم جعفری کی شرح کا دیا ہے۔

۷۔ خواجہ حافظ کی اُس لسان الغیب سے استفادہ کیا ہے جو محمد قزوینی۔ مرحوم جلال نائینی اور نزیر احمد کے نسخے ہیں۔

۸۔ باقی کتابیں مستدرک الوسائل, امالی صدوق۔ ارشاد شیخ مفید۔ مصباح الشریعہ۔ شرح توحید شیخ صدوق۔ لہوف سید ابن طاؤس۔ مقتل ابی مخنف۔

https://www.shiabookspdf.com/

اثنیعشریہ۔ جامع السعادت۔ ۳ جلدی نراقی۔ تحف العقول۔ تفاسیر۔ شرح لمعہ۔ دیوان علیؑ اور کشف الایات۔ ان سب کتابوں کے بازار میں موجود نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۹۔ اشعار سعدی کیلئے دیوانِ غزلیات دو جلدی جو خطیب رہبر کی تصحیح شدہ ہے کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۱۰۔ لغات کیلئے لغت نامہ دھخدا پندرہ جلدی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۱۱۔ غرر الحکم دو جلدی بیروت کی چھپی ہوئی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۱۲۔ دعاؤں۔ زیارت نامہ اور اس جیسی چیزوں کیلئے شیخ عباس قمی کی مفاتیح الجنان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آخر میں بغور یاد آوری اس کتاب سے جو ذاکرین، واعظین شریعت محمدیؐ اور محبان آل محمدؐ اور عزادارانِ مظلوم کربلاؑ فائدہ اٹھائیں۔ ان سے التجا ہے کہ مرحوم مؤلف، انتشارات فقہ کے مسؤلین جناب مہدی حکیم جناب سید یعقوب موسوی، جناب حسن جیبی اہوازی اور مجھ بندہ حقیر کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔ ممکن ہے اس وجہ سے آئمہؑ ہدٰی اور ام آئمہؑ کے صدقہ میں ہمیں بروز قیامت ان کی شفاعت نصیب ہو۔

محمد مالکی جلال الدین

قم شہریور/۷/۱۳۷۷

https://www.shiabookspdf.com/

مقدمہ

یہ ثمرات الحیات کی پہلی جلد ہے۔ میں ایک گناہگار بندہ (محمود بن العلی لموسوی الامامی الاصفہانی) جب بیس سال کی عمر کو پہنچا تو میں نے تحصیل علم کو ترک کردیا۔ اور روایات کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ان کتابوں میں بحارالانوار, وسائل ,وافی ,صافی اور ان کے علاوہ معتبر کتابوں سے چیدہ چیدہ روایات کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ میں نے دو ہزار سے زیادہ احادیث کو حفظ کیا اور اسی طرح عربی و فارسی کے مفید اشعار کو بھی جمع کیا۔ اور حفظ کیا۔ جو موعظہ ,فضائل اور مصائب میں مفید تھے۔ اس کے بعد میں وعظ و نصیحت مسائل اور عزاداری کی مجالس کی طرح مجالس کو ترتیب دیا۔ جس طرح میں خود مجالس پڑھا کرتا تھا۔ میری کل ترتیب شدہ مجالس کی تعداد تقریباً تین سو کے قریب ہے۔ جو توحید ,نبوت ,امامت ,موعظہ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ کے متعلق ہیں۔ اس وقت میری عمر ۸۰ (اَسّی) سال کے قریب ہے۔ اور ۱۳۵۷ ھجری قمری کا سال ہے۔ یہ تمام مجالس میری تمام عمر کی کدو کاوش کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں۔ اس لیے میں نے اپنی کتاب کا نام ثمرات الحیات رکھا ہے۔ تاکہ میرے لیے آخرت کا ذخیرہ بن سکے۔

میں خداوندِ قدوس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بحقِ محمد و آل محمد علیہم السلام اس کتاب کے ذریعے مجھے اور میرے مومنین بھائیوں کو دنیا اور آخرت میں فائدے عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین

صلّی اللّٰہ علی محمد و آلہ وعترتہ الطاھرہ

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 1

اعوذ باالله من الشطين الرجيم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

الحمد للّٰه رب العالمين الصّٰلوه والسلام على سيدنا و نبينا و حبيب قلوبنا و طبيب نفوسنا و شفيع ذنوبنا. افضل الاولين و اشرف الاخرين و خاتم النبين العبد المئوئدو الرسول المسدد المحمود الاحمد المصطفى الامجد ابى القاسم محمد صلى اللّٰه عليه وآله وسلم سيما المخصوص بالولاية المنصوص بالوصاية يعسوب الدين وسيد الوصيين و امام المتقين مولانا امير المومنين صلوات اللّٰه عليه وعلىٰ اولاده المعصومين المنتجبين الغرالميامين. وعلىٰ مشكوٰة النبوه و شمس الرسالة الزجاجة التى كانّها كوكب درى الصديقةالكبرىٰ فاطمة الزهرا صلوات اللّٰه عايهاو على سبطى الرحمه وسيدى شباب اهل الجنة سيما الامام السعيد الشهيد ابى عبد اللّٰه الحسينؑ ولعنة اللّٰه اعدائلهم وظالمهم الىٰ يوم الدين.

فبعد قال اللّٰه تعالىٰ فى كتابه الكريم.

اعوذ باالله من الشطين الرجيم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

https://www.shiabookspdf.com/

"اللّٰہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانّھا کوکب دری" سورہ نور آیت نمبر ۳۵

اس نور کی صفت یہ ہے کہ وہ اس دریچہ کی مانند ہے۔ جس میں ایک چمکتا ہوا چراغ ہو۔ جس نور کی نسبت خدا کی طرف دی ہے اس کی اور وہ چراغ ایک سنگ مرمر کی قندیل میں ہو۔ اور وہ قندیل ایسے چمک رہی ہو۔ جیسے ایک چمکتا ہوا ستارہ۔

جس نور کی نسبت خدا نے اپنی طرف دی ہے۔ مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے منہج الصادقین اور بحار الانوار میں (مثل نورہ) کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسولِ خداؐ ہیں۔ اور اس میں نور کی اضافت جوذات اقدس کی طرف ہے۔ یہ شرافت کی وجہ سے ہے۔ اور (مشکوٰۃ) سے مراد رسولؐ خدا کا سینہ مبارک ہے۔" (مصباح) سے مراد علم ونبوت ہے۔ اور جس قندیل میں چراغ نبوت روشن ہے وہ حضور کا قلب منور ہے۔ منہج میں لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ نور سے مراد قرآن کا قلب مومن میں ہونا ہے۔ جیسے چراغ سے روشنی طلب کی جاتی ہے۔ اسی طرح مومن قرآن کے ذریعے ہدایت طلب کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس لیے مصباح قرآن ہے۔ اور قندیل مومن کا دل ہے۔ اور مشکوٰۃ اس کی زبان ہے۔ اور کچھ دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ نور سے مراد معرفت خدا ہے۔ یعنی چراغ معرفتِ قندیل میں ہے اس سے مراد ایک عارف اور با معرفت مومن کا سینہ ہے۔ اور مشکوٰۃ اس کا سینہ ہے جو خاتم المرسلین کے شجرہ طیبہ کی برکت سے روشن ہے۔

منہج الصادقین میں اسرار التنزیل سے امام فخر الدین رازی نقل کرتے ہیں کہ نور سے مراد ایمان اور ہدایت ہے اور خدا نے مومن کے سینہ کو مشکوٰۃ کے ساتھ اور اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

سینے میں جو دل ہے اس کو سنگ مرمر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور ہدایت کو اس چراغ کے ساتھ نسبت دی ہے۔ جو قندیل میں چمک رہا ہو۔ اور خود قندیل کو ایک درخشاں ستارے کے ساتھ تشبیہ دی ہے امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ جہاں نور ایمان کا چراغ جل رہا ہو وہاں چور نہیں آتا۔ اسی طرح جس دل میں نورِ ایمان ہو وہاں شیطان نہیں آتا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں (انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنو او علی ربھم یتو کلون) سورہ نمبر 14 نحل آیت نمبر 99

جو صاحبان ایمان ہیں۔ اور خدا پر بھروسہ اور توکل رکھتے ہیں۔ شیطان ان پر غالب نہیں آسکتا یا ایمان کو چراغ کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی ہے کیونکہ جب چراغ کو گھر میں لایا جاتا ہے تو وہ گھر کی ہر شے کو روشن کر دیتا ہے اس طرح جب مومن کا دل نورِ ایمان سے روشن ہوتا ہے۔ تو نور کی شعاعیں اور چمک مومن کے دل کی کھڑکیوں پر پڑتی ہیں۔ اور اس کے تمام اعضاو جوارح سے اطاعت کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے (سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود) سورہ فتح آیت ۲۹

''سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشان نظر آتے ہیں مومن کے چہرے کی علامات اس کے دل کی حالت سے باخبر کرتی ہیں۔ اور مومن کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جہاد اس کے اعتقادات کی گواہی دیتے ہیں۔

فعل وقول آمد گواہان ضمیر۔ زین دو بر باطن تو استدلال گیر۔ اصول کافی، غایۃ المرام، تفسیر برہان اور بحار میں ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ مشکوٰۃ سے مراد فاطمۃ الزہرا ہیں۔ فیھا مصباح الحسنؑ المصباح فی زجاجۃ الحسینؑ الزجاجۃ کانھا کوکب دری۔

https://www.shiabookspdf.com/

فاطمہؑ دنیا کی عورتوں کے درمیان کوکب دری ہیں یعنی پہلے مصباح سے مراد حسنؑ ہیں۔ دوسرے مصباح سے مراد حسینؑ ہیں۔ خدا تعالٰی نے اس آیت میں ایک مرتبہ فاطمہؑ کو مشکوٰۃ سے تشبیہ دی۔ جو چراغ کا مقام و محل ہے۔ اور دوسری مرتبہ قندیل بلوری کے ساتھ تشبیہ دی اور پھر کوکب دری کے ساتھ۔ پہلی تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ شہزادی کونین میں نورِ ولایت ہے دوسرے شہزادے حسنؑ کا نور ہے اور دوسری تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں امام حسینؑ کا نور ہے۔ اور تیسری تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ جب شہزادی میں نورِ حسینؑ آیا تو آپ دنیا کی عورتوں میں کوکب دری کی طرح چمک اٹھیں (بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۱۸ باب ۳)

بحار میں علامہ مجلسی اور صاحب عوالم نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ کی ولادت سے پہلے رسولؐ خدا نے فاطمہؑ سے فرمایا" (فانی اری فی مقدم وجھک ضوءً ونوراً وذالک انک ستلدین حجه لهذا الخلق) بحار جلد ۴۳ ص ۲۷۲ ب ۱۲

ترجمہ۔ میں تیرے چہرے میں ایک نور دیکھ رہا ہوں یہ اس لیے کہ تیرے ہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ (فلما صارت الستة کنت لایحتاج فی اليلة الظلماء الٰی مصباح) بحار ج ۴۳ ص ۲۷۳ ب ۱۲

جب حسینؑ میرے بطن میں چھ ماہ کا ہوا تو مجھے تاریک رات میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ بحار الانوار اور عوالم میں روایت ہے کہ جب حسینؑ پیدا ہوئے تو فاطمہؑ انھیں رسول خداؐ کے پاس لائیں اور عرض کیا (هذا احسن من هذا فسماه حسيناً)

یہ اس سے خوبصورت ہے پس آپ نے اس کا نام حسینؑ رکھ دیا۔ اگرچہ یہ

https://www.shiabookspdf.com/

چودہ حضرات ایک ہی نور ہیں جیسے کہا گیا ہے (اشھد ان ارواحکم وطینتکم واحدہ) لیکن خدا نے اپنی حکمت کے تحت اول ما خلق اللہ نوری یعنی پیغمبر اکرمؐ کے نورِ اقدس کو چودہ حصوں میں تقسیم کر دیا تا کہ ہر ایک نور سے جدا جدا اور مختلف اثرات ظاہر ہوں۔ آل محمد علیہم السلام کا نور ایک ہی تھا۔ لیکن خدا نے اپنی حیثیت کے تحت اس نور کو چودہ شکلوں میں بھیجا۔ اور ان چودہ انوار میں سے سید الشہداؑ کا نور باقی انوار سے زیادہ روشن تھا۔ ایک تو اس وجہ سے کہ پیغمبر آپ کے گلے اور ہونٹوں کو بہت زیادہ بوسہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے پیغمبرؐ کے بوسہ لینے کی جگہ سے خاص قسم کا نور ظاہر ہوتا تھا۔

بحار ص ۱۸۸ جلد ۴۴ ب ۲۵ اور عوالم میں طاؤس یمانی سے نقل کیا جاتا ہے۔

(ان الحسین بن علی علیھما السلام کا ن اذا جلس فی المکان المظلم یھتدی الیه الناس ببیاض جبینة ونحرہ فان رسول اللہ کثیراً مایقبل جبنیه ونحرہ) حسینؑ جب کسی تاریک جگہ پر تشریف فرما ہوتے تو لوگوں کو اس نور کی وجہ سے جو ان کی پیشانی اور گلے سے ظاہر ہوتا تھا ان کا پتہ چل جاتا تھا کہ کہاں بیٹھے ہیں کیونکہ رسولؐ خدا حسینؑ کے گلے اور پیشانی کا بہت زیادہ بوسہ لیا کرتے تھے۔

بحار الانوار جلد 45 ص 147 ب 39 اور عوالم میں نقل کرتے ہیں۔ کہ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو کوفہ والوں نے سحری کے وقت جنات کے نوحے کی آواز سنی جو کہہ رہے تھے۔ (مسح الرسول جبینه فله بریق فی الخدود ابواہ من علیا قریش وجدہ خیر الجدود)

https://www.shiabookspdf.com/

رسولؐ خدا نے حسنؑ کی پیشانی کو چوما جس سے ان کی صورت کی دونوں طرف ایک نور ہوتا تھا۔ ان کے ماں باپ قریش کے سردار تھے۔ اور ان کے نانا بہترین نانا تھے۔ حسینؑ کے زیادہ نورانی ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جس قدر اندھیرا اور تاریکی زیادہ ہو تو وہاں پر چراغ بھی زیادہ چمکنے والا ہونا چاہیئے۔ اور حسینؑ اس زمانے میں آئے ہیں کہ جس زمانہ میں بنی امیہ کا ظلم و کفر اور ضلالت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور گمراہی کا یہ عالم تھا کہ منبروں پر علی الاعلان حضرت امیر المومنینؑ پر سب وشتم کیا جاتا تھا۔ معاویہ تخت پر بیٹھتا اور خطیب کو منبر پر جانے کا حکم دیتا اور امامِ حسنؑ کی موجودگی میں حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا۔ معاویہ کے بعد یزید تخت نشین ہوا اور اپنے اندر چھپے ہوئے کفر کو ظاہر کرنے لگا کوئی ایسا بُرا کام نہ تھا جو وہ نہ کرتا تھا۔ لوگوں کے سامنے شراب پیتا جواء کھیلتا، کتے اور خنزیر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا غیر مسلموں کے ساتھ بغیر کسی پرواہ کے میل جول رکھتا تھا۔ ابومخنف صفحہ نمبر 241 میں کثیر معلم کی داستان میں یوں نقل کرتے ہیں کہ یزید کے گھر کے سات دروازے تھے ہر دروازے پر بغیر داڑھی کے نوجوان لڑکے کھڑے ہوتے تھے۔ وقت کا بادشاہ بھی تھا۔ اہل سنت اس کی اطاعت کو واجب سمجھتے تھے اور اس کی اقتداء بھی کرتے تھے۔

اُصولِ دین اور فروعِ دین کا نام تک نہ تھا اور لوگوں کے درمیان اسلام نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی بلکہ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ پیغمبر کا اسلام اور طریقہ یہی یزید والا طریقہ اور اسلام تھا یزید کا ظلم اور کفر ہر طرف اس طرح پھیل چکا تھا جیسے (کظلمات فی بحرلجی)

اسی وجہ سے سید الشہدا آ نے مدینہ چھوڑنا ضروری سمجھا تاکہ خدا کے دین کی ترویج ہو سکے جیسے کہ زیارت وارثہ میں ہے۔ (وجاهدت فی سبیل للّٰہ حق جهاده)

https://www.shiabookspdf.com/

جیسے ہی حسینؑ شہید ہوئے اور آپ کا سرِ اقدس نیزے پر بلند ہوا آہستہ آہستہ کفر کی تاریکی ختم ہونا شروع ہوگئی اور بنی اُمیہ کے چہرے پر جو نام نہاد اسلامی لبادہ تھا وہ اٹھ گیا اور اُن کی حقیقت کا لوگوں کو پتہ چل گیا۔ لوگ یزید، معاویہ اور تمام آلِ صفیان پر لعنت کرنے لگے اور سید الشہدا کی شہادت پر افسوس کا اظہار کرنے لگے اور آپ کی مظلومیت اور غربت پر گریہ وزاری کرنے لگے۔ سید الشہدا کے سرِ اقدس اور بدن مبارک سے جو معجزات اور عجیب وغریب اثرات ظاہر ہوئے اُن کی وجہ سے بہت سے یہود و نصاریٰ مسلمان ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ عرش کے دائیں طرف لکھا ہوا ہے۔

"اِن الحسین مصباح الھدیٰ وسفینۃ النجاۃ" یعنی حسینؑ ہدایت کا چراغ اور امت کی نجات کی کشتی ہے۔

بحار الانوار جلد نمبر 36 صفحہ 205، اکمال الدین صفحہ نمبر 264

یہی وجہ ہے کہ سورۃ الفجر حسینؑ کی طرف منصوب ہے اور خدا نے آپ کا نام فجر رکھا ہے۔ اس شباہت کی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ طلوعِ فجر اور صبح صادق سے پہلے ہر طرف تاریکی ہوتی ہے طلوع فجر اور صبح صادق کے ہوتے ہی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ سورج نکل آتا ہے اسی طرح سید الشہدا کے ظہور اور خروج سے پہلے بنی اُمیہ کی تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی جیسے ہی جمال حسین ابن علی علیہ السلام کی خورشید نے مدینہ سے طلوع کیا اور شہید ہونے کے ساتھ کربلا میں غروب کیا تو اس خورشید کی روشنی اس انداز سے زمانے پر پڑی کہ ہر طرف پھیلی ہوئی کفر کی تاریکی دور ہونے لگی اور اسلام وایمان کا نور ظاہر ہوا پس آج اگر کسی کو کلمہ پڑھنا نصیب ہوا ہے یا

https://www.shiabookspdf.com/

نماز اور روزہ اس کے لیے سعادت بنا ہے یا اسلام کی تعلیمات پر کوئی عمل پیرا ہے تو یہ حسینؑ ہی کا صدقہ ہے اگر آپؑ نہ ہوتے تو اسلام ختم ہو جاتا۔

بحار الانوار جلد نمبر 101، صفحہ نمبر 354 باب نمبر 30 میں حضرت صادقؑ زیارت اربعین میں روایت کرتے ہیں "اللّٰھم انی اشھدانه ولیک وَابن ولیک (الٰی قوله علیه السلام)و بذل مھجته فیک حتیٰ استنقذ عبادک من الجھالت وَصبرة الضلالة) اے پروردگار حسینؑ نے اپنی جان تیری راہ میں قربان کردی تاکہ تیرے بندوں کو جہالت اور گمراہی سے نجات دلا دے۔

اسی وجہ سے حضرت امامِ حسینؑ کی زیارت مبارک دنوں اور راتوں میں تاکیداً پڑھی جاتی ہے۔ شب قدر کی وہ راتیں جو امیر المومنینؑ سے منسوب ہیں ان میں بھی زیارت حسینؑ مستحب ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے۔

مصباح کفعمی صفحہ نمبر 490 ابوابِ زیارت میں تحریر ہے کہ زیارت حسینؑ ہر مہینے اور ہر روز مستحب ہے۔ ہر مہینے اس لیے مستحب ہے کہ امام صادقؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا (من زار الحسینؑ فی کل شھر کان له ثواب مأة الف شھید من شھداء بدر)

جو کوئی ہر مہینے حسینؑ کی زیارت کرے اسے ایک لاکھ شھداء مثل شہداء بدر کے ثواب ملے گا اور جو کوئی ہر روز زیارت کرے گا تو اس کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ آپؑ نے سدیر ابن حکیم سے پوچھا (اتزور الحسینؑ فی کل یوم قلت لاقال علیه السلام ما اجفاکم) کیا تو ہر روز حسینؑ کی زیارت کرتا ہے سدیر کہتا ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

میں نے کہا کہ یا حضرت نہیں! آپؑ نے فرمایا اس سے بڑھ کر اور ظلم تم اپنے اوپر کیا کرو گے۔

خصائص الحسینیہ میں لکھا ہے کہ امامِ زمان علیہ السلام نے جو حضرت سید الشھدا ءؑ کے لیے مخصوص زیارتیں کی ہیں وہ 30 کے قریب ہیں اس کے بعد انھیں درج کیا ہے اور ان سب کے متعلق روایت ہوئی ہے اور ہر ایک زیارت کے لیئے ایک مخصوص فضیلت اور اثر ہے جو دوسری میں نہیں ہے۔ تمام زیارات میں سے افضل ترین زیارات دو ہیں ایک زیارت عرفہ اور دوسری زیارتِ عاشورہ ان دو میں سے افضل ترین زیارت عاشورہ ہے۔ خدا تعالیٰ بحق محمد و آلِ محمد علیہم السلام ہمیں یہ زیارت پڑھنے کی توفیق دے۔

اسی طرح حسینؑ نے جو اسلام اور شریعت کی خدمت کی ہے اس وجہ سے آپکی زیارت درحقیقت خدا کی زیارت ہے آپکا حرم خدا کا حرم ہے آپکا خون خدا کا خون ہے (السّلام علیک یا نور اللّٰہ الہ و ابن نورہ)

آپکے نور کے زیادہ روشن ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ آپکے اندر بعد میں آنے والے نو اماموں کا نور تھا اور یہی مطلب ہے (نور علیٰ نور) کا یہ وہی نور ہے جو کوہِ طور پر موسیٰ کیلیئے چمکا اور موسیٰ غش کر گئے۔

مجالس المتقین صفحہ 44 مجلس نمبر 10 میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبے کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ لانا صاحب الطور انا ذالک النور و کائنی بعد او اشار بیدہٖ الی الحسین وقدنور نورہ بین عینہ ۔ یعنی میں وہ نور ہوں جو کوہِ طور پر چمکا اس کے بعد اپنے بیٹے حسینؑ کی طرف اشارہ کیا یہی نور حسینی

https://www.shiabookspdf.com/

تھا جو دن میں تین مرتبہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے چہرہ مبارک سے چمکتا تھا۔

جیسا کہ بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۱۱ باب ۲ اور جلد العیون میں علل الشرائع سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے سوال کیا گیا۔ لِمَ سمیت الزھراء الزھراء فقال لانّھا تزھرا الامیر المومنین فی النھار ثلاث مرأت بالنور۔ زہرا سلام اللہ علیہا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کیونکہ آپکا نور امیر المومنین کیلئے دن میں تین مرتبہ چمکتا تھا۔ صبح کے وقت سفید نور۔ ظہر کے وقت زرد نور۔ اور شام کے وقت سرخ نور۔ اس طرح نور فاطمہ علیہا السلام سے ظاہر ہوتا تھا کے اہل مدینہ کے گھر اور گھروں کی دیواریں اور ان کے لباس ان مختلف انوار سے منور اور روشن ہو جاتے تھے۔

"فلم یزل ذالک النور فی وجھھا حتّٰی ولد الحسینؑ وھو یتقلب فی وجوھنا الٰی الیوم اھل بیت امام بعد امام"

اور یہ انوار اسی طرح زہراؑ کی چہرۂ مبارک سے چمکتے رہے یہاں تک کہ حسینؑ پیدا ہوئے اور یہ نور ہم اماموں کی صورت میں قیامت تک گردش کرتا رہے گا یہ وہی نور ہے جس کے متعلق خدا ارشاد فرماتا ہے

یریدون لیطفؤ انور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون"

سورہ صف آیت نمبر ۸

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں لیکن خدا اپنے نور کو مکمل کریگا۔ اگرچہ کافروں کو یہ بات پسند نہ آئے۔ یہ وہی نور ہے جس کے متعلق خود سید الشہداؑ نے فرمایا۔ جیسا کہ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۱۹۳ باب ۲۶ اور عوالم میں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

"وَلاح بحکمتی نور الهدیٰ فی لیال فی الضلالة مدلهمة یریدو الجاهدون لیطفؤا ویابی الله الا ان یتمه" یہ وہی نور ہے جسے اہل کوفہ اور بنی امیہ نے جس قدر بجھانے کی کوشش کی اتنا ہی زیادہ چمکا۔ جیسا کہ لھوف، بحار جلد ۴۵ ص ۵۷ باب ۳۷ عوالم اور مخزن میں ہلال ابن نافع سے نقل کرتے ہیں کہ وہ چمکتا ہے "فوالله مارائیت قتیلاً بدمه احسن منه ولاانور وجهاً ولقد شغلنی نور وجهه وجمال هبیته عن الفکرة قتله" اللہ کی قسم میں نے حسینؑ سے زیادہ حسین خون میں غلطاں مقتول کوئی نہیں دیکھا جس کے چہرے کی نورانیت ہیئت نے مجھے انہیں قتل کرنے سے دور رکھا۔

یہاں تک خونی ملعون نے اس مطہر سر کے نور کو چھپانے کی کوشش کی اور لاکر تنور میں رکھ دیا۔ جیسا کہ ریاض الاحزان تحفۃ المجالس اور دیگر کتابوں میں موجود ہے۔ اور خولی کی زوجہ سے نقل کرتے ہیں کہ آدھی رات کے وقت میں اپنے کمرے سے باہر آئی تو کیا دیکھا کہ پورا گھر چمک رہا ہے۔ جیسا کہ گھر میں ہزاروں مشعلیں اور چراغ جل رہے ہوں۔

بہ حیرتم کہ چراخانہ ام چراغاں است
مگر کہ کعبہ وابن شام عید قربانست

خولی کی بیوی کہتی ہے کہ جب میں تنور کے پاس گئی تو دیکھا کہ اس میں ایک کٹا ہوا سر پڑا ہے۔

بحار اور عوالم میں تنور والی روایت ذکر نہیں ہے بلکہ ان دو کتابوں اور مدینۃ المعاجز، دمعۃ الساکبہ اور مخزن میں لکھتے ہیں کہ خولی ملعون نے سر لاکر لباس

https://www.shiabookspdf.com/

دھونے میں جو برتن استعمال ہوتا ہے اُس کے نیچے رکھ دیا خولی کی بیوی نے دیکھا کہ اُس برتن سے جس میں حسینؑ کا سر رکھا ہوا تھا ایک نور آسمان تک جا تا تھا۔

دمعۃ الساکبہ اور تبرّ االعذاب جو ایک سنی عالم کی کتاب ہے میں لکھا ہوا ہے کہ شمر ملعون سر مطہر کو اپنے گھر لے آیا۔ اور ایک برتن کے نیچے رکھ دیا۔ رات کے وقت اس کی بیوی باہر نکلی تو اس نے سر سے آسمان کی طرف ایک نور اٹھتا ہوا دیکھا۔

کوفہ کے دروازے کے پاس بھی حسینؑ کے مقدس سر سے نور نکلتا ہوا دیکھا گیا۔ جیسا کہ بحاالانوار، جلد نمبر 45 صفحہ نمبر 115 باب نمبر 39 میں مسلم کی روایت موجود ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب سروں کو لایا گیا تو سب سے آگے حسینؑ کا سر تھا۔ وہ سر چاند کی طرح چمکتا ہوا سر تھا۔ وہ سر سب سے زیادہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شباہت رکھتا تھا۔ داڑھی کے بال گھنے اور سیاہ تھے اور انکا چہرہ چمکتے ہوئے چاند کی مانند تھا۔ حضرت زینب علیہا السلام نے بھی جب اُس سر کو دیکھا تو فرمایا (یا ھلالَ لَمّا اِستقم کمالاً)

ای ھلال مہ زینب بکجا بودی تو

دیشب ازخواھر خودازچہ جدا بودی تو

پُر غباراست چراصورتت ای آیۂ نور

گویا منزلِ تو بودہ روی خاکِ تنور

نگر آخر تو بہ زینب کہ چسان پرشدہ

ازغم دوری تو زاروز میں گیرشدہ

مدینۃ المعاجز صفحہ نمبر 272، ریاض المصائب اور ابوفراس کی شرح قصیدہ میں لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ کی اولاد میں سے اٹھارہ سر نیزے پر سوار کرائے گئے اور امام حسینؑ کا

https://www.shiabookspdf.com/

سر نیزے پر تھا۔ اور سر سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا اور ایسے لگ رہا تھا جیسے چودھویں کا چاند۔ اور لوگ آپ کے سر کی روشنی اور چمک سے راستہ طے کرتے تھے۔

ایک عربی شاعر کیا خوب کہتا ہے۔

وانی حسینا یوم سیر براسہ
علی الرمع مثل البدر فی لیلتہ البدر

یعنی حسینؑ کے سر مبارک کو نیزے پر سوار کر کے لے جایا گیا اور سر ایسے چمک رہا تھا۔ جیسے چودھویں کا چاند ہو۔ ایک اور مقام جہاں سر مبارک سے نور چمکا وہ راہب کا عبادت خانہ ہے۔ بحارالانوار میں ہے کہ راہب نے حضرتؑ کے دہن مبارک سے نور چمکتا ہوا دیکھا۔ مدینتہ المعاجز ص ۲۷۳ منتخب اور دمعہ میں لکھتے ہیں کہ قیس نے حسینؑ کے سر کو دیکھا جس سے نور اور روشنی چمکتی ہوئی آسمان کی طرف جا رہی تھی۔ مدینتہ المعاجز اور منتخب میں نقل کرتے ہیں۔ کہ مسہل شہرزوری کہتا ہے۔ میں نے شام میں حسینؑ کے سر کو دیکھا "والنور لیسفع فیه من کنور رسول اللّٰہ" اس سے رسولؐ خدا کے نور کی طرح نور چمک رہا تھا۔ جس سے یزید کا دربار بھی چمک اٹھا۔

ریاض المصائب میں ابومخنف سے نقل کرتے ہیں کہ یزید سر مطہر کو دائیں بائیں ہلاتا تھا۔ آپکے چہرے اور منہ سے نور چمکتا تھا۔ یزید سر کی نورانیت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

یا حسینا یلمع فی نورین
یلمع فی طشتٍ من الجبین

https://www.shiabookspdf.com/

کاٹما　　خف　　بوردتین

کیف رأیت ضرب یا حسینؑ

موئف فرماتے ہیں جیسا کہ مقاتل کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک سے چودہ قسم کے معجزات رونما ہوئے ہیں ایک معجزہ نور ظاہر ہونے کا تھا۔اور باقی تیرہ معجزے آئندہ مجالس میں ذکر کریں گے۔انشاءاللہ۔

الالعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 2

سورہ احقاف آیت نمبر ۱۵ میں خدا فرماتا ہے۔"ووصینا الانسان بوالدیہ احساناً حملته امه کرھا ووضعته کرھاً" مفسرین کے قول کے مطابق آیت کا ظاہر یہ ہے یعنی ہم نے نوع انسان کو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ قرآن مجید میں سات آیات ایسی ہیں۔ جن میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور نیکی کرنے کا حکم موجود ہے۔ چار آیتوں میں والدین کے ساتھ احسان اور نیکی کرنے کا حکم کو اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے۔

سورہ بقرہ آیت نمبر ۸۳ میں ارشاد رب العزت ہو رہا ہے۔"لاتعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احساناً" سورہ نساء آیت ۳۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَاعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوابه شیئًا و بالوالدین احسانًا" سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ہوتا ہے"وقضی ربک لاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانًا" سورہ لقمان آیت ۱۴ میں ارشاد ہوا ہے۔"ان اشکر لی ولوالدیک" ان چار آیات سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا عظیم ترین عبادت ہے۔

جامع السعادہ اور معراج السعادۃ میں حدیث نبویؐ ہے۔"والدین کے ساتھ اچھا سلوک نماز، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحارالانوار اور وسائل الشیعہ میں اصول کافی 27 ص 156 سے نقل کیا گیا ہے راوی نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ ایُّ الاعـمـال افـضـل ۔کونسا عمل افضل ہے۔آپ نے فرمایا "الصلوٰة لوقتها و بر الوالدین و الجهاد فی سبیل اللّٰہ" وقت پر نماز ادا کرنا، والدین سے نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔

کافی اور صافی کی روایت بحار میں درج ہے۔ کہ ابو ولد حناط نے حضرت صادق علیہ السلام سے خدا کے فرمان "و بالوالدین احساناً" کے بارے سوال کیا۔ کہ اس احسان سے کیا مراد ہے تو امامؑ نے فرمایا والدین کے ساتھ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ان کو سوال کرنے کا موقع بھی نہ دو۔ کہ انہیں کسی چیز کی احتیاج ہے۔ اور وہ تجھ سے مانگیں چاہے ان کے پاس وہ چیز موجود ہو۔ اگر ان کے پاس موجود نہ ہو تو اولاد پر واجب ہے کہ ان کی ضروریات کو پورا کریں۔ اس صورت میں کہ اولاد بھی قدرت رکھتی ہو۔

علماء فرماتے ہیں۔ کہ چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا نان ونفقہ انسان پر واجب ہے اول ایسا شخص جو اتنا مجبور ہو کہ کسی طرح بھی کسب معاش نہ کر سکتا ہو۔ اور کسی دوسرے پر اس کا نان ونفقہ واجب نہ ہو تو تمام مسلمانوں پر بطور واجب کفائی اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ہے۔ دوم۔ انسان کا اپنا غلام اور کنیز۔ سوم۔ ایسے حیوانات جن کو انسان اپنے گھر میں پالتا ہے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار ج ۴۲ ص 276 باب ۱۲۷ 85 روایت اور جلد العیون میں فرماتے ہیں جب امیر المومنین علیہ السلام نے 19 رمضان المبارک کو رات کے وقت مسجد جانے کا ارادہ کیا تو گھر میں جو مرغیاں امام حسینؑ کیلئے بطور ہدیہ لائی گئی تھیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرتؑ کے اردگرد جمع ہو گئیں اور آپ کے سامنے آ کر پر پھیلانے لگیں آپ نے ام کلثومؑ سے فرمایا بیٹی میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یا تو ان پرندوں کو آزاد کر دینا۔ یا ان کی غذا اور پانی کا خیال رکھنا۔ کیونکہ انہیں بھوک اور پیاس لگتی ہے۔

امیر المومنینؑ اس بات پر راضی نہ تھے کہ جانور بھوکے پیاسے رہیں لیکن شام کے خرابے میں جب اولادِ علی علیہ السلام بھوکی اور پیاسی تھی اور مولاؑ اُس وقت اُنکی طرف دیکھتے تو۔

چہارم: عقد دائمی والی بیوی اگر نافرمان نہ ہو۔ مجمع الرسائل میں لکھتے ہیں کہ اگر بیوی شوہر کی اطاعت میں نہ ہو تو جب تک اطاعت نہیں کرتی اُسکا نان ونفقہ شوہر پر واجب نہیں ہے۔

پنجم: اولاد کا نان ونفقہ والدین پر واجب ہے جب اولاد فقیر ہو اور والدین امیر۔

ششم: والدین کا نان ونفقہ اولاد پر واجب ہے جب والدین فقیر ہوں اور اولاد امیر ہو۔ کتاب اثناعشریہ اور کلمہ طیبہ میں رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا صدقہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک وہ صدقہ جو 10 برابر اجر رکھتا ہے۔ دوسرا 70 برابر ہے۔ تیسرا 700 برابر ہوتا ہے چوتھا 7000 کے برابر، اور پانچواں 100000 برابر اجر رکھتا ہے۔ رُسولِؐ خدا فرماتے ہیں۔

میں نے پوچھا وہ کونسا صدقہ ہے جو دس برابر اجر رکھتا ہے جبرائیل نے کہا ایسے شخص کو صدقہ دینا جو صحیح وسالم ہو۔ کسی مریض وعلیل کو صدقہ دینا ستر برابر اجر رکھتا ہے والدین کو صدقہ دینا سات سو کے برابر اجر رکھتا ہے۔ جو صدقہ فقراء اور مساکین کو اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے دیا جائے وہ سات ہزار کے برابر اجر رکھتا ہے۔

اور جو صدقہ کسی طالبعلم کو دیا جائے وہ ایک لاکھ اجر کے برابر ہوتا ہے۔

"یسئلونک ماذا ینفقون قُل ماانفقتم من خیر فللوالدین والاقربین"

سورہ بقرہ آیت نمبر 215

تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ اُن سے کہو جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ والدین اور آپ کے قریبوں کیلئے ہے۔

دلچسپ واقعہ

علامہ مجلسی بحارالانوار اور عین الحیات میں امامؑ کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے "ایک بوڑھا شخص روتا ہوا رسولؐ خدا کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لایا۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ یہ میرا بیٹا ہے بچپن سے اس کی تربیت کرر ہا ہوں اور اپنا مال اس کیلئے خرچ کرر ہا ہوں۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور فقیر ہوں میرا یہ بیٹا مالدار ہے۔ اس کے پاس گندم، جو، میوے اور کھجوروں کے انبار ہیں۔ اور سونے چاندی سے تھیلیاں بھری ہوئی ہیں لیکن اپنے مال سے مجھے کچھ نہیں دیتا۔ حضرتؐ نے اُس کے بیٹے کی طرف دیکھا اور فرمایا تو کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا یا حضرتؐ اپنے اہل وعیال کی ضروریات سے زیادہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس مہینے ہم تیرے باپ کو خرچ دیں گے۔ اور باقی مہینوں میں تو دیگا۔ حضرتؐ نے اسامہ کو بلایا اور کہا کہ ایک سو درہم اس شخص کو دے دو تا کہ اپنے اہل وعیال کے اخراجات کو پورا کر سکے دوسرے مہینے کے شروع میں پھر وہ بوڑھا شخص اپنے بیٹے کو لایا اور خدمتِ پیغمبرؐ میں عرض کیا۔ یا حضرتؐ! میرا بیٹا پھر مجھے کچھ نہیں دیتا۔ اُس کے بیٹے نے کہا۔

https://www.shiabookspdf.com/

مالِ دنیا میں سے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے تیرے پاس بہت ساری دولت ہے۔ لیکن آج شام تک تو اپنے باپ سے بھی پریشان تر اور محتاج تر ہو جائیگا۔ جیسے ہی وہ لڑکا اپنے گھر آیا تو اُسکے تمام ہمسائے اکٹھے ہو کر آ گئے۔ کہنے لگے جتنا مال تیرے انبار خانے میں رکھا ہوا ہے اُس سے بد بو آ رہی ہے اور ہم سب تنگ ہیں۔ سب مال گھر سے دور پھینکوا دو۔ جب وہ انبار میں آیا تو کیا دیکھا گندم میوے اور کھجوریں گل سڑ چکی ہیں ان سے بد بو آ رہی ہے پس ہمسائیوں نے اُسے مجبور کیا کہ سارا مال اٹھا کر مدینے سے باہر پھینکوائے۔ اُجرت پر مزدوروں کو بلایا تا کہ تمام مال باہر لے جائیں۔ جب مزدوروں کو اُجرت دینے کیلئے رقم لینے لگا تو اُس نے دیکھا کہ اس کے تمام پیسے سنگریزے بن چکے ہے مزدوروں کو اجرت دینے کیلئے مجبوراً اسے اپنے گھر کا تمام مال فروخت کرنا پڑا۔ بالآخر اتنا فقیر اور محتاج ہو گیا کہ اپنی ایک وقت کی غذا پر بھی قادر نہ تھا۔

آج کے زمانے میں تمام امراء اسی طرح ہیں اگر ایسے لوگ لوٹا ہوا مال جو دوسروں کا حق ہے۔ ان کو ادا کر دیں تو سب فقیر اور محتاج تر ہو جائینگے کیونکہ حقیقت میں ان کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے۔ سب دوسروں کا ہے۔

آخر کار بوڑھے کا بیٹا اسی غم سے مریض ہو گیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ اپنے ماں باپ کے عاق شدہ ہوتے ہیں۔ وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور جان لو جس طرح اس شخص کا مال دنیا میں تباہ و برباد ہو گیا ہے اسی طرح آخرت بھی تباہ و برباده ہو گئی ہے۔ بہشت کے درجات جہنم کے درجات میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے رزق میں وسعت عطا ہوتی

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ عمر لمبی اور فقر دور ہوتا ہے موت آسانی سے آتی ہے۔ اعمال قبول ہوتے ہیں۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۴۴ باب ۲ میں امام صادقؑ سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ سکرات الموت میں اس پر آسانی ہو تو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور اپنے والدین کے ساتھ احسان اور نیکی کرے۔ جب تک زندہ رہے گا فقیر نہیں ہوگا۔ اصول کافی سے (بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۳۴ باب ۲ روایت ۲) میں امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شریک مت کرو۔ اگرچہ تمھیں آگ میں جلا دیں۔ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ زندہ ہوں چاہے مردہ۔

والدین کے حق میں نیکی کرو جو فوت ہو چکے ہوں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ ان کا قرض ادا کرے۔ ان کی نیابت میں نیک اعمال بجائے ان کی نماز، روزہ کی قضا کروائے اور اگر والدین وصیت کر کے فوت ہوں اور قرض بھی گردن پر ہو تو پہلے وصیت پر عمل کیا جائے قرض ادا کیا جائے۔ اس کے بعد وارث باقی ترکہ میں تصرف کر سکتے ہیں۔

مرحوم شیخ جعفر شوستری اعلی اللہ مقامہ رسالہ منہاج الرشاد میں لکھتے ہیں۔ باپ کا گھر اگرچہ باپ کی موت ہی سے بیٹے کی ملکیت بن جاتا ہے۔ لیکن جب تک باپ کا قرض ادا نہ کرے۔ اس گھر میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں اگر قرض خواہ اجازت دیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد فرماتے ہیں علماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے۔ اگر ترکہ دو لاکھ اور قرضہ ایک کھوٹا سکہ ہو تو جب تک اسے ادا نہ کیا جائے ترکہ میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

رسولِ خدا! اُس شخص سے فرماتے ہیں۔ اگر تیرے والدین تجھے حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اپنا مال خرچ کر تو ایسا کر۔ کیونکہ ایسا کرنا عین ایمان ہے۔

بحارالانوار جلد نمبر 74، صفحہ نمبر 34، باب نمبر 2

علماء کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدین کی اطاعت واجب ہے مگر اُس صورت میں جب حرام کے بجالانے اور واجب کے ترک کرنے کا حکم نہ دیں۔ "لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق" یعنی خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔

علماء فرماتے ہیں کہ مباح اور مستحب کاموں میں والدین کی اجازت اور اذن شرط ہے۔ کچھ علما فرماتے ہیں کہ مباح اور مستحب میں والدین کی اجازت لازمی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ روکیں تو بجا نہ لائے۔

مجمع الرسائل میں علماء فرماتے ہیں۔

مسئلہ: اگر ماں اور باپ دونوں علیحدہ علیحدہ حکم دیں تو جہاں تک ممکن ہو سکے تو اولاد کو چاہیے دونوں کو راضی رکھے۔ مرحوم مہدی نراقی جامع السعادۃ اور احمد نراقی معراج السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ والدین کی اطاعت واجب ہے اور ان کو راضی رکھنا ضروری ہے۔ والدین کی اجازت کے بغیر اولاد کے لیے مستحبات اور مباحات کا بجالانا

https://www.shiabookspdf.com/

جائز نہیں ہے۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ طلب علم میں والدین کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر واجبات مثل روزہ، نماز، رسول، عقائد کا علم ہو تو اس وقت اجازت ضروری نہیں اور یہ بھی اس وقت میں کہ اگر اس کے اپنے شہر میں کوئی تعلیم دینے والا موجود نہ ہو اور اگر موجود ہو تو سفر کرنا جائز نہیں۔

یہ مطلب جو اِن دو علماء نے فرمایا ہے۔ روایات میں بھی موجود ہے۔ والدین کے حقوق کا خیال نہ رکھنا حد سے زیادہ ناانصافی اور بے مروتی ہوگی۔ کیونکہ والدین جو اپنے بچے کی تربیت اور پرورش میں تکالیف اور زحمتیں اٹھاتے ہیں اور اپنے بچے کی ایک پھول کی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ راتوں کو جاگ کر بچے کی خاطر اپنی نیند حرام کرتے ہیں اور دونوں اپنے بچے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہر طرح اپنے آپ کو آمادہ رکھتے ہیں۔ اگر بچہ مریض ہو جائے تو اس کے علاج کے لیے ہزاروں کوششیں کرتے ہیں خود بھوک برداش کر لیتے ہیں لیکن اپنے بچے کو بھوکا اور پیاسا نہیں دیکھ سکتے۔ والدین اپنی اولاد کے لیے اتنا کچھ کرتے ہیں۔ اور اولاد کا سب سے پہلا کام والدین سے دشمنی اور عداوت رکھنا ہے۔ جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔

"ان من ازواجکم و اولاد کم عدواً لکم فاحذروھم"

(سورۃ تغابن آیت نمبر 14)

''یعنی تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں۔ پس اُن سے بچو۔

اور یہ اولاد تمام کاموں میں اپنے والدین کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ انھیں حکم دیتے ہیں کہ ایسا کرو اور اگر ایسا نہ کریں تو انھیں برا بھلا کہتے ہیں کہ آپ نے ایسا کیونکر کیا؟ اور ایسا کیوں نہیں کیا؟ حتیٰ کہ اگر دونوں والدین غریب ہوں تو

https://www.shiabookspdf.com/

اُنھیں مارنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

ایک بیٹے کو دیکھا گیا کہ باپ کی داڑھی کو پکڑا ہوا ہے اور اُس کے سر پر مار رہا ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے اور اُسے کہنے لگے کہ کچھ حیا کر۔ باپ کی توہین کر رہا ہے بیٹا آگے سے جواب دیتا ہے کہ تم اپنا کام کرو۔ میں جانوں اور میرا باپ تمہیں کیا۔

آج کے دور میں جوان اولاد اپنے والدین کو غلام اور کنیز تصور کرتے ہیں۔ اگر والدین اُن کی بات نہ مانیں تو جو زبان پر آئے اُن سے کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

"فلا تقل لهما اف" سورہ اسراء۔ آیت نمبر23،

یعنی ماں اور باپ کو اُف تک نہ کہو۔

حدیث میں ملتا ہے۔ اگر اُف سے کم تر کلمہ ہوتا تو خدا اُسے ذکر کرتا۔ اور اُس سے نہی کرتا۔ مختصر یہ کہ جب تک انسان خود باپ نہ بنے اور صاحب اولاد نہ ہو۔ اُس وقت تک والدین کے مقام اور قدر کا اُسے پتہ نہیں چلتا۔ اور اُن کے دل کے حال سے آگاہ نہیں ہوتا۔

کچھ امیر عورتیں بچے کو پیدا ہوتے ہی آیہ کو دے دیتی ہیں اور اپنا دودھ خشک کر لیتی ہیں۔ اس کے بعد جب بچہ دودھ چھوڑتا ہے تو کسی اور کے سپرد کر دیتی ہیں تا کہ بچے کی تربیت کرے حتیٰ کہ کچھ والدین تو کئی سال یا کئی مہینے بچے کی شکل نہیں دیکھتے۔ اور جب بچہ پانچ، چھ سال کا ہوتا ہے تو اُسے ہاسٹل یا (Booding

https://www.shiabookspdf.com/

(House میں داخل کروا دیتے ہیں۔

بچے کو ہر چیز ریڈی میٹ ملتی ہے۔ نہ بچے کو والدین کی خبر ہے اور نہ ہی والدین کو بچے کی۔

لیکن جو والدین غریب ہوں تو ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ ماں خود آیہ بنتی ہے اور باپ اولاد کے ہر کام کرتا ہے۔ اور دونوں مل کر اپنے بچے کی تربیت کرتے ہیں۔ لیکن جب اولاد جوان ہوتی ہے تو اپنے ماں باپ کی تمام خدمات اور زحمات فراموش کر دیتی ہے۔ بلکہ ماں اور باپ کو ایک غلام اور کنیز کی طرح سمجھتی ہے۔

اولاد کو خیال رکھنا چاہیے۔ خاص طور پر ماں کے حق کی رعایت کرنا لازمی ہے کیونکہ ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔

(بحار الانوار ج 74، ص 82، روایت 89، ب 2) منہج الصادقین میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص خاتم الانبیاء، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ۔ میں کس کے ساتھ نیکی کروں۔ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ماں کے ساتھ چوتھی مرتبہ فرمایا۔ باپ کے ساتھ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کیونکہ ماں زیادہ تکلیفیں اُٹھاتی ہے۔ جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے

"حملته امه كرهاً و وضعته كرهاً" سورہ احقاف آیت نمبر 15

یعنی جب انسان کی ماں حاملہ ہوئی تو بڑی تکلیف کے ساتھ اُس کو پیدا کیا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولؐ خدا کی

https://www.shiabookspdf.com/

خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ میں نے بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں اُس نے کہا کہ باپ زندہ ہے آپؐ نے فرمایا جاؤ باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ اے کاش اس کی ماں زندہ ہوتی کیونکہ "االجنة تحت اقدام الامهات" یعنی جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

زبدة التصانیف میں ہے کہ انسان اگر ساری عمر اپنی ماں کے سامنے ایک پاؤں پر کھڑا رہے تو ماں کے ایک دفعہ دودھ پلانے کے برابر نہیں ہو سکتا انوار نعمانیہ میں لکھا ہے کہ رسولؐ اللہ کے زمانے میں ایک شخص مر گیا۔ اُسے دفن کرنے کیلئے لے جایا گیا لیکن زمین نے اُسے قبول نہ کیا۔ پیغمبرؐ کو اس کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا اُس کی ماں اُس سے راضی نہیں ہے۔ اُس کی ماں کے پاس کسی کو بھیجا گیا تا کہ وہ راضی ہو جائے۔ جب ماں راضی ہوئی تو زمین نے اُسے قبول کر لیا۔

روایات میں ملتا ہے کہ جو کوئی ماں کو ناراض کرے گا تو مرتے وقت اُس کی زبان بند ہو جائے گی اور کلمۂ شہادت پڑھنا نصیب نہیں ہو گا۔ اور ایسا شخص توبہ کے بغیر دنیا سے کافر مرے گا۔

جیسا کہ شیخ صدوق من لا یحضرہ الفقیہ میں اور علامہ مجلسی بحار الانوار ج 74، ص 75 پر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا رسولؐ خدا کے زمانے میں مدینہ میں ایک شخص کی مرض الموت میں زبان بند ہو گئی۔ رسولؐ خدا اُس مرد کے پاس آئے اور فرمایا۔ پڑھو "لا الہ اِلّا اللّٰہ" نہ پڑھ سکا۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا لیکن نہ پڑھ سکا۔ ایک عورت اُس مرد کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا

https://www.shiabookspdf.com/

اس کی ماں ہے؟ اُس عورت نے عرض کیا۔ ہاں! یارسولؐ اللہ میں اس کی ماں ہوں آپؐ نے فرمایا۔ کیا تو اپنے بیٹے سے راضی ہے؟ اُس نے عرض کیا نہیں یارسولِؐ خدا۔

بحار الانوار کی روایت کے مطابق عورت نے کہا میں چھ سال سے اس سے ناراض ہوں۔ اور اس سے بات نہیں کی۔ آپؐ نے اُس عورت سے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں تو اس سے راضی ہو جا۔ اُس نے عرض کیا۔ یارسولؐ اللہ آپؐ کی خوشنودی کے لیے میں اس سے راضی ہوئی۔ اس کے بعد رسولِؐ خدا نے اُس مرد سے فرمایا کہو۔ "لا الہ اِلّا اللّٰہ" فوراً اُس کی زبان کھل گئی اور "لا الہ اِلّا اللّٰہ" پڑھ لیا۔ آپؐ نے فرمایا کہو "یا من یقبل الیسیرو یعفو عن الکثیرا قبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر انک انت الغفور" یعنی اے وہ ذات جو قلیل عمل قبول فرما۔ کثیر گناہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اُس مرد نے تمام کلمات دہرائے۔ اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا کیا نظر آ رہا ہے؟ عرض کیا دو سیاہ صورتیں میرے پاس آئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ان کلمات کو دوبارہ پڑھو اُس نے دوبارہ پڑھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ عرض کرنے لگا وہ دو سیاہ صورتیں چلی گئی ہیں اور دو سفید صورتیں آ گئی ہیں اور میری روح قبض کرنا چاہتی ہیں۔ اور اُسی وقت وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مصیبتیں، بلائیں، تکلیفیں، رسوائیاں اور عمر جو کم ہوتی ہے وہ والدین کو ناراض کرنے سے ہوتی ہے علامہ مجلسیؒ بحار الانوار اور حلیۃ المتقین ص 97 میں امام باقر علیہ السّلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا نام جریح تھا۔ اپنے عبادت خانے میں عبادت میں

https://www.shiabookspdf.com/

مشغول تھا۔ اُس کی ماں نے آ کر اُسے آواز دی اُس نے کوئی جواب نہ دیا وہ چلی گئی پھر آ کر آواز دی۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ واپس لوٹ گئی تیسری مرتبہ آ کر آواز دی اُس نے کوئی جواب نہ دیا تو کہنے لگی میں بنی اسرائیل کے خدا سے دعا کرتی ہوں کہ تجھے سزا دے۔

صبح ہوئی تو ایک فاحشہ عورت نے آ کر جریح کے صومعہ (عبادت خانے) کے پاس آ کر بچہ جنا۔ اور کہنے لگی یہ جریح کا بچہ ہے۔ جب لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو کہنے لگے یہ ہمیں وعظ ونصیحت کرتا ہے اور بُرا بھلا کہتا ہے کہ زنا نہ کرو حالانکہ خود اس نے زنا کیا ہے جب بادشاہ کو پتہ چلا تو اُس نے جریح کو پھانسی کا حکم دیا۔ اُس کی ماں آئی اور اُسے تھپٹر مارنے کا ارادہ کیا۔ جریح نے ماں سے کہا ایسا نہ کرو۔ میں جانتا ہوں یہ سب کچھ آپکی بددعا کی وجہ سے ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا ہمیں کیسے پتہ چلے کہ تو سچ کہہ رہا ہے۔

جریح نے کہا عورت کے اس بچے کو میرے پاس لایا جائے جب بچے کو لایا گیا تو اُس نے بچے سے پوچھا۔ تیرا باپ کون ہے اُس بچے نے کہا فلاں قبیلے کا فلاں شخص۔ پس خدا نے اُس بچے کے ذریعے جریح کی طرف زنا کی نسبت دینے والوں کو جھوٹا ثابت کیا۔ اس کے بعد جریح نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہے گا ہمیشہ اپنی ماں کی خدمت میں رہے گا۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار (ج 74، ص 38، روایت 2 ب 2)

میں فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا، اگر جریح

https://www.shiabookspdf.com/

عالم ہوتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ ماں کا جواب دینا نماز سے بھی افضل ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نافلہ نمازوں کو ماں کے بلانے پر قطع کیا جا سکتا ہے۔

آیت مذکورہ کی صافی اور بحار الانوار (ج 69 ص 266، ب 37)

اور کافی میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تاویل کی گئی ہے۔ یعنی مذکورہ آیت میں جس انسان کو وصیت کر رہا ہے۔ اُس سے مراد سید الشہداء علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا گیا کہ کسی ماں نے بیٹا جنا ہو اور کراہت محسوس کرے۔ لیکن جب حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو فاطمہ علیہا السلام رونے لگ گئیں۔ کیونکہ اُنھیں معلوم تھا کہ اُسے شہید کر دیا جائے گا۔

بحار الانوار (ج 44، ص 292، ب 34) میں کامل الزیارۃ سے نقل کرتے ہیں کہ فاطمہ علیہا السلام نے رسولِ خدا سے عرض کیا بابا مجھے ایسا بیٹا نہیں چاہیے جسے آپ کی اُمت شہید کر دے گی رسولِ خدا نے اپنی بیٹی سے فرمایا۔ اے بیٹی تیرے اس بیٹے کی نسل میں خدا نے امامت، ولایت، اور وصایت قرار دی ہے۔ فاطمہ علیہا السلام یہ سن کر خوش ہو گئیں۔

بحار الانوار اور عوالم میں فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ علیہا السلام کو حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر ملی تو بہت روئیں اور رسولِ خدا سے عرض کرنے لگیں۔ بابا یہ کس زمانے میں ہوگا آپؐ نے فرمایا جب نہ میں ہوں گا اور نہ تو اور نہ ہی علی علیہ السلام بی بی رونے لگ گئیں اور عرض کیا بابا جان۔ پھر میرے بیٹے پر کون روئے گا۔ اور کون عزاداری کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ بیٹی میری اُمت کی عورتیں اہل

https://www.shiabookspdf.com/

بیتؑ کی عورتوں پر گریہ کریں گی اور مرد اہل بیتؑ کے مردوں پر روئیں گے۔ اور ہر سال اسی طرح یہ لوگ تیرے حسین علیہ السلام کی نسل بعد از نسل عزاداری کرتے رہیں گے۔ بیٹی قیامت کے دن تو ان کی عورتوں کی شفاعت کرے گی۔ اور میں انکے مردوں کی شفاعت کرونگا۔ ان میں سے جو کوئی بھی حسین علیہ السلام کی مصیبت پر روئے گا۔ ہم اُسکا ہاتھ پکڑ کر اُسے جنت میں لے جائیں گے۔ اے فاطمہؑ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی۔ مگر وہ آنکھ نہیں روئے گی جو حسین علیہ السلام پر گریہ کرے گی۔ بلکہ وہ جنت کی نعمتوں میں خوش وخرم ہوگی۔

بحارالانوار اور عوالم میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن فاطمہ علیہا السلام نے حسین علیہ السلام کو پکڑا ہوا تھا۔ رسولِؐ خدا نے اُن سے لے کر فرمایا۔

"لعن اللہ قاتلک و لعن اللہ سالبک" یعنی خدا تجھے قتل کرنے والے پر لعنت کرے اور تجھے برہنہ کرنے والے پر لعنت کرے فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا بابا جان آپؐ کیا فرما رہے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ بیٹی مجھے وہ وقت یاد آ گیا کہ جب میرے اس بیٹے پر مصائب اور تکلیفیں آئیں گی۔ فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا۔ کیا حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں بیٹی حسین علیہ السلام کو ایسے قتل کیا جائے گا۔ کہ اس سے پہلے کسی اور کو ایسے قتل نہ کیا گیا ہوگا۔ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا۔ "یا ابة انا لِلّٰہِ و بکت"

یعنی ہائے بابا جان اِنّا لِلّٰہِ اور گریہ کرنے لگی رسولِؐ خدا نے فاطمہ علیہا السلام کے کان میں کوئی بات کی اور اُنھیں خوشخبری دی تو وہ عرض کرنے لگیں۔ بابا جان میں

https://www.shiabookspdf.com/

راضی ہوں اور خدا پر توکل کرتی ہوں۔ پھر رسولِ خدا نے فاطمہ علیہا السلام کے دل اور آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو انھیں سکون اور اطمینان مل گیا۔

ہائے فاطمہ علیہا السلام نے تو فقط یہ سن کر گریہ شروع کر دیا کہ میرا حسینؑ قتل ہو جائے گا۔ لیکن گیارہ محرم کی رات کو حسین علیہ السلام کی ماں کی حالت کیا ہوگئی ہوگی جب حسین علیہ السلام کو قتل گاہ میں دیکھا ہوگا۔ سر کٹا ہوا ہے۔ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہے

سیّد جزائری لکھتے ہیں کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اِلّا یا نور عینی یا حسینًا

فمن قطع الیسار مع یعمینًا

من ارداک فی الید طریحًا

ومن ایتم بناتک والبنینا

ولعنتہ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 3

خداوند قدوس نے سورۂ مومنون آیت ۱۲۔۱۴ میں فرمایا:

"ولقد خلقنا الانسان من طين. ثم جعلناه نطفة فى قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً ثم انشأناه خلق آخر فتبارك اللّٰه احسن الخالقين"

خدا کی معرفت کے طریقے مختلف ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان خود اپنی معرفت حاصل کرے۔ یعنی اپنی خلقت کی کیفیت اور حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے اور اس چیز کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔ کہ خدا نے اس کی خلقت کے راز اور حکمتیں کس طرح اس کے اندر چھپا رکھیں ہیں۔ طب کے ساتھ تعلق رکھنے والے علماء نے انسان کے اعضاء و جوارح کے فوائد اور منافع کے متعلق مفصل کتابیں تحریر کی ہیں۔

علامہ مجلسی بحار الانوار کی کتاب مسماۃ والعالم میں فرماتے ہیں۔ کہ حکماء نے انسان کے اعضاء و جوارح کے پانچ ہزار فائدے اور خصوصیات بیان کی ہیں۔ حالانکہ جو فائدے معلوم نہیں ہیں۔ وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں۔ کتاب فوائد المشاہدات جو شیخ جعفر شوستری کی تقریروں کا مجموعہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اس بدن عنصری میں تین ہزار اعضاء اور چودہ ہزار قوی چھپا رکھے ہیں۔ پس انسان کو چاہیے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ وہ غور و فکر کرے اور اپنی خلقت کی معرفت حاصل کرے کہ خدا نے عناصر اربعہ (ہوا، پانی، مٹی، آگ) کو کس طرح یکجا کر رکھا ہے۔ اور کس طرح ان کو مرتب کیا ہوا ہے۔ تا کہ اپنے خالق کی معرفت حاصل کر سکے۔ جیسا کہ حدیث میں موجود ہے "من عرف نفسه فقد عرف ربّه" غرر الحکم ج ۲ ص ۱۶۴ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی۔ یعنی انسان نے جب یہ جان لیا۔ کہ اس نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا اور نہ ہی اس کی طرح کسی اور سے پیدا کیا ہے تو وہ جان لے گا کہ اس کا خالق کس طرح سے بھی اس جیسا نہیں ہے۔ اور نہ ہی مخلوقات کی مانند ہے۔ عقل مند انسان جب اپنی عاجزی، محتاجی اور فنا ہونے کو دیکھتا ہے۔ تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اس کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ جس نے اس کی خلقت میں مختلف قسم کی حکمتوں اور قدرتوں کو ظاہر کیا ہے۔ جو عاجز ہے نہ محتاج اور نہ ہی اسے فنا ہے۔ بلکہ وہ ایسی ذات ہے۔ جو تمام نقائص سے پاک و منزا ہے۔ اور تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے۔ اسی لیے کائنات کی ہر چیز فطری طور پر اپنے خالق اور صانع کی پاکیزگی کو بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ خداوند متعال سورہ اسراء کی آیت ۴۴ اور سورہ تغابن کی آیت نمبر ا میں ارشاد فرماتا ہے۔ "وان من شیئ الاّ یسبح بحمده ولٰکن لا تفقهون تسبیحهم" کائنات کی ہر شے خدا کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ اسی طرح فرمایا ہے کہ "یسبح للّٰه مافی السمٰوات والارض" یعنی آسمان اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب خدا کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

چوں مسبح کردہ ہر چیز را
ذات بی تمیز و با تمیز را

https://www.shiabookspdf.com/

ہر یکی تسبیح ہر نوع دیگر
گوید واز حال آن ابن بی خبر
آدمی منکرِ زِ تسبیح جماد
وآن جماد اندر عبادت اوستاد

یہاں تک کہ ہمارے تمام اعضاء و جوارح بلکہ بدن کے تمام بال بے اختیار خدا کی تسبیح کرتے ہیں جو فضیلت تسبیح اختیاری میں ہے وہ بے اختیاری میں نہیں ہے۔ اسی لیے خدا نے اپنے تمام بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اختیاری طور پر اس کی تسبیح کریں۔ ارشادِ قدرت ہے "وسبحوه بكرة و اصيلاً" یعنی صبح و شام تسبیح کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ذکر تسبیح باقی تمام اذکار سے افضل و اشرف ہے۔ جب "سبحان اللّٰه" پڑھا جاتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذات واجب الوجود تمام عیبوں اور نقائص سے مبرا اور منزّا ہے۔ یعنی خدا نہ جاہل ہے نہ عاجز نہ بخیل ہے نہ پست خصلت، نہ محتاج ہے نہ ظالم۔ اسے موت نہیں آتی اسے فنا نہیں۔ اس کی کوئی ضد نہیں۔ کوئی ہمسر و ہمتا نہیں۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ مثل۔ حقیقت میں یہ کلمہ سبحان اللّٰه، کلمہ توحید کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اسی لیے عین الحیات ص ۵۸۸ میں امیر کائنات فرماتے ہیں جو کوئی ایک مرتبہ سبحان اللّٰه کہتا ہے تو تمام ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ سبحان اللّٰه کے نیچے تمام صفات سلبیہ مندرج ہیں اور الحمدللّٰه کے نیچے تمام صفات ثبوتیہ مندرج ہیں عین الحیات کے ص ۵۸۹ میں فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی ایک مرتبہ الحمدللّٰه کہتا ہے تو تمام نعمتوں کا شکر بجالاتا ہے۔ بہت سی آیات و روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبان پر جاری ہونے والے اذکار میں سے

https://www.shiabookspdf.com/

بہترین ذکر یہ دو کلمے یعنی الحمدللہ اور سبحان اللہ ہیں جوکوئی ان دوکلموں کو زبان پر جاری کرتا ہے اور اس کے معنی بھی جانتا ہے تو اس کی توحید کامل ہے اہل بہشت باوجود اس کے کہ ان پر عبادت واجب نہیں ہے۔ ہمیشہ ان دوکلموں کو اپنی زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان دوکلموں کے فوائد اور لذتیں انہیں معلوم ہیں۔ جیسا کہ خدا سورہ یونس آیت نمبر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

"دعوٰھم فیھا سبحانک اللّٰھم و تحیتھم فیھا سلام آخر دعوٰھم ان الحمد للّٰہ رب العالمین" مفسرین کے مطابق اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ اہل بہشت جو خدا کو پکارتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تجھے عیب و نقص سے پاک سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعارف سلام کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور ان کی آخری بات الحمد للّٰہ ہوتی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اہل بہشت کے لیے تمام لذتوں سے بڑھ کر الحمد للّٰہ اور سبحان اللّٰہ کہنے کی لذت ہے۔ خدا تعالیٰ آیت مذکورہ میں خلقتِ انسانی کی کیفیت کو بیان فرمارہے ہیں اس لیے فرمایا ہے۔ "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین" ہم نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ کیونکہ حقیقت میں انسان نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور نطفہ کی حقیقت مثل نباتات گندم، جو اور دوسری کھانے والی چیزیں ہیں۔ اور یہ سب چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "منھا خلقنا کم"

"ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین" پھر ہم نے نسل آدم میں ایک محکم جگہ نطفہ قرار دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اب یہ بحث کہ غذا کس طرح نطفہ بنتی ہے اس کی تفصیل علامہ مجلسیؒ بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۸۵ ب ۴۲ میں فرماتے ہیں کہ طبیب حضرات کا کہنا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر تین قوتیں رکھی ہوئی ہیں۔ پہلی غاذیہ۔ دوسری نامیہ۔ تیسری مولدہ۔ قوتِ غاذیہ کیلئے چار قوتیں ہیں۔ پہلی جاذبہ۔ جو غذا کو حلق اور معدے کی طرف لے کر جاتی ہے۔ دوسری ماسکہ۔ جو غذا کو معدے میں روکے رکھتی ہے۔ تیسری ہاضمہ۔ جو غذا کو ہضم ہونے میں مدد دیتی ہے چوتھی دافعہ۔ جو باہر نکالتی ہے۔

انسان غذا کا کوئی لقمہ کھاتا ہے تو عناصر اربعہ (پانی، ہوا، مٹی، آگ) سے مرکب ہوتا ہے۔ اس لقمے کے بدن میں چار حصے ہوتے ہیں۔ اگر چہ وہ ایک دانہ گندم کا بھی کیوں نہ ہو۔ ایک حصہ خون بنتا ہے۔ دوسرا سودا۔ تیسرا بلغم اور چوتھا حصہ صفراء۔ ان چاروں کو اخلاطِ اربعہ کہتے ہیں۔ جب تک یہ چاروں چیزیں اپنی حد میں رہ کر کام کرتی ہیں۔ تو انسان صحیح و سالم اور تندرست رہتا ہے۔ کیونکہ بدن کا استحکام اور سالم رہنا ان چاروں سے مربوط ہے۔ جیسے ہی ان چاروں میں سے کوئی ایک فاسد ہو گیا۔ اور ان میں سے کسی ایک نے دوسروں پر غلبہ حاصل کر لیا تو انسان مریض ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے ڈاکٹر اور دوا کی احتیاج محسوس ہوتی ہے۔

شیخ نے گلستان میں کیا خوب کہا۔

چار طبع مخالف سرکش
چند روزی شوند باہم خوش
چوں یکی زین چہار شد غالب
جان شیریں برآید قالب

https://www.shiabookspdf.com/

انسان کے بدن میں تین چیزیں نطفہ بنتی ہیں۔ جوہر۔ صفوہ اور خلص۔ علامہ مجلسیؒ کتاب سماء والعالم میں لکھتے ہیں کہ رسولِ خداؐ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جائے تو بیٹا پیدا ہوتا ہے اور اس کی شکل باپ اور اس کے رشتہ داروں سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو اُس کی شکل ماں اور اُس کے رشتہ داروں سے شباہت رکھتی ہوگی۔ طبیب حضرات اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اگر مرد کی منی زیادہ ہو تو بیٹا اور اگر عورت کی منی زیادہ ہو تو بیٹی پیدا ہوگی۔

آئمہ اطہار علیہم السّلام کی روایات کثرت سے موجود ہیں جن میں ملتا ہے کہ چالیس دن تک نطفہ اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے اس کے بعد علقہ یعنی خون کا لوتھڑا بنتا ہے جو چالیس دن تک اُسی حالت میں رہتا ہے اس کے بعد مضغہ بنتا ہے اور چالیس دن تک اُسی حالت میں رہتا ہے۔ پھر مضغہ سے ہڈیاں بنتی ہیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت آتا ہے جیسے خداوند فرماتا ہے۔ **"فکسونا العظام لحماً"** علامہ مجلسی سماء والعالم میں کافی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسین بن خالد نے حضرت ابوالحسن علی علیہ السّلام سے سوال کیا۔ کہ ہمارے روای روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا جو شراب خور ہو چالیس دن تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ آپؑ نے فرمایا۔ سچ کہتے ہیں عرض کیا کس طرح نہ کم نہ زیادہ۔ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی آپؑ نے فرمایا! اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا انسان کی خلقت میں چالیس دن تک رحم میں نطفہ کو باقی رکھتا ہے۔ چالیس دن تک علقہ اور چالیس دن تک مضغہ کو پس جب کوئی شراب پیتا ہے تو چالیس دن تک اُسکا اثر اُسکے اعضاء میں باقی رہتا ہے یہ وہ مدت

https://www.shiabookspdf.com/

ہوتی ہے جس میں وہ اثر اُسکی خلقت میں منتقل ہو جاتا ہے۔اسی طرح جو پانی یا غذا کھاتا ہے اُسکا اثر بھی چالیس دن تک اعضاء میں باقی رہتا ہے۔اور یہ چالیس کا عدد ایک متبرّک عدد ہے اسی وجہ سے بہت سے اُمور، ریاضیات اور عبادات اس عدد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔اور جب اس عدد تک پہنچتی ہیں تو تکمیل پا جاتی ہیں۔ بلکہ اس چالیس کے عدد پر بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔جیسا کہ حاجی نوری علیہ الرحمتہ نے کلمہ طیبہؔ کے حاشیہ میں سند کے بغیر چالیس حدیثوں کونقل کی ہے۔ جن میں چالیس کا لفظ اور عدد موجود ہے۔اُن حدیثوں میں سے کچھ یہ ہیں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔اگر چالیس افراد میرے پاس ہوتے تو میں جہاد کرتا۔دوسری حدیث۔جب حضرت امام زمان علیہ السّلام ظہور فرمائیں گے تو ہر مرد کو چالیس مردوں کے برابر طاقت عطا فرمائیں گے۔تیسری حدیث۔مرنے کے بعد بدن کے ساتھ روح کا تعلق چالیس دن تک رہتا ہے۔چوتھی حدیث۔ حضرت داودؑ علیہ السّلام نے اپنے ترکِ اولیٰ پر چالیس دن تک گریہ کیا۔پانچویں حدیث! حضرت آدم علیہ السّلام نے ہابیل پر چالیس دن تک گریہ کیا۔

ان احادیث کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔جن میں چالیس کے لفظ اور عدد کو ذکر کیا گیا ہے۔اسی کو میں کچھ یہاں اور بعض کو دوسری مجالس میں ذکر کرونگا۔

ایک روایت یہ ہے شیخ صدوق علیہ الرحمتہ کتاب خصال صفحہ نمبر 242۔241 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا"من قدم اربعین رجلاً من اخوانه فدعالهم ثم دعا لنفسه استجیب له فیهم وفی نفسه"یعنی جو کوئی دعا کرتے وقت پہلے اپنے چالیس مومن بھائیوں کے لیے دعا

https://www.shiabookspdf.com/

کرے اور پھر اپنے لیے دعا کرے تو خدا اُسکی دعا کو چالیس مومنوں کے متعلق اور خود اُس دعا کرنے والے مومن کے متعلق قبول کر لیتا ہے۔

اِسی طرح حضرت ابو عبداللہ علیہ السّلام سے روایت ہے۔آپؑ فرماتے ہیں "اذامات المومن فحضر جنازته اربعون رجلامن المومنين فقالو! اللّٰهم انا لانعلم منه الاخيراً و انت اعلم به منا. قال اللّٰه تبارک وتعالىٰ انى قد اجزت شهادتكم و غفرت له ماعلمتهاوانتم لا تعلمون" خصال صفحہ نمبر 583

یعنی جب کوئی مومن مرتا ہے اور چالیس مومنین اُس کے جنازے پر آکر یہ کہتے ہیں کہ اے خدا ہم سوائے خیر کے اس سے اور کچھ نہیں جانتے اور تو اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے تو خدا فرماتا ہے۔میں نے تمہاری گواہی کو قبول کر لیا۔اور میں نے اُن گناہوں کو معاف کر دیا۔جو میں جانتا ہوں اور تم نہیں جانتے۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا"من حفظ من اُمتى اربعين حديثاً مما يحتاجون اليه من امر دينهم بعثه اللّٰه يوم القيامة فقيهاً عالماً"

(کتاب خصال ص542۔541)

یعنی جو شخص میری امت میں سے ایسی چالیس احادیث حفظ کرے جن کی طرف دین کے معاملات میں ضرورت رہتی ہے تو خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ایک فقیہہ عالم بنا کر مبعوث کرے گا۔

کتاب خصال کے صفحہ نمبر 538 میں ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا" من كان يومن باللّٰه واليوم الاخر، فلا يترک حلق عانته فوق الاربعين فانَ لم يجد فليستقرفى بعد الاربعين و لا يؤخر"

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ ناف کے نیچے بالوں کو چالیس دنوں سے زیادہ نہ رکھے اگر پیسے پاس نہ ہوں تو چالیس دنوں کے بعد قرض لے...... کتاب خصال میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ انسان کی ترقی چالیس تک ہے۔ جیسے چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو انسان کی توانائی کم ہونے لگ جاتی ہے۔

آدمی را اندک آن ھام
تاچہل سالش کند مرد تمام

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ چالیس سال سے پہلے کسی پیغمبر پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

کلمہ طیبہ میں روایت ہے کہ خدا نے چالیس سال تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نورانی ادب کے ساتھ مودٔب کیا اس کے بعد اُنھیں پیغمبری عطا کی۔ اور دین کے معاملات اُن کے سپرد کیئے۔ خصال میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔ چالیس سال کی عمر تک خدا اپنے بندے کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے چالیس سال گذرنے کے بعد اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ اب اس بندے پر سختی کرو۔ اور اس کے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کو لکھو۔ بندہ جب چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے۔ "خذ حذرک فانک غیر معذور" یعنی خبردار اب تیرا اعذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔

چہ دوران عمراز چہل درگذشت
مزن دست وبا کہ آیا ازسر گذشت

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار کی کتاب سماء والعالم ج 66 ص 165 ب 7 میں تیس کے قریب حدیث رسولؐ خدا سے انار کھانے کی فضیلت میں ذکر کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہر انار میں ایک جنت کا دانہ ہوتا ہے جو کوئی ناشتے میں ایک انار کھائے تو چالیس دنوں تک اُس کا دل نورانی رہتا ہے۔ اور چالیس دنوں تک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

ایک اور روایت میں فرماتے ہیں "من اخلص للّٰہ اربعین صباحاً فتح اللّٰہ ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه" جو کوئی چالیس دن تک اللہ کیلئے خلوص اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ حکمت کے چشمے اس کے دل سے زبان پر جاری کر دیتا ہے۔

شرح شافیہ میں "وقوف مولانا امیر المومنین علیہ السّلام التی تصدق بھا وجعلنا صدقة فی سبیل اللّٰہ یبلغ کل سنة اربعین الف مثقال من ذھب" یعنی حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہم نے جو راہ خدا میں صدقہ دیا ہے وہ ہر سال سونے کے ہزار مثقال ہیں۔

اسرار الشہادہ میں روایت ہے کہ "إن لکل نبی قوة اربعین رجلاً، ولخاتم الانبیاء قوة اربعین نبیاً" یعنی ہر نبی کے پاس چالیس مردوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔ اور خاتم الانبیاء کے پاس چالیس نبیوں کی طاقت تھی۔

کافی جلد نمبر 2، ص 487 روایت نمبر 1 میں امام صادق علیہ السّلام سے روایت ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں چالیس آدمی مل کر جب دعا کرتے ہیں تو خدا اُنکی دعا قبول کر لیتا ہے اگر چالیس نہ ہوں تو چار آدمی دس دس مرتبہ دعا کریں تو خدا دعا قبول فرمالیتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ اور اگر چار نہ ہوں تو ایک آدمی چالیس مرتبہ دعا کرے تو خدا دعا قبول فرما لیتا ہے۔ بحار الانوار کی کتاب دار السّلام کے ص 314 باب نمبر 2 میں نبیؐ اکرم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ جو کوئی حرام کا ایک لقمہ کھاتا ہے تو چالیس دن تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور چالیس روز تک اُس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ اور شاید اِسی وجہ سے شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار (ج 42، ص 308، روایت 9 اور جلاء العیون میں اور سید جزائری ریاض الابرار میں رسولِؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا یا علیؑ جب کوئی مومن اِس دنیا سے جاتا ہے تو چالیس دن تک آسمان اور زمین اُس پر گریہ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی عالم اس دنیا سے جاتا ہے تو چالیس مہینوں تک آسمان اور زمین اُس پر گریہ کرتے ہیں اور جب تجھے شہید کریں گے تو چالیس سال تک آسمان وزمین تجھ پر گریہ کریں گے ابن عباسؓ کہتے ہیں جب امیر المومنین علیہ السّلام کوفہ میں شہید ہوئے تو تین دن تک آسمان سے خون برسا اور جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا تازہ خون اُس کے نیچے سے اُبلتا تھا۔

بحار الانوار (ج 45، ص 206، ب 40) اور مقتل عوالم میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اے زرارہ چالیس روز تک حسین علیہ السّلام پر آسمان خون برسا کر رویا۔ اور زمین چالیس روز تک حسین علیہ السّلام پر سیاہی کے ساتھ روتی رہی۔ اور سورج چالیس دن تک گرہن لگنے اور سرخ ہونے کے ساتھ رویا۔

کتاب عوالم میں کافی سے نقل کرتے ہیں کہ شہادت حسین علیہ السّلام پر سورج کو

https://www.shiabookspdf.com/

تین مرتبہ گرہن لگا۔ ابن جوزی کی کتاب تذکرۃ الخواص میں ہے کہ جب حسین علیہ السّلام قتل ہوئے تو تین دن تک پوری دنیا تاریک رہی اُس کے بعد موجودہ سرخی ظاہر ہوئی۔

بحارالانوار میں یہ بھی ہے کہ جب حسینؑ قتل ہوئے تو دو مہینے یا تین مہینے تک فجر کی نماز سے لے کر غروب شمس تک دیواریں خون سے لت پت دکھائی دیتی رہیں۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کے متعلق میں نے شیعوں اور اہل سنت کی کتابوں میں جو دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ عاشور کے دن اور رات کو واقع ہوا ہے۔

اے شیعو! سورج گرہن کیسے نہ لگتا۔ اور اُس کا نور کیسے ظاہر ہوتا۔ فلکِ امامت کے سورج کا سر نیزے پر بلند کر دیا گیا۔

روزی کہ شد بہ نیزہ سر آن بزرگوار
خورشید سر برہنہ برآمد بہ کوہسار

درحقیقت سورج اور چاند شرم کر رہے تھے کیونکہ زہرا علیہا السّلام کی بیٹیوں کے سر پر چادریں نہ تھی۔ سر ننگے بغیر چادر کمینے لوگوں کے ہاتھوں میں قید تھیں۔ اور اُنکو ایک شہر سے دوسرے شہر ننگے پاؤں نامحرموں کے درمیان پھیرایا جا رہا تھا۔

بحارالانوار (ج45، ص44، ب37) اور کتاب عوالم میں ہے. "قال حميد بن مسلم فكأني انظر الى امراة خرجت مسرعة كأنها الشمس الطالعة تنادى بالويل والتبورو تقول: يا حبيباه، يا ثمرة فؤاداه، يانور عيناه، فسألت عنها، فقبل: هي زينب بنتِ عليٌ وجائت وانكبت عليه فجاء الحسيٰنؑ فاخذ بيدها فردها ال الفسطاط واقبل بغيتانه وقال عليه السّلام

https://www.shiabookspdf.com/

احملوا اخاکم محملوه من مصرعه"

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے خیموں سے ایک خاتون کو نکلتے ہوئے دیکھا جو دوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔ سر پیٹ رہی تھی اور ماتم کرتی ہوئی رو رہی تھی۔ یا حبیباہ، یا ثمرۃ فؤادہ، یا نور عیناہ، میں نے اُس کے متعلق پوچھا کہ یہ کون بی بی ہے۔ جواب ملا یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہے وہ آئی اور آ کر علی اکبر علیہ السّلام کے اُوپر اپنے آپکو گرا دیا حسین علیہ السّلام نے اُسے ہاتھوں میں پکڑ کر اُٹھایا اور خیموں کی طرف واپس کر دیا۔ اتنے میں کچھ جوان حسین علیہ السّلام کے پاس آ گئے۔ آپؑ نے اُن سے فرمایا کہ اکبرؑ کو اُٹھا کر لے چلو...... اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زینبؑ علیہا السّلام پریشان حال میدانِ کربلا میں آئیں اور آ کر خود کو اکبرؑ کی لاش پر گرا دیا۔
والعلم عِنداللّٰہ

الالعنتہ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 4

ای وقتی نطفہ بودی در رحم
وقت دیگر طفل بودی شیر خوار
مدتی بالاگرفتی تابلوغ چنین تامرد نام
آوار شدی سرو بالائی شدی
سیمین عذار آور شدی
ہم چنین تامرد نام
فارس میدان و مرد کار زار
آنچہ دیدی برقرار خود نماند
آنچہ بنی ہم نماند برقرار

خداوند کریم اپنی کتاب کریم میں فرماتے ہیں (ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین) سورہ مومنون آیت نمبر ۱۳ یعنی ہم نے انسان کے نطفہ کو ایک محکم جگہ (یعنی رحم مادر) میں قرار دیا۔

بہت ساری روایات میں موجود ہے کہ جب حمل چار مہینے کا ہوتا ہے۔ تو خدا دو فرشتوں کو رحم میں بھیجتا ہے جو آ کر بچے کی شکل وصورت بناتے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

سورہ آل عمران آیت ۶ میں فرماتے ہیں (ھو الذی صورکم فی الارحام کیف یشاء) یعنی خداوند قادر مطلق وہ ذات ہے جو رحموں میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے خوبصورت یا بدصورت، لڑکا، یا لڑکی، بڑا یا چھوٹا اور یہ چیز خداوند احدیت کی قدرت و طاقت کی اعلیٰ ترین دلیل ہے کہ وہ ماں کے رحم میں ایسی صورتیں پیدا کرتا ہے اور اس پیدا کرنے میں اُسے نہ تو کوئی زحمت و تکلیف اٹھانا پڑتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کے ہتھیار کی ضرورت پڑتی ہے۔

اگر کائنات کی ہر شے جمع ہو جائے تو پانی سے ایک مچھر پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر آدمؑ سے لے کر قیامت تک تمام ماہر ترین مصوروں کو اکٹھا کیا جائے تو ان کی مجال نہیں ہے کہ وہ پانی کے اوپر تصویر بنا سکیں یہ کام تو فقط اس ذات اقدس کا ہے " الاله الخلق و الامر" کہ جس کے پاس خلق اور امر دونوں ہیں۔

زابر آورد قطرہ راسوی یم
زصلب آورد نطفه را در رحم
دھد نطفه را صورتی چوں میری
کہ کردہ است بر آب صورت گری
چناں دررحم نقش بندی کند
کہ از نقش خود خودپسند کند

یعنی اس نے بادل سے ہماری طرف قطرہ بھیجا اور صلب سے رحم میں نطفہ لایا وہ نطفہ سے ایک خوبصورت شکل بناتا ہے اس نے پانی پر کیا تصویر بنائی ہے۔ رحم میں ایسی تصویر بناتا ہے کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کے بارے میں فرماتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

(فتبارک اللہ احسن الخالقین)

ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے(وصورکم فاحسن صورکم)سورہ غافر آیت ۶۴ یعنی اس نے تمہاری تصویریں بنائیں پس کیا خوب تمہاری تصویری کھینچیں ہیں۔تصویر کشی اور مصوری حقیقت میں اسی ذات اقدس کا کام ہے۔

اس کام میں کسی کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ خدا کی ہمکاری کرے جولوگ مصوری کرتے ہیں۔خاص طور پر جو مجسمے بناتے ہیں۔قیامت کے دن عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے۔اور ان کو سزا ملے گی جیسا کہ کتاب اثنیٰ عشری ج 3 ص 105 میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے۔تین طرح کے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ایک وہ جو کسی جاندار کا مجسمہ بنائے اس سے کہا جائے گا کہ اس میں روح پھونک مگر وہ ایسا نہ کر سکے گا دوسرا وہ جو جھوٹا خواب بیان کرے گا۔اس سے کہا جائے گا کہ جو کے دودانوں کے درمیان گرہ لگاؤ لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا۔تیسرا وہ شخص جوان لوگوں کی بات سنے گا جو راضی نہ ہوں کہ ان کی بات سنی جائے اس کے کانوں میں کھولتا ہوا پانی ڈال دیا جائے گا۔

یہ بات ہم واضح کرتے چلیں کہ تصویر کشی اور مصوری کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ایک قسم یہ ہے کہ مصور پھولوں درختوں،عمارتوں کی تصویر بنائے۔چاہے مجسمہ ہو یا نہ۔علما کے فتویٰ کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔دوسری قسم حیوان یا انسان کا مجسمہ بنانا حرام ہے۔جیسا کہ شہید ثانی شرح لمعہ چاپ بیروت 10 جلدی کی جلد 3 ص 212 میں ایسے عمل کو مکاسب محرمہ (یعنی حرام کسب) میں سے شمار کرتے ہیں۔شرح لمعہ میں شہید کے الفاظ یہ ہیں(ویحرم عمل صور المجسم ذوات الارواح واحترز

https://www.shiabookspdf.com/

بالمجسمة عن الصور المنقوشة علی نحو الو سادة و الورق) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسمہ والی صورتوں کی خرید وفروخت حرام ہے۔

تیسری قسم۔ قلم کے ذریعے انسان یا حیوان کی تصویر فرش، تکیہ، پردہ، یا کاغذ پر بنانا۔ اس قسم کے متعلق شیخ بھائی جامع عباسی میں لکھتے ہیں۔ کہ ایسی تصویریں جن کا سایہ نہ ہو۔ جیسے پردہ پر تصویر ان کے بارے مجتہدین میں اختلاف ہے۔ اور سب سے بہتر قول ایسا کرنا حرام ہے۔

رسالہ نجاۃ العباد کے ص ۶۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ ایسے گھر میں نماز پڑھنا علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ جس میں ذی الروح کی تصویر ہو۔ اس میں فرق نہیں ہے کہ وہ تصویر مجسمہ کی شکل میں ہو یا تصویر کی شکل میں۔ اور جب تک اس پر تصویر کا نام بولا جاتا ہو کراہت موجود رہے گی۔ اگر چہ اس تصویر سے کوئی چیز کم کردی جائے۔ ہاں اگر اس پر کپڑا وغیرہ ڈال دیا جائے تو کراہت ختم ہوجائے گی۔

بحار الانوار ج 65 ص 53 روایت 15 ب 1 میں علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں (بل الاولی اجتناب البیت الذی فیہ تمثال و ان لم یکن قدامہ بل الدار ایضًا) یعنی بہتر یہ ہے کہ ایسے گھر میں نماز پڑھنے سے اجتناب کیا جائے جس میں تصویر ہو۔ اگر چہ سامنے نہ ہو۔ بلکہ گھر میں کسی بھی جگہ ہو۔

بحار الانوار میں خصال صدوق سے رسولِؐ خدا کی حدیث نقل کی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس جبرائیلؑ آیا اور اس نے کہا کہ ہم ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔ یا کوئی تصویر ہو۔ یا ایسا برتن ہو جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

اس زمانے میں اکثر لوگ بت پرست تھے۔ اور آج کے زمانے میں بھی بت

https://www.shiabookspdf.com/

پرست ہیں۔ اپنے گھروں کی زینت مجسموں اور فاحشہ عورتوں کی تصویروں سے کرتے ہیں۔ کچھ احمق لوگ کچھ تصویروں کو رسولؐ خدا اور آئمہؑ کی تصویر سمجھ کر اپنے گھروں اور کمروں میں رکھتے ہیں اور حتیٰ کہ اپنی جانمازوں میں رکھتے ہیں اور انہیں چومتے اور آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ یہ ان حضرات کی تصویریں ہیں علاوہ ازیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کیا ایسا کرنا شرعی طور پر درست بھی ہے یا نہیں مرحوم شیخ جعفر شوستری اپنی کتاب فوائد المشاہد میں لکھتے ہیں۔ جب رسول خداؐ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ کعبہ کی دیواروں پر انبیاء کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان سب تصویروں کو مٹا دو۔

نہج البلاغہ جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 232 باب نمبر 161 میں ہے کہ ایک دن رسول خداؐ نے اپنے گھر کے دروازے پر پردہ دیکھا جس پر تصویریں تھیں آپؐ نے اپنی ایک زوجہ سے فرمایا اس پردے کو میری آنکھوں سے دور کر دو کیونکہ جب میں اس پردہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا اور اُسکی زینتیں یاد آ جاتی ہیں اس تمام گفتگو سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ تصویر کشی کا کیا حکم ہے بہر حال ان مسائل میں ہر کسی کو اپنے مجتہد کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُسکے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اُسے چاہیے حمل چار مہینے کا ہونے سے پہلے دعا کریں جیسا کہ انوار نعمانیہ، وافی اور اُصول کافی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 11 روایت نمبر 3 میں حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا جب آپکی بیوی حاملہ ہو جائے تو قبلہ رُخ بٹھا کر آیت الکرسی پڑھ کر ہاتھ اُسکے پہلو پر ماردیں اور کہیں "اللّٰھم انی سمیتہ محمدًا" یعنی اے میرے اللہ میں نے اس کا نام محمد رکھا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے: اگر اس کا نام والے وعدہ کو پورا کیا تو خدا تعالیٰ اسے بیٹا عطا فرمائے گا۔ اور اگر اُس بچے کا نام اس نے محمد رکھا تو خدایا تو اس بچے کو زندہ رکھے گا یا اُس سے لے لے گا:

کتاب وافی میں لکھتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو بیٹا چاہیے جب بیوی حاملہ ہو تو یہ کہے "اللّٰھم انی سمیته محمدًا" تو خدا اُسے بیٹا عطا فرمائے گا۔ اگر یہ نام نہ رکھا تو خدا اُس سے بچہ واپس لے لے گا اس حدیث میں آیت الکرسی کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ وافی میں اُصول کافی سے گذشتہ روایت (2) میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ جو کوئی چاہتا ہو کہ اُسکے ہاں بیٹا پیدا ہو تو بیوی کے حاملہ ہونے کے وقت یہ ارادہ کرلے کہ اُس کا نام محمد رکھوں گا تو خدا اُسے بیٹا عطا کرے گا۔ آپ نے فرمایا "من کان له حملاً فتوی ان یسمه علیا ولدله غلام ثم قال علی محمد و محمد علی شیئًا واحدًا: یعنی جس کی بیوی حاملہ ہو پس وہ نیت کرے کہ میں اس کا نام علی رکھوں گا تو اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا پھر آپ نے فرمایا اور علی محمد اور محمد علی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں پھر اُس شخص نے عرض کیا میری بیوی حاملہ ہے آپ دعا کریں خدا ہمیں بیٹا عطا کرے اس کے بعد سر کو نیچے کرلیا اور حضرت نے اُس مرد سے فرمایا: سمه علیاً فانه اطول عمره" یعنی اس بچے کا نام علی رکھو تا کہ اُسکی عمر لمبی ہو راوی کہتا ہے۔ ہم جب مکہ گئے تو مدائن سے خط آیا کہ اُس مرد کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اس حدیث کو وسائل الشیعہ میں بھی نقل کیا ہے بہر حال رحم مادر میں چیزوں کے بارے میں علم بھی اُن پانچ علموں میں سے ہے جو خدا کے ہاں مخصوص ہے اور اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جس کو خدا کی طرف سے الہام وحی پہنچتی ہے

https://www.shiabookspdf.com/

اور وہ امام ہوتا ہے ان ہستیوں کے علاوہ جن کو خدا نے علم عطا کر رکھا ہے حقیقت میں کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ عورت کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ نیک ہے یا بد بخت۔ تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت لیکن بحارالانوار (ج نمبر 16 صفحہ نمبر 80 ب 5 روایت 20) میں مفضل کی حدیث ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔

ایک دن رسولؐ خدا خدیجہ کے پاس گئے آپ نے سنا کہ خدیجہ کسی کے ساتھ باتیں کر رہی ہے آپ نے فرمایا خدیجہ کس کے ساتھ باتیں کر رہی ہو "قالت: الجنین الذی فی بطنی یحدثنی ویونسنی" خدیجہ نے عرض کیا جو بچہ میرے بطن میں ہے وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور میرا دل بہلائے رکھتا ہے آپؐ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ لڑکی ہوگی اور میری نسل اُس سے چلے گی۔

اسی طرح امام حسین علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے پہلے پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہ علیہا السّلام کو بتایا کہ اے بیٹی تجھے خدا بیٹا عطا کرے گا اور میری امت کے ظالم لوگ اس کو قتل کریں گے اور آیت کریمہ "حملته امه کرها و وضعته کرهاً" کی اسی واقعہ کے ساتھ تفسیر ہوتی ہے جیسے کہ گذشتہ گفتگو میں گزر چکا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے اُس دعا میں جو حضرت کی ولادت کے دن پڑھی جاتی ہے "اللّٰهم انی اسئلک بحق المولود فی هذا الیوم الموعود بشهادته قبل استهلد له وولادته اسماء من فیها والارض ومن فیها ومن علیها ولما بطاءً لا بتیها" یعنی اے خدا میں آج کے اس دن میں پیدا بچے کے صدقے میں دعا کرتا ہوں جس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کی شہادت کا وعدہ دیا گیا ہے جس پر آسمان اور اہل آسمان، زمین اور اہل زمین نے گریہ کیا ہے جب حسینؑ کا نام ان کی زبان پر جاری ہوا

https://www.shiabookspdf.com/

تو ان کے آنسو نکل آئے اور کہنے لگے اے بھائی جبرائیل کیا بات ہے جب پنجتن کے پانچویں نام لیتا ہوں تو میرا دل ٹوٹ جاتا ہے اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں جبرائیل نے کہا اے آدم تیرے اس بیٹے پر ایسی مصیبتیں آئیں گی کہ وہ مصائب اُن کے سامنے کچھ نہ ہونگے۔ آدم نے پوچھا کہ کونسی مصیبتیں؟ جبرائیل نے کہا

حسینؑ کو پردیس میں پیاسا قتل کیا جائیگا۔ اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اگر تو دیکھتا تو وہ کہہ رہے ہونگے "واعطشاہ واقلہ ناصراہ حتّٰی یحول بینہ وبین اسماء کاالدّ خان" یعنی وہ کہہ رہے ہونگے ہائے پیاس ہائے کوئی میری مدد کرنے والا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ پیاس اُن کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح حائل ہو جائیں گی تیرا بیٹا پانی مانگے گا اور جواب میں تلواریں اور نیزے ملیں گے۔ فیذھب ذبح الشا ۃ من قفاہ" اور آخر کار اُنھیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا پھر تیرے بیٹے حسینؑ کا سر اور ان کے اصحاب وانصار اور اہل بیتؑ میں سے مقتولین کے سر شہروں میں پھرائے جائیں گے اور اُن کی مستورات کو قید کر لیا جائے گا اس کے بعد آدم اور جبرائیل ایسے روئے جیسے ایک بوڑھی ماں اپنے جوان بیٹے کی لاش پر روتی ہے یہ حدیث بحارالانوار جلد نمبر 44 صفحہ نمبر 245 باب نمبر 30 روایت نمبر 44 عوالم، منتخب، دمعۃ الساکبہ، تظلم الزہراؑ، مخزن البکاء اور ناسخ التواریخ کے علاوہ بہت سی دوسری مقتل کی کتابوں میں موجود ہے

("الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 5

اعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تعالیٰ فی سورة المومنون "ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین. ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین.

سب سے اہم چیز جوانسان کی معرفت میں اضافہ کرتی ہے وہ خود اپنے نفس کی پہچان ہے جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے "من عرف نفسه فقد عرف ربه" خواجہ نصیر الدین اپنی کتاب توصیف الاشراف میں لکھتے ہیں۔

آدمی اُنجینہ سرحق است
گرچہ دربحر ھوس مستغرق است
گنج کونین است ذات آدمی
ھست بی بایان صفات آدمی

گر وجود خویش بشناسد
تمام درشنا سائی حق یا بد نظام

یعنی انسان حق کے رازوں کا خزانہ ہے۔ اگر چہ وہ خواہشات نفس کے سمندر

https://www.shiabookspdf.com/

میں غرق ہو۔ انسان کی ذات میں دو عالم کا خزانہ ہے۔ انسان بے انتہا صفات کا مالک ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے تو ذاتِ برحق کی اسے خود بخود معرفت حاصل ہو جائے گی۔

اپنے نفس کو پہچاننے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ کی صفات اور کمالات کی معرفت حاصل کرے۔ دوسرا طریقہ اپنی خلاقت کی عجیب وغریب چیزوں کو جاننا۔ اور اپنے اس بدن میں قدرت کی صفت گری اور حکمت الٰہی کا تصور کرنا۔

اس مذکورہ آیت کریمہ میں خدا یہ بتا رہا ہے۔ کہ انسان کیسے پیدا ہوا۔ تا کہ انسان اس کے ذریعے اپنے نفس کی پہچان کرے اور یہ جانے کہ وہ کیا تھا اور کیا بنا۔ اور پھر اپنے حالات کی معرفت سے اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تحقیق ہم نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ یعنی اس کے نطفہ کو ایک محکم جگہ قرار دیا۔ پھر ہم نے اس کے نطفہ کو خون کا ایک لوتھڑا بنایا پھر ہم نے خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا۔ پھر ہم نے گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں بنائیں اس کے بعد ہم نے اس کو صورت انسان عطا کر دی۔ اور اس میں روح ڈال دی۔ اور قوۂ ظاہرہ اور قوۂ باطنہ کو اس میں رکھ دیا۔

منہاج الصادقین میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدمی کو چھ مراتب کے بعد انسان بنایا۔ پہلا مرتبہ سلالۃ۔ دوسرا مرتبہ نطفہ۔ تیسرا مرتبہ علقہ۔ چوتھا مرتبہ مضغہ۔ پانچواں مرتبہ عظام۔ چھٹا مرتبہ لحم۔ ان چھ مراتب کا تعلق بدن کے ساتھ ہے ساتواں مرتبہ اس میں روح ڈالنا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں "ثم انشاناه خلقا

https://www.shiabookspdf.com/

آخـــر " روح اور بدن کے درمیان یہ ترکیب اور الفت عجیب وغریب چیز ہے کیونکہ روح ایک نورانی اور علوی چیز ہے اور بدن ایک ظلمانی اور سفلی چیز ہے۔اس طرح روح لطیف اور بدن کثیف ہے۔

بدن کے تمام حالات وصفات روح کے تمام حالات وصفات کی ضد ہیں۔اور ان دو چیزوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا محال ہے۔ کیونکہ دو ضدیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن انسان میں ان دو کا جمع ہونا خالق عالم کی قدرتِ کاملہ اور حکمت عظیم کیلئے ایک روشن دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے دوسری چیزوں مثلاً آسمان وزمین عرش وکرسی، لوح وقلم اور دیگر مخلوقات کے پیدا کرنے پر اپنی مدح وثنا نہیں کی۔ کیونکہ ان میں ایسی ترکیب موجود نہیں ہے لیکن خلقت انسانی کی ترتیب اور ترکیب کے موقع پر خود اپنی مدح وثناء کرتے ہوئے فرمایا:

"فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین"

رباعی

روزی کہ آفرید تورا صورت آفرین
از آفرینش تو بہ خود گفت آفرین
صورت نیا فریدہ چنین صورت آفرین
بر صورت آفرین وبراین صورت آفرین

یعنی جب خدا نے تجھے اس خوبصورت شکل میں پیدا کیا تو تجھے پیدا کرنے پر خود اپنی ہی مدح وثنا کرنے لگا۔ تیری صورت جیسی کوئی صورت اس نے پیدا ہی نہیں کی۔ اس شکل وصورت پر جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

کیونکہ خدا نے آدمی کو سات مراتب کے بعد درجہ انسانیت تک پہنچایا ہے۔ اس لیے اول یعنی نطفہ کے مرتبہ سے لے کر ساتویں آخری مرتبہ یعنی بدن میں روح کے ڈالنے تک سات طرح کی دیتیں مقرر کی ہیں۔ رحم میں واقع ہونے سے پہلے نطفہ کیلئے دس اشرفی دیت ہے۔ رحم میں واقع ہونے کے بعد بیس اشرفی ہے۔ علقہ کیلئے چالیس اشرفی۔ مضغہ کیلئے ساٹھ اشرفی، ہڈی کیلئے اسّی اشرفی اور جب ہڈی پر گوشت آ جائے تو اس کا دیہ سو(100) اشرفی ہے۔ جب روح پیدا ہو جائے تو ایک کامل دیہ یعنی ایک ہزار اشرفی لڑکا ہو تو اور لڑکی ہو تو لڑکے کا آدھا دیہ۔ یہ احکام دیات کی روایات میں موجود ہے۔

علامہ مجلسیؒ نے سماء والعالم اور بحار میں نقل کیا ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار کی جلد۔۴۰ ص۲۴۴ روایت ۲۵ باب ۹۷ میں ارشاد مفید سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السّلام کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ تھا کہ ایک عورت کو حضرت کے پاس لایا گیا۔ جسے ایک مرد نے مارا تھا اور اس کے رحم سے علقہ خارج ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس عورت کو چالیس اشرفی یہ مرد دے۔ پھر آپ نے فرمایا نطفہ کیلئے 20 اشرفی دیہ ہے۔ اور علقہ کی دیت چالیس اشرفی ہے اور مضغہ کا دیہ ساٹھ اشرفی ہے۔ ہڈی کی دیت صورت بننے سے پہلے اسی اشرفی اور صورت بننے کے بعد روح آنے سے پہلے سو اشرفی اور روح پیدا ہونے کے بعد ہزار اشرفی۔

علامہ مجلسیؒ بحار کی اسی جلد میں نقل کرتے ہیں کہ راوی نے حضرت امام صادقؑ سے عرض کیا اگر کوئی کسی عورت کو مارے اور اس کا بچہ ساقط ہو جائے اور معلوم نہ ہو اس میں روح پیدا ہو چکی تھی یا نہیں۔ اس کی دیت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا حمل جیسے ہی چار

https://www.shiabookspdf.com/

مہینے کا ہوتا ہے اس میں روح پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی مکمل دیت واجب ہے۔

بحار الانوار کی جلد نمبر ۴۸ ص ۵۷ باب ۴ میں ہے کہ کچھ شیعہ لوگوں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو خط لکھا۔ اور پوچھا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو نبش قبر کرے میت کے سر کو جدا کرے اور کفن کو بھی اُتار کر لے جائے۔

حضرت موسیٰ کاظمؑ نے جواب لکھا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے اور ایک سو اشرفی دیت میت کے سر کاٹنے کا لیا جائے کیونکہ ہم نے میت کو اُس جنین کی طرح قرار دیا ہے جو رحم میں روح کے داخل ہونے سے پہلے ہو۔ علامہ مجلسیؒ بحار الانوار جلد نمبر 60 صفحہ نمبر 344 باب نمبر 41 روایت 31 میں اکثر آئمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رحم میں جب نطفہ کو چار مہینے گزر جاتے ہیں تو خداوند فرشتوں کو بھیجتا ہے جو ماں کے منہ سے رحم میں داخل ہوتے ہیں جو انسان کی صورت، آنکھیں، کان اور دوسرے اعضاء بناتے ہیں اور اس میں روح ڈالتے ہیں اس کے بعد خداوند عالم فرشتوں سے فرماتا ہے۔

"اکتبا علیہ قضائی وقدری ونافذامری استقرا الی البداذ فیھا تکتبان" یعنی اس بدلے لکھ دو جو کچھ میں نے مقدر کیا ہے۔ اور جو کچھ تم لکھو اُس میں میرے لیے (بداء) کی شرط رکھ۔ پس وہ فرشتے اُس کی عمر، روزی، سعادت وشقاوت اور جو کچھ دنیا میں اُس کو درپیش آئے گا لکھیں گے۔

بحار الانوار جلد 5 صفحہ 9 باب 1 صفحہ 157 باب 6 میں رسولِ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (الشّقی شقی فی بطن امه والسّعید سعید فی بطن اُمه) یعنی جو خدا کے علم میں شقی ہوا سے شقی لکھ دیتے ہیں اور جو خدا کے علم میں نیک بخت ہوا سے نیک بخت لکھ دیتے ہیں اور خدا کا علم کسی کے شقی یا سعید ہونے کا

https://www.shiabookspdf.com/

سبب نہیں بنتا۔

اور یہ جو لکھتے ہیں کہ ممکن ہے فرشتے بندے کے حال تبدیل ہونے سے لکھا ہوا تبدیل کر دیں۔ جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے یمحو اللہ مایشاء ویثبت عندہ ام الکتاب) سورۃ الشعرا آیت 39 یعنی جیسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جیسے چاہتا ہے لکھ دیتا ہے اور اُس کے پاس ام الکتاب ہے تو یہ بات اکثر آیات اور روایات سے ظاہر ہوتی ہے کہ خدا کی تقدیرات دو قسم کی ہیں۔ کچھ تقدیرات حتمی ہیں جن میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اور کچھ تقدیرات معلق اور مشروط ہیں یعنی صدقہ، دعا اور دوسری چیزوں اور اسباب جن کا ذکر روایات میں موجود ہے کی وجہ سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر فرشتوں نے کسی کے پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے اگر قطع رحم کرے گا تو تیس سال ہو جائے گی یا فلاں شخص کی عمر تیس سال ہے اگر قطع رحم کرے گا تو بیس سال ہو جائے گی یا فلاں شخص کی عمر تیس سال ہے اگر صلہ رحمی کرے گا تو ساٹھ سال ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر فرشتوں نے لکھا تھا کہ یہ شخص جہنمی ہے لیکن اگر اُس نے توجہ کر لی اعمال صالحہ بجالایا اور ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تو جنت میں جائے گا۔

بحارالانور جلد 4 صفحہ 121 باب 3 روایت 67 مستدرک الوسائل، مقباس اور عین الحیاۃ میں مختلف سندوں سے حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کوئی نماز صبح اور مغرب کے بعد سات مرتبہ یہ ورد کرے "بسم اللّٰہ الرحمن الرّحیم لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم " تو خداتعالیٰ ستر قسم کی بلائیں اُس سے دور کرتا ہے اور کم ترین اُن بلاؤں میں دیوانگی ہے اگر اُس

https://www.shiabookspdf.com/

شخص کا نام بدبختوں کی لسٹ میں ہوگا تو اسے مٹا کر نیک لوگوں میں لکھ دے گا یا اگر کوئی شخص کسی بلا میں مبتلا ہو گیا تو فلاں صدقہ دینے سے دور ہو جائے گی جیسے کہ ایک لکڑ ہارا یہودی کی حکایت مشہور کہ رسولِ خدا نے فرمایا اسے سانپ ڈسے گا اور مر جائے گا۔ لیکن وہ یہودی گیا اور صحیح و سالم واپس آ گیا۔ جب اس کے بارے میں تحقیق کی گئی اس نے کہا میرے پاس دو روٹیاں تھیں ایک میں نے خود کھا لی اور دوسری کسی فقیر کو دے دی۔ رسولِ خدا نے فرمایا۔ اسی صدقہ کی وجہ سے خدا نے سانپ کو اس سے دور رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "ان الصدقة تدفع موت السوء عن الانسان" یعنی صدقہ انسان سے بری موت کو دور کرتا ہے اسی طرح اس دلہن کی داستان ہے جس کے متعلق حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ مر جائیگی۔

ہمارے آئمہ علیہم السّلام کو علم تھا۔ کہ کس کی پیشانی میں کیا لکھا ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار جلد ۲۴ ص ۱۳۰ باب ۴۲ میں تفسیر صافی اور بصائر الدرجات میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "لیس مخلوق الّا وبین عینیه مکتوب انه مومن او کافر. ذالک محجوب عنکم ولیس لمحجوب من الآئمة من آل محمدؐ لیس یدخل علیھم احد، الّا عرفوا مومن اَو کافر ثم تلا ھذا الآیه ان فی ذالک لایات لمتوسلین" یعنی کوئی ایسا نہیں مگر اس کی پیشانی میں لکھا ہوتا ہے کہ مومن ہے یا کافر لیکن تم سے یہ علم پوشیدہ ہے۔ اور آل محمدؐ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو کوئی بھی آئمہؑ کے پاس آتا ہے وہ جانتے ہیں کہ مومن ہے یا کافر پھر آپ نے مذکورہ آیت کی تلاوت کی۔

اس علم کی وجہ سے آئمہؑ خدا کے دشمنوں کو جانتے تھے اور اس ایمان کے دعوٰی

https://www.shiabookspdf.com/

میں کچھ کی تصدیق اور کچھ کی تکذیب کرتے تھے۔اسی علم کے سبب آپ حضرات اپنے قاتل کو جانتے تھے۔اوران کے متعلق بعض اوقات دوسروں کو بھی آگاہ فرماتے تھے۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۳۱ ب ۳۷ روایت ۲ میں لکھتے ہیں۔کہ جب سید الشہداؑ مدینے سے چلنے لگے۔تو ام سلمہؓ آپ کے پاس آئیں اور عرض کی اے بیٹے عراق کی طرف جانے سے مجھے غمزدہ نہ کرو۔میں نے آپ کے نانا کو فرماتے ہوئے سنا تھا آپ فرمارہے تھے۔میرا بیٹا حسینؑ سرزمین عراق میں کربلا کی زمین پر قتل ہوگا۔امام حسینؑ نے اُم سلمہؓ سے فرمایا نانی جان۔اللہ کی قسم میں اس بات کو جانتا ہوں کہ مجھے حتمی طور پر قتل کردیا جائے گا۔اوراس چیز سے میرے لیے راہ فرار نہیں ہے۔اوراللہ کی قسم میں اپنے قتل کے دن کو بھی جانتا ہوں اوراپنے دفن ہونے کے مقام سے بھی آگاہ ہوں۔

الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 6

سورۂ آل عمران آیت نمبر 6 میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء" یعنی خدا وہ ذات ہے جو رحموں میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری تصویریں بناتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکا اور جسے چاہتا ہے لڑکی بنا دیتا ہے کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا کسی کو سیاہ اور کسی کو سفید کسی کو مکمل اور کسی کو ناقص۔ کسی کو خوبصورت اور کسی کو بدصورت۔

علامہ مجلسیؒ سماء والعالم میں فقیہ سے رسولؐ خدا کی روایت ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ماں کے شکم میں بچہ اگر لڑکا ہے۔ تو اس کا منہ ماں کی پشت کی طرف ہے۔ اور اگر لڑکی ہے تو ماں کے شکم کی طرف۔ اور اس کے دو ہاتھ اس کے منہ کی دونوں طرف ہیں اور اپنی ٹھوڑی کو اپنے زانوں پر رکھے ہوتا ہے اور ایک غمگین و غصے والی شکل میں روتا ہے۔ بچے کی ناف ماں کی ناف کے ساتھ متصل ہوتی ہے جو کھانا اور پانی ماں کھاتی ہے۔ اس میں سے کچھ حصہ بذریعہ ناف بچے کے پیٹ میں داخل ہو کر اس کی غذا بنتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

مفضل کی حدیث اور کچھ دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیض کا خون بچے کی غذا بنتا ہے اس وجہ سے عورت کو حیض نہیں آتا۔

مدینۃ المعاجز، بحار الانوار اور جلال العیون میں ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک یہودی عالم نے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اہل بہشت جو بھی کھائیں گے ان کو حاجت نہیں ہوگی اس کی دنیا میں کوئی مثال ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ اس کی مثال شکم مادر میں بچے کی ہے وہ کھاتا ہے لیکن نکالتا نہیں ہے امام اور نبی کی خلقت اور انعقاد نطفہ اور ماں کے رحم میں اُس کی تربیت دوسرے لوگوں سے فرق رکھتی ہے بعض روایات میں ہے کہ امام کا نطفہ اُس پانی سے ملاتا ہے جو عرش کے نیچے ہے۔

بحار الانوار جلد 60 صفحہ 353 باب 111 روایت 36 میں جابر ابن عبداللہ انصاری رسولِ خدا سے ماں کے شکم میں بچوں کی صورت بیان کرتے ہیں۔

جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ تو ہمارا حال ہے آپ کی اور اوصیاء کی ولادت کے وقت کیا صورت حال ہوتی ہے رسولِ خدا تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے اس کے بعد فرمایا اے جابر تو نے ایسی بڑی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جسے کوئی صاحب ایمان ہی برداشت اور قبول کرسکتا ہے۔ (انّ الانبیاء و لـد وضیاء مخلوقون من نور عظمة اللّٰہ تناوئہ یودع اللّٰہ انوارھم اصلاباً طیبة وارحاماً طاھرةً) یعنی بے شک انبیاء اور اوصیاء خدا کے نور عظمت سے پیدا ہوئے ہیں خدا ان کے انوار کو پاک و پاکیزہ صلبوں اور رحموں کے سپرد کرتا ہے (اس بات کی دلیل زیارت وارث کے یہ کلمات ہیں (اشھدانک کنت نوراً فی الاصلاب

https://www.shiabookspdf.com/

الشامخة والارحام المطهرة) اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا ان انوار مقدسہ کی اپنے ملائکہ کے ذریعے سے محافظت فرماتا ہے اور انوار کی تربیت اپنی حکمت کے ذریعے سے کرتا ہے اور انکی غذا اپنے علم سے دیتا ہے۔

حمل کی مدت میں حیوانوں اور انسانوں کے درمیان فرق ہے کچھ حیوانات کی مدتِ حمل دو مہینے اور کسی کی چار ہے کسی کی مدتِ حمل ایک سال اور کسی کی دو سال اور کچھ ایسے ہیں جن کی مدت حمل چار سال ہے علامہ مجلسیؒ بحار الانوار کی کتاب سماء والعوالم میں فرماتے ہیں کہ پانی کی مدتِ حمل سات سال ہے لیکن انسان کی مدتِ حمل نو مہینے سے زیادہ نہیں ہوتی علامہ مجلسیؒ بحار الانوار کتاب سماء والعالم جلد 60 صفحہ 33 باب 41 روایت 5 میں اصول کافی سے نقل کرتے ہیں کہ راوی کہتا ہے میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا کہ بچہ شکم مادر میں کتنی دیر تک رہتا ہے کیونکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بعض اوقات چند سال تک بچہ شکم مادر میں رہتا ہے آپ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں بلکہ مدتِ حمل کی انتہا نو مہینے ہیں ایک لحظہ بھی زیادہ نہیں ہوسکتا اگر ایک گھنٹہ بھی ماں کے شکم میں زیادہ رہ جائے تو ماں کو مار دے گا۔

سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے مخالف اس بات کے قائل ہیں کہ مدتِ حمل چار سال سے لے کر پانچ سال تک ہوسکتی ہے کیونکہ محمد بن ادریس شافعی یعنی امام شافعی کے والد سفر پر گئے ہوئے تھے۔ پانچ سال بعد واپس آئے تو شافعی صاحب پیدا ہوئے اس کا والد سمجھ گیا کہ بیوی میں کچھ خرابی ہے مگر اظہار نہ کیا۔ اور معاملہ جوں کا توں رہا۔ لہٰذا امام شافعی جب بڑے ہوئے تو فتویٰ صادر کر دیا کہ مدت

https://www.shiabookspdf.com/

حمل پانچ سال بھی ہوسکتی ہے تا کہ اپنی ماں کا دفاع بھی کر سکیں اور اسے رسوائی سے بچا سکیں۔ اہل سنت اس کیلئے علت وسبب بھی بیان فرماتے ہیں۔ کہ امام شافعی پانچ سال تک اس لیے ماں کے شکم میں رہے کیونکہ ابھی ابوحنفیہ زندہ تھے۔ اور لوگ ان کے قیاسات سے فائدہ اٹھا رہے تھے امام شافعی صاحب حضرت ابوحنفیہ کی موجودگی میں اس دنیا میں آتے ہوئے شرم محسوس کرتے تھے۔ جیسے ہی امام اعظم نے وفات پائی اور ان کی وفات کی اطلاع امام شافعی کو ان کی ماں کے شکم میں ملی تو حضرت صاحب شکم مادر سے باہر آ گئے بہرحال مدتِ حمل زیادہ تر نو مہینے ہوتی ہے اور کم از کم چھ ماہ۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت کو حضرت عمر کے پاس لایا گیا۔ جس کے ہاں چھ مہینے حمل کے بچہ پیدا ہوا تھا۔ حضرت عمر نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ اس موقع پر حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا اے عمر خدا نے فرمایا ہے "وحمله و فصاله ثلاثون شهراً (سورہ احقاف آیت ۱۵)

انسان کی مدتِ حمل اور دودھ بڑھائی کی عمر تیس مہینے ہے اور سورہ بقرہ آیت ۲۳۳ میں فرمایا ہے "ولوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین "یعنی ماؤں کو چاہئے اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں اگر ان دو آیات کو مدنظر رکھا جائے تو کم از کم مدتِ حمل چھ مہینے ہے۔ حضرت عمرؓ نے امیرالمومنین علیہ السّلام کی اس بات کو سن کر عورت کو آزاد کر دیا۔ اور اسی مقام پر فرمایا۔ "لولا علی لهلک عمر"

روایات میں ملتا ہے کہ چھ۔ سات۔ مہینے کا بچہ بچ جاتا ہے لیکن آٹھ مہینے کا بچہ نہیں بچ سکتا۔ اور چھ مہینے کا بچہ کم بچتا ہے۔ علامہ مجلسیؒ بحارالانوار اور مرأة العقول میں

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سورہ احقاف آیت ۱۵ "وحملہ و فصالہ ثلاثون شھراً" حضرت امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس میں حضرت نے فرمایا۔ کہ چھ مہینے کی مدت میں پیدا ہونے والا بچہ سوائے حضرت عیسیٰؑ اور حسینؑ کے کوئی نہیں بچا۔ مرأۃ العقول میں فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں عیسیٰؑ کا لفظ راوی یا کاتب کی غلطی سے ہے۔ کیونکہ اکثر روایات میں عیسیٰؑ کی بجائے یحییٰ بن زکریاؑ کا لفظ ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں جو تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ ان کے حمل کی مدتِ نو گھنٹے یا تین گھنٹے تھی۔ حضرت سید الشہداؑ، حضرت یحییٰؑ کے ساتھ چند لحاظ سے شباہت رکھتے ہیں۔ دونوں کا چھ مہینے کی مدت میں پیدا ہونا جیسا کہ بحار الانوار جلد ۱۴ص ۱۸۰ باب ۱۵ روایت ۱۷ میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے تو انہیں آسمان پر لے گئے اور انہیں جنت کی نہروں سے غذا دی گئی اور انہیں دودھ پینے کی ضرورت نہ تھی پھر انہیں واپس ان کے والد کے پاس لے آئے۔ ان کے آنے سے چہرے کے نور کی وجہ سے پورا گھر چمک اٹھا۔ اسی طرح امام حسینؑ کو بھی آسمان پر لے گئے جیسے کہ مخزن البکاء تحفۃ المجالس، مفتاح الجنہ اور وقائع الایام میں موجود ہے۔ حضرت یحییٰؑ کے چہرے کے نور سے گھر چمک اٹھا تھا۔ حضرت امام حسینؑ کی پیشانی اور گلے کے نور سے حجرہ چمک اٹھا تھا۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ دونوں نبی زادے تھے حضرت یحییٰؑ بچپن سے ہی عبادات میں مشغول تھے۔ امام حسینؑ بھی بچپن ہی میں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

نماز کے آغاز میں جو سات تکبریں مستحب ہیں جن میں ایک واجب اور چھ

https://www.shiabookspdf.com/

مستحب ہیں ان کی علت بیان کرتے ہوئے علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں اور جلال العیون میں شیخ طوسی سے ایک صحیح روایت کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ امام حسینؑ بچپن سے دیر سے بولنے لگے تھے ایک دن رسولؐ خدا نے حسینؑ کو نماز کیلئے مسجد میں اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پاس کھڑا کر کے تکبیر شروع کی آپ چاہتے تھے کہ حسینؑ بھی میرے ساتھ تکبیر کہیں لیکن انھوں نے نہ کہی حضرت تکبیریں کہتے رہے جب ساتویں تکبیر کہی تو حسینؑ نے اپنے نانا کے ساتھ تکبیر کہی اُس دن سے نماز میں تکبیرۃ الاحرام میں پہلے چھ تکبیریں کہنا مستحب ہوگئی ہیں اور مجمع الرسائل میں ہے یہ چھ تکبیریں تکبیرۃ الاحرام سے پہلے اور بعد میں بھی کہی جاسکتی ہیں حضرت یحییٰؑ کے متعلق خدا سورہ مریم آیت نمبر 7 میں فرماتے ہیں

(**لم نجعل له من قبل سميا**) یعنی اس سے پہلے کسی کا نام یحییٰؑ نہیں رکھا گیا۔ بحارالانوار جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 175 باب نمبر 15 روایت نمبر 13 میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا "**كذالك الحسينؑ لم يقله من قل سمى لم تبك السماء على عليهما اربعين سبعاً**"، یعنی حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسینؑ نہیں رکھا گیا۔ حسینؑ اور یحییٰؑ کے علاوہ کسی پر آسمان نے چالیس دن تک گریہ نہیں کیا۔

یحییٰؑ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے حسینؑ بھی مظلومانہ طور پر شہید ہوئے۔ یحییٰؑ ایک ظالم بادشاہ کے کہنے پر قتل ہوئے اور حسینؑ کافر و فاسق یزید کے کہنے پر شہید ہوئے۔ یحییٰؑ کی مظلومیت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ حسینؑ کی مظلومیت پر بھی زمین و آسمان بلکہ تمام موجودات نے گریہ کیا حضرت یحییٰؑ کا قاتل ولدالزنا تھا حسینؑ کا قاتل

https://www.shiabookspdf.com/

بھی ولدالزنا تھا۔ خداتعالیٰ نے خون یحییٰ کا قصاص لینے کیلئے بنی اسرائیل پر بخت نصر کو مسلط کیا اور اس نے اس مقام پر ستر ہزار افراد کو قتل کیا۔ جہاں حضرت یحییٰ کے سر سے خون کا قطرہ گرا تھا۔ اور وہاں سے خون جوش مار کر ابل رہا تھا۔ اس کے بعد خون ابلنا بند ہو گیا۔ بحار الانوار جلد ۴۵ ص ۲۹۸ باب ۴۵ اور سماء وعوالم میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا نے رسولِ خدا کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ کے بدلے میں ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا اور تیری بیٹی کے بیٹے کے انتقام میں ستر ستر ہزار یعنی دگنا قتل کروں گا۔ بحار الانوار ج ۴۵ ص ۲۹۹ باب ۴۵ روایت ۱۰ میں حضرت سید سجاد علیہ السلام کی امام حسینؑ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیٹے، اے علی میرا خون اس وقت تک خاموش نہ ہوگا جب تک خدا مہدیؑ کو نہ بھیج دے۔ جو آ کر منافقین اور کافروں میں سے ستر ہزار لوگوں کو قتل کریں گے۔

منہج الصادقین میں ابن عباسؓ کی روایت کے بعد اور وحی خدا کے بعد سورہ مریم کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایک اور روایت ہے کہ نواسہ رسولؐ کے خون کے انتقام میں ستر ہزار مرتبہ ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔ بحار الانوار کی کتاب سماء والعوالم جلد ۴۵ ص ۸۹ باب ۳۷ روایت ۲۸ میں حضرت سید سجادؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہم جب والدِ بزرگوار حسینؑ کے ساتھ مدینے سے چلے تو میرے نانا نے ہر منزل اور ہر مقام پر راستے میں یحییٰ بن زکریا اور ان کے قتل کا تذکرہ کیا۔ ایک روز میرے نانا نے فرمایا دنیا کی پستی خدا کے نزدیک اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت یحییٰؑ کے سر کو سونے کے طشت میں رکھا گیا۔ جب یحییٰؑ کو قتل کیا گیا تو نہ وہ پیاسے تھے اور نہ ہی بھوکے۔ لیکن قربان جاؤں حسینؑ ابن علیؑ پر یہ پانی کے ایک ایک قطرے کو ترستے چلے گئے آپ کو بھوکا اور پیاسا قتل کر دیا گیا۔ یحییٰؑ کے سامنے کوئی رشتہ دار یا اصحاب میں سے قتل نہ ہوا تھا۔ ان کے بدن پر ظلم نہیں کیا گیا ان کے سر کو نیزے پر بلند نہیں کیا گیا۔ لیکن حسینؑ کے بدن مبارک کو پامال کر دیا گیا اور ان کے سر کو نیزے پر بلند کیا گیا اور کبھی درخت کے ساتھ لٹکایا گیا۔ کبھی مسجد شام کے دروازے پر اور کبھی یزید ملعون کے گھر کے دروازے پر لٹکایا گیا۔ جیسے کہ السماء والعوالم اور بحار الانوار میں موجود ہے۔ کامل بہائی لکھتے ہیں کہ چالیس دن تک حسینؑ کے سر کو مسجد شام کے مینار پر لٹکائے رکھا۔ اگر حضرت یحییٰؑ کے سر کو سونے کے طشت میں رکھا گیا مگر آپ کے دانتوں پر لکڑی نہیں ماری گئی۔ لیکن بے حیا یزید نے سرِ حسینؑ کو دیکھ مسخرہ و مذاق اور زخم زبان لگانے پر خزران کی لکڑی کو پکڑا اور حضرت کے دندانِ مقدس پر مار کر کہہ رہا تھا "کیف انت یا حسینؑ" اے حسینؑ تیرا کیا حال ہے؟

منہج الصادقین میں ہے سورہ بنی اسرائیل کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کے سر کو سونے کے طشت میں رکھ کر بدکار عورت کے سامنے بطور تحفہ پیش کیا گیا تو یحییٰؑ کے سر نے فصیح زبان میں بادشاہ کے ساتھ گفتگو کی۔ اور اس نے کہا "لا تحل لک ھذہ" یعنی یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ اسی طرح حسینؑ کے سر نے بھی کئی مقامات پر گفتگو کی جیسا کہ بحار، عوالم، دمعہ، مدینہ، تظلم مخزان البکا اور تحفۃ الحسینیہ کی روایات میں بیس سے زیادہ مقامات کا ذکر ہے۔ جہاں سرِ حسینؑ نے گفتگو فرمائی

https://www.shiabookspdf.com/

کتاب مخزن الواعظین کے مؤلف نے اسّی (۸۰) مقامات سے زیادہ کو ذکر کیا ہے جہاں سرِ حسینؑ نے کلام فرمائی۔ ان میں سے چند مقامات یہ ہیں۔

جب دربار یزید میں سر مبارک کو یزید کے پاس رکھا گیا تو یزید خوشی سے کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا اور سر کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔ یا حسینؑ "لَا یـن الـغـلـب؟" یعنی کون کامیاب ہوا۔ اس وقت سب لوگوں نے سنا۔ کہ سر مبارک سے فصیح زبان میں گفتگو شروع ہوئی۔ "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" سورہ شوریٰ آیت ۲۲۷۔

کربلا سے لے کر دربار تک شام حسینؑ کی آنکھیں بند نہ ہوئیں تھیں۔ لیکن جب دیکھا کہ رسولؐ زادیاں ننگے سر حرام زادے کے دربار میں کھڑی ہیں۔ تو جو آنکھیں کربلا سے لے کر شام کے دربار تک بند نہ ہوئیں تھیں۔ بند ہو گئیں۔ اور فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باﷲ العلی العظیم"

الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 7

خدا تبارک وتعالیٰ سورہ دھر آیت ۲ میں فرماتے ہیں۔ "اِنا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه و جعلناه سميعاً بصيراً" خداوند علی واعلیٰ نے خلقتِ انسان کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا۔ اور ایک مقام پر فرمایا ہم نے انسان کو چکنی مٹی سے پیدا کیا۔ اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا "اَلَم نخلقكم من ماءٍ مهين" مرسلات آیت 20 یعنی کیا ہم نے تمھیں گندے پست پانی سے پیدا نہیں کیا۔ تاکہ انسان اپنی اصل اور حقیقت کو یاد رکھے اور اپنے اندر غرور و تکبر کو جگہ نہ دے بلکہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔

اصول کافی جلد ۲ ص ۳۲۸ روایت ا میں امام سجادؑ سے روایت ہے "عجباً للمتكبر الفخور الذى كان بالامس نطفة ثم هو غداً جيفة" یعنی تکبر اور غرور کرنے والے شخص پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ وہ کل ایک نطفہ تھا۔ جو نجس تھا۔ اور آئندہ کل مردار ہوگا جو سب مرداروں سے خبیث اور نجس ہوگا۔ اگر کوئی کتے یا سؤر کے مردار کو ہاتھ لگا دے تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ لیکن انسان کا مردار ایسا ہے۔ کہ ٹھنڈا ہو جانے کے بعد جو بھی ہاتھ لگائے گا۔ اس پر غسل مس

https://www.shiabookspdf.com/

میت واجب ہو جائے گا سید نعمت جزائری فرماتے ہیں۔ کہ کسی حیوان کا مردار انسانی مردار سے زیادہ بدبودار نہیں ہوتا۔ رومی کیا خوب فرماتے ہیں۔

گرمیان مشک تن را جاشود
روز مردن گندا و پیدا شود
مشک را برتن مزن بردل بمال
مشک چہ بود نام پاک ذوالجلال

یعنی اگر کسی جسم انسانی کو مشک میں رکھ بھی دیا جائے پھر بھی مرنے کے بعد اس کے اندر گندی بو پیدا ہو جائے گی۔ مشک وعنبر کو اپنے بدن پر نہ ملو بلکہ اپنے دل پر ملو کیونکہ مشک تو خداوند تعالیٰ کا نام مبارک ہے۔

جس انسان کی ابتدا و انتہا دونوں ناپاک اور نجس ہوں تو اس کا درمیان بھی نجس ہے۔ پس غرور اور تکبر کس چیز پر کرتا ہے۔ مولوی نے کیا خوب کہا ہے۔

ملت ابلیس انا خیری بداست
این مرض درنفس ہر مخلوق است

یعنی شیطان جو دربار خداوندی سے نکالا گیا تو اس کی علت یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتا تھا اور یہ بیماری تمام مخلوق کے اندر موجود ہے۔ نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۳ ص ۱۳۱ میں امیر المومنینؑ کا ایک خطبہ ہے۔ جو قاصعہ کہ نام سے ہے۔ جس میں غرور وتکبر کی مذمت اور تواضع وانکساری کی تعریف کی گئی ہے۔ اس خطبہ کے کچھ جملے یہ ہیں۔ "تمھیں چاہیے کہ عبرت حاصل کرو شیطان سے جو خدا نے اس کے تمام اعمال اور محنتیں رائیگاں کردیں حالانکہ وہ چھ ہزار سال تک عبادت کرتا رہا اور

https://www.shiabookspdf.com/

معلوم نہیں کہ وہ دنیا کے چھ ہزار سال تھے یا آخرت کے۔ اور یہ سب کچھ اس کے ایک لحظہ کے تکبر و غرور کا نتیجہ تھا۔

تکبر کی چند قسمیں ہیں۔ خدا کے ساتھ تکبر کرنا یہ قسم یقینی طور پر شرک اور کفر کا موجب بنتی ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے "استکبر و کان من الکافرین" شیطان نے تکبر کیا یعنی "میں" کہا اور کافر ہو گیا۔ دوسری قسم انبیأ اور اولیأء کے ساتھ تکبر کرنا یہ قسم بھی شرک اور کفر کی حد تک ہے۔ کیونکہ ان ہستیوں کے ساتھ تکبر کا مطلب ہے کہ انبیآء کی نبوت اور اولیأء کی ولایت و اطاعت کا انکار کرنا اور انہیں اپنا جیسا بشر خیال کرنا۔ جیسے قرآن میں ہے۔ "قالوا ان انتم اِلاّبشر مثلنا" سورہ ابراہیمؑ آیت نمبر ۱۰ یعنی انہوں نے کہا کہ تم ہماری ہی طرح کے بشر ہی ہو اصول کافی جلد۲ ص ۲۸۹ اور خصال میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ "اصول الکفر ثلاثہ الحرص و الاستکبار والحسد" یعنی کفر کی بنیاد اور اصول تین چیزیں ہیں کفر۔ تکبر اور حسد۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار کی کتاب سماء والعوالم جلد 60 ص 358 باب 41 میں علل الشرائع سے نقل کرتے ہیں کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا کیا وجہ ہے؟ کہ ایک انسان پیدا ایک جگہ ہوتا ہے اور مرتا دوسری جگہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا نے اپنی مخلوق کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور ہر انسان اپنی خاک اور مٹی کی طرف لوٹتا ہے۔

بحار جلد 60 ص 338 باب 41 روایت 14 میں اصول کافی سے امام صادقؑ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب انسان کا نطفہ رحمِ مادر میں آتا ہے تو خدا ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس مقام کی تھوری سی مٹی لا کر نطفہ کے ساتھ مخلوط کر دیتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ جہاں اسے دفن کرنا ہے۔ اور ہمیشہ اس انسان کا دل اس زمین کی طرف مائل رہتا ہے جہاں سے وہ مٹی لی گئی تھی یہاں تک کہ وہ اسی جگہ مرتا ہے اور اسی جگہ دفن ہوتا ہے۔ اور یہ اسی مٹی کی محبت ہے کہ ایک وقت انسان اپنے وطن میں تمام تر مشکلات اور پریشانیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کربلا کی طرف سفر کرتا ہے اور وہاں پہنچتے ہی اُسے وہاں موت آجاتی ہے۔ اور وہیں دفن ہو جاتا ہے۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ کئی سالوں تک کربلا میں رہنے کے باوجود خواہش رکھتے ہوئے بھی انہیں وہاں موت نہیں آتی بلکہ کربلا سے سفر کر کے کہیں دور دفن ہو جاتے ہیں یہ اس مٹی کی کشش ہے جو انسان کے مدفن سے لے کر اس کے نطفہ میں مخلوط کر دی جاتی ہے۔ اس بات کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے کہ خدا نے ہمارے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی ہماری منزل اور ٹھکانہ کو ہمارے لیے معین کر دیا ہے کہ ہم کو آخر کہاں جانا ہے۔ یہ تو ہم ہیں جو گمان کر بیٹھے ہیں کہ دنیا ئیں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اپنی دنیا کے سنوارنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن قبر والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ کہ کیا اس گھر کیلئے کوئی فرش و چراغ یا مددگار تیار کیا ہے یا نہیں۔ دیوانِ امیر المومنین علیہ السّلام میں مولاؑ فرماتے ہیں۔

لا دار للمرء بعد الموت یسکنھا
الا التی کان قبل الموت بانیھا
فان بنا بخیر طاب مسکنھا
وان بناھا بشر خاب بانیھا

ابو حمزہ ثمالی کی دعا میں کیا خوب قبر والے گھر کی منظر کشی کی گئی ہے۔ مجھ سے زیادہ بدحال کون ہوگا۔ کہ مجھے قبر کی طرف اس حال میں لے جایا جائے گا۔ کہ میں:

https://www.shiabookspdf.com/

نے اسے رہنے کیلئے تیار نہ کیا ہوگا۔ اور اس میں اپنے عمل صالح سے فرش نہ بچھایا ہوگا۔ میں کیسے گریہ نہ کروں میں اپنی روح کے نکلنے پر گریہ کرتا ہوں قبر کی تاریکی پہ روتا ہوں اپنی لحد کی تنگی پر گریہ کرتا ہوں وہاں منکر ونکیر کے سوالوں پر گریہ کرتا ہوں۔ قبر سے جب ننگا نکالا جاؤں گا اس پر گریہ کرتا ہوں اور جب ذلت کی حالت میں گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہونگا۔ اس پر گریہ کرتا ہوں۔

آخرت کے راستوں میں سب سے پہلی منزل قبر ہے اگر یہ منزل آباد ہوگی۔ تو دوسری منزلیں بھی آباد ہوں گی۔ اور انسان خوش وخرم ہوگا۔ اور اگر یہ منزل خراب ہوئی تو باقی سب منزلیں بھی خراب ہونگی کتاب اثنیٰ عشریہ میں ص 204 پر رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا قبر انسان کو پانچ طرح سے پکارتی ہے۔ ''انا بیت الوحدہ فا حملو الیّ انیساً'' ''انا بیت الُشخیات فاحملو الیّ تریاقاً'' ''انا بیت الظلمہ فاحملو الیّ سراجاً'' ''انا بیت التراب فاحملو الیّ فراشاً'' ''انا بیت الفقر فاحملوا الیّ کنیزاً'' یعنی میں تنہائی کا گھر ہوں میری طرف دوست لے کر آؤ۔ میں سانپوں کا گھر ہوں اس کیلئے کوئی دوا لے کر آؤ۔ میں تاریکی کا گھر ہوں میری طرف چراغ لے کر آؤ۔ میں مٹی کا گھر ہوں میری طرف چٹائی وبستر لے کر آؤ۔ میں فقر کا گھر ہوں میری طرف خزانہ لے کر آؤ

لیکن ہمیں تو غفلت نے بہرہ کر دیا ہے کہ ہمیں قبر کی آواز سنائی ہی نہیں دیتی۔ لیکن جو لوگ اپنے کانوں کو کھلا رکھتے ہیں۔ وہ اس آواز سے باخبر ہیں۔ اپنی قبر وآخرت کیلئے کچھ کرتے رہتے ہیں۔

جامع الاخبار ص 90 میں ہے کہ امام سجادؑ سے سوال کیا گیا ''کیف اصجت یا

https://www.shiabookspdf.com/

بن رسولؐ اللّٰہ" اے فرزند رسولؐ آپ نے صبح کیسے کی؟ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے صبح اس حال میں کی کہ خدا مجھ سے آٹھ واجبات کو طلب کر رہا ہے۔ "اللّٰہ یطلبنی بالفرائض والنبی بالسنۃ والعیال بالقوۃ والنفس باالشھوۃ والشیطان باِتباعہ والحافظان بصدق العمل و ملک الموت باالروح والقبر بالجسد فانا بین ھذہ الخصال مطلوب"

یعنی خدا مجھ سے اپنے فرائض واجبات طلب کرتا ہے نبیؐ اپنی سنت کی پیروی کو طلب کرتے ہیں۔ اہل وعیال کو کھانے کی طمع ہے۔ نفس اپنی خواہشات کا طلبگار ہے دو فرشتے رقیب وعتید مجھ سے عمل صالح چاہتے ہیں۔ ملک الموت میری روح چاہتا ہے۔ میری قبر میرے بدن کے انتظار میں ہے۔ اثنیٰ عشریہ کے آٹھویں باب میں اس کی مثل روایت ہے۔ جس میں رسولؐ خدا نے امیرالمومنینؑ سے سوال کیا تھا۔ علامہ مجلسیؒ بحارالانوار جلد ۴۳ ص 214 میں لکھتے ہیں کہ فاطمہؑ کورات کے وقت دفن کرنے کیلئے لایا گیا جب شہزادی کا جنازہ قبر کے قریب ہوا تو قبر سے آواز آئی۔ "اِلیَّ اِلیَّ فقد رفع تر بتھا مِنی" یعنی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے جنازے کو میری طرف لے آؤ۔ ان کی پاک خاک مجھ سے لی گئی ہے امیرالمومنین علیہ السّلام نے جب دیکھا تو ایک تیار شدہ قبر نظر آئی آپ نے اس قبر میں دفن کر دیا۔ اور قبر کے کنارے بیٹھ کر فرمایا "یا ارض استودعک ودیعتی بنت رسول اللّٰہ" اے زمین میں نے اپنی امانت تیرے سپرد کی ہے یہ ہے رسول خداؐ کی بیٹی "فنودی منھا یا علیؑ انا ارفق بھا منک" زمین سے آواز آئی۔ یاعلیؑ میں آپ سے زیادہ ان کا خیال رکھوں گی۔ آپ سے زیادہ ان پر مہربان ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسی بحار کے حوالہ گذشتہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب فاطمہؑ کا جنازہ دفن کرنے لگے تو قبر سے دو ہاتھ نمودار ہوئے جو جنازہ کو پکڑ کر قبر میں لے گئے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ شاید وہ قبر سے ندا اور دو ہاتھ جو نمودار ہوئے تھے رسولؐ خدا کے ہاتھ تھے۔

یا علیؑ اگر رسولؐ خدا اس وقت آپ سے فرماتے کہ اے علیؑ جب میں نے تجھے امانت دی تھی تو اس کا پہلو زخمی نہ تھا۔ بازو پر ورم نہ تھا۔ جسم و چہرہ پر سیاہ نشان نہ تھے۔

الالعنة اللّٰه على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 8

سورہ انعام آیت ۱۲۵ میں خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔ "فمن یرد اللّٰہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام" یعنی خدا جس کو ہدایت دیتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔

تفسیر صافی جلد۲ ص ۵۵ بحار الانوار جلد ۶۸ ص ۲۳۶ ب ۲۴ میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا کہ شرح صدر کا معنی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ شرح صدر سے مراد ایک نور ہے جسے خدا مومن کے دل میں ڈال دیتا ہے جس سے اس کا سینہ کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے سوال کیا گیا کہ اس نور اور شرح صدر کی کوئی علامت بھی ہے۔؟ آپؐ نے فرمایا کہ غرور کے گھر (دنیا) سے کنارہ کشی کرنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی تمنا کرنا اور موت کے آنے سے پہلے موت کیلئے تیار رہنا۔ یعنی مومن کی ہمیشہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اصلی وطن اور گھر یعنی آخرت کی طرف جائے جیسے مسافر سفر پر جاتا ہے۔ تو اگر اسے اپنے وطن سے محبت ہوگی تو واپس پلٹنے کی تمنا کرے گا۔ اور سفر کا ساز و سامان زیادہ جمع نہیں کریگا اور اگر اپنے اصلی وطن سے محبت نہ ہوگی تو سفر ہی کو غنیمت جانے گا۔

انسان عاقل اور مومن کامل اس دنیا کو ایک مسافر خانہ سمجھتا ہے اور اسے غربت

https://www.shiabookspdf.com/

ومصیبت کا گھر جانتا ہے۔ بلکہ دنیا اس کے نزدیک قید خانے کی مانند ہے جس سے ہر وقت آزادی کا طالب ہے۔ تا کہ اپنے آپ کو اپنے اصلی وطن یعنی آخرت کی طرف لے جائے۔ اور یہ واضح اور روشن بات ہے۔ کہ ایک تاجر نے سفر تجارت میں اگر اپنے وطن کی طرف محنت کر کے زرو جواہرات اور قیمتی چیزیں بھیجی ہونگی تو اس کی ہمیشہ یہ خواہش ہوگی۔ کہ فوراً اپنے وطن واپس چلا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاؑء و اولیاؑء کرام ہمیشہ آخرت کی تمنا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے آخرت کے گھر بہت سی قیمتی چیزیں یعنی اعمال صالح بھیجے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ موت کی تمنا کرتے تھے تا کہ وہاں تک پہنچ جائیں جوان کا اصل اور حقیقی گھر ہے۔ سید نعمت اللہ جزائری کتاب انوار میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا "حب الوطن من الایمان"، یعنی وطن کی محبت رکھنا ایمان ہے۔ اور اس سے مراد حقیقی وطن یعنی قبر ہے نہ کہ حضرت دنیا کی تعریف کررہے ہیں۔ شیخ بہائی نے کیا خوب کہا ہے۔

زانکہ از دنیا است امن اوطان تمام
مدح دنیا کی کند (خیر الانام)
این وطن مصر وعراق و شام نیست
این وطن شہر یست کاُن را نام نیست

یعنی یہ تمام دنیا کے وطن ہیں۔ اور پیغمبر اکرمؐ دنیا کی تعریف کب کررہے ہیں۔ اس وطن سے مراد مصر و شام وعراق نہیں ہیں۔ بلکہ یہ وہ وطن ہے جس کا کوئی نام نہیں ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ رسولؐ خدا کی حدیث "حب الوطن من الایمان" سے مراد عالم آخرت ہے۔ کیونکہ روح انسانی کا تعلق عالم افلاک کے ساتھ ہے۔ جو سفر

https://www.shiabookspdf.com/

کر کے عالم خاکی کی طرف آئی ہے۔ اور اس روح کو اس آیت کے مطابق "ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ" اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ خواجہ نے کیا خوب کہا ہے۔

طاہر گلشن قدسم چہ دھم شرح فراق
کہ در این دا مگہ حادثہ چوں افتادم
من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
آدم آورد دراین دیر خراب آبادم

یعنی میں ایک پاک و پاکیزہ باغ کا پرندہ ہوں۔ اور سوء اتفاق سے دنیا کے اس جال مین پھنس گیا ہوں۔ میں تو فرشتہ تھا اور میرا ٹھکانہ جنت الفردوس تھا۔ مجھے تو میرے باپ آدم نے لا کر اس ویرانے میں آباد کر دیا۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص آخرت کے گھر کو پسند کرتا ہے تو اس دنیا کے عارضی گھر سے جانے کو کمالِ ایمان سمجھتا ہے۔ کیونکہ مومن کے علاوہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے جانے کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ دنیا کی رغبت رکھتا ہے۔ جیسے کہ سورہ یونس آیت 7 میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔ "ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمئنّوا بھا" یعنی وہ دنیا کی زندگی سے راضی اور مطمئن ہیں۔

جب رحم مادر میں خلقت انسانی مکمل ہو جاتی ہے۔ تو نو مہینے کے بعد خدا ایک فرشتے کو رحم میں بھیجتا ہے۔ جس کا نام زاجر ہے جیسا کہ خدا سورہ صافات آیت 2 میں فرماتا ہے "فالزاجرات زجراً" یہ فرشتہ آ کر اس بچے کو رحم سے باہر نکالتا ہے۔ نو مہینے رحم میں رہنے کی وجہ سے اس بچے کو رحمِ مادر سے محبت ہو گئی ہوتی ہے۔ اس لیے

https://www.shiabookspdf.com/

باہر آنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں ماں کے رحم سے بہتر کوئی ٹھکانہ اور خونِ حیض سے اچھی کوئی غذا نہیں ہوتی اس لیے فرشتہ زاجرا سے زجر کرتا ہے یعنی زبردستی کرتا ہے اور اس کو رحم سے نکالتا ہے۔

انبیاؑء اور اولیاؑء نے اسی چیز کا لوگوں کو بتایا کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کچھ بھی نہیں ہے۔ آخرت کی نعمتیں اور لذتیں دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ لیکن اس چیز کو جہالت، نادانی اور کم عقلی کی وجہ سے لوگ سمجھتے نہیں ہیں کیونکہ دنیاوی زندگی، طمع و لالچ دنیا نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔

اس دنیا میں وجود انسانی ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال اس لیے ہے کہ وجود انسانی ترقی کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی حالت سے بہتر حالت میں آجاتا ہے۔ پہلے انسان عالم جمادات میں ہوتا ہے پھر عالم نباتات میں داخل ہوتا ہے اس کے بعد حیوانات کے دائرہ میں آجاتا ہے۔ اس کے بعد انسانوں کی صف میں داخل ہو جاتا ہے۔

باوجود اس کے کہ انسان ترقی اور کمالات کی منزل سے گذر رہا ہے۔ کمالات اور ترقیات میں اضافہ ہوتا گیا ہے پھر بھی انسان اس دنیا سے دل لگائے بیٹھا ہے اور لحظہ کیلئے بھی اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ حالانکہ اس دنیا نے سوائے دکھوں اور مصائب کے دیا ہی کیا ہے۔

ملا رومی نے کیا خوب لکھا ہے۔

سر ھو تو ا قبل موت این بود
کز پس مردن غنیمت ھائے رسد

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی موت سے پہلے مرجانے کا راز یہ تھا کیونکہ مرنے کے بعد بہت سی نعمتیں ملیں گی۔ اس موت سے مراد اختیاری موت ہے۔ یعنی دنیا سے لگاؤ کم کروتا کہ آخرت کی زندگی آسان بن سکے۔ ہاں انبیاءؑ اور اولیاءؑ اپنی موت کو حیات ابدی خیال کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ مرنے اور قتل ہونے سے ڈرتے نہیں ہیں۔ بلکہ خوشی خوشی اس دنیا سے آخرت کی طرف جانے میں جلدی کرتے ہیں جیسا کہ امام حسینؑ اور آپکے اصحاب تھے کچھ اصحاب اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کرر ہے تھے جب جنگ اور قتل ہونے کا یقین پیدا ہو چکا تھا اور کچھ اصحاب ایسے تھے جو میدان جنگ میں جانے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرر ہے تھے۔ کچھ رورو کر امام حسینؑ سے مرنے کی اجازت طلب کرر ہے تھے۔

بحار الانوار جلد ۴۵ ص ۳۴ باب ۳۷ میں ہے حضرت شہزادہ قاسم علیہ السلام کبھی اپنے چچا کے ہاتھ چومتے ہیں اور کبھی پاؤں تا کہ جنگ کی اجازت مل جائے۔ آخرکار امام علیہ السلام نے اپنے یتیم بھتیجے کو جانے کی اجازت دے دی۔ منتخب التواریخ میں ہے۔ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے کیا تو خود موت کی طرف چل کے جائے گا شہزادے نے عرض کی۔ کیوں نہ جاؤں اے میرے چچا جان۔ جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپکو دشمنوں نے گھیر رکھا ہے۔ اور آپ اکیلے ہیں۔ کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ہے۔

الالعنة اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 9

آنکہ آواز آسمان باران دھد
ہم تواند کوز رحمت مان دھد
ماعیال حضر تیم و شیر خوار خواہ
گفت الخلق عیال اللہ
ہم چنیں از پشہ گری تابہ ابیل
شد عیال اللہ و حق نعم المعیل

جوذات آسمان سے بارش بھیج سکتی ہے۔ وہ اپنی رحمت کے صدقہ میں روٹی بھی دے سکتی ہے۔

ہم خدا کے عیال اور اہل خانہ ہیں۔ کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے کہ تمام مخلوق عیال اللہ ہے مچھر سے لے کر ہاتھی تک سب مخلوق عیال اللہ ہے اور اپنے عیال کا بہترین معیل یعنی خیال رکھنے والا خدا ہے۔

سورہ ہود آیت نمبر 6 میں خدا ارشاد فرماتا ہے "وَما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها" یعنی زمین پر چلنے والی ہر چیز کا رزق خدا کے ذمے ہے لیکن دنیا عالمِ اسباب ہے اور خدا ہر ایک کی روزی اس تک کسی نہ کسی سبب کے ذریعے پہنچاتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے انسان کو چاہیے کہ خدا کے کاموں سے عبرت حاصل کرے اسے دیکھنا چاہیے کہ خدا ماں کے رحم میں پیدا ہونے سے پہلے کس طرح رزق دیتا ہے اور اس کے پیدا ہونے کے بعد کن اسباب اور وسائل کے ذریعے اس تک روزی پہنچاتا ہے۔ جب بچہ دنیا میں آتا ہے۔ تو عام غذائیں اور کھانے نہیں کھا سکتا۔ اس کیلئے مخصوص غذائیں فراہم کرتا ہے۔ جس خون حیض کو رحم مادر میں اسکی غذا بناتا ہے۔ اسی خون حیض کو پستانوں کے ذریعے دودھ کی شکل میں اس دنیا میں آنے کے بعد اس کی غذا بنا دیتا ہے اور پھر اس کی قدرت کا کمال دیکھو کہ ایک پستان میں پتلا دودھ بناتا ہے جو بچے کیلئے پانی کا کام دیتا ہے اور دوسرے پستان میں گاڑھا دودھ پیدا کرتا ہے۔ جو اس کے کھانے اور غذا کا کام دیتا ہے۔ اور پھر اس حکیم ذات کی حکمت کا کیا کہنا کہ پستانوں کے سوراخ ایسے بنائے جاتے ہیں کہ نہ چھوٹے کہ بچہ دودھ نہ پی سکے۔ اور نہ ہی اتنے بڑے کہ زیادہ دودھ آنے کی وجہ سے بچہ مر نہ جائے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

غم روزی مخور برھم مزن اوراقِ دفتر را
کہ پیش از طفل ایرد پرکند پستان مادر را

یعنی تجھے روزی کی فکر نہیں ہونی چاہیے مگر حیلہ ضرور کر کیونکہ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے خدا ماں کے پستان دودھ سے بھر دیتا ہے۔

اس کے بعد خدا ماں کے دل میں بچے کیلئے مخصوص محبت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اسے اپنے بچے کی فکر ہوتی ہے کہ وہ بھوکا اور پیاسا نہ رہے خود اگرچہ بھوکی اور پیاسی رہے۔ اسے کپڑا ملے نہ ملے۔ بچے کو لباس ضرور ملنا چاہیے۔ وہ خود دھوپ میں ہے تو

https://www.shiabookspdf.com/

کوئی فکر نہیں لیکن بچے پر سورج کی تپش نہیں پڑنی چاہیے۔اتنی مگن اور دل کی گہرائیوں سے بچے کی تربیت کرتی ہے اسے دودھ پلاتی ہے۔بعض اوقات اپنے آرام اور نیند کو بھول جاتی ہے۔

یہ تمام تکلیفیں اور مصیبتیں صرف اور صرف خدا کی طرف سے پیدا کی ہوئی اُس محبت کی وجہ سے برداشت کرتی ہے جو اُس کے دل میں ہے حالانکہ اُسے اُن تمام چیزوں کے اجر اور ثواب کا علم نہیں ہوتا۔البتہ اگر اُسے اجر اور ثواب کا بھی علم ہو جائے تو پھر اُس سے بھی بڑھ کر بچے کی تربیت کا خیال رکھے اور اُس کی حفاظت کرے انوار نعمانیہ میں رُسولِ خدا سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو اُس کا اجر اتنا ہے جیسے کوئی روزہ دار ہو اور راہِ خدا میں اپنی جان و مال سے جہاد کرے۔ اور جب کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کا اجر وثواب صرف خدا جانتا ہے اور جب عورت بچے کو دودھ دیتی ہے ہر دفعہ بچہ جب ماں کے پستان کو چوستا ہے تو ہر ایک چوسنے کے بدلے میں اُسے اتنا اجر وثواب ملتا ہے جتنا اولادِ اسماعیلؑ سے ایک غلام آزاد کرنے کا ہوتا ہے جیسے ہی یہ عورت بچے کو دودھ پلانا بند کرتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے پہلو پر ہاتھ مار کر کہتا ہے۔ جتنے تیرے گناہ تھے سب معاف کر دیئے گئے ہیں اب نئے سرے سے اپنے اعمال کو شروع کرو۔

بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ سورۃ بقرۃ آیت 233 میں فرماتا ہے "والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ" اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی سبب یا عذر ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بہت سی اخبار و روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ اگر اکیس مہینوں سے کم بچے کو دودھ پلایا جائے تو یہ بھی ظلم ہوگا کتاب انوار میں فرماتے ہیں کہ بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ ماں بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ اگر بچے کا اپنا مال نہ ہو۔ کیونکہ بچہ کا نان ونفقہ باپ پر واجب ہے مگر اس صورت میں کہ باپ کے پاس کچھ مال نہ ہو اور میراث بھی نہ ہو جس سے دودھ پلانے کی اُجرت دی جا سکے۔ یا باپ کے پاس مال تو ہو لیکن اُجرت دینے پر قادر نہ ہو تو اِس صورت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جائے گا

تمام علماء اِس باب پر متفق ہیں کہ جو ماں بچے کو دودھ پلائے اُسے چاہے کہ اُس کے پستان میں جو پہلا دودھ ہوتا ہے اُسے پلائے۔ کیونکہ اُس کے بغیر بچہ نہ تو زندہ رہے گا اور نہ ہی طاقتور ہوگا۔ شہید ثانی شرح لمعہ میں فرماتے ہیں کہ عورت پر یہ پہلا دودھ پلانا واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر بچہ زندہ نہیں رہے گا سید جزائری فرماتے ہیں کہ تین دن تک دودھ پلانا ماں پر واجب ہے۔

اس کے باوجود وہ دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے شہید ثانی شرح لمعہ میں کہتے ہیں کہ مالک اپنی کنیز کو اپنے بچے اور کسی دوسرے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے اور کنیز اُجرت لینے کا حق نہیں رکھتی۔

ہر بچے نے پیدا ہوتے ہی یا تو اپنی ماں کے دودھ پیا یا کسی دوسری عورت کا۔ مگر حسینؑ نے نہ اپنی ماں کا دودھ پیا اور نہ ہی کسی اور عورت کا بلکہ خدا کے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان چوستے تھے۔ اور سیر ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج 43 ص 254 ب 11 روایت 32 جلا العیون، عوالم، تظلم اور مخزن میں

https://www.shiabookspdf.com/

مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ فاطمہ علیہا السلام کے بطن مبارک میں نورِ حسینؑ آیا تو رسولؐ خدا سفر پر جانے لگے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السّلام نے اطلاع دی ہے خدا تجھے بیٹا عطا کرے گا جب پیدا ہو تو اُسے دودھ نہ پلانا یہاں تک کہ میں واپس آجاؤں۔ جب امام حسن علیہ السّلام پیدا ہوئے تو فاطمہ علیہا السّلام نے تین دن تک دودھ نہ پلایا۔ اور نبی اکرمؐ کا انتظار کرتی رہیں۔ تین دن کے بعد جب رسولِ خدا واپس نہ آئے تو ماں کی محبت نے جوش مارا اور فاطمہ علیہا السّلام نے امام حسن علیہ السّلام کو دودھ پلایا۔ حضرت نے واپس آکر پوچھا بیٹی کیا حال ہے اور کیا دودھ پلایا یا نہیں؟ فاطمہ علیہا السّلام نے عرض کیا بابا جان میں محبتِ مادری کے آگے مجبور ہوگئی تھی۔ اور حسن علیہ السّلام کو دودھ پلا دیا۔ آپؐ نے فرمایا جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جب امام حسین علیہ السّلام کی ولادت کا وقت آیا تو رسولِ خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ خدا تجھے بیٹا عطا کرے گا اور اُسے دودھ نہ پلانا جب تک میں آنہ جاؤں اگر چہ ایک مہینہ گزر جائے رسولِؐ خدا سفر پر چلے گئے اور حسین علیہ السّلام کو اُن کے پاس لایا گیا۔ رسولِ خدا نے اپنی زبان مبارک حسین علیہ السّلام کے منہ میں رکھ دی حسینؑ چوستے رہے۔ یہاں تک کہ سیر ہو گئے رُسولِؐ خدا نے فرمایا۔ "ابی اللّٰہ الا ما یرید ھی فیک وولدک یعنی اِلاّ امامۃ" خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اُس کا ارادہ ہے کہ امامت تیرے اور تیری اولاد میں جاری ہو۔ بحار الانوار، عوالم اور جلال العیون میں مناقب سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب حسین علیہ السّلام پیدا ہوئے تو فاطمہؑ بیمار ہو گئیں اور انکا دودھ خشک ہو گیا رسولِؐ خدا نے دودھ پلانے والی عورت تلاش کی نہ ملی آپؐ نے اپنا انگوٹھا حسین علیہ السّلام کے

https://www.shiabookspdf.com/

منہ میں رکھ دیا۔ جسے حسینؑ نے چوسنا شروع کر دیا۔ اور جب بھی حسین علیہ السّلام کو بھوک لگتی تو اپنے جدِ بزرگوار کا انگوٹھا چوستے اور سیر ہو جاتے علامہ مجلسیؒ اُصولِ کافی ج 1 ص 464 روایت 4 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حسین علیہ السّلام نے فاطمہ علیہا السّلام کا دودھ پیا اور نہ کسی اور کا آپؑ کو نبیؐ کے پاس لایا جاتا۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے منہ میں اپنا انگوٹھا رکھ دیتے جسے وہ چوستے اور سیر ہو جاتے۔ اور یہ انکے لیے دو یا تین دن کیلئے کافی ہوتا ہے یہاں تک کہ حسین علیہ السّلام کا گوشت رسولؐ اللہ کے گوشت اور خون سے پروان چڑھا۔

اِسی طرح کی اور بھی روایات ہیں جیسے کہ بحار الانوار اور جلاء العیون میں ہے کہ سید الشہد اعلیہ السّلام نے فاطمہؑ کا دودھ پیا نہ کسی اور عورت کا بلکہ انکو خوراک رُسولِؐ اللہ کی اُنگلی اور زبان سے ملتی تھی اور رسولِؐ خدا نے جو فرمایا ہے "حسین منی وانا من الحسین" اِس کی وجہ بھی یہی ہے کہ حسینؑ کا گوشت اور پوست رسولِؐ اللہ کے گوشت و پوست سے ہےاور انا من حسینؑ کا ظاہراً یہ معنی ہے کہ پیغمبر اسلام کی شریعت اور اُنکا نام ونشان حضرت سید الشہد اعلیہ السّلام کے وجودِ مبارک سے ہے۔ اگر حسینؑ نے نہ ہوتے تو بنی امیہ نے پیغمبرؐ کی شریعت اور دین کو مٹا دیا تھا حقیقت میں حسینؑ نے اپنی جان، مال اور اہل وعیال کی قربانی رسولِؐ خدا کے دین کے لیے دی تھی اور اپنی ساری زندگی دین کی اشاعت کے لیے وقف کر دی تھی۔ آپؑ کے سرِ مطہر کے کلام کرنے سے کتنے یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے۔ اور قیامت کے دن حسین علیہ السّلام کی محبت، اُنکی زیارت اور اُن پر گریہ وزاری کے سبب کتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com/

شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

بی جا پیمبرش بہ ابی انت اُمی نگفت
می دید فیفھا کہ سارند بہ امتش

یعنی پیغمبرؐ اکرم نے بلا وجہ اُنہیں یہ نہیں کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں آپؐ جانتے تھے کہ میرے اس نواسے سے میری اُمت فیض یاب ہوگی۔ اور نبیؐ اکرم بھی حسینؑ سے محبت کا اظہار اِسی وجہ سے فرماتے تھے۔ مدینۃ المعاجز ص 283، سطر 20 میں اور دوسری معتبر کتابوں میں اُمِ سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ اُمِ سلمہ کہتی ہے کہ ایک دن رسولِؐ خدا میرے حجرے میں آئے میں نے چٹائی اکٹھی کر کے آپؐ کے لیے تکیہ حاضر کیا آپؐ سو رہے تھے۔ اِسی اثناء میں حسین علیہ السّلام تشریف لے آئے۔ باقی روایت آئندہ۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 10

خدا تعالیٰ سورہ مریم آیت نمبر 15 میں ارشاد فرماتا ہے "وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاً" سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا جس دن اُسے موت آئے گی اور جس دن دوبارہ اُسے زندہ اُٹھایا جائے گا۔ انسان کے لیے تین حالتیں اور وقت سخت ترین ہیں۔ اور تین حالتوں میں وہ گریہ کرتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے اِن تین حالتوں میں اپنے اوپر سلام بھیجا ہے۔ جیسے کہ گذشتہ آیت میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔

ایک وقت پیدا ہوتے ہوئے، دوسرا وقت اور حالت موت ہے اور تیسرا وقت جب قیامت کے دن سب خدا کے سامنے حاضر ہونگے۔ پیدا ہونے کا وقت انسان کے لیے اس لیے سخت ہے کیونکہ انسانوں کو مہینوں تک ماں کے رحم کے ساتھ مانوس ہو گیا ہوتا ہے اور اُس کا باہر آنے کو دل نہیں چاہتا اور دنیا میں آنے سے ڈرتا ہے اور آخر کار اُسے زبردستی اور مجبوراً اِس دنیا میں بھیجا جاتا ہے دوسرا وقت موت کا ہے اور یہ وقت چند لحاظ سے سخت ہوتا ہے ایک اس لحاظ سے کہ روح بدن سے جدا ہوتی ہے اور دوسرا اس لحاظ سے کہ اپنے اہل وعیال سے جدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ اپنے دوستوں اور احباب سے جدائی نظر آتی ہے۔

بحار الانوار ج 6 ص 159 روایت 22 میں موجود ہے کہ جب حضرت امام

https://www.shiabookspdf.com/

حسن مجتبیٰ علیہ السّلام اِس دنیا سے جا رہے تھے تو گریہ فرما رہے تھے۔آپؑ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: میرے رونے کی دو وجوہات ہیں ایک اس مال سے جدائی جو میں نے جمع کیا اور دوستوں اور اہل و عیال سے جدائی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس راہ پر انسان کبھی نہ گیا ہو تو اُس راستے پر چلنے سے ڈرتا ہے اور اگر اُسے پتہ چلے کہ راستہ ہے بھی خطرناک جس میں سخت گھاٹیاں ہیں اور راستہ میں چور ڈاکو بھی ہیں جن سے جان و مال کو خطرہ ہے تو اُس وقت سفر اور بھی خوفناک ہو جاتا ہے اور پھر یہ ایسا سفر ہے جس پر چلنے سے انبیاء اور اولیاء بھی گھبراتے ہیں۔ اس آخرت کے سفر کو یاد کر کے گریہ کرتے کرتے غش کر جاتے تھے کسی عرب شاعر نے اس صورتحال پر کیا خوب کہا ہے۔

وزادی قلیل لا اراہ مبلّغی

ألزاد ابکی ام للبعد مسافتی

یعنی میرا سفرِ آخرت کا ساز و سامان کم ہے۔ مجھے نظر نہیں آتا کہ یہ مجھے منزلِ مقصود تک پہنچائے گا۔ کیا میں اپنے زادِ راہ پر گریہ کروں یا مسافت کی دوری پر آنسو بہاؤں۔ اور یہ موت کا وقت اس اعتبار سے بھی سخت تر ہے کہ اس میں انسان کے اعمال مجسم ہونگے اور وہ انسان سے ہم کلام ہونگے۔ اور اس لحاظ سے بھی سخت ہے کہ ملک الموت نظر آئے گا۔ اس کے سامنے عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت ظاہر ہوگا۔ سکرات الموت اور موت کی سختی یعنی جان کا سختی سے نکلنا اس اعتبار سے بھی یہ وقت سخت ہے کیونکہ جان اور روح کا سختی سے نکلنا نیک اور صالح لوگوں کیلئے بھی احتمال رکھتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تیسرا وقت اور حالت جو سخت ہے۔ قیامت کے دن اٹھنے کا وقت ہے۔ جب نامۂ اعمال گردن میں لٹکایا جائے گا جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ "وكل انسان الزمناه طائره في عنقه" (سورہ اسرار آیت 13) یہ ایسا وقت ہے جب جہنم کو میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ اور خدا کے حکم کو بجالانے والے سخت ترین فرشتے وہاں موجود ہونگے۔ اور سر کے اوپر جلا دینے والی دھوپ رکھنے والا سورج آگ برسا رہا ہوگا۔ تمام لوگ ننگے، بھوکے، پیاسے، پیدل اور نالہ وگریہ کرتے ہوئے ہونگے۔ لیکن کچھ گروہ رونے کی بجائے خوش وخرم ہونگے۔ کیونکہ اُنکے اچھے اعمال اُنھیں فائدہ پہنچا رہے ہونگے۔ جیسے کہ جامع الاخبار اور بحار الانوار ج 104 ص 35 ب 33 روایت 18) میں رسولِ خدا کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے تین آنکھوں کے ایک وہ آنکھ جو خوفِ خدا سے روتی رہی دوسری وہ آنکھ جو غیر محرم پر نہ پڑی ہو اور تیسری وہ آنکھ جو راہِ خدا میں رات کے وقت جاگتی رہی۔

بحار الانوار ج 45 ص 207 ب 40 روایت 13 میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میدانِ محشر میں جو بھی آئے گا اُسکی آنکھ روتی ہوگی مگر وہ لوگ جن کی آنکھیں میرے جد حسینؑ پر روتی رہیں بحار الانوار ج 44 ص 292 ب 34 روایت 37 میں پیغمبرؐ اسلام سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ قیامت کے دن ہر آنکھ گریہ کرے گی۔ مگر وہ آنکھ جو مصیبت حسین علیہ السّلام پر روتی رہی بے شک یہ آنکھ جنت کی نعمتوں میں خوش وخرم ہوگی۔

تمام انبیاء اور اولیاء ان تین حالتوں اور وقتوں سے خوف زدہ رہتے تھے۔ اسی

https://www.shiabookspdf.com/

وجہ سے حضرت یحیٰیؑ پر ان تین واقعات میں سلام بھیجا ہے اللہ رب العزت نے۔
پیدائش کے وقت بچے کے گریہ کرنے کی چند وجوہات ہیں ایک تو زاجر فرشتہ بچے کو سختی کے ساتھ باہر نکالتا ہے تو تب گریہ کرتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ سید جزائری اپنی کتاب انوار میں لکھتے ہیں کہ خدا بچے کو موت، فنا اور دنیا کے مصائب کا الہام کرتا ہے اور رونے لگ جاتا ہے تیسری وجہ تفسیر صافی میں رسولِ خداؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اُسے مَس کرتا ہے۔ اور وہ شیطان کے مَس کرنے کی وجہ سے روتا ہے، چیختا ہے۔

مرحوم فیض فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس طرح سے ہے کہ شیطان ہر پیدا ہونے والے بچے کو اغواء اور گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے بچہ گریہ کرنے لگ جاتا ہے۔ آلِ محمدؐ علیہم السّلام کی روایات میں ہے کہ شیطان تین اوقات اور مقامات میں خدا کے بندوں کے ساتھ دشمنی کا اظہار کرتا ہے ایک اُس وقت جب نطفہ ٹھہرتا ہے۔ ایک انسان بسم اللہ نہ پڑھے تو انسان اُس نطفہ میں شریک ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ اسرا آیت 64 میں فرماتا ہے "وشار کھم فی الاموال والا ولاد"

امام جعفر صادقؑ سے بحار الانوار ج 43 ص 207 ب 3 روایت 40 اور تفسیر صافی میں مروی ہے۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ کیسے معلوم ہوگا اس نطفہ میں شیطان شریک ہے یا نہیں آپؑ نے فرمایا "بحبنا و بعضنا فمن احبنا کان نطفة العبد ومن ابغضنا کان نطفة الشیطان" یعنی اِس کی پہچان ہماری محبت اور دشمنی سے ہوگی جو ہم سے محبت کرتا ہوگا وہ انسان کا نطفہ ہوگا اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہوگا وہ شیطان کا نطفہ ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج 43 ص 254 ب 3 روایت 124 کتاب سماء والعوالم میں تفسیرِ عیاشی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام باقرؑ نے فرمایا "کان الحجاج ابن الشیطان" یعنی حجاج شیطان کا بچہ ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا یوسف ثقفی حجاج کی ماں کے پاس آیا تھا تا کہ اُس کے ساتھ ہمبستری کرے تو اسکی بیوی نے کہا تو اب میرے پاس آیا ہے 'فامسک عنها فولدت الحجاج" وہ اُس سے دور ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد حجاج پیدا ہوا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان یوسف ثقفی کی شکل میں اُس کے پاس آیا تھا۔ اور اُسی نے اُس کے ساتھ جماع کیا تھا۔ اور حجاج تمام کا تمام شیطان کے نطفہ اور پانی سے پیدا ہوا ہے۔ اِسی وجہ سے سادات اور آلِ رسولؐ کے ساتھ بے حد دشمنی رکھتا تھا۔

علامہ مجلسیؒ سماء والعوالم بحار اور عین الحیات میں حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میں خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا اچانک میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اُسکی کمر جھکی ہوئی سفید ابرو اُسکی آنکھوں پر گرے ہوئے ہاتھ میں عصا، سرخ عمامہ سر پر اور بالوں سے بنی ہوئی عبا اُس کے کندھوں پر تھی۔ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اُس وقت خانہ کعبہ کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے۔ اُس بوڑھے نے کہا یا رسولؐ اللہ! میرے لیے مغفرت کی دعا کیجئے آپؐ نے فرمایا! اے پیر مرد تیری اُمید نا اُمیدی ہے یعنی تیری کوشش رائیگاں ہے اور تیرا عمل گمراہی ہے جب وہ بوڑھا شخص چلا گیا تو حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا: یا علیؑ کیا اس پیر مرد کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔

آپؐ نے فرمایا: یہ شیطان تھا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں میں بھاگتا ہوا گیا اور

https://www.shiabookspdf.com/

میں نے اُس کے نجس گلے میں ہاتھ ڈالا تا کہ اُسے ہلاک کردوں۔ کہنے لگا یا علیؑ ایسا نہ کریں۔ مجھے وقت معلوم تک مہلت دی گئی ہے۔ اللہ کی قسم یا علیؑ میں آپؑ سے واقعی محبت رکھتا ہوں۔ اور آپؑ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں رکھتا مگر یہ کہ میں اُس کے باپ کے ساتھ اُس کی ماں سے جماع کرنے میں شریک ہوتا ہوں پس وہ زنا زادہ ہوتا ہے"۔

شیطان کے نطفہ میں شریک ہونے کی ایک اور علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گالیاں زیادہ دیتا ہے۔ مذاق اور غیرِ مذاق ہر حال میں گالی اُس کی زبان پر ہوتی ہے۔ اور اس سے نہیں گھبراتا کہ لوگ بھی اُسے گالیاں دیں گے۔ اگر آپ کسی کو گالی دیں گے تو اگر چہ سامنے جواباً آپکو کوئی گالی دینے کی جرأت نہ کرے لیکن دل میں ہزار گالیاں دے گا۔ اور اس بدزبانی کی دو وجہیں ہیں۔ یہ بدزبان شخص یا تو حالتِ حیض کی پیداوار ہے یا اسکے نطفہ میں شیطان شریک ہے۔

جیسے کہ بحار الانوار ج 79 ص 112 ب 88 روایت 10 اور تفسیر صافی میں اُصول کافی سے رسولِ خداؐ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: خدا نے ہر اُس شخص پر جنت حرام قرار دی ہے جو بہت بدزبان ہے اور گالیاں دیتا ہے جس میں حیا کی کمی ہے۔ پرواہ نہیں کرتا کہ کیا کہہ رہا ہے اور اُسے کیا کہا جا رہا ہے۔ اگر ایسے شخص کے بارے میں تحقیق کریں تو یا تو حالتِ حیض میں اس کا نطفہ ٹھہرا ہے یا شیطان اُس کے نطفہ میں شریک ہوا ہے

وسائل الشیعہ ج 16 ص 32 ب 81 روایت 92...... 208 میں ہے کہ شیطان کے شریک ہونے کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص زیادہ گالیاں دیتا ہے اور جسے پرواہ نہیں ہوتی کہ کیا کہہ رہا ہے اور اُسے کیا کہا جا رہا ہے تو اُس کے نطفہ

https://www.shiabookspdf.com/

میں شیطان شریک ہوتا ہے۔

کچھ گالیاں ایسی ہیں جن کے لیے شریعت مقدسہ میں شرعی سزا اور حد معین ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص کسی مرد اور عورت کی طرف زنا یا لواطہ کی نسبت دے۔ اگرچہ مذاقاً ہی کیوں نہ ہو۔ چار عادل گواہوں کے ذریعے اُسے ثابت کرنا پڑے گا۔ وگرنہ اُس الزام لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ جیسے کہ خدا سورۂ نور آیت نمبر 4 میں فرماتا ہے۔ "والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلده" ایک دوسری جگہ سورۂ نور آیت نمبر 23 میں ارشاد فرماتا ہے "لعنوا فِی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم" یعنی اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور اُنکے لیے عذابِ عظیم ہے

صافی اور بحار میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ کیا لوگوں میں بھی شیطان شریک ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں پڑھا؟ خدا فرماتا ہے۔ "وشارکهم فی الاموال والاولاد"

حرامزادوں میں سے ایک یقینی حرامزادہ یزید بن معاویہ علیہ اللعنۃ تھا۔ کیونکہ اہلِ بیت علیہم السّلام کے ساتھ عداوت اور دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ شیخ طریحی کتاب منتخب المراثی میں لکھتے ہیں کہ ایک دن یزید نے امام حسن علیہ السّلام سے کہا میں آپ کے ساتھ دشمنی رکھتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اے یزید تجھے معلوم ہونا چاہیئے شیطان تیرے باپ معاویہ کے نکاح میں شریک تھا۔ اِسی لئے تو مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔ "اعلم یا یزید لایبغضنا الا من خبث اصله وکان من ابلس نسله" اور دوسری دلیل یہ کہ یزید حرامزادہ تھا یہ ہے کہ بڑا بے حیا اور بہت زیادہ گالیاں دیتا تھا۔ حجتِ خدا امام

https://www.shiabookspdf.com/

زین العابدین علیہ السّلام آلِ رسولؐ علیہم السّلام کی مخدراتِ عصمت طہارت کے ساتھ نیچے رسن بستہ کھڑے تھے اور یہ خود تخت پر بیٹھا تھا کبھی شراب پیتا تھا۔ کبھی جواء کھیلتا تھا اور کبھی زینب کبریٰ علیہا السّلام کو گالیاں دیتا تھا۔ اور کبھی امامِ سجادؑ کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ اور وہ یہ کہتا تھا۔ ''الحمد اللہ الذی قتل اباک''

یعنی حمد اُس خدا کی جس نے تیرے باپ کو قتل کیا۔

الالعنۃ اللہ علی القومِ الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 11

خداتعالیٰ سورۂ اسرار آیت 64 میں ارشاد فرماتا ہے" وشـــارکھـم فـی الامـوال والاولاد" آلِ محمد علیہم السّلام کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ شیطان ملعون تین مقامات پر حاضر ہوتا ہے بلکہ اپنے لشکر کو بھی جمع کرتا ہے تا کہ اولادِ آدمؑ کو تکلیف دے سکے اور اُس کے ساتھ دشمنی کا اظہار کر سکے۔ پہلا قدم انعقاد نطفہ کے وقت جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اور دوسرا مقام بچے کے پیدا ہونے کے وقت اُسے تکلیف دینے کی کوشش کرتا ہے اور ممکن ہو تو اُسے قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بحارالانوار ج 63 ص 249 ب 3 روایت 108 میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: جب کوئی خدا کا ولی پیدا ہوتا ہے تو شیطان چیختا ہے تمام شیاطین اُس سے پوچھتے ہیں کہ اے ہمارے سردار آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ چیخ رہے ہو وہ کہتا ہے۔ خدا کا ولی پیدا ہوا ہے۔ اُس سے پوچھتے ہیں کہ تجھے کیا خطرہ ہے اُس سے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہا اور مرد بن گیا تو خدا اُس کے سبب سے بہت سے لوگوں کو ہدایت کرے گا۔ شیاطین اُس سے کہیں گے۔ ہمیں اجازت

https://www.shiabookspdf.com/

دو ہم اُسے قتل کر دیں۔ وہ کہتا ہے نہیں پوچھتے ہیں کیوں؟ جواب دیتا ہے کہ ہم بھی اگر زندہ ہیں تو خدا کے اولیاء کے صدقے میں زندہ ہیں جب بھی خدا کا کوئی ولی اِس زمین پر نہ ہوا تو قیامت برپا ہو جائے گی اور ہم جہنم میں ہونگے کیوں اپنی بربادی کا خود انتظام کرتے ہو۔

تیسرا مقام احتضار ہے یعنی موت کا وقت ہے علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج6 ص195 ب7 روایت 47 اور زاد المعاد میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب بھی کوئی مرتا ہے تو ابلیس شیطانوں کو اُس کے پاس بھیجتا ہے تا کہ اُسے شک میں ڈالیں اُس کے دین کے بارے میں اور اُسی حالت میں اُس کی جان نکل جائے جو مومن کامل ہوتا ہے اُس پر وہ تسلط حاصل نہیں کر سکتے۔ یعنی اگر انسان نے اپنے اُصولِ دین کو دلیل کے ذریعے سے ثابت کیا ہو تو اُس کا دین اور ایمان محفوظ رہے گا وگرنہ خطرہ موجود ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اُس وقت کلماتِ فرج، شہادتیں اور آئمہ طاہرینؑ کی امامت کی اُسے تلقین کرنی چاہیئے۔ موت کی حالت میں انسان پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ جیسے کہ خدا سورہَ ق آیت نمبر 19 میں ارشاد فرماتا ہے۔

"وجَاءَت سکرۃ الموت" یعنی موت کی بے ہوشی آ گئی۔ اس حالت میں مرنے والے انسان کے پاس صالح اور مومن حضرات ہونے چاہئیں تا کہ اُسے متوجہ کریں اور ہوش دلائیں۔ اُسے تلقین کریں کوئی دعا اور استغفار پڑھیں۔ توبہ کرنے کی تعلیم دیں۔ مرنے والے کے سر کے پاس اکٹھے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور اِدھر اُدھر کی باتیں اور کام کرنے کا اُس وقت کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ شخص تو موت

https://www.shiabookspdf.com/

کے قریب ہے اس وقت اسے خاک شفاء دعا اور قرآن کی ضرورت ہے موت کے وقت مرنے والے کے پاس تین دعوٰی دار موجود ہوتے ہیں۔ ایک وارث جو مال لینے کے لیے آتے ہیں دوسرا ملک الموت جو روح قبض کرنے کے لیے موجود ہوتا ہے اور تیسرا شیطان جو ایمان لے جانے کے لیے حاضر ہوتا ہے جیسے خدا سورۂ حشر آیت نمبر 16 میں فرماتا ہے۔ "کمثل الشیطان اذقال الانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللّٰہ رب العالمین" یعنی شیطان کی مثل جب اس نے انسان سے کہا کافر ہو جاؤ جب وہ ہو گیا تو کہنے لگا میرا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے پس کائنات کے رب سے ڈرتا ہوں۔

بعض کا کہنا ہے کہ سکرات الموت کے وقت انسان پر پیاس غالب آ جاتی ہے اس وقت شیطان پانی کا ایک برتن اُس کے سامنے لے کر آتا ہے اور اُس سے کہتا ہے اگر تجھے یہ پانی چاہئے تو کہو "لا صانع للعالم" یعنی اس کائنات کا خالق اور صالع نہیں ہے۔ اگر اُس نے کہا نہ تو اُس کے پاؤں کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور اُسے پانی دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہو پیغمبرؐ نے جھوٹ بولا تھا اگر یہ شخص مومن کامل نہ ہوا تو گمراہی کا خطرہ ہے اور اگر مومن کامل ہوا تو خدا اُسکی مدد فرمائے گا اور خدا کی مدد سے شیطان سے اپنا منہ پھیر لے گا اور اُسکی پرواہ نہ کریگا۔

ذکر کرتے ہیں کہ ایک زاہد شخص ابوزکریا کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس کے دوست نے اُس کے سرہانے آ کر کہا "لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" اُس نے بجائے کہنے کے منہ پھیر لیا۔ دو مرتبہ دھرایا۔ لیکن اُس نے نہ کہا تیسری مرتبہ بول کر کہنے لگا۔ نہیں کہوں گا اور غش کر گیا۔ اُس کے دوست کو بڑا تعجب ہوا۔ تھوڑی دیر

https://www.shiabookspdf.com/

کے بعد اُسے ہوش آیا تو اپنے دوست سے کہنے لگا تو نے مجھے کچھ کہا تھا اُس کے دوست نے کہا دو مرتبہ تجھے شہادتین کی تلقین کی ہے۔

لیکن تو نے ہماری طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگے نہیں کہونگا اُس نے کہا شیطان ملعون پانی کا ایک برتن میرے پاس لایا اور میرے دائیں طرف کھڑا ہو کر پانی کے برتن کو ہلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کیا پانی چاہیئے؟ میں نے کہا ہاں اُس نے کہا کہو عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے میں نے اُس سے منہ پھیر لیا اور کہا نہیں کہونگا۔ پھر وہ میرے پاؤں کی طرف سے میرے سامنے آ کر کہنے لگا۔ کہو خدا نہیں ہے۔ میں نے کہا نہیں کہونگا۔ اس کے بعد اُس نے برتن زمین پر مارا اور بھاگ گیا۔ میں نے تو شیطان کا جواب دیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے پڑھا "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ"

چند چیزیں انسان کے ایمان کو شیطان سے محفوظ رکھتی ہیں۔ پہلی چیز اُس دعا کو ہر نمازِ واجب کے بعد پڑھنا۔ جیسے علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج 86 ص42 ب38 روایت 51 اور قصباس المضاح میں لکھتے ہیں کہ شیخ طوسی معتبر سند کے ساتھ محمد بن سلیمان دیلمی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق علیہ السّلام سے عرض کیا آپؑ کے شیعہ کہتے ہیں کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ایمان مستقر و ثابت اور دوسرا ایمان امانت کے طور پر سپرد کیا گیا ہے جو زائل بھی ہو سکتا ہے۔ پس آپؑ مجھے ایسی دعا تعلیم فرمائے جس سے میرا ایمان کامل ہو جائے اور زائل نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا ہر فریضہ نماز کے بعد پڑھا کرو "رضیت باللّٰہ رباً و بمحمد نبیاً و بالا سلام دیناً و بالقرآن کتاباً و بالکعبة قبلةً و بعلی ولیاً و اماماً و بالحسن و

https://www.shiabookspdf.com/

الحسین والائمة علیهم السّلام. اللّٰهم انی رضیت بهم أئمة فارضنی لهم انک علیٰ کل شیءٍ قدیر".

دوسری چیز نمازِ ظہر کے بعد سو مرتبہ محمد و آلِ محمدؐ پر درود پڑھنا جیسے کہ اثنا عشریہ میں ہے کہ جو شخص یہ عمل بجالائے تو خدا تعالیٰ اُسے چند چیزیں عطا کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کبھی مقروض نہ ہوگا۔ دوسری نعمتیں یہ کہ خدا اُسے جو نعمت دے گا۔ اُن کے متعلق سوال نہیں کرے گا اور تیسری یہ کہ اُس کے ایمان کو زائل ہونے سے محفوظ رکھے گا۔ ایمان کو محفوظ کرنے والی ایک اور چیز کلمات فرج کا پڑھنا ہے اور وہ یہ ہیں "لا اله الا اللّٰه الحلیم الکریم لا اله الا اللّٰه العلی العظیم سبحان اللّٰه رب السمٰوٰت السبع ورب الارضین السبع وما فیهن وما بینهن ورب العرش العظیم والحمد للّٰه رب العالمین"

ایمان کو محفوظ رکھنے والی اور چیز دعائے عدیلہ ہے۔ جواہر الاخبار میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: دعائے عدیلہ اعتقاد کو مضبوط کرتی ہے۔ اور موت کے وقت ایمان کو شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھتی ہے اور جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھے گا وہ قیامت کے دن آئمہ کے ساتھ محشور ہوگا۔ چند لوگ ایسے ہیں جنکا ایمان موت کے وقت خطرے میں ہوتا ہے وہ لوگ جو نماز کو اہمیت نہیں دیتے اور نماز میں کوتاہی کرتے ہیں۔ جیسے کہ بحار الانوار (ج 85 ص 234 روایت 8) اور وافی میں اُصولِ کافی ج 3 ص 268 سے اور تہذیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا: رسولِؐ خدا مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص داخل ہوا۔ اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا لیکن وہ رکوع اور سجدے صحیح طرح سے نہیں کرتا تھا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: یہ

https://www.shiabookspdf.com/

شخص کوے کی طرح چونچ مار رہا ہے اگر یہ شخص اسی طرح کی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو یقینی طور پر میرے دین پر نہیں مرے گا۔

کتاب وافی میں فیضؒ فرماتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حدودِ فرائض کی محافظت نہ کرنا اور فرائض کے ارکان کے ادا کرنے میں سستی کرنا فرائض کی شان میں گستاخی ہے اور اُن کے ترک کرنے کی پرواہ نہ کرنا ہے اور یہ عمل انسانوں کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ رسالہ منہج الرشاد میں فرماتے ہیں کہ تارک الصلوٰۃ سے مراد وہ شخص ہو جو کوئی بھی نماز نہ پڑھتا ہو یا نماز کو باطل کرتا ہو وہ شخص جو کہ نماز کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن اُس میں سستی کرے یعنی کبھی نماز کو ترک کر دیتا ہو یا باطل کر دے یا نماز کے مسائل کو ٹھیک نہ کرے یا نماز کو وقت پر نہ پڑھے ایسا کرنے والا شخص اگرچہ کافر نہیں ہے اور احادیث میں موجود ہے کہ ایسے اشخاص کو حوضِ کوثر پر پیغمبرِ اسلام اور آئمہ علیہم السّلام کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اور موت کے وقت دین پیغمبرؐ پر نہیں مرے گا۔

دوسرے وہ لوگ جو اس دنیا سے بے ایمان جائیں گے وہ ہیں جو علماء سے اور انکی تعلیم سے دور رہتے ہیں جیسے جامع الاخبار ص 130، فصل 88 میں رسولِ خداؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ علماء سے ایسے دور بھاگیں گے جیسے بھیڑ بکریاں بھیڑیوں سے بھاگتے ہیں خدا ایسے لوگوں کو تین طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کریگا۔ پہلی یہ کہ خدا اُنکے اموال سے برکت ختم کردے گا دوسری یہ کہ اُن پر ظالم حکمران مسلط ہو جائیگا تیسری یہ کہ وہ دنیا سے بے ایمان جائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تیسرا گروہ جو اس دنیا سے بے ایمان جائے گا وہ حج کو ترک کریں گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورہ آل عمران آیت 97 میں فرماتا ہے "ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین" شیخ صدوق خصال ص 550 میں رسولؐ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ جب آپ امیر المومنین علیہ السّلام کو وصیت فرمارہے تھے۔ "یا علی کفر باللہ العظیم من ھذہ الامۃ عشرۃ" یا علیؑ اس امت سے دس افراد نے خدائے عظیم کے ساتھ کفر کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان دس افراد کو شمار کیا۔ اور فرمایا وہ شخص جو مال ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ اور وہ حج نہ بجالائے۔

کتاب صافی میں اسی گذشتہ روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا۔ یا علیؑ جو شخص حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور نہ کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ "ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین" یا علیؑ جو حج کیے بغیر مر جائے۔ تو قیامت کے دن وہ یہودی یا نصرانی محشور ہوگا۔ کتاب صافی میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی عذر کے بغیر بھی حج نہ بجالایا اور مر گیا۔ وہ یہودی یا نصرانی دین پر مرے گا۔

چوتھا شخص جو اس دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ وہ ہے جو بہت زیادہ گناہ کرتا رہا اور توبہ کیے بغیر مر گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۂ روم آیت 10 میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "ثم کان عاقبۃ الّذین اساؤا السوأی ان کذبوا بایات اللّٰہ و کانوا بھا یستھزؤن" یعنی جو لوگ بہت زیادہ گناہ کرتے ہیں وہ درحقیقت آیات خداوندی کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اثنیٰ عشریہ میں ہے کہ رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ کو وصیت فرمائی۔ اور فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

یاعلیؑ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے جب دل سخت ہو جاتا ہے تو انسان کافر ہو جاتا ہے ان پانچ چیزوں میں ایک گناہ پہ گناہ کرنا اور بھوک نہ ہونے کی صورت میں کھانا کھانا۔ نقل ہوا ہے کہ کثرت گناہ اہل بیتؑ سے دشمنی اور عداوت کا سبب بنتا ہے۔

ایک اور انسان جو ایمان کے بغیر اس دنیا سے جائے گا۔ وہ ہے جس نے اصول دین کو مضبوط اور محکم دلیلوں کے ساتھ محفوظ نہ کیا ہوگا کیونکہ ایسا کمزور اعتقاد معمولی سے وسوسوں کے ساتھ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ پس خدا سے پناہ مانگنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے "یا اللّٰہ، یا رحمٰن، یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علٰی دینک" گذشتہ مجلس میں بچے کے پیدا ہونے کے وقت رونے کو ہم ذکر کر چکے ہیں اور بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے اور دودھ پیتا ہے تو اس عمر میں اس کے گریہ کرنے کی بھی چند وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ بچہ بھوک لگنے کی وجہ سے روتا ہے بچہ جب بھوکا ہوتا ہے تو خدا اسے الہام کرتا ہے کہ وہ روئے۔ تاکہ اس کی ماں اسے دودھ پلانے کیلئے متوجہ ہو جائے۔ کیونکہ اکثر اوقات بچے کی ماں گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتی ہے۔ یا کبھی نیند کی حالت میں ہوتی ہے بچہ رو کر اپنی ماں کو اپنی احتیاج کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔

ایک اور وجہ بچے کے رونے کی یہ ہے کہ بچہ اپنے وقت کے امامؑ کو دیکھتا ہے جیسا کہ بحارالانوار جلد 25 ص 382 باب 13 روایت 36 میں ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ بچہ روتا کیوں ہے۔ جبکہ نہ اس کو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی بیماری اور کبھی کبھی بلا وجہ ہنسنے لگ جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: "وما من طفل

https://www.shiabookspdf.com/

الا وھو یری الامام وینا جیه فبکاؤہ لغیبة الامام عنه و ضحکه اذا اقبل الیــه'' یعنی ہر بچہ امام کو دیکھتا ہے جب امام اس کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں تو وہ گریہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اور جب اس کے پاس آتے ہیں۔ تو وہ ہنسنے لگ جاتا ہے۔ اور یہ صورت حال بچے کیلئے تب تک رہتی ہے جب تک وہ بولنا نہیں شروع کر دیتا۔ جیسے ہی وہ بولنا شروع کرتا ہے۔ وہ پھر ہرگز امامؑ کو نہیں دیکھتا۔

شاید یہی وجہ تھی کہ عاشور کے دن جب امام علیہ السّلام میدان جنگ کی طرف آئے تو علی اصغرؑ نے رونا شروع کر دیا۔ اور جب تین شعبہ تیر علی اصغرؑ کے گلہ میں پیوست ہوا تو شہزادے نے مسکرانا شروع کر دیا۔ اور اصغرؑ کی اس حالت نے امامؑ کے دل کو جلا کر رکھ دیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

زضرب تیر چنان دست و پای خود گم کرد
کہ خواست گریہ کند درعوض تبسم کرد

ایک اور وجہ بچے کے گریہ کرنے کی یہ ہے۔ کہ بچہ اپنے والدین کیلئے دعا کرتا ہے۔ جیسے بحار الانوار 60 ص 381 ب 41 روایت 100 میں رسولِ خدا سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔ اپنے بچو کو رونے کی وجہ سے نہ مارو۔ کیونکہ شیر خوار بچوں کا پہلے چار مہینے رونا ''لا الا اللّٰہ'' کہنے کی وجہ سے چار مہینے تک محمد و آل محمد علیہما السّلام پر درود بھیجنے اور دیگر چار مہینے ان کا گریہ اپنے والدین کیلئے دعا کرنے کی وجہ سے ہے۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے والدین کو اس کے گریہ کرنے پر (لا الہ الا اللّٰہ) پڑھنے کا ثواب ملتا ہے توحید مفضل میں حضرت صادق علیہ السّلام

https://www.shiabookspdf.com/

نے روایت ہے آپ نے فرمایا: اے مفضل بچے کی آنکھوں میں ایک رطوبت ہوتی ہے اگر وہ رطوبت باہر نہ نکلے تو بچہ بہت بڑی بڑی مرضوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ جیسا کہ وہ اندھا ہو سکتا ہے۔ بچے کے رونے کی وجہ سے وہ رطوبت خارج ہو جاتی ہے اور وہ ان امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن والدین اس بات کو نہیں جانتے۔

منقول ہے کہ افلاطون نے پوچھا ''جفل'' (ایک پرندہ) کا کیا فائدہ ہے۔ کچھ مدت کے بعد وہ اندھا ہو گیا۔ ارسطو نے اس کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ وہ ٹھیک ہو گیا۔ افلاطون نے پوچھا یہ سرمہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ ارسطو نے بتایا کہ اس میں جفل بھی ایک جز ہے۔ تب جا کر افلاطون کو پتہ چلا کہ خدا نے کوئی چیز بھی بیکار نہیں بنائی جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۂ دخان آیت نمبر 38 میں ارشاد فرماتا ہے۔ ''وَمَا خلقنا السّمٰوات والارض وما بینهما لاعبین''

بہر حال اگر چہ شیر خوار بچوں کے رونے میں بڑا فائدہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بچوں کا خیال نہ رکھا جائے رسولؐ خدا کا ارشاد ہے۔ ''اِرحَمُوا صَغَا رَ کُم'' اپنے بچوں پر رحم کرو۔ تو ماں باپ کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکھیں۔ جب بچہ رو رہا ہو تو اسے اٹھائیں اسے تسلی دیں۔ ممکن ہے اسے کوئی تکلیف ہو یا بھوک و پیاس لگی ہو۔ جیسا کہ رسولؐ خدا جب حسینؑ کو روتا دیکھتے تو فوراً چپ کرانے کی کوشش کرتے تھے جیسا کہ بحار الانوار العوالم اور منتخب میں ابو السعادات جو کہ ایک سنی راوی ہے سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا حضرت عائشہ کے حجرہ سے باہر آئے۔ اور اپنی بیٹی زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر کے دروازے پر گئے۔ کیا سنا کہ گھوارے سے حسینؑ کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا'' الم تعلمی ان بکاؤہ یؤذننی'' اے بیٹی فاطمہؑ

https://www.shiabookspdf.com/

حسینؑ کو چپ کراؤ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ حسینؑ کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر آپؐ نے حسینؑ کو اٹھایا۔ انکی آنکھوں کے آنسو صاف کیے چوما اور پھر اپنے سینے سے لگالیا۔

بحار الانوار جلد 43 ص 295 ب 12 روایت 56 پر اہل سنت کی طرف سے عبداللہ ابن عمر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اتنے میں حسینؑ باہر آئے۔ چلتے ہوئے ان کا پاؤں کپڑے میں پھنس گیا۔ آپؑ گر پڑے۔ رونے لگے۔ رسولؐ خدا منبر سے نیچے اترے حسینؑ کو اٹھایا۔ اور فرمایا خدا شیطان کو قتل کرے۔ بے شک اولاد آزمائش ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب منبر سے نیچے اترا ہوں۔

بحار الانوار جلد 43 ص 309 ب 12 روایت 72 اور مقتل عوالم میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسولؐ خدا کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا مجھے عبا دو میں نے پوچھا کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی بیٹی فاطمہؑ کے گھر جارہا ہوں۔ تاکہ حسنؑ و حسینؑ کو دیکھوں اور اپنی بھوک دور کروں۔ پس آپؐ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ فاطمہؑ میرے بیٹے کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا دونوں بھوک کی حالت میں باہر چلے گئے ہیں۔ رسولؐ خدا شہزادوں کی تلاش میں باہر نکلے۔ جب دونوں مل گئے دیکھا گریہ کررہے ہیں۔ آپؐ نے دونوں شہزادوں کو اپنے سینے سے لگالیا۔ اور انکی آنکھیں پونچھیں ابودرداء نے کہا حضورؐ آپ رہنے دیں میں ان بچوں کو اٹھالیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابودرداء

https://www.shiabookspdf.com/

مجھے ان کے آنسو صاف کرنے دے مجھے قسم ہے اس برحق ذات کی۔ جس نے مجھے مبعوث فرمایا۔ اگر ایک قطرہ بھی ان کی آنکھ سے آنسو زمین پر گر گیا۔ تو قیامت تک میری امت میں بھوک موجود رہے گی۔ اور خاص طور پر حسینؑ کا رونا نہ اللہ کے نبیؐ کو پسند ہے اور نہ ہی فرشتے حسینؑ کو روتا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔

جیسا کہ بحار الانوار عوالم، مدینتہ المعاجز ناسخ، تظلم الزہراؑ اور مخزن میں روایت ہے۔ ایک دیہاتی عرب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی کہ میں نے ہرن کا ایک بچہ شکار کیا ہے۔ تاکہ آپکی خدمت میں تحفہ پیش کرسکوں۔ آپ نے اس کا تحفہ قبول فرمایا۔ اور اس مرد کیلئے دعا کی۔ وہاں امام حسن علیہ السّلام موجود تھے۔ آپؐ نے وہ ہرن کا بچہ حسنؑ کو دے دیا۔ تھوڑی دیر گذری کہ حسینؑ بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے بھائی کے ہاتھوں میں ہرن کا بچہ دیکھا تو پوچھا بھائی جان یہ کہاں سے لیا ہے۔ حسنؑ نے فرمایا۔ کہ مجھے نانا جان نے دیا ہے۔ حسین علیہ السّلام اپنے نانا کے پاس آئے۔ اور عرض کی۔ نانا جان بھائی حسنؑ کو آپ نے ہرن کا بچہ دیا ہے۔ مجھے کیوں نہیں دیا۔ آپ بار بار اس بات کا تکرار کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مجھے بھی لا کر دیں۔ رسولؐ خدا ان سے پیار کر رہے تھے۔ اور تسلی دے رہے تھے۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ حسینؑ رونے لگ جاتے۔ اتنے میں مسجد کے دروازے پر ایک شور سنائی دیا۔ لوگوں نے دیکھا ایک ہرن اپنے بچے کو آگے آگے لگائے ہوئے بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔ اور اس کے پیچھے ایک بھیڑیا لگا ہوا تھا۔ ہرن نے فصیح زبان میں عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ میرے دو بچے تھے۔ ایک بچہ شکاری شکار کر کے آپکی خدمت میں لے آیا۔ اور دوسرا بچہ میرے پاس تھا۔ میں اسے دودھ پلا رہی تھی کہ ایک آواز میرے

https://www.shiabookspdf.com/

کانوں سے ٹکرائی۔اے ہرن اپنے بچے کو فوراً رسول خداؐ کی خدمت میں لے جا کیونکہ
حسینؑ ان کے پاس کھڑا ہے اور رونے لگا ہے۔ حسینؑ کے رونے سے ملائکہ بھی رو
پڑتے ہیں۔ پھر ایک آواز سنی۔اے ہرن جلدی کرو۔ حسینؑ کے آنسو گرنے نہ پائیں
ورنہ یہ بھیڑیا تجھ پر مسلط کر دینگے۔ جو تجھے اور تیرے بچے کو کھا جائے گا۔ یہاں تک کہ
فاصلہ بہت زیادہ تھا۔لیکن زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹ گئی۔اس لیے میں جلدی
آپکی خدمت میں حاضر ہوگئی۔اور میں خدا کا شکرادا کرتی ہوں کہ ابھی حسینؑ کے آنسو
جاری نہیں ہونے پائے۔اصحاب رسولؐ نے یہ صورتِ حال دیکھی۔تو سب نے نعرۂ
تکبیر بلند کیا۔اور کلمہ توحید کا ورد کرنے لگے۔اور رسول خداؐ نے ہرن کیلئے دعا کی۔

ہائے افسوس خداؐ و رسول خداؐ اور ملائکہ حسینؑ کے رونے کو برداشت نہیں
کرسکتے۔لیکن عاشور کے دن حسینؑ کے رونے کو پتہ نہیں کیسے برداشت کرلیا۔کتب
مقاتل میں موجود ہے۔کہ حسینؑ شدتِ مصائب کی وجہ سے روتے ہوئے تین مرتبہ
غش کھا گئے۔ایک مرتبہ جب علی اکبر علیہ السّلام میدان کی طرف جارہے تھے اور کہا
بابا میری ماں کا خیال رکھنا۔دوسری مرتبہ جب قاسمؑ نے حضرت سے وداع کیا۔جیسا
کہ عوالم،اور بحار الانوار ج 45 ص 34 باب 37 میں ہے کہ حسینؑ اور قاسمؑ اتنا روئے
کہ غش کھا کر گر پڑے۔تیسری مرتبہ ابوالفضل العباسؑ کی شہادت کے وقت آپؑ اتنا
روئے اتنا روئے کہ غش کھا گئے۔جب ہوش آیا تو کہا۔"انا للّٰہ و انا الیہ راجعون"

بحر المصائب میں کتاب مفتاح البکا سے نقل کرتے ہیں۔حسینؑ غش کھا گئے
جب ہوش آیا تو ایک ہرنی کو دیکھا جو آپ کے اردگرد چکر لگا رہی تھی۔امامؑ نے فرمایا
ہرنی تو کیوں آئی ہے۔؟اس نے عرض کیا۔مولاؑ میں اس ہرنی کی اولاد میں سے ہوں

https://www.shiabookspdf.com/

جس کو آپ کے نانا رسول خداؐ نے مدینہ میں آزاد کیا تھا تھوڑی دیر پہلے مجھے پیاس لگی تو میں دریائے فرات کے کنارے آئی میں نے ہرنوں کا ایک گروہ وہاں دیکھا۔ جو بجائے پانی پینے کے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ ہائے ہمارے مولاؑ کو پیاسا قتل کردیا گیا۔ اور بے لباس کر دیا گیا۔ جب میں نے ان سے یہ نوحہ سنا۔ تو میں آپکی طرف بھاگتی ہوئی آ گئی ہوں۔ مولاؑ میرے پستانوں میں دودھ ہے جو کہ آپکے لیے حاضر ہے آپ پینا چاہیں گے امام علیہ السّلام نے فرمایا۔ جاؤ اپنے بچے کی طرف واپس چلی جاؤ۔ یہ داستان بعید نہیں ہے کہ واقع ہوا ہو۔ کیونکہ بہت سی مقاتل کی کتابوں اور آحادیث میں ایسی داستانیں اور واقعات موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کربلا کی سرزمین سے گذرے تو چند ہرنوں کو دیکھا جو وہاں جمع ہو کر گریہ کر رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُنکے ساتھ گفتگو کی اور ان ہرنوں کی مینگنیاں اُس وقت تک وہاں موجود تھیں۔ جب حضرت امیر المومنینؑ جنگِ صفین کی طرف جاتے ہوئے وہاں سے گذرے تھے حضرت ابنِ عباس کو اِس جگہ کی نشانی بتائی کہ وہاں جا کر دیکھو ہرنوں کی مینگنیاں موجود ہونگی۔ ابنِ عباس گیا جب اُس نے اس نشانی کو دیکھا تو حضرت کو بلایا آپ گئے اور دیکھ کر روتے رہے۔ یہ واقعہ مفصلاً بحار، عوالم اور مخزن البکا میں موجود ہے۔ پس روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرزمینِ کربلا میں بعض حیوان سیّد الشہداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں گریہ و عزاداری کرتے رہے۔ بلکہ کچھ نے تو اپنے آپ کو وہاں سے ہلاک کر دیا۔

اُن میں سے ایک حضرت امام حسین علیہ السّلام کا گھوڑا ہے دوسرا آپؑ کا اونٹ، جیسے کہ کتاب دمعۃ الساکبۃ اور ذریعۃ النجاۃ میں مفصل طور پر منقول ہے تیسرا وہ

https://www.shiabookspdf.com/

شیر جسے فضّہ لائی تھی تا کہ لاشوں کو پامالی سے بچایا جا سکے۔ چوتھا وہ سفید پرندہ جو امام علیہ السّلام کے خون میں اپنے آپ کو خون آلود کر کے گیا۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے کر آیا سب نے خونِ حسین علیہ السّلام کو اپنے پروں پر لگایا اور ادھر اُدھر پھیل گئے۔ پانچواں وہ کوّا جس نے امامؑ کی شہادت کی خبر مدینے میں دی۔

الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 12

خُدا تعالیٰ سورۂ آلِ عمران آیت 38 میں فرماتا ہے "ھُنالک دعا زکریّا ربہ قال ربّ ھب لی مِن لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدّعاء"

خُدا کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت اُس کے بندوں کے لیے اولاد ہے۔ کیونکہ اولاد انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں فائدہ مند ہوتی ہے دنیا میں اولاد والدین کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب ہے۔ جیسے کہ خدا اس بارے میں سورہ قصص آیت 9 میں فرماتا ہے۔

"قرّت عین لی ولک لاتقتلوہ عسنی ان ینفصنا او نتخذہ ولداً"

وہ اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں دریائے نیل سے جب فرعون نے حضرت موسیٰ کے تابوت کو نکالا تو فرعون کی بیوی جو ایک مومنہ خاتون تھی نے کہا کہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اِسے قتل نہ کرو شاید ہمیں کوئی فائدہ دے یا ہم اِسے اپنا بچہ بنالیں۔

عشریہ ص 217 فصل 12 میں لکھتے ہیں کہ نوشیروان کے خزانے سے ایک تختی ملی جس پہ پانچ سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر پر لکھا ہوا تھا۔ "من لا ولدلہ لا

https://www.shiabookspdf.com/

قرة عین له" یعنی جس کی اولاد نہیں ہے اُس کے لیے آنکھوں کی روشنائی اور ٹھنڈک نہیں ہے۔ دوسری سطر پر لکھا ہوا ہے جس کا بھائی نہیں ہے اُس کے لیے قوتِ باز و نہیں ہے۔ تیسری سطر یہ ہے کہ جس کے پاس مال و دلت نہیں اس کے لئے شان و شوکت نہیں ہے چوتھی سطر پر لکھا ہوا ہے جس کی بیوی نہیں ہے اُس کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ پانچویں سطر پہ ہے کہ جس کے پاس ان چیزوں میں سے کچھ نہ ہو اُسے کسی طرح کی پریشانی نہیں ہے۔

ایک اور فائدہ اولاد کا یہ ہے کہ انسان کا نام ونشان باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار میں موجود ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو ایسے ہے جیسے دنیا میں آیا ہی نہ ہو۔ اور جس کی اولاد ہو تو ایسے ہے گویا مرنے کے بعد بھی زندہ ہے۔ امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: جب خدا اپنے بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس وقت تک اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ اپنی اولاد دیکھ لیتا ہے۔ (مکارم الاخلاق ص219)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

زندہ است کسی کہ در دیارش
ماند خلفی بیاد گارش

یعنی جسکی اولاد ہو وہ مرتا نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں زندہ ہوتا ہے۔

. بحار الانوار ص102 جلد104 ب2 روایت90 میں امام سجاد علیہ السّلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کے لیے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ اُس کا کاروبار اور کام کاج اپنے وطن میں ہو۔ اور اُس کے دوست نیک اور صالح

https://www.shiabookspdf.com/

ہوں۔ اور ایسی اولاد موجود ہو جن سے مدد لے سکے۔ یعنی دنیا کے کاموں میں مدد حاصل کر سکے۔ ایک اور فائدہ اولاد کا یہ ہے کہ انسان دشمنوں کی طعنہ زنی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ کچھ لوگ پیغمبرؐ اسلام کو اس طرح پکارتے تھے"یا ابا الابتر" کیونکہ آپکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ آپؐ دشمنوں کی ان باتوں سے افسردہ ہو جاتے تھے۔ خداوند قدوس نے اپنے نبیؐ کی تسلیٔ قلب کی خاطر فرمایا: اِنا اعطیناک الکوثر" ہم نے تجھے کثیر اولاد عطا کی ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج16 ص312، 313 ب 11 میں لکھتے ہیں کہ سورۂ کوثر ہمارے نبیؐ کی صداقت اور انکی نبوت کی صحت پر ایک روشن دلیل ہے۔ کیونکہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے نبیؐ کا دین کس عظمت سے پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے اور آپؐ کی اولاد اتنی زیادہ ہے کہ حضورؐ کا نسب ہر نسب پر غالب ہے۔

باوجود اس کے کہ آپؐ کی اولاد کو بنی اُمیّہ اور بنی عباس نے اس قدر قتل کیا جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن خدا نے اولادِ پیغمبرؐ کو اتنا ہی زیادہ پھیلایا۔ انسان کے لیے بچے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ بچہ انسان کے دل کا میوہ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے "لکل شیٔ ثمرۃ و ثمرۃ الفواد الولد" ہر شے کا ثمرہ ہے اور دلوں کا ثمرہ اولاد ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورۂ بقرہ آیت 155 میں فرماتا ہے۔ "ولنبلونکم بشیءِ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات" یعنی ہم تمہیں آزمائیں گے خوف، بھوک، مال، جان اور ثمرات یعنی اولاد کے تلف ہو جانے کے ذریعے سے۔

مجمع البیان اور منہج میں ہے کہ خاص طور پر انسان کی آزمائش اُس وقت ہوتی ہے

https://www.shiabookspdf.com/

جب اولاد جوان ہو۔ صاحبِ جمال وکمال اور ساتھ ساتھ خدا اور رسولؐ اور والدین کی اطاعت کرنے والی بھی ہوگی۔ جیسے شیخ صدوق بحارالانوار اور من لایحضرہ الفقیہ ج 1 ص188 اور وافی میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آقا خدا نے جو چیزیں پیدا کی ہیں اُن میں شیریں ترین چیز کون سی ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

''الولد الشباب'' یعنی جوان بیٹا

کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نعم الالہ علی العباد کثیرۃ

واجلھا نجابة الاولاد

یعنی خدا کی اپنے بندوں پر جو نعمتیں ہیں وہ ان گنت ہیں لیکن سب سے افضل اور بہتر نعمت نیک اور باادب اولاد ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار ج 23 میں حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے خدا سے یہ نہیں کہا کہ میرا بیٹا خوبصورت اور اچھے قد وقامت والا ہو بلکہ میں نے یہ دعا کی ہے کہ مجھے ایسا بیٹا عطا فرمائے جو خدا کی اطاعت کرنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہو۔ تاکہ جب اُسے دیکھوں کہ خدا کی اطاعت کر رہا ہے تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

صحیفہ سجادیہ دعا 4 ص 244 میں اولاد کے فوائد کے متعلق موجود ہے۔ حضرت ایک جگہ پر عرض کرتے ہیں: اے میرے خدا مجھ پر احسان کرتے ہوئے میری اولاد کو باقی رکھ اور اُنکی صلاحیت میرے کام آئے اور وہ مجھے فائدہ پہنچائیں۔ اُنکی عمریں

https://www.shiabookspdf.com/

طولانی اور مدتِ حیات زیادہ فرما۔

ایک دوسرے مقام پر عرض کرتے ہیں میری اولاد میں سے چھوٹوں کو میرے لیے تربیت دے اور اُن میں سے کمزوروں کو میری خاطر قوت وطاقت عطا کر۔ اور اُنکے بدنوں، دین اور اخلاق کو صحیح وسالم قرار دے۔ ایک اور مقام پر عرض کرتے ہیں۔ اے میرے اللہ انکے سبب میری قوتِ بازو میں اضافہ فرما۔ اور میرے ٹیڑھے پن کو سیدھا فرما۔ میری تعداد کو زیادہ کر۔ انکے سبب میری مجلس کو زینت دے۔ اُنکے سبب میری یاد کو زندہ رکھ۔ میری عدم موجودگی میں اُنکو میرے لیے کافی قرار دے اور حاجت کو پورا کرنے میں اُن کے ذریعے میری مدد فرما۔

اولاد جو عبادات انجام دیتی ہے والدین اُس کے ثواب میں قیامت تک شریک ہوتے ہیں۔ جیسے کہ جامع الاخبار اور بحار الانوار ج 104 ص 97 روایت 59 ب 2 میں رسولِ خداؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: پانچ لوگ ایسے ہیں وہ خود تو قبر میں سوئے ہوتے ہیں لیکن اُن کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جارہا ہوتا ہے جو درخت لگائے، کنواں کھودے، جو اللہ کے لیے مسجد بنائے، کوئی نیک اولاد پیچھے چھوڑ جائے اور جو قرآن لکھے۔

بحار الانوار کی ایک اور حدیث ج 2 ص 23 روایت 70 باب 8 میں ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے عمل کو تین چیزیں جاری رکھتی ہیں۔ ایک ایسا علم جس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ دوسرا صدقہ جاریہ مثلاً پل بنانا، مسجد بنانا، حمام، مسافر خانہ یا سبیل وغیرہ لگانا۔ تیسرا نیک اولاد۔ بحار الانوار ج 6 ص 293 روایت 2 باب 10 کتاب خصال اور اثنیٰ عشریہ میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ چھ چیزیں

https://www.shiabookspdf.com/

انسان کو موت کے بعد فائدہ دیتی ہیں قرآن یا کسی کتاب کو لکھے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں کنواں یا پانی پینے کا کوئی اور انتظام کر کے جائے۔ کوئی درخت لگائے جس سے لوگ پھل کھائیں یا سایہ میں بیٹھیں۔ کوئی صدقہ جاریہ یا سنتِ حسنہ لوگوں میں چھوڑ کے جائے کہ لوگ اُس پر عمل کریں۔ مثال کے طور پر کوئی وعظ و نصیحت والی مجلس کا انتظام کرتا تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد بھی وہ مجلس جاری رہے۔ چھٹی چیز نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر جائے جو اپنے باپ کے لیے استغفار کرے۔ بعض اوقات والدین عذاب میں ہوتے ہیں لیکن اولاد کے استغفار کیوجہ سے اُنھیں عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ جیسے کہ اولاد صدقہ دے، دعا کرے استغفار کرے یا کوئی اور اچھا عمل انجام دے۔ بعض اوقات تو صرف بسم اللہ کی وجہ سے والدین کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ منہج الصادقین میں بسم اللہ کے بڑے فائدے ذکر ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا: جب اُستاد بچے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھاتا ہے تو خدا اُس بچے اور اُس کے والدین کے لیے دوزخ سے نجات کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔ اور منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن رسولِ خداؐ بقیع کے قبرستان سے گذر رہے تھے ساتھ اصحاب بھی تھے۔

ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے فرمایا جلدی گذر جاؤ جب واپس ہوئے تو اصحاب پھر جلدی سے گزرنے لگے لیکن آپؐ نے فرمایا اب جلدی نہ کرو کیونکہ جب ہم گزر رہے تھے تو اس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا۔ میں اُس کی چیخ و پکار کو برداشت نہ کر سکا۔ اصحاب نے پوچھا اسے عذاب کیوں ہو رہا تھا آپؐ نے فرمایا: یہ شخص فاسق و فاجر تھا اس کا ایک بیٹا تھا اُسے مدرسے میں لے گئے اُستاد نے اُسے "بِسم اللّٰہ الرحمن الرحیم" پڑھایا۔ جیسے ہی "بسم اللّٰہ" بچے کی زبان پر

https://www.shiabookspdf.com/

جاری ہوئی۔ خدا نے ملائکہ سے فرمایا اس بچے کے والد کو عذاب نہ دو۔ کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ بچہ میرا ذکر کرے اور میں اُس کے والد کو عذاب دوں۔

وسائل الشیعہ، بحار الانوار ج 4 ص 220 روایت 15 ب 8 حق الیقین اور کلمۂ طیبہ میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کے پاس سے گزرے قبر والے شخص کو عذاب ہو رہا تھا۔ ایک سال کے بعد اُس قبر کے پاس آئے تو عذاب کا نام و نشان نہ تھا خدا سے عرض کرنے لگے۔ میرے خدا سالِ گذشتہ اس قبر پر عذاب ہو رہا تھا اور سال بعد اب عذاب نہیں ہے خطاب ہوا اس صاحب قبر کا ایک بیٹا جوان ہو گیا اور اُس نے ایک خراب راستے کو ٹھیک کیا اور ایک یتیم کو سہارا دیا۔ اس لیے میں نے اس کے باپ کو بخش دیا۔

اگر بیٹا والدین سے پہلے فوت ہو جائے تو اُس کا ثواب والدین کو ملتا ہے

اُصول کافی ج 1 ص 176، 219 پر رسولِ خداؐ سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کسی مومن شخص کا جب بچہ مر جاتا ہے تو اُس کا اجر اُسے جنت کی شکل میں ملے گا۔ چاہے وہ صبر کرے یا نہ کرے۔

جامع الاخبار ص 105 فصل 62 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا: کسی مومن کا فوت شدہ ایک بچہ اُس کے لیے بہتر ہے۔ اُن ستر 70 بچوں سے جو باقی رہیں اور حضرت قائم علیہ السّلام کی زیارت کریں۔

کتاب انوار میں روایت ہے رسولِ خداؐ نے فرمایا: میرے لئے ایک سقط شدہ بچہ بہتر ہے اُن سو بچوں سے جو زندہ رہیں اور راہِ خدا میں جہاد کریں۔

شہید ثانی شرح لمعہ میں ج 5 کتاب نکاح بالمولود میں رسولِ خداؐ سے روایت ذکر

https://www.shiabookspdf.com/

کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں قیامت کے دن تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر و مباہات کرونگا۔ حتیٰ سقط شدہ بچے کے ذریعے سے بھی جو غضبناک جنت کے دروازے پر کھڑا ہوگا۔ خدا فرمائے گا جنت میں داخل ہو جاوہ کہے گا جب تک میرے والدین جنت میں داخل نہیں ہو جائیں میں داخل نہیں ہوگا۔ خدا ایک فرشتے کو حکم دے گا کہ اس کے والدین کو لے آؤ۔ پھر والدین کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جن انبیاء یا اولیاء کی اولاد نہ تھی تو وہ خدا سے مسلسل دعا کرتے تھے کہ ہمیں اولاد عطا کر۔

منہج الصادقین میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک سوبیس سال کے تھے اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ خاتون پچانوے سال کی تھیں جب فرشتے نے آکر بیٹے کی خوشخبری سنائی جس کا نام اسحاق تھا۔ زوجہ نے تعجب سے کہا "یا ویلتی ءَ الدوانا عجوز وھذا بعلی شیخاً اِن ھذا لشیءُ عجیب" ہائے افسوس کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں۔ اور یہ میرا شوہر بھی بوڑھا ہے ملائکہ نے اُس سے کہا "أتعجبیں من امر اللّٰہ" کیا تو قدرتِ خدا سے تعجب کرتی ہے۔ پس اِسی وقت سارہ خاتون اس قابل ہو گئیں کہ بچہ جَن سکیں۔ کچھ مدت کے بعد بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام اسحاق رکھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ "الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق ان ربی لسمیع الدعاء" اسی طرح منہج الصادقین میں ذکر ہے کہ حضرت زکریاؑ نے دعا کی جب اُنکی عمر ایک سوبیس سال تھی اور انکی زوجہ حضرت مریمؑ کی خالہ تھیں۔ جنکی عمر اٹھانوے 98 سال تھی جب حضرت زکریاؑ نے دیکھا کہ مریم کی ماں کے ہاں مریم پیدا ہوئی ہے تو دل میں خواہش پیدا ہوئی اور کہا۔ "رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک لسمیع الدعاء" اے میرے اللہ مجھے اپنی طرف سے ایک نیک وصالح بیٹا عطا کر۔ بے شک تو دعا کو سننے

https://www.shiabookspdf.com/

والا ہے۔"فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب انّ الله يبشرك بيحيىٰ" فرشتوں نے زکریاؑ کو ندا دی جبکہ وہ محراب میں نماز کی حالت میں تھا۔ کہ بے شک خدا تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور حضرت زکریاؑ کو یحییٰ کی خوشخبری یکم محرم کو ملی تھی۔

عیون الاخبار الرضاص 299 میں ریان بن شبیب کی روایت ہے کہتا ہے میں محرم کی پہلی تاریخ کو حضرت رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا اسی طرح کا دن تھا۔ جب حضرت زکریاؑ نے روزہ رکھا اور خدا سے دعا کی۔ خدا نے اُنکی دعا کو قبول کر لیا پس جو کوئی اِس روز روزہ رکھے اور دعا کرے تو خدا اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ اے ابن شبیب محرم ایسا حرمت والا مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کفار و مشرکین اور بت پرستان نے بھی اس کی حرمت کیوجہ سے اس میں ظلم وستم اور جنگ وجدال کو حرام سمجھتے تھے۔ لیکن اس اُمت نے نہ تو اس مہینے کی حرمت کا احترام کیا اور نہ ہی اپنے نبیؐ کی حرمت کا خیال کیا۔ بلکہ اس مہینے میں رسولؐ اللہ کے نواسے کو قتل کر دیا۔ اور ان کی مستورات کو قیدی بنا لیا۔ خدا ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اے ابن شبیب اگر تو کسی پر رونا چاہتا ہے تو نواسۂ رسولؐ حسینؑ پر رو۔ کیونکہ رسولؐ زادے اور امیر المومنینؑ کے جگر گوشہ کو جانور کی طرح ذبح کر دیا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ چار ایسی حدیثیں ہیں جن میں حضرت حسینؑ کے ذبح ہونے کو جانوروں کے ذبح ہونے کے ساتھ تشبیہ دی ہے ایک ذبح اسماعیلؑ والی حدیث میں دوسرا حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہونے والی حدیث میں۔

تیسرا رسولِؐ خدا کی حدیث میں اور چوتھا امام رضاؑ کی اس حدیث میں اور اس

https://www.shiabookspdf.com/

سے مراد یہ ہے کہ جس طرح لوگ گوسفند وغیرہ کے ذبح کرنے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے اِسی طرح اہلِ کوفہ نے نواسۂ رسولؐ کو ذبح کر دیا۔ لیکن اُنھیں کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ بحارج 22 ص 274 ب 5 روایت 21 اور عوالم کی احادیث میں نقل ہے کہ اشقیاء رسولؐ زادے کے قتل کو ثواب سمجھتے تھے۔ جیسے کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس اُمت کے 30 ہزار لوگ نواسۂ رسولؐ کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے اور اپنے آپکو اُمتِ رسولؐ سمجھتے تھے۔ اور ہر ایک اُنکو قتل کر کے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتا تھا۔

یا ذبح کرنے کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی ہے کہ جیسے زمانہ جاہلیت میں چند نفر اکٹھے ہو کر نیزے، تلواریں، پتھر اور لکڑیاں لے کر کسی جانور کو مارتے تھے اور وہ مر جاتا تھا اسی طرح رسولؐ زادے کو بھی ان ملعونوں نے قتل کیا۔ جس طرح بحاالانوار ج 45 ص 19 ب 37 روایت 30 اور عوالم میں نوادر علی بن اسباط سے حضرت صادق علیہ السّلام کی روایت ذکر کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا" لقد قتل بالسيف والسنان و بالحجارة والخشب وبالعصا ولقد اوطاؤه الخيل بعد ذالک"

نواسۂ رسولؐ کو تلواریں، نیزوں، پتھروں، لکڑیوں اور عصا کے ساتھ قتل کیا گیا اور اس کے بعد گھوڑوں کے سموں سے لاش کو پامال کیا گیا۔

شیخ مفیدؒ ارشاد میں اور علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں لکھتے ہیں۔ جب زینبؑ خیموں سے باہر آئیں تو کیا دیکھا حسینؑ کو اشقیاء نے چاروں طرف سے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ اور ہاتھوں میں طرح طرح کے ہتھیار لیے ہوئے ہیں۔ بی بیؑ نے فرمایا: اے عمر بن سعد تو دیکھ رہا ہے اور نواسہ رسولؐ قتل ہو رہا ہے۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 13

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُدا تعالیٰ سورۂ اعراف آیت 31 میں ارشاد فرماتا ہے "یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد"

خداوند قدوس نے ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی زینت پیدا کی ہے۔ جیسے جامع الاخبار ص 122 فصل 79 میں رسولِ خدا سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا: "التواضع زینة الحسب" یعنی تواضع وانکساری شرافت کی زینت ہے۔ "والفصاحة زینة الکلام والعدل زینة الایمان والسیکنة زینة العبادة والحفظ زینة الروایة وحفظ الحجاج زینة العلم وحسن الادب زینة العقل وبسط الوجه زینة الحلم والایثار زینة الزهد وبدل الموجود زینة الیقین والنقلل زینة القناعة وترک المن زینة المعروف والخشوع زینة الصلوٰة وترک مالا یبغی زینة الورع" فصاحت کلام کی زینت ہے۔ عدل ایمان کی زینت ہے۔ سکون عبادت کی زینت ہے۔ حفظ روایت کی زینت ہے حفظ الحجاج علم کی زینت ہے حُسن ادب عقل کی زینت ہے۔ خندہ پیشانی حلم کی زینت ہے ایثار زہد کی زینت ہے۔ بذل الموجود یقین کی زینت ہے۔ کم خرچ کرنا قناعت کی زینت ہے احسان نہ

https://www.shiabookspdf.com/

جتلانا نیکی کی زینت ہے۔ خشوع نماز کی زینت ہے۔ بے معنی گفتگو کو ترک کرنا ورع کی زینت ہے۔

کتاب صافی میں رسولؐ خدا فرماتے ہیں۔ ہر چیز کیلئے ایک زینت ہے۔ اور قرآن کی زینت اچھی آواز ہے۔ بحار الانوار جلد 92 ص 120 ب 21 میں رسولؐ خدا سے مروی ہے آپ نے فرمایا قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو۔ قرآن کو لحنِ عرب اور آوازِ عرب میں پڑھو۔

بحار الانوار جلد 65 ص 89 میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا۔ خدا کو تین آوازیں پسند ہیں۔ مرغے کی آواز، قاریٔ قرآن کی آواز، سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی آواز۔

مجالس کی زینت تین چیزیں ہیں۔ اور تمام مجالس دنیا میں سے تین مجلس بہتر ہیں اس لیے ان مجالس میں اکثر طور پر ملائکہ اہل مجلس کی خدمت کیلئے آتے ہیں۔ پہلی وہ مجلس جس میں امیر المومنینؑ کے فضائل ومناقب بیان کیے جاتے ہوں۔ بحار الانوار جلد 38 ص 199 میں رسولؐ خدا سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "زینوا مجالسکم بذکر علی ابن ابیطالب علیه السّلام" حلیة المتقین میں رسولؐ خدا سے روایت منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنی مجالس کو فضائل علیؑ ابن ابن طالبؑ سے زینت دو۔ کیونکہ علی علیہ السّلام میں انبیاءؑ کی ستر خصوصیات اور فضائل پائے جاتے ہیں کچھ اہل منبر اس فیض سے محروم ہے اور سامعین کو بھی محروم رکھتے ہیں۔ جبکہ ذکرِ فضائل مولا علی علیہ السّلام ایک افضل عبادت ہے۔ امالی شیخ صدوق ص 138 میں روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ رسولؐ خدا نے فرمایا خدا تبارک وتعالیٰ نے میرے بھائی علیؑ میں اتنی فضیلتیں پیدا کی ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

جن کو خدا کے علاوہ کوئی شمار نہیں کہ سکتا پس جو کوئی فضائل علیؑ کو بیان کریں درحالانکہ خود اُن فضائل کا اقرار کرتا ہو تو خدا تعالیٰ اُس کے تمام گذشتہ اور آئندہ والے گناہ معاف کر دے گا۔ اگر چہ اُسکی گردن پر تمام انسانوں اور جنوں کے گناہ ہیں۔

ای دل فضائل اسد اللہ طاعت است
مدح علیؑ وآل نسنیدن عبات است
بودن بہ ذکر حیدر کرارؑ یک نفس
حقا کہ درمقابل صد سال طاعت است

بحارالانوار جلد 38 صفحہ 899 باب 64 روایت 7 اور ریاض الابرار میں اُمِ سلمٰی سے روایت کرتے ہیں۔ اُمِ سلمٰی کہتی ہیں۔ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب بھی ایک جماعت اکٹھے ہو کر فضائل علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو بیان کرتی ہے تو آسمان سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ذکر علیؑ سنتے ہیں جب مجلس فضائل مولیٰ ختم ہوتی ہے اور لوگ چلے جاتے ہیں تو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں آسمان کے فرشتے ان فرشتوں سے کہتے ہیں آپ سے ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ اس سے پہلے ہم نے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم زمین پر گئے تھے وہاں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے فضائل ایک مجلس میں بیان ہو رہے تھے ہم اُن سے یہ خوشبو لائے ہیں وہ فرشتے کہتے ہیں ہمیں بھی وہاں لے چلو تا کہ ہم بھی اُس خوشبو سے معطر ہو ملائکہ اُن سے کہتے ہیں کہ اب تو مجلس ختم ہو چکی ہے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے ہیں فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ ہمیں اُس مکان پر لے چلو جہاں وہ مجلس برپا ہوئی تھی تا کہ ہم اُس مکان اور جگہ سے فصائل اہل بیتؑ کی خوشبو حاصل کرے۔

https://www.shiabookspdf.com/

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ مثنوی جلد 3 صفحہ 3

مدح تو صیف است باز ندانیاں
گویم اندر مجمع روحیانیاں
مدح تعریف است وتخریق حجاب
فارغ است ارشرح وتعریف آفتاب
قدر تو بگذشت ازدرک عقول
عقل اندرشرح تو شد بوالفضول
گر نبودی خلق محجوب وکثیف
درنبودی خلقھا تنگ وضعیف
درمدیحت دادمعنی دادمی
غیر این منطق لبھی بکشاوی

(حلیۃ المتقین ص254 میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جن مجالس میں خدا اور ہم اہل بیتؑ کا ذکر نہ کیا جائے قیامت کے دن وہ مجالس سوائے حسرت وافسوس کے کچھ نہ ہوگی۔

اسی کتاب میں حضرت باقرؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا ہمارا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ہمارے دشمنوں کا ذکر شیطان کا ذکر ہے۔

بحار الانوار جلد 44 ص282 دمعۃ الساکبہ جلد 74 ص351 کے شروع میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اے فضل بن یسار کیا تم ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھ کر حدیث بیان کرتے ہیں؟ اس نے عرض کیا مولیٰ آپ پر قربان جاؤں جی

https://www.shiabookspdf.com/

ہاں آپ نے فرمایا میں ایسی مجالس کو پسند کرتا ہوں پس ہمارے امر کو زندہ رکھو یعنی ہمارے فضائل اور ہماری آحادیث کو نقل کرتے رہا کرو۔

بحارالانوار جلد 1 ص 199-200 باب چار میں شیخ صدوق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مجلس میں ہمارے امر کو زندہ کرے یعنی ہمارے فضائل اور آحادیث کو ذکر کرے۔ تو اُسکا دل زندہ رہے گا جس دن سب کے دل مردہ ہونگے مجالس کی زینتوں میں سے ایک علمی مذاکرہ اور آداب واحکام شریعہ کو بیان کرنا ہے۔ بحارالانوار جلد نمبر 1 ص 164-177 باب نمبر 1 میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا طالب علم کے پاؤں کے نیچے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں اور طالب علم کیلئے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی استغفاد کرتی ہیں۔ بحارالانوار جلد نمبر 1 ص 302 باب نمبر 4 میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا علماء کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ پسند ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ خدا کو کسی علمی مذاکرہ میں بیٹھنا قرآن کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ حلیۃ المتقین میں روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا افسوس ہے اُس شخص پر جو جمعہ کے دن دینی مسائل جاننے کیلئے دنیا کے کاموں میں سے کچھ وقت نہ نکالے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ خدا فرماتا ہے میرے بندوں کے درمیان علمی مذاکرہ مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ حلیۃ المتقین میں یہ حدیث بھی مذکور ہے امام باقرؑ فرماتے ہیں علمی مذاکرہ نماز مقبول کا ثواب رکھتا ہے۔

تیسری چیز جو مجالس کی زینت ہے سید الشہداؑ کے مصائب کا ذکر کرنا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ذکر اور خطیب صحیح ذکر کریں اور جو ذکر کریں کسی نہ کسی کتاب سے

https://www.shiabookspdf.com/

نقل کریں اگر کسی چیز کو بغیر کسی سند کے ذکر کریں جو نہ کسی کتاب میں ہو اور نہ ہی کسی مجتہد نے اُس بات کی اجازت دی ہو تو ایسی چیزیں ذکر کرنا اشکال رکھتا ہے۔ اور ایسی باتوں اور واقعات کا ذکر کرنا جن کا تاریخ میں کوئی ثبوت ہی نہیں ہے اگر چہ لوگوں کو محظوظ اور متاثر کرنے کیلئے کار آمد ہو لیکن قیامت کے دن خدا اور رسولؐ اور آئمہ علیہم السّلام کی ناراضگی کا سبب ہونگی۔

جیسا کہ بحار الانوار جلد نمبر 44 ص نمبر 282 میں روایت ہے کہ جعفر بن عفان حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اُسے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے جعفر مجھے پتہ چلا ہے کہ تو حسینؑ کی مصیبت میں بڑے اچھے شعر کہتا ہے اُس نے عرض کیا مولیٰ آپ پر قربان جاؤں جی ہاں میں شعر کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شعر کہو اُس نے شعر پڑھا حضرت خود اور اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگ گریہ کرنے لگے اور حضرت نے اتنا گریہ کیا کہ آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں پھر آپ نے فرمایا اے جعفر اللہ کی قسم تو حسینؑ کا ذکر کر رہا تھا اور فرشتے بھی یہاں ہمارے ساتھ یہ ذکر مصائب سن رہے تھے اور وہ بھی ہماری طرح گریہ کر رہے تھے بلکہ ہمارے سے زیادہ رو رہے تھے۔ اے جعفر خدا نے اسی وقت تیرے لیے جنت واجب کر دی ہے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں پس مجلس حسینؑ میں ملائکہ آتے ہیں تو انکے سامنے غلط واقعات بیان کرنے سے بچنا چاہیے اور معتبر روایات کو ذکر کرنا چاہیے یا کم از کم کسی راوی یا کتاب کی طرف نسبت دینی چاہیے بعض روایات کے مطابق جیسا کہ دمعۃ الساکبہ کی دو حدیثیں اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت سید الشہداؑ کی عزاداری اور اُن پر گریہ وزاری کرنا خود حضرت سید الشہداؑ کی پسندیدہ اور منظور نظر چیز ہے اور حضرت عزاداروں کیلیئے دعا کرتے ہیں اس لیے حضرت فرماتے ہیں اے

https://www.shiabookspdf.com/

رونے اور گریہ کرنے والے اگر تو جانتا ہو کہ خدا نے اس گریہ کے عوض کیا دینا ہے تو تو غمگین ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے۔ پس اگر ذکر مصائب پڑھنے والے حضرات جھوٹ پڑھے گا تو بجائے خوشی کے حضرت امام حسینؑ کی ناراضگی اور تکلیف کا سبب بنے گا۔ کتاب دارالسلام میں حاجی نوری نقل کرتے ہیں کہ مجھے شیخ عبدالحسین تہرانی جو تہران کے مشہور علماء میں سے ہیں نے بتایا کہ ایک شخص باقر بھبھانی کے بیٹے محمد علی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے ناخنوں سے امام حسینؑ کا گوشت کاٹ رہا ہوں آقا محمد علی اس شخص کو جانتے نہیں تھے جب اُنھوں نے یہ بات سنی تو سر نیچے کرلیا اور فرمایا گویا تو ذاکر ہے۔ اُس نے عرض کیا جی ہاں اُنھوں نے فرمایا کہ خواب تیرے جھوٹ پڑھنے کا نتیجہ ہے اب یا تو ذاکری ترک کر دیں یا جھوٹ کی بجائے سچ پڑھا کر۔ اس کے بعد اُس ذاکر نے ذاکری کرنا چھوڑ دی۔ علاوہ ازیں ذاکرین کو چاہئے کہ وہ ذاکری میں غنا سے بچے اور اس طرح ذاکری نہ کرے جو امامؑ عالی مقام کی شان کے خلاف ہو۔

پس تین طرح کی مجالس میں ملائکہ فیض اور برکت حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر امامِ حسینؑ کی مجلس میں باقی دو مجلسوں سے زیادہ حاضر ہوتے ہیں اس مجلس میں کچھ تو گریہ کرنے کیلئے آتے ہیں اور کچھ ذکر کرنے والوں، سننے والوں، بانی اور حاضرین کے نام لکھتے ہیں۔ کچھ عزاداروں کے آنسوؤں کو جمع کرتے ہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو آنسو امامِ حسینؑ کے مصائب میں گرتے ہیں وہ رائیگاں جاتے ہیں بلکہ معتبر روایات کے مطابق ان آنسوؤں کو فرشتے جمع کرتے ہیں جو قیامت کے دن کام آئیں گے۔ غمِ حسینؑ میں گرنے والے کچھ آنسوؤں کو خدا تعالیٰ صاف شفاف دُرو نگینے میں تبدیل کر دے گا۔ قیامت کے دن خدا حکم فرمائے گا ان

https://www.shiabookspdf.com/

قیمتی آنسوؤں کو لا کر عزاداروں کے ہاتھ میں رکھ دیں اس کے بعد حکم دے گا کہ انبیاء کو حاضر کریں۔ تا کہ وہ ان آنسوؤں کی جو قیمت لگائیں گے میں خرید لوں گا پھر اُن آنسوؤں والے موتیوں کو ہر ایک پیغمبر کے ہاتھ پر رکھیں گے اور وہ ایک قیمت بتائیں گے۔ لیکن خدا فرمائے گا انھوں نے کم قیمت لگائی ہے آخر کار رسولِ خدا کے پاس لائیں گے تو وہ عرض کریں گے اے پروردگار اس موتی کی قیمت خود میرا حسینؑ لگائے گا۔ کیونکہ یہ موتی اُس گناہگار بندے کو حسین کو صدقے میں ملا ہے۔ مظلومِ کربلا فرمائیں گے۔ پروردگار اس دُر اور موتی کی قیمت یہ ہے کہ میرے اس عزادار کو قیامت کے دن کی تمام مشکلات اور مصائب سے نجات عطا فرما دیں۔ اسے حوضِ کوثر سے سیراب کریں اور جنت میں اس کا ٹھکانہ اور محل میرے محل کے برابر عطا فرما۔ خدا فرمائے گا۔ اے حسینؑ میں نے اس کو خرید لیا۔ اور جو کچھ تم نے عرض کیا وہ اُسے عطا کر دیا کچھ ملائکہ ان آنسوؤں کو لا کر جنت کے اُس چشمے کے پانی کے ساتھ مخلوط کرتے ہیں جسکا نام حبوان ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار ج 44 ص 305 ب 34 میں موجود ہے کہ نبیؐ اکرم نے فرمایا کہ خدا اپنے ملائکہ مقربین کو حکم دیتا ہے کہ وہ حسین علیہ السلام کے غم میں بہائے ہوئے آنسو کو اٹھائیں اور جنت کے چشمے حبوان کے پانی کے ساتھ مخلوط کر دیں۔ جیسے ہی وہ آنسوؤں کو مخلوط کرتے ہیں تو اُسکی خوشبو ہزار گُنا زیادہ ہو جائیگی۔

کچھ ملائکہ اُن آنسوؤں کو اُس وقت کیلئے محفوظ کر لیتے ہیں جب جہنم شعلہ ور ہوگی اور گناہگاروں کی طرف اپنا رُخ کرے گی۔ اور ملائکہ ان آنسوؤں کے ذریعے سے جہنم کے شعلوں کو گناہگاروں سے دور کریں گے۔ جیسے کہ تظلم الزہراء میں حضرت باقر علیہ السّلام اور دمعۃ الساکبہ ص 270 سطر 8 میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب عاشورہ محرم ہوتا ہے تو آسمان سے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر فرشتے کے

https://www.shiabookspdf.com/

ہاتھ میں سفید سنگِ مرمر کا ایک برتن ہوتا ہے یہ فرشتے ہر اُس گھر میں جاتے ہیں جہاں عزادار امام حسینؑ کے لیے فرشِ عزا بچھا کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور گریہ کرتے ہیں فرشتے عزاداروں کے آنسوؤں کو اُن برتنوں میں جمع کرتے ہیں۔ قیامت کے دن جب جہنم کے شعلے بھڑکیں گے تو فرشتے حسینؑ کے عزاداروں سے اُن آنسوؤں کے ذریعے سے اُن شعلوں کو ساٹھ ہزار فرسخ مسافت تک دور کر دیں گے۔

بحار الانوار ج 44 ص 290 عوالم اور تظلم الزہراؑء میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا: کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوگا جو ہماری محبت میں روئے مگر یہ کہ اُس کے آنسو نکلنے سے پہلے خدا اس پر رحمت نازل کرتا ہے اور جب آنسو اس کے رخسار پر جاری ہوتے ہیں اگر چہ ایک قطرہ کیوں نہ ہو تو اس کے آنسو کے قطرے کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ تا کہ اس کے شعلے ختم ہو جائیں آخر کار عزاداروں کے آنسوؤں کے صدقے میں جہنم کی تپش اور گرمی بالکل ختم ہو جائے گی۔

خدا نے ہر چیز کیلئے زینت پیدا کی ہے اور اہل بہشت کیلئے بھی زینت ہے۔ اہل بہشت کی زینت ان کی مختلف قسم کے لباس جو ریشم و دیبا سے بنے ہونگے۔ دست بند اور گلو بند سونے اور چاندی کے ہونگے اس کے علاوہ دوسرے جواہرات ان کیلئے موجود ہونگے۔

بحار الانوار جلد 8 ص 128 باب 23 میں سورہ فاطر آیت 33 "ویحلون فیھا من اساور من ذھب ولولوأ لباسھم فیھا حریراً" کی تفسیر میں رسول خداؐ سے روایت ہے کہ مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کے سر پر ملک اور کرامت کا تاج رکھا جائے گا۔ سونے، چاندی اور یاقوت اور دُرّوں کے زیور پہنائے جائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اہل بہشت کی زینتوں میں سے یہ بھی ہے کہ خدا ان کو طرح طرح کے خوبصورت محل، باغات، پھل، میوے، نہر، عمارتیں جو سونے چاندی اور دوسرے جواہرات سے بنی ہونگی کہ اگر اہل دنیا اس آوازوں میں سے ایک آواز بھی سن لیں تو مر جائیں۔

جیسا کہ حضرت سید الساجدین علیہ السّلام کے بارے میں ہے کہ آپ جب قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو آواز اتنی خوبصورت ہوتی تھی۔ کہ جو بھی سنتا تھا۔ بے ہوش ہو جاتا تھا۔

سال میں دو مرتبہ بہشت کو مزین کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ رمضان المبارک کے مہینے میں۔ جیسا کہ خصال اور اثنیٰ عشریہ ص 201 میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں۔ جو کسی نبیؐ کی امت کو عطا نہیں کی گئیں۔ ان میں سے چوتھی یہ ہے کہ خدا جنت کو حکم دیتا ہے۔ کہ استغفار کرے۔ اور میرے بندوں کیلئے اپنے آپ کو مزین کرے۔

دوسری مرتبہ عید غدیر کے دن جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بحار الانوار جلد 8 ص 182 میں، اقبال تہذیب اور زاد المعاد سے محمد بن ابی نصر کی روایت ذکر کرتے ہیں۔ کہتا ہے۔ کہ میں حضرت امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا ایک جماعت اور بھی حضرت کی خدمت میں موجود تھی۔ وہاں پر عید غدیر کی فضیلت کا ذکر ہوا۔ کچھ لوگوں نے انکار کیا۔ تو امام علیہ السّلام نے فرمایا۔ مجھے میرے والد نے انہوں نے اپنے والد سے نقل فرمایا ہے کہ عید غدیر کا دن زمین کی نسبت آسمان پر زیادہ مشہور ہے۔ بے شک خدا کیلئے فردوس اعلیٰ میں ایک محل ہے جس کی ایک اینٹ سونے

https://www.shiabookspdf.com/

کی اور دوسری چاندی کی ہے ایک ہزار قُبے سرخ یاقوت کے ہیں۔ ایک لاکھ خیمے سبز یاقوت کے ہیں۔ اس محل کی خاک مشک وعنبر سے ہے۔ اس محل میں چار نہریں چلتی ہیں۔ دودھ کی شراب کی، پانی اور شہد کی۔ اس نہر کے اردگرد مختلف میوہ جات کے درخت ہیں۔ ان درختوں کے اوپر خوش آواز پرندے بیٹھے ہیں۔ جو مختلف آوازوں میں بولتے ہیں۔ جب عید غدیر کا دن ہوتا ہے تمام اہل آسمان اس محل میں جمع ہوتے ہیں خدا کی تسبیح تقدیس اور تحلیل کرتے ہیں اور وہ پرندے درختوں سے پرواز کر کے اپنے آپ کو مشک وعنبر سے مس کرتے ہیں اور اپنے جسم پر لگاتے ہیں اس کے بعد وہ اُڑ کر ملائکہ کے اُوپر آتے ہیں اور اُن کے اُوپر مشک وعنبر کو نچھاور کرتے ہیں۔ اور اُس دن فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی شادی کے دن درخت طوبیٰ اور سدرہ المنتہیٰ سے ملائکہ پر نچھاور ہوا تھا۔ اُسے ایک ہدیہ وتحفہ کرتے ہیں۔

بہت سی معتبر روایات میں موجود ہیں کہ جنت میں اب بھی ملائکہ محلات، باغات اور دوسری چیزیں مومنین کے اعمال صالحہ کے بدلے میں بنا رہے ہیں۔ جنت کو چار مرتبہ زینت دی گئی اور سجایا گیا معراج کے وقت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی شادی کی رات نبی اکرمؐ کی ولادت کی رات جیسا بحارالانوار جلد 15 صفحہ 262 باب 2 اور حیات القلوب کی دوسری جلد میں ہے کہ "کعب الاخبار" معاویہ کی ایک مجلس میں نقل کرتا ہے کہ رسولؐ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات ستر ہزار محل سرخ یاقوت اور ستر ہزار محل لولوء سے بہشت میں بنائے گئے کہا گیا ہے یہ ولادت کے صدقہ میں محلات ہیں اُس رات جنت سے کہا گیا کہ اپنے آپ کو تیار کرو اور بناؤ سنگھار کرو۔ کیونکہ خدا کا آخری نبیؐ پیدا ہوا ہے یہ سن کر جنت مسکرائی اور قیامت کے دن تک مسکراتی رہے گی اور اُس رات جنت میں کوثر مضطرب ہوا پس اُس

https://www.shiabookspdf.com/

نے محمدؐ کی ولادت کی خوشی میں ستر لاکھ یاقوت اور دُر کے محلات نچھاور کیے۔

چوتھی مرتبہ حضرت سید الشہدا ؑ کی ولادت کی رات جنت کو مزین کیا گیا۔

بحار الانوار ج 43 ص 248 باب 11 عوالم اور دمعۃ الساکبہ میں اکمل الدین شیخ صدوق سے رسولؐ خدا کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حدیث کا اجمال ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ پیدا ہوئے جن کی ولادت جمعہ کی رات ہوئی ہے۔تو خدا نے خازن جہنم کو وحی فرمائی کہ جہنم کو اہل جہنم پر خاموش کردیں اور اس کے شعلے بجھا دے کیونکہ آج رات دنیا میں محمدؐ کی بیٹی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور خدا نے رضوان جنت کی طرف وحی فرمائی کہ جنت کو مزین کریں اور اسکا بناؤ سنگھار کرے کیونکہ دنیا میں محمدؐ کا بیٹا پیدا ہوا ہے اسی رات چار خطاب اور ہوئے بہشت کی حوروں کو حکم ہوا کہ زینت لگاؤ بناؤ سنگھار کرو اور ایک دوسرے سے ملنے کیلئے جاؤ کیونکہ حسینؑ پیدا ہوئے ہیں۔ملائکہ کو حکم ہوا کہ صف بندی کرے اور تسبیح و تقدیس، تحمید و تقدیس میں مشغول ہو جائے کیونکہ محمدؐ کے گھر دنیا میں بیٹا پیدا ہوا ہے۔

دمعۃ الساکبہ ص 232 میں اسی روایت کو شیخ طریحی سے نقل کرتے ہیں کہ جب خدا نے اپنے کرم سے فاطمہؑ کو حسینؑ عطا کرنے کا ارادہ کیا تو لعبا حوریہ کی طرف وحی بھیجی یہ وہ حور ہے جس کی ستر ہزار خادمائیں ہیں ستر ہزار محل اور ستر ہزار غرفے ہیں۔ایسے محل اور غرفے جو مختلف جواہرات کے ساتھ مزین ہیں۔لعبا کا محل بہشت کے تمام محلات سے بلند و بالا ہے۔اور لعبا حور جب بھی اپنا سر محل سے باہر نکالتی ہے تو اس کے نور سے تمام بہشت نورانی ہو جاتی ہے۔اس حور کو حکم ہوا کہ زمین پر جاؤ اور میرے حبیب محمدؐ کی بیٹی کا خیال رکھ۔ جب لعبا زمین پر آئی تو عرض کی۔ کہ اے

https://www.shiabookspdf.com/

رسولؐ خدا کی بیٹی آپ کو مبارک ہو۔ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا اچھا حال ہے۔ فاطمہ زہراؑ نے کچھ شرم محسوس کی کیونکہ ان کے پاس لعبا کو بٹھانے کیلئے کوئی فرش نہ تھا۔ اسی دوران بہشت سے ایک حور نے آ کر فرش پیش کیا۔ جو بہشت کا فرش تھا اور لا کر بچھا دیا اور لعبا اس پر بیٹھ گئی اور اسی دوران طلوع فجر کے وقت فاطمہؑ کی گود میں آمدِ حسینؑ ہوئی جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو خطاب ہوا کہ زمین پر ملائکہ کی قندیل لے کر جاؤ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہر قندیل ہزار ہزار ملک کی تھی پس ملائکہ اور جبرائیل نے سات دن رات تک پیغمبرؐ کو ولادتِ حسینؑ کی مبارک باد دی۔ جب ساتواں دن ہوا تو جبرائیل نے کہا یا رسولؐ اللہ اپنے بیٹے کو لائیے تا کہ اسے دیکھوں۔ رسولؐ خدا آئے اور فاطمہؑ سے حسینؑ کو لیا۔ اور جبرائیل کے پاس لائے۔ حسینؑ اس وقت ایک زرد کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ جبرائیلؑ نے کپڑے اور پیشانی کا بوسہ لیا۔ تیری ولادت مبارک ہو۔ "وبارک اللّٰہ فی ولادتک یا ذبیع کربلا" اے شہید کربلا خدا تیری والدہ کیلئے تجھے مبارک قرار دے۔ پھر جبرائیلؑ نے حسینؑ کے چہرے کی طرف دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ رسولؐ خدا اور ملائکہ بھی گریہ کرنے لگ گئے۔ جبرائیلؑ نے رسولِ خدا سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو میرا اسلام پہنچا دیں۔ اور ان سے کہیں کہ اپنے اس بیٹے کا نام حسینؑ رکھیں کیونکہ خدا نے اس بچے کا نام حسینؑ رکھا ہے۔

دمعۃ الساکبہ ص 232 میں ہے۔ کہ حسینؑ کا نام حسینؑ اس لیے رکھا گیا کیونکہ ان کے زمانے میں ان سے زیادہ کوئی حَسین نہ تھا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے مبارک بھی دے رہے ہو اور گریہ بھی کر رہے ہو

https://www.shiabookspdf.com/

جبرائیل نے عرض کیا یارسولؐ اللہ آپ کو اجر عطا فرمائے اس آپکے بیٹے کو آپکی اُمت کے بدترین لوگ شہید کریں گے۔ پس رسول خدا فاطمہ علیہا السّلام کے پاس گئے سلام کیا مبارک بادی اور رونا شروع کردیا۔ فاطمہؑ نے عرض کیا بابا جان مبارک باد بھی دیتے ہو اور روتے بھی ہو ہاں میری بیٹی۔ خدا تجھے اس بیٹے کے بدلے اجر عطا فرمائے۔ فاطمہؑ نے سن کر چیخ ماری اور رونا شروع کردیا لعبا حور اور دوسری خدمت گزار حوروں اور مستورات نے رونا شروع کردیا۔ بی بی نے عرض کیا بابا جان میرے بیٹے کو کون قتل کریگا؟ آپ نے فرمایا میری اُمت کا بدترین جو میری شفاعت کا یقین رکھتا ہے۔ فاطمہؑ نے عرض کیا بابا جان میرا اسلام جبرائیل کو دیں۔ اور پوچھیں کہ میرا حسینؑ کس زمین میں قتل ہوگا۔ آپ نے فرمایا اُس زمین میں جسے کربلا کہتے ہیں جب حسینؑ استغاثہ بلند کرے گا تو کوئی مدد کے لیے نہیں آئے گا اور جو حسینؑ کی مدد نہ کرے گا اُس پر خدا ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اے بیٹی آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ حسینؑ قتل نہیں ہوگا مگر یہ کہ نو امامؑ اُس کی پشت وصلب سے پیدا ہونگے آپؐ نے نو اماموں میں سے ہر ایک کا نام بھی لیا اور فرمایا اُن میں آخری وہ ہے جو آخری زمانے میں عیسیٰؑ کے ساتھ باہر آئے گا۔ اس کے بعد جبرائیل، لعبا حور اور دوسرے تمام فرشتے آسمان کی طرف چلے گئے۔ جب چوتھے آسمان پر گئے تو چوتھے آسمان پر ایک صلصائیل نام کے فرشتے نے جب فرشتوں کی رفت وآمد کو دیکھا تو کہا اے جبرائیل کیا قیامت برپا ہو چکی ہے۔ کہا نہیں بلکہ ہم تو زمین پر رسولؐ خدا کو ان کے بیٹے حسینؑ کی ولادت کی مبارک بادی دینے گئے تھے۔ اُس نے عرض کیا اے میرے دوست جبرائیل زمین کی طرف جاؤ اور حبیب خدا حضرت محمدؐ سے کہو کہ خدا کے دربار میں سفارش فرمائیں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے کیونکہ وہ صاحب شفاعت ہیں جبرائیل نے اس فرشتے کا پیغام

https://www.shiabookspdf.com/

رسولؐ خدا تک پہنچایا حضرت اُٹھے اور فرمایا حسینؑ کو لاؤ پس حسینؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا اے میرے اللہ اس مولود مسعود کے صدقے میں اس فرشتے سے راضی ہو جا اچانک ایک آواز آئی میں اس سے راضی ہو گیا ہوں اور میرے نزدیک تیرا بڑا مقام ہے ابنِ عباس کہتے ہیں مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس نے محمدؐ کو مبعوث برحق فرمایا کل صلصائیل فرشتہ فخریہ طور پر دوسرے فرشتوں کو کہتا ہے کہ میں حسینؑ کا آزاد کردہ ہوں اور لعبا حور دوسری حوروں پر فخر کرتی ہے کہ میں حسینؑ کی دایہ ہوں ہائے افسوس اہلِ کوفہ بھی فخر کرتے تھے کہ ہم نے حسین کو قتل کیا ہے۔

ایک ملعون ابنِ زیاد کے دربار میں کہتا ہے

املأ رکابی قضه و ذفضةً

انی قتلت سیداً محجباً

قتلت خیر الناس امّاً و ابّاً

وخیر هم اذینسبون النسباً

الالعنة اللّٰه علی القوم اظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 14

خداوند قدوس سورۂ انفال آیت 28 میں ارشاد فرماتا ہے (وعلموا انما اموالکم واولا کم فتنۃ وان اللّٰہ عندہ اجر عظیم) آیت کا ظاہری معنی مفسرین کے مطابق یہ ہے کہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے تمہارے مال اور اولاد فتنہ اور آزمائش ہیں بے شک اللہ کے نزدیک اجر عظیم ہے۔

مال میں اجر عظیم اُس وقت ہے جب مال کو راہ حلال سے حاصل کیا ہو اور راہ حلال میں خرچ کیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ مال میں جو حقوقِ واجبہ ہیں اُن کو بھی ادا کیا ہو اگرچہ خدا کی طرف سے بندوں کے امتحانات بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اُن میں سے عمدہ اور اصل دو امتحان ہیں۔ جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے یعنی امتحان مالی اور امتحان جانی۔ اور آیت میں کلمۂ اموال کے کلمۂ اولاد سے مقدم ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امتحان مالی امتحان جانی سے بہتر ہے۔ جیسے کہ سورہ آل عمران آیت 186 میں ارشاد فرماتا ہے (ولتبلون فی اموالکم وانفسکم) یعنی ضرور بضرور تمہارے اموال اور جانوں کے ذریعے تمہیں آزمایا جائے گا۔ اگر خدا کی محبت دل کی محبت پر غالب

https://www.shiabookspdf.com/

آ جائے تو انسان مالی واجبات کو ادا کرتا ہے بلکہ صدقات اور استحباباً بھی مال کو خرچ کرتا ہے اور اگر انسان کے دل میں مال کی محبت خدا کی محبت پر غالب آ جائے تو مالی واجبات کے ادا کرنے سے کتراتا ہے اور مال کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ جیسے ثعلبہ انصاری جو ایک غریب شخص تھا۔ اور بار بار رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تا کہ خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کر سکو اُس مال سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ ہو سکے ثعلبہ نے عرض کیا۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث بالحق فرمایا ہے۔ اگر خدا مجھے مال عطا کرے تو ہر صاحب حق کا حق ادا کرونگا۔ رسولؐ خدا نے اُس کے لیے دعا کی تو اُسے ایک بھیڑ ملی۔ اُس بھیڑ سے ایسے اضافہ ہوا جیسے کیڑوں کی افزائش ہوتی ہے اور اضافہ ہوتا ہے۔

اُس کے پاس اتنی بھیڑیں ہوگئی کہ مدینے میں اُس کا گھر تنگ پڑ گیا۔ ثعلبہ اُن کو چروانے کے لیے صحرا اور بیابانوں کی طرف نکل گیا جس کی وجہ سے وہ نماز جماعت اور جمعہ سے محروم ہوگیا۔ رسولؐ خدا نے اپنے نمائندے بھیجے تا کہ اُس سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اُس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کنجوسی کی۔ اور کہنے لگا یہ جزیہ ہوا۔ پیغمبر اسلام کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا۔ ثعلبہ کے لیے ہلاکت ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے تین آیات ثعلبہ کی مذمت اور نفاق کے بارے میں نازل فرمائیں سورۂ توبہ آیت 75,76,77 (ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصد قن ولنكونن من الصالحين فلما آتا هم من فضله بخلوا به وتو لوا وهم معرضون فاعقبهم نفاقاً في قلوبهم الى يوم يلقونه) پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالِ

https://www.shiabookspdf.com/

دنیا لوگوں کے لیے ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ اور اسی طرح اولاد بھی ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ منافقون آیت 9 میں ارشاد فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا لا تلھیکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ ومن یفعل ذالک فاؤلئک ھم الخاسرون) اے ایمان والو تمھیں تمھارے مال اور اولاد ذکر خدا سے غافل نہ کریں۔ جو ایسا کریں گے۔ وہ خسارے میں ہونگے پس جو کوئی اموال اور اولاد کا حق ادا کرے اُس کے لیے اجر عظیم ہے مال پر اجر اُس وقت ہے جب مال کے واجبات مثل خمس و زکوۃ ادا کرے۔ اور صدقہ وغیرہ راہ خدا میں ادا کرے مومن کو کھانا کھلائے جیسے اُصول کافی جلد 2 میں 201 اور بحار الانوار میں حضرت صادقؑ سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا" من اطعم مؤمناً حتّٰی یشعبة لم یدر احد من خلق اللّٰہ ماله من الاجر فی الاخرة لا ملک مقرب ولد نبی مرسل الا اللّٰہ رب العالمین" جو کسی مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو نہیں جانتا کہ آخرت میں اُس کے لیے کتنا اجر ہے۔ نہ مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی نبی مرسل سوائے خدا رب العالمین کے۔

اگر خاص طور پر سید الشہدا کی محبت میں مال خرچ کیا جائے۔ تو اس کا اجر آخرت میں تو ہے ہی دنیا میں بھی ملے گا۔ جیسا کہ شیخ طریحی کتاب منتخب اور مجمع البحرین میں نقل کرتے ہیں۔ کہ خدا نے موسیٰؑ کو خبر دی۔ کہ جو شخص میرے نبی محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے بیٹے کی محبت میں درہم یا دینار خرچ کرے گا۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔ اور جنت میں داخل کیا جائیگا۔ اولاد کے بارے میں والدین کو جو اجر ملتا ہے۔ وہ دس طرح کا ہے۔ پہلا اجر اولاد کی دیکھ بھال اور تربیت کرنے کا۔ دوسرا اجر اولاد

https://www.shiabookspdf.com/

کے گریہ کرنے پر۔ جیسا کہ بحارالانوار وافی اورانوار میں کافی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ میں حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران یونس بن یعقوب روتا پیٹتا ہوا وہاں آ گیا۔ حضرت نے سبب پوچھا اس نے عرض کیا۔ میرا ایک بچہ ہے جو گذشتہ رات روتا رہا۔ جس کی وجہ سے میں ساری رات تکلیف میں رہا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے میرے والد نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد رسولؐ خدا سے خبر دی۔ ایک دن جبرائیلؑ رسول خداؐ کے پاس حاضر ہوا اس نے دیکھا کہ آپؐ اور امیرالمومنینؑ پریشان بیٹھے ہیں۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا۔ آپؐ پریشان کیوں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے دو بچے ہیں۔ جن کے گریہ کی وجہ سے ہم پریشان ہیں۔ جبرائیلؑ نے عرض کی۔ اے محمدؐ بہت جلد آپ کے لیے شیعہ پیدا ہونگے جن کے بچپنے کا رونا سات سال تک "لا الہ الا اللّٰہ" ہوگا اور سات سال کے بعد حد بلوغ تک والدین کیلئے استغفار ہوتا ہے۔ اور جب جوان ہوتے ہیں تو جو نیک کام انجام دیتے ہیں اس کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔ اور خود اس کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتا۔ تیسرا فائدہ اولاد کے مریض ہونے کے لحاظ سے ہوگا۔

وافی اور جامع الاخبار ص 164 فصل 29 میں حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بچے کا بیمار ہونا والدین کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے چوتھا فائدہ بچے کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور اس کا اجرِ عظیم ہے۔

وافی اور بحار میں اصول کاف ج 3 ص 218 سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسولؐ خدا گھر تشریف لائے۔ تو انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت خدیجہؑ اپنے بیٹے قاسمؑ کی وفات پر گریہ کر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے خدیجہؑ کیا تو اس بات پر راضی

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تیرا یہ بیٹا جنت کے دروازے پر کھڑا ہوگا اور تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت کے بہترین مقامات میں لے جائے گا۔ اور یہ صورت حال ہر مومن کیلئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کا کرم ہے اور اس کی حکمت اس سے بلند تر ہے۔ کہ وہ ایک مومن سے اس کا بچہ بھی چھین لے اور اس کے بعد اسے عذاب دے۔

کتاب مسکن لفوائد ص 29 میں رسولؐ خدا سے روایت ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا جب بھی کسی کا بچہ فوت ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو تم نے میرے بندے کا بچہ چھین لیا ہے ملائکہ عرض کرتے ہیں ہاں پروردگار۔ خدا فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں اُس نے تیری حمد کی ہے۔ خدا ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ بہشت میں میرے اس بندے کے لیے ایک گھر بناؤ۔ اور اُس گھر کا نام حمد کا گھر رکھو۔ یعنی اُس شخص کا گھر جس نے اپنے بچے کے فوت ہو جانے پر الحمد للّٰہ کہا۔ مسکن الفوائد میں 48 اور بحار میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی مصیبت کے بعد " انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" کہے تو خدا اُسے دو مرتبہ اُس مصیبت کا اجر و ثواب اُسے عطا کرتا ہے۔

پانچواں فائدہ اور اجر اس لحاظ سے ہے کہ والدین اولاد کو نان ونفقہ دیتے ہیں جیسے کہ کتاب عدۃ الداعی ص 83 عوالی الثانی جلد 1 ص 286 ج 4 ص 109 و فقہ الرضاؑ ص 207 بحار الانوار ج 69 ص 324 میں حدیث ہے کہ "الکاد علی عیالہ کالمجاھد فی سبیل اللّٰہ" یعنی اہل وعیال کے لیے روزی کمانا ایسے ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کرنا ہو۔ اور خاص طور پر بیٹی کے لیے زیادہ ثواب ہے بحار الانوار ج 104 ص 92 ب 2 میں رسولؐ خدا سے روایت ہوئی ہے آپ نے فرمایا جو تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی کفالت کرے جنت اُسکے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ ایک

https://www.shiabookspdf.com/

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی اپنی بیٹی کو خوش کرے تو اُسکا اجر وثواب ایسے ہے جیسے اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک غلام راہ خدا میں آزادہ کیا ہو۔ اور کوئی اپنے بیٹے کو خوش کرے تو اسکا ثواب ایسے ہے جیسے خوف خدا میں گریہ کرتا رہا ہو۔ اور جو خوف خدا میں گریہ کرتا ہے جنت اُس کے لیے واجب ہوتی ہے۔

چھٹا فائدہ اولاد کے ساتھ محبت کرنے میں ہے جیسے بحار الانوار، وافی اور اُصول کافی ج 6 ص 50 روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا خدا تعالیٰ اپنے اس بندے پر رحم کرتا ہے جو اپنے بچوں کے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہو۔ اُصول کافی ج 6 ص 49 میں حدیث رسولؐ خدا نے فرمایا "احبو الصبیان وار حمو هم" بچوں سے محبت کرو اور اُن پر رحم کرو۔ جب اُن کے ساتھ وعدہ کرو تو اُس وعدہ کو پورا کرو۔ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ تم اُن کو روزی دیتے ہو۔

بحار الانوار ج 104 ص 97 ب 2 حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے موسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے پروردگار افضل اعمال کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بچوں کے ساتھ محبت کرنا۔ کیونکہ اُن کو میں نے اپنی توحید کی فطرت پر پیدا کیا ہے میں ان کو اپنی رحمت کے ساتھ اپنی جنت میں داخل کرونگا۔ خاص طور پر کچھ صفات اور حالات بزرگوں میں بھی پیدا ہو جائیں تو وہ خدا اور رسولؐ کے پسندیدہ بن جائیں جیسے کہ اثنیٰ عشریہ ص 204 میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا میں چھوٹے بچوں کو پانچ صفات کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں۔ **احب الصبیان لخمس الاول هم الباکون** ۔ یعنی وہ زیادہ گریہ کرتے ہیں۔ کبھی ان کو اپنی پسند کی کوئی چیز نہ ملے یا فوراً نہ ملے تو رونا شروع کر دیتے ہیں اور یہ رونے اور گریہ کرنے کی حالت خدا کو پسند ہے اور

https://www.shiabookspdf.com/

گریہ کرنے والے بندے کی دعا خدا جلدی قبول کرتا ہے جیسے بحار الانوار ج93 ص336 ب9 میں حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ”بکاؤ العیون و خشیة القلوب من رحمة اللّٰہ تعالیٰ ذکر فاذا وجد تموھا فاغتنموا الدعاء ولو ان عبد ابکی فی امه لرحم اللّٰہ تعالیٰ ذکرہ تلک الامة لبکاء ذلک العبد“ یعنی آنکھوں کے آنسو اور دلوں کا ڈر پس جب تم یہ دو حالتیں پیدا کرلو تو اُس وقت دعا کرنے کو غنیمت جانو اگر ایک امت اور جماعت میں ایک شخص گریہ کرنے والا ہو تو خدا اُس شخص کی وجہ سے پوری اُمت اور جماعت پر رحمت کرے گا۔ حضرت امیرالمومنینؑ کی کلمات قصار میں ہے آپؑ نے فرمایا ”البکاء مِن خشیة اللّٰہ مفتاح الرحمة“ یعنی خوف خدا میں گریہ کرنا رحمت کی کنجی ہے

گریہ مرؤرید بحر رحمت است
ایدۂ گربان کلید جنت است
گفت ولیبکو کثیراً گوش دار
تابرنیرد شیر فضیل پروردگار

اس وجہ سے تمام انبیاء و اولیاء زیادہ گریہ کرتے تھے مستدرک الوسائل جلد 11 ص245 میں لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ نے فرمایا میں جب بھی اپنے والدِ بزرگوار کے پاس گیا تو اُنھیں گریہ کرتے ہوئے دیکھا۔ نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج1 ص94 میں حضرت فرماتے ہیں اگر وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو ہر وقت گریہ کرتے۔ بچوں کی دوسری صفت یہ ہے ”ینمرغون فی التراب“ یعنی مٹی میں کھیل کود کرتے ہیں مراد

https://www.shiabookspdf.com/

اس سے یہ ہے کہ اُنھیں میں تکبر وغرور نام کی چیز نہیں ہے۔ مٹی پر بیٹھے رہتے ہیں

زخاک آفریدت خداوند پاک

پس ای بنداء افتدادگی کن چو خاک

گویا خدا نے ان بچوں کو سورہ طٰہٰ آیت بچپن کا معنی الہام کر دیا ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے "منها خلقنٰکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارةً اُخریٰ

آنک یا از سر نخوت بنهادی جرخاک

عاقبت خاک شدو خلق براولی گزرند

الثالث "یختصمون بغیر حقد" اُن کی آپس کی لڑائی کینہ کے بغیر ہوتی ہے ایک دوسرے سے انتقام نہیں لیتے ابھی آپس میں لڑتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد راضی ہو جاتے ہیں آپس میں باتیں کرتے ہیں اور مل کر کھیلتے بھی ہیں کہ دوسرے لوگوں کی کسی بات پر ناراضگی ہوگی تو دل میں کدورت پیدا کر لیتے ہیں بغض و کینہ رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں اور غیبت کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے اور قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور خاص طور پر اگر درمیان میں کوئی چغل خور پیدا ہو جائے تو پھر معاملہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اس شیطان صفت شخص کی وجہ سے بعض اوقات قتل و غارت اور خون خرابہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اُصولِ کافی میں ج2 ص344 پر پر رسولؐ خدا ارشاد فرماتے ہیں تین سے زیادہ بول چال بند نہیں کرنا چاہیے۔ اُصول کافی ج2 ص245 میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر دو مسلمان آپس میں لڑیں اور بول چال بند کر دیں اور اگر یہ بول چال دو۔ تین دن سے زیادہ بند رہا تو دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں

https://www.shiabookspdf.com/

گے۔ اوران میں سے جو پہلے اپنے مسلمان بھائی سے کلام کریگا وہ جنت میں اُس سے پہلے داخل ہوگا۔ اِسی وجہ سے روایات اور احادیث میں ہے کہ دو مسلمانوں کے درمیان اگر جھگڑا ہو جائے تو ان میں صلح کروا دینی چاہیے جیسے قرآن میں سورۂ حجرات، آیت 10 کے الفاظ ہیں۔ "انما المومنون اخوة فاَصلحوا بينكم" مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس انکے درمیان اصلاح پیدا کرو سورۂ ہود، آیت 117 میں فرمان ہے "وما كان ربک ليهلک القرىٰ بِظلم و اهلها مصلحون" خدا ان بستی والوں کو ظلم کی وجہ سے کبھی ہلاک نہیں کرے گا۔ جس کے رہنے والے اصلاح پسند ہوں۔ یعنی جس معاشرے میں اصلاح اور صلح کرنے والے لوگ موجود ہوں خدا اُن پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں۔ مجھے دو افراد کے درمیان صلح کروانا زیادہ پسند ہے راہِ خدا میں دو دینار صدقہ دینے سے۔

اُصول کافی ج 2 ص 209 میں ہے کہ ابو حنیفہ امیر حاج کہتا ہے میرے داماد کے ساتھ میراث میں میرا جھگڑا تھا ہمیں مفضل راستے میں ملا اور اپنے گھر لے گیا۔ ہمارے درمیان صلح کروادی اور ہمیں چار سو درہم اور کچھ اور رقم دی اور کہا یہ نہ سمجھنا یہ میری ذاتی رقم ہے بلکہ حضرت امام صادقؑ نے مجھے دی ہے کہ اگر دو مومنوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اس رقم کے ذریعے ان کے درمیان صلح کروا دینا۔ بحار الانوار ج 76 ص 367 میں رسولؐ خدا سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانے کیلئے جاتا ہے تو تمام فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں اور اسکا اجر شبِ قدر کے اجر کے برابر ہے۔ الرابع "لا يدخرون لغدٍ شيئًا" بچوں کی چوتھی صفت جو خدا کو پسند ہے وہ یہ ہے کہ کل کے لیے کسی چیز کو ذخیرہ نہیں کرتے اور یہ

https://www.shiabookspdf.com/

کام اُن لوگوں کا ہے جو خدا پر توکل کرتے ہیں۔ جنکو روزی کی فکر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جانتے ہیں جہاں بھی ہونگے اُنکا مقدور روزی اُنکو وہیں مل جائے گی۔ کیونکہ "اِن اللہ ھو الرزّاق ذو القوۃ"

بعض روایات میں ہے۔ اے اولادِ آدمؑ جس طرح میں نے تجھ سے کل کے عمل کا مطالبہ نہیں کیا تو بھی کل کی روزی مجھ سے طلب نہ کر۔

الخامس۔ "لعمرون ثم یخربون" بچوں کی پانچویں صفت جو خدا کو پسند ہے وہ یہ ہے کہ ایک چیز بناتے ہیں اور پھر اُسے خراب کر دیتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا اور مالِ دنیا کے ساتھ دل جما کر نہیں بیٹھتے۔ شاید کہ اُنکے کانوں میں فرشتے کی یہ آواز پہنچتی ہے کہ جو کہہ رہا ہے۔ "الدو الموت و انبو الخراب" یعنی پیدا کرو موت کیلیئے اور بناؤ خراب کرنے کے لیے۔

نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 13 ص 99 ب 234 میں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "فسابقوا ارحکم اللہ اِلی منازلکم التی امرتم اِن تعمروھا" خدا تم پر رحمت کرے۔ اُن گھروں کو بنانے میں جلدی کرو۔ جنکے بنانے کا حکم تمہیں دیا گیا ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے اپنی پُوری عمر میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے اوپر نہیں رکھی اور حق کی طرف لبیک کہہ گئے۔

ہر انسان کے لیے چار گھر ہیں دو اِس دنیا میں اور دو آخرت میں۔ اس دنیا کے دو گھر۔ ایک تو اسکا یہ ظاہری گھر اور دوسرا گھر قبر ہے۔ اور آخرت کے دو گھر ایک جنت میں ہے اور دوسرا جہنم میں۔ مومن وہ شخص ہے جو جہنم کے گھر کو خراب کرے۔ قبر اور جنت والے گھر کو اعمالِ صالحہ کے ذریعے آباد کرے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام

https://www.shiabookspdf.com/

کی طرف منسوب دیوان کا شعر ہے۔

لا دار لمرء بعد الموت یسکنہا

الالتی کان قبل الموت یا بنہا

یعنی مرنے کے بعد انسان اُسی گھر میں رہے گا جسے اُس نے موت سے پہلے بنایا تھا۔ کتبِ مقاتل میں سید الشہدا کی طرف اس شعر کی نسبت دی گئی ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں

"فان تکن الدنیا لعد نفسیة

فدار ثواب اللّٰہ اعلی و انبل"

پس اگر دنیا کو نفیس اور پاک و پاکیزہ شمار کرتے ہیں تو خدا کے ثواب کا گھر جو بہشت ہے سب سے بہتر ہے۔

"وان تکن الابدان لموت انشأت

فقضل امری واللّٰہ باالسیف افضل"

اگر بدن مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں تو راہِ خدا میں تلوار کے ساتھ قتل ہونا سب سے افضل ہے۔

مقتل کی کتابوں میں ملتا ہے کہ عاشور کے دن جنوں کی ایک جماعت حضرتؑ کی مدد کیلئے آئی آپؑ نے اُنکو جنگ کی اجازت نہ دی۔ بحارالانوار ج 45 ص 12 ب 37 میں ہے کہ خدا نے مظلومِ کربلا کے لیے مدد بھیجی اور اختیار دیا گیا دشمنوں کے خلاف مدد میں اور خدا کی ملاقات میں۔ حضرتؑ نے خدا کے ساتھ ملاقات کو اختیار کیا۔ حضرت سیّد الشہدا جب مکہ سے باہر آئے تو ایک مفصّل خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؑ نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا۔ ''میں اپنے اباؤ اجداد کی ملاقات کا اس طرح اشتیاق رکھتا ہوں جیسے حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کی ملاقات کا اشتیاق رکھتے تھے'' اور حضرتؑ کے خاص اصحاب کی بھی یہی حالت تھی۔

تشنۂ عشق ازدو دریا سیر نیست

آب اور جز ازدم شمشیر نیست

عشق کا پیاسا دو دریاؤں سے سیر نہ ہوگا۔ اُسکی پیاس تو تلوار سے بجھے گی۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 15

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند تعالیٰ سورۂ تغابن آیت 15 میں فرماتا ہے

"انما اموالکم و اولاد کم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم"

اور آیت 14 میں فرماتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدواً لکم فاحذرو ھم"

بحار الانوار ج 105 میں ص 97 ب 2 جامع الاخبار میں رسولِ خدا سے مروی ہے آپ نے فرمایا "اولادنا اکبادنا صفار ھم امراؤنا، کبارھم اعداؤنا فان عادو فتنونا وان ماتو احزنونا" یعنی ہماری اولادیں ہمارے جگر ہیں اُن میں سے بچے سردار منش ہیں اور اُن میں سے بڑے ہمارے دشمن ہیں اگر وہ زندہ رہیں تو ہمارے لیے فتنہ ہیں اور اگر مر جائیں تو ہمیں غمزدہ کر دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ مذکورہ بالا دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ اے ایمان والو، تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں۔ پس اُن سے ہوشیار رہو۔

بیویوں اور اولاد کی دشمنی انسان کے ساتھ اس لحاظ سے بھی ہوتی ہے کہ وہ اس

https://www.shiabookspdf.com/

کی موت کے منتظر ہوتے ہیں خاص طور پر وہ انسان جو صاحبِ دولت وثروت ہو۔ اور کنجوس ہو۔ اور انکی پرواہ نہ کرتا ہو۔ اور یہ دونوں اس انتظار میں ہیں کہ یہ کب مرے اور ہم عیش وعشرت کریں۔

اس لیے امیر المومنینؑ نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج20 ص424 ب54 میں فرماتے ہیں "لاتخلص ورائک شیئًا من الدنیا فانک تخلفه لاحدر جلین" حضرت اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے بیٹے اپنے بعد کوئی مال مت چھوڑ کر جاؤ کیونکہ یہ مال تو دو میں سے کسی ایک کے لیے چھوڑے گا۔ اُس کے لیے جو نیک راہ میں خرچ کر کے سعادت حاصل کرے جبکہ تو نے شقاوت حاصل کی۔ یا اُسے گناہوں میں خرچ کرے پس اس پر تجھے خدا عذاب دے گا اِسی مقام پر موجود ہے کہ امیر المومنینؑ اپنے ایک صحابی سے فرماتے ہیں: زیادہ تر اپنے آپکو اہل وعیال کے ساتھ مشغول نہ رکھ اور انکی دیکھ بھال میں وقت صرف نہ کر کیونکہ اگر وہ خدا کے دوست ہیں تو خدا اپنے دوست کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو پھر تجھے دشمنِ خدا کی اتنی فکر نہیں ہونی چاہیئے۔

مشہور ہے کہ ایک بیٹے سے پوچھا گیا کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا باپ مر جائے اُس نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی طبعی موت مرے۔ بلکہ اُسے کوئی مارے۔ اُس کا سر توڑے، ہاتھ پاؤں توڑے تا کہ ان چیزوں کا دیہ لے سکوں۔ اُسے قتل کریں تا کہ ہزار اشرفی دیہ حاصل کروں۔ پس پتہ چلتا ہے اولاد جو باپ سے محبت کرتی ہے تو وہ اس لیے تا کہ دنیاوی فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ لیکن والدین کی محبت اولاد کے ساتھ فطری اور اضطراری ہے۔ یعنی خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ اور رحمتِ شاملہ کے ذریعے

https://www.shiabookspdf.com/

سے والدین کے دل میں اولاد کی محبت کو جگہ دی ہے تا کہ نظامِ عالم دنیا اور نسلِ آدمؑ باقی رہ جائے یا رہ سکے۔ یہ محبت یہاں تک ہے کہ بعض اوقات والدین خود کو معرضِ ہلاکت میں ڈال کر اولاد کو بچاتے ہیں اور اولاد کی خاطر خدا کی نافرمانی اور گناہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ واجبات الٰہیہ کو ادا نہیں کرتے جیسے خمس، زکوۃ اور دوسرے حقوقِ الٰہی کا ادا نہ کرنا۔ اِسی وجہ سے ہے تا کہ اولاد فقیر نہ ہو جائے اور اولاد دوسروں کی محتاج نہ ہو۔ جبکہ والدین اس بات سے غافل ہوتے ہیں کہ اولاد اگر اہلیت رکھتی ہو گی تو خود مال و دولت حاصل کرے گی اور اگر نا اہل ہوئی تو چاہے اُس کے لیے قارون کی پوری دولت بھی جمع کر لو تو تمام کی تمام ضائع کر کے رکھ دے گی۔ اس لیے اولاد کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اُن کو آزاد چھوڑ دینا چاہیے تا کہ خود کام کریں، کمائیں اور کھائیں۔

مؤلّف فرماتے ہیں کہ آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زیادہ مال اور اولاد اس دنیا میں اور آخرت میں عذاب اور عقوت کا سبب ہیں۔ کیونکہ بہت مشکل ہے کہ انسان مال اور اولاد کے حقوق ادا کرے۔ بہت کم لوگ اپنے وظیفہ پر عمل کرتے ہیں۔ اس وجہ سے خدا کے بندے اور بزرگانِ مال دنیا کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ جب بھی وہ کسی کے لیے بدعا کرتے تھے تو فرماتے تھے۔ خدا اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کرے۔ بحار الانوار جلد 72 ص 61 اور اصول کافی میں ہے۔ کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا۔ رسولؐ خدا ایک اونٹوں کے چرواہے کہ پاس سے گذرے اور اس سے دودھ طلب کیا۔ اس نے نہ دیا آپؐ نے اس کے لیے دعا کی۔ کہ اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں زیادتی فرما۔ اس کے بعد آپ بکریوں کے چرواہے کے پاس سے گذرے اس سے دودھ مانگا وہ بھاگا ہوا گیا اور بکریوں کے

https://www.shiabookspdf.com/

پستانوں میں جو دودھ تھا۔ نکال کر ایک بکری بھی لے کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آ قااس وقت یہ حاضر ہے زیادہ چاہیے تو وہ بھی حاضر کیے دیتا ہوں۔ حضرتؐ نے اس کیلیئے دعا کی خدایا اس کوضرورت کے مطابق روزی عطا کر۔ کچھ لوگوں نے حضرتؐ سے سوال کیا یا حضرتؐ آپؐ نے اس شخص کو کہ جس نے دودھ دینے سے انکار کیا تھا وہ دعا کی کہ جسے ہم سب پسند کرتے ہیں اور جس شخص نے آپؐ کو دودھ دیا اس کے لئے ایسی دعا کی جو ہم سب کو ناپسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ضرورت کے مطابق اور کم چیز بہتر ہے۔ اس چیز سے جو زیادہ ہو اور ہر وقت مشغول رکھے۔ اور خدا کی یاد بھلادے۔ اس کے بعد آپؐ نے دعا کی اے پروردگار محمد وآل محمد علیہم السلام کو ضرورت کے مطابق روزی عطا فرما۔ بحارالانوار ج 77 ص 83 ب 4 میں علاوہ ازیں عین الحیات، وافی اور مجموعہ وارم میں ابوذرؓ کی حدیث ہے۔ رسولؐ خدا ابوذرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے ابوذرؓ میں نے دعا کی ہے۔ کہ خدا ہمارے دوستوں کو ضرورت کے مطابق روزی عطا فرمائے اور دشمنوں کے مال اور اولاد میں اضافہ فرمائے۔ سورہ توبہ میں خدا اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے بلکہ تمام لوگوں کو خطاب ہے۔ سورہ توبہ آیت 55 **"فلا عجبک اموالھم و اولادھم انمایرید اللّٰہ لیعذ بھم بھافی الحیوٰۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون"** اے میرے حبیب تجھے کافروں کا مال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالے۔ سوائے اس کے نہیں وہ چاہتا کہ انہیں دنیا میں عذاب دے اور جب مریں تو کافر ہو کر مریں۔

سورہ مومنون آیت 55-56 میں فرماتا ہے کیا وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم نے جوان کو مال اور اولاد عطا کی ہے۔ تو نیکیوں اور خوبیوں کے دینے میں ہم نے جلدی کی

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔نہیں ایسانہیں ہے۔ بلکہ ان کوتو شعور ہی نہیں ہے۔ کہ یہ مال اوراولاد کی کثرت انکے لیے باعثِ نقصان اور خسارہ ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ ج 3 ص 231 میں حضرت امیر المومنین سے روایت ہے۔آپؑ نے فرمایا۔ان ابن آدم اذا کان فی آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من ایام آخرہ مثل لہ مالہ، وولدہ وعملہ" بے شک جب ابن آدم کا دنیا سے آخری دن ہوگا۔اور آخرت کا پہلا دن ہوگا تو اس کیلئے اس کا مال، اولاد اور عمل مجسم کر دیئے جائینگے پس اپنے مال کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا خدا کی قسم میں نے تجھے حرص ولالچ کے ساتھ جمع کیا۔اور خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ مجھے تو کیا فائدہ پہنچائے گا۔تو اس مال سے جواب آئے گا مجھ سے کفن لے لو۔پھر اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوگا ان سے کہے گا خدا کی قسم میں تمہیں پسند کرتا تھا اور تمہاری ہر خواہش کو پورا کرتا تھا۔اب مجھے کیا فائدہ پہنچاؤ گے۔وہ جواب دینگے ہم تجھے اٹھا کر قبر میں ڈال آئینگے۔پھر منہ کرے گا اپنے عمل کی طرف۔اور کہے گا خدا کی قسم تو میرے لیے بڑا سنگین اور بھاری تھا۔اور میں تیری طرف رغبت اور میل نہیں رکھتا تھا۔اب تو میرے کس کام آئے گا۔عمل جواب دے گا۔ میں تیری قبر میں تیرے ساتھ ہوں۔اور قیامت کے دن بھی تیرے ساتھ رہوں گا۔

پس پیغمبر گفت بر این طریق
باوفا تر از عمل نبود رفیق
گر بود نیکو ابدیات شود
در بود بد درلحد مارت شود

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عمل سے بڑھ کر انسان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ اگر عمل نیک ہوا تو ہمیشہ کیلئے دوست بن جائے گا۔ اور اگر عمل بد ہوا تو سانپ بن کر سامنے ہوگا۔

سورہ شوریٰ آیت نمبر 89 میں خدا فرماتا ہے "یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللّٰہ بقلبٍ سلیم" قیامت کے دن مال اور اولاد کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ مگر وہ شخص جو قلب سلیم کے ساتھ خدا کی طرف گیا ہوگا۔ یعنی جس نے مال اور اولاد کو آخرت کیلئے ذخیرہ کیا ہوگا۔ مال کو راہ خدا میں خرچ کیا ہوگا۔ اور اولاد کو راہ ہدایت کی طرف تربیت اور راہنمائی دی ہوگی تو صرف اس شخص کو یہ مال اور اولاد قیامت کے دن فائدہ دیں گے۔

اولاد والدین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں جیسا کہ آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے روایت میں ہے کہ جب انسان اپنی اولاد کو راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور راہ خدا ہی کے لیے خوش کرتا ہے تو والدین کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

بحار الانوار جلد 104 ص 69 ب 1 میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنی بیٹی کو خوش کیا۔ اس کا اجر ایسے ہے جیسے اولاد اسمٰعیل میں سے کسی غلام کو آزاد کر دیا۔ اور جس نے اپنے بیٹے کو خوش کیا۔ گویا خوفِ خدا میں گریہ کرتا رہا اور جو خوف خدا میں گریا کرتا ہے۔ تو خدا اسے بہشت میں داخل فرمائے گا۔

بحار الانوار جلد 104 ص 92 ب 1 میں حضرت امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں۔ اکثر من قبلہ اولاد کم. یعنی اولاد کو اکثر چومتے رہا کرو۔ کیونکہ ہر بوسے کیلئے بہشت میں تمہارے درجہ ہے ایک درجے کا دوسرے درجے تک کا فاصلہ پانچ

https://www.shiabookspdf.com/

سو سال تک کی مسافت ہے۔ حضرت کی روایت اسی کتاب میں، انوار اور حلیہ میں بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنی اولاد کا بوسہ لے اس کے لیے ایک نیکی ہے۔ اور جو اپنے بچے کو خوش کرے خدا اسے قیامت میں خوش کرے گا۔ اور جو شخص اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے۔ تو قیامت کے دن اسے حاضر کیا جائے گا۔ اور نور کے دو حلّے اسے پہنائے جائینگے ان حلّوں کا نور اتنا ہوگا کہ تمام اہل بہشت کی صورتیں نورانی ہو جائینگی۔ اسی وجہ سے رسولِ خدا اپنی بیٹی فاطمہؑ کو بہت زیادہ چومتے تھے۔ کشف الغمہ اور بحار الانوار جلد 8 ص 190 ب 23 میں ہے کہ عائشہ نے ایک دن عرض کیا یا رسولؐ آپؐ فاطمہؑ کو چومتے ہیں۔ جبکہ وہ شادی شدہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو جان لے کہ میں فاطمہؑ سے کتنی محبت کرتا ہوں تو مجھ سے بھی زیادہ محبت کرنے لگ جائے۔

اہل سنت اور شیعہ کتابوں میں موجود ہے کہ فاطمہؑ جب بھی رسولؐ خدا کے پاس آتیں تو آپؐ انکے ہاتھوں کو چومتے تھے کبھی حسینؑ کی پیشانی کبھی ہونٹ اور کبھی گلے کو چومتے تھے اور کبھی سینے کا بوسہ لیتے تھے اور کوئی اس کی وجہ نہیں جانتا تھا آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپ حسینؑ کی پیشانی کیوں چومتے ہیں تو فرماتے ہیں اس جگہ بوسہ لیتا ہوں۔ جہاں ملعون الخلق جعفی کا پتھر لگے گا۔ سینہ کو اس لیے چومتا ہوں کہ اس جگہ تین شعبہ تیر لگے گا۔ اور گلہ اس لیے چومتا ہوں۔ کہ یہاں شمر ملعون کند خنجر چلائے گا۔ اور کبھی حسینؑ کے پورے بدن کو چومتے اور روتے رہتے تھے۔ جیسا کہ بحار الانوار جلد 4 ص 269 ب 31 میں ہے کہ جب حسینؑ رسولؐ خدا کے پاس آتے تھے۔ تو آپ حسینؑ کو اپنی طرف کھینچ لیتے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے۔ حسینؑ کو روکے رکھو آپ حسینؑ کے اوپر

https://www.shiabookspdf.com/

جھک جاتے۔ ان کا منہ چومتے اور روتے رہتے تھے۔ حسینؑ عرض کرتے نانا جان آپؐ گریہ کیوں کرتے ہیں؟ آپؐ فرماتے۔ بیٹے تیرے جسم پر تلواروں کے لگنے کی جگہ چوم رہا ہوں۔ بحار الانوار جلد 18 ص 399 ب 3 میں روایت ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حسینؑ روتے ہوئے اپنی والدہ فاطمہ علیہا السّلام کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کہ اماں جان اب میں اپنے نانا جان کے پاس نہیں جاؤں گا اب وہ مجھ سے اتنا پیار نہیں کرتے۔ کیونکہ آج صبح میں اور میرے بھائی حسنؑ مسجد میں نانا جان کے پاس گئے اور نانا جان نے بھائی حسنؑ کا منہ چوما اور میرا گلہ چوما اماں جان میرے منہ کو سونگھیں اور بتائیں کیا میرے منہ سے بدبو آتی ہے۔ فاطمہؑ نے فرمایا۔ نہیں بیٹے نہیں میرے بیٹے آپؑ کے نانا آپ سے ناراض نہیں ہیں خدا کی قسم میں نے خود دیکھا ہے اور ان سے سنا ہے کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں تو ایک دن گھوارے میں گریہ کر رہا تھا۔ تیرے نانا جان گھر میں آئے۔ اور فرمایا فاطمہؑ بیٹی حسینؑ کو چپ کروائیں کہا تو نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور بار بار فرماتے تھے۔ "احبه واحب من یحبه" میں حسینؑ سے محبت کرتا ہوں اور اس سے بھی محبت کرتا ہوں جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے پھر فاطمہؑ نے حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور رسولؐ خدا کی خدمت میں لے آئیں۔ اور عرض کیا بابا جان کیا آپ نے نہیں فرمایا کہ حسینؑ میری خوشبو ہے کیا آپ نے نہیں فرمایا کہ حسینؑ آسمان والوں کی زینت ہے۔ کیا آپؐ نے نہیں فرمایا کہ مجھے حسینؑ سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ۔ فاطمہؑ نے عرض کی۔ بابا جان آج حسینؑ ناراض ہے۔ کہ آپ نے اس کے بھائی کا منہ چوما اور اس کا منہ نہیں چوما۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ایک ایسا راز ہے۔ میں ڈرتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہوں اگر تجھے پتہ چل گیا تو تیرا دل ریزہ ریزہ ہو جائیگا۔ اور تو برداشت نہیں کر سکے گی۔ بی بیؑ نے عرض کی آپ کو خدا کی قسم مجھے وہ راز ضرور بتائیں آپؐ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے بتایا ہے۔ کہ حسنؑ کو زہر دیا جائیگا۔ اس لیے میں زہر پینے کے مقام کو چوم رہا ہوں۔ اور حسینؑ کو تیغ جفا سے نحر کریں گے۔ اس لیے میں گلہ چومتا ہوں۔ جب فاطمہؑ نے سنا تو زور زور سے رونے لگیں۔ منہ پیٹ رہی تھیں۔ اور سر پہ خاک ڈال رہی تھیں۔ فاطمہؑ نے پوچھا۔ حسینؑ کو کہاں قتل کریں گے آپؐ نے فرمایا۔ اہل کوفہ اسے خط لکھیں گے کہ تو خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہمارے لیے خلیفہ ہو۔ اور جب وہ ان کے پاس جائیگا تو تشنہ لب اسے شہید کر دینگے۔ وہ مدد کیلئے پکارتا رہے گا۔ لیکن کوئی مدد کو نہیں آئے گا۔ آخر کار اسے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا جائیگا اس کے بھائیوں اور بیٹیوں کو شہید کر دینگے۔ اور ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کر کے پھرائیں گے۔ فاطمہؑ نے رونا شروع کر دیا۔ واحسیناہ واغربتاہ. دوسرے لوگ بھی سن کر رونے لگے۔ اس وقت جبرائیل نازل ہوا اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا تعالیٰ آپکو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے فاطمہؑ کو چپ کراؤ۔ کیونکہ انکے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی رونے لگ گئے ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے میری عزت وجلالت کی قسم میں ایک ایسی جماعت خلق کروں گا۔ جو حسینؑ کی عزاداری اور زیارت کی خاطر اپنی جان اور مال خرچ کرینگے۔ پس جو کوئی حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کی زیارت کرے گا۔ تو ہر قدم پر ایک مقبول حج کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ اور جو حسینؑ پر گریہ کرے گا۔ تو آسمان کے ملائکہ اس کے آنسوؤں کو سنگ مرمر کی ایک شیشی میں جمع کریں گے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور جہنم کی آگ شعلہ ور ہوگا۔ تو فرشتے کہیں گے۔ اے محبّ

https://www.shiabookspdf.com/

خدایہ وہ آنسو ہیں۔ جو تو نے اپنے مولا حسینؑ کے مصائب پر بہائے تھے۔ تو آگ سے آزاد ہے۔ ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ جہنم کے شعلوں پر ڈالیں گے۔ تو وہ جہنم پانچ سو سال کی مسافت تک دور چلی جائیگی۔ جب رسولؐ خدا نے فاطمہؑ کو یہ بات بتائی۔ تو فاطمہؑ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور حسینؑ نے عرض کیا۔ کہ نانا جان میرے عزاداروں کا مقام اور اجر آپکے نزدیک کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کے میں خدا کے نزدیک ان کی شفاعت کروں گا۔ حسینؑ نے والد بزرگوار کی طرف دیکھا اور عرض کی بابا جان آپکے نزدیک ان کا کیا اجر اور مقام ہے۔ آپ نے فرمایا میں ان کو آپ کوثر سے سیراب کروں گا۔ بھائی حسنؑ سے پوچھا آپ کے نزدیک ان کا کیا مقام ہے فرمایا میں ان کے بغیر بہشت میں داخل نہیں ہوں گا۔ اماں جان آپ کے نزدیک میرے عزاداروں کا کیا اجر ہے؟ فاطمہؑ نے فرمایا مجھے پروردگار کی عزت، اپنے والد اور شوہر کے حق کی قسم میں جنت کے دروازے پر روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کھڑی ہو جاؤں گی۔ یہاں تک کہ ان کے متعلق میری شفاعت قبول ہو جائے۔ سید الشہداؑ نے فرمایا مجھے خدا اور بابا جان کے حق کی قسم میں خدا سے سوال کروں گا کہ میرے عزاداروں کے محل جنت میں میرے محلات کے مد مقابل قرار دے۔ خصائص الحسینیہ ص 97 میں فرماتے ہیں کہ زینبؑ جب مقتل میں آئیں تو حسینؑ کا اس جگہ سے بوسہ لینا چاہا جہاں سے پیغمبرؐ اسلام بوسہ لیا کرتے تھے۔ مگر ہائے افسوس زینبؑ بوسہ نہ لے سکیں کیونکہ حسینؑ کے بدن کے ٹکڑے ہوئے پڑے تھے۔ کیونکہ حسینؑ کو نیزوں اور تلواروں نے پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اور خاص طور پر لاشِ حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے گئے تو لاش ٹکڑوں میں بٹ گئی تھی۔ جیسا کہ حضرت خود فرماتے ہیں۔ "**کانی باوصالی یقطعها**

https://www.shiabookspdf.com/

عسلان القلوت" کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

خاک عالم بہ سرم کزاثر تیروسنان

جای یک بوسۂ من درھمہ اعضای تو نیست

یعنی دنیا کی خاک میرے سر پر کہ تیروں اور تلواروں کی وجہ سے تیرے بدن پر میرے ایک بوسہ کی جگہ نہیں ہے۔ ہاں زینبؑ گلے کا تو بوسہ نہ لے سکی مگر کٹے ہوئے گلے کا بوسہ لیا۔ رسولؐ نے گلے کے ظاہر کا بوسہ لیا تھا۔ اور زینبؑ نے باطن کا بوسہ لیا۔

الا لعنۃاللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 16

خداوند کریم سورۂ تغابن آیت نمبر 15 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "انما اموالکم واولادکم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم" سوائے اس کے نہیں کہ تمہاری اولاد اور اموال آزمائش ہیں۔اور خدا کے نزدیک اجر عظیم ہے۔

تفسیر صافی میں مذکورہ آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں "کہ اجر عظیم اور بڑا انعام اس کیلئے ہے۔ جو خدا کی محبت اور اسکی اطاعت کو مال اور اولاد کی محبت پر مقدم کرے۔اور جو انسان اس معاملے میں صبر کرے خدا کے نزدیک اس کا بڑا اجر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورہ زمر آیت 10 میں فرماتا ہے۔ "انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب" یعنی خدا صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیتا ہے۔

بحارالانوار جلد 71 ص 92 ب 62، جامع الاخبار ص 116 فصل 71 میں رسول خداؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی طرف بدن، مال یا اولاد میں بلا اور مصیبت نازل کرتا ہوں اور بندہ بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ اس کا استقبال کرے تو مجھے شرم آتی ہے کہ قیامت کے

https://www.shiabookspdf.com/

دن اس کیلئے ترازو لگاؤں یا اس کا نامۂ اعمال دیکھوں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ درحقیقت یہ اشارہ ہے۔ اس بات کی طرف کہ میں اسے بغیر حساب وکتاب ہی کے جنت میں داخل کروں گا۔ خصال شیخ صدوق ص 267 میں رسولؐ خدا فرماتے ہیں۔ کہ پانچ چیزیں عمل کے ترازو کو وزنی کرتی ہیں۔ ایک سبحان اللہ، دوسری الحمد للہ. تیسری لا الہ الا اللہ۔ چوتھی اللہ اکبر اور پانچویں صالح فرزند جو کسی مسلمان کا مرجائے۔ اور وہ خدا کی خاطر صبر کرے۔

حدیث میں انس بن مالک کہتا ہے کہ عثمان بن مظعون کا بیٹا فوت ہوگیا۔ جس سے اسے بڑا صدمہ ہوا اور اس نے غم اور صدمہ کی وجہ سے گھر ہی میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی۔ اور عبادت میں مشغول ہوگیا رسولؐ خدا کو اطلاع ملی تو آپؐ نے اسے بلایا اور فرمایا اے عثمان خدا نے میری امت کیلئے رہبانیت ممنوع قرار دی ہے۔ میری امت کی رہبانیت راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ جان بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اور جہنم کے سات دروازے۔ کیا تو نہیں چاہتا کہ جب قیامت کے دن جنت کے کسی دروازے پر جائے۔ تو تیرا بیٹا ہر دروازے پر کھڑا ہو۔ اور تیرے کمر بند کو پکڑ کر تیری شفاعت کروائے۔

کتاب انوار اور اخبار میں روایت ہے۔ کہ حضرت داؤدؑ نبی کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ جس کی وجہ سے آپ بڑے غمگین اور محزون ہوئے۔ خدا نے آپکی طرف وحی بھیجی۔ اے داؤدؑ اس بچے کی تیرے نزدیک کیا قیمت تھی عرض کی دنیا اگر سونے سے پُر ہو تو بچے کا مقام اس سے بھی زیادہ ہے۔ خدا کی طرف سے خطاب ہوا۔ قیامت میں

https://www.shiabookspdf.com/

تیرا اجر وثواب بھی دنیا میں جو کچھ ہے۔ اسی کے برابر ہے خدا کسی بندے کو پسند کرتا ہے۔ تو اس کا محبوب ترین بیٹا اس سے چھین لیتا ہے۔ اسی وجہ سے انبیاؑء اور اولیاؑء میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی بچہ فوت ہو جایا کرتا تھا۔ جیسا کہ حضرت آدمؑ کا بیٹا ہابیل قتل ہوا۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا طوفان میں غرق ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا اسماعیلؑ ذبح ہوا۔ حضرت داؤدؑ کا بیٹا فوت ہوا۔ حضرت سلیمانؑ کا ان کے بیٹے کی وجہ سے امتحان لیا گیا۔ جیسا کہ سورہ ص آیت 34 میں خدا فرماتا ہے۔ "**ولقد فتنا سلیمان و القینا علٰی کرسیه جسداً ثم**" حضرت زکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی شہادت سے آزمایا اور حضرت یعقوبؑ کو یوسفؑ کے فراق میں مبتلا رکھا۔

مجمع البحرین میں ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا۔ کہ حضرت یعقوبؑ کا حزن اور غم فراقِ یوسفؑ میں کتنا تھا۔ آپؑ نے فرمایا اتنا تھا کہ کسی کے ستر بیٹے مر گئے۔ حضرت خاتم الانبیاؐ کے بیٹے قاسمؑ، طاہرؑ اور ابراہیمؑ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار اور حیات القلوب میں ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ کہتے ہیں میں ایک دن رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت نے اپنے دائیں زانو پر حسینؑ کو چومتے اور کبھی ابراہیم کو اتنے میں وحی کے اثرات ظاہر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ ابھی میرے پاس جبرائیلؑ نازل ہوئے ہیں اور کہتے ہیں خدا آپکو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ تیرے ان دو بیٹوں کو تیرے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ ان میں سے ایک دوسرے پر قربان کرو کہ پیغمبرؐ نے ایک نظر

https://www.shiabookspdf.com/

حسینؑ کو دیکھا اور ایک نظر ابراہیمؑ کو۔ کبھی حسینؑ کو دیکھتے کبھی ابراہیمؑ کو اور رو رہے تھے۔ پھر فرمایا۔ ابراہیمؑ کی ماں کنیز ہے۔ ابراہیمؑ مر گیا تو اُس پر سوائے میرے اور کوئی نہیں روئے گا لیکن اگر حسینؑ اس دنیا سے چلا گیا تو اس پر رونے والے فاطمہؑ اور علیؑ ہیں۔ جو میرا خون اور گوشت ہیں اور انکا رونا میں برداشت نہیں کرسکتا۔ میں اپنے غم کو ان کے غم کے مقابلے میں اختیار کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ۔ ابراہیم کو لے لو۔ اس کو میں نے اپنے حسینؑ پر فدا کیا۔ تین دن کے بعد ابراہیمؑ وفات پا گئے۔ ابراہیمؑ کے وفات کے بعد پیغمبرِ اُسلام جب بھی حسینؑ کو دیکھتے تھے۔ اپنے سینے سے لگا دیتے تھے۔ حسینؑ کے منہ اور لبوں کو چوم کر فرماتے۔ میں اُس پر قربان جس پر میرا بیٹا ابراہیمؑ فدا ہوا۔ جب رسولؐ خدا ابراہیم کی وفات کے بعد غمگین ہوئے تو خداوند کریم نے سورۂ کوثر انکی تسلیِ قلب کیلئے نازل فرمائی جیسے کہ مجمع البیان، تفسیر صافی اور مجمع البحرین میں کوثر کے معنی کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ''کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے محمدؐ کو ابراہیمؑ کے عوض عطا کی ہے'' بعض روایات میں ہے کہ رسولؐ خدا گریہ کررہے تھے کسی نے پوچھا آپ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود گریہ کررہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں نے رونے سے منع نہیں کیا فرمایا بلکہ رونا رحمت ہے ''من لایَرحَمُ لَا یُرحَم'' جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا بعض روایات میں ہے۔ آپؐ فرماتے تھے آنکھ گریہ کرتی ہے اور دل غمزدہ ہے اور ہم ایسی بات نہیں کرتے۔ جس سے خدا ناراض ہو۔ اے ابراہیمؑ ہم تیرے فراق میں محزون و غمگین ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ابراہیمؑ ابھی اٹھارہ مہینے کے تھے کہ پیغمبرؐ اکرم سے جدا ہو گئے اور حضورؐ اتنے غمزدہ تھے اور گریہ کرتے تھے۔ نہیں معلوم حسینؑ کا اُس وقت کیا حال ہوگا جب اٹھارہ سالہ جوان بیٹے کی لاش پر آیا ہوگا۔ اور شگافتہ سر کو دیکھا ہوگا کہ جس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے تھا۔ حسینؑ نے علی اکبرؑ کے منہ پر منہ رکھ کر کہا "**قتل اللّٰہ قوماً قتلوک علی الدنیا بعدک العفاء**" خدا اُس قوم کو قتل کرے۔ جس نے تجھے قتل کیا ہے۔ مفصل ذکر شہادتِ علی اکبر بعد والی مجالس میں ہوگا۔

مؤلّف لکھتے ہیں کہ اس حدیثِ گذشتہ کا مطلب یہ ہے کہ رسولِؐ خدا نے ابراہیمؑ کو حسینؑ کا فدیہ قرار دیا اور حسینؑ کو اپنی امت کے گناہوں کا فدیہ قرار دیا پیغمبرؐ اسلام اس بات پر راضی ہو گئے کہ حسنؑ اور حسینؑ قتل ہو جائیں تا کہ قیامت کے دن میری اُمت کی شفاعت کریں جیسے کہ بحار الانوار ج 44 ص 242 ب 39 میں اُمِ سلمہ سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں۔ ایک دن رسولِؐ خدا گھر تشریف لائے اور انکے پیچھے حسنؑ اور حسینؑ بھی تشریف لے آئے۔ آپؐ نے حسنؑ کو اپنے دائیں زانو پر بٹھایا اور حسینؑ کو بائیں پر۔ کبھی حسینؑ کو چومتے کبھی حسنؑ کو۔ جبرائیل نازل ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا آپ حسنؑ اور حسینؑ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیونکر میں ان سے محبت نہ کروں وہ دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ اور آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ خدا نے ان دونوں شہزادوں کے بارے میں ایک حکم فرمایا ہے۔ آپؐ کو صبر کرنا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا وہ حکم کیا ہے؟

جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ خدا نے حسنؑ کے مقدر میں زہر سے اور حسینؑ کے مقدر میں

https://www.shiabookspdf.com/

تلوار سے شہید ہونا لکھا ہے اور ہر پیغمبرؑ کی دعا قبول ہوتی ہے اگر آپ دعا کریں تو وہ دونوں نواسے شہید ہونے سے بچ جائیں تو دعا کریں۔ اور اگر وہ چاہتے ہو کہ دونوں نواسے شہید ہونے سے بچ جائیں تو دعا کرو اور چاہو تو یہ دعا کرو کہ انکی مصیبت قیامت کے دن گناہگاروں کیلئے شفاعت کا وسیلہ بنے آپؐ نے فرمایا اے بھائی جبرائیل میں خدا کے حکم کے ساتھ راضی ہوں۔ میں خدا کی مرضی کے سوا کچھ نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں کہ میری دعا قیامت کے دن میری امت کے گناہگاروں کے لیے ذخیرہ بنے۔ خدا جو چاہتا ہے۔ میرے دو بیٹوں کے متعلق حکم جاری فرمائے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اکثر روایات کے مطابق قیامت کے دن رسولِؐ خدا اُمت کے گناہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ اور گروہ ہیں جن پر آنحضرت کی شفاعت نہیں پہنچے گی۔ پہلا گروہ۔ ناصبیوں کا یعنی وہ لوگ حضرت امیر المومنینؑ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ دوسرا گروہ اُن لوگوں کا جو نماز کو اہمیت نہیں دیتے جیسے کہ علامہ مجلسیؒ بحارالانوار ج 84 ص 241 ب 16 میں اِسی طرح وسائل الشیعہ ، وافی اور بحالی میں رسولِؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "**لاینال شفاعتی من استخف الصّلوٰۃ**" جو نماز کو اہمیت نہ دے۔ اُسکو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ تیسرا گروہ۔ سید الشہداء علیہ السّلام کے قاتلوں کی رسولِؐ خدا شفاعت نہیں کریں گے۔ جیسے کہ اکثر مقامات پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا گیا۔

اترجوا امۃ قتلت حسینا
شفاعۃ جدہ یوم الحساب

https://www.shiabookspdf.com/

کیا جس اُمت نے حسینؑ کو قتل کیا ہے وہ قیامت کے دن اُن کے جد کی شفاعت کی بھی اُمید رکھتے ہیں؟

علماء اہلِ سنت میں سے ایک عالم اپنی کتاب مفاتیح النجات میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ نجران میں سے ایک شخص نے ایک گھڑا کھودا جس میں سے ایک سونے کی تختی ملی۔ جس پر مندرجہ بالا شعر تحریر تھا۔ اور اس تختی پر یہ بھی تحریر تھا کہ اسے ابراہیم خلیلؑ اللہ نے لکھا ہے۔ اُس شخص نے تختی رسولِؐ خدا کی خدمت میں حاضر کی تو آپؐ دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا جس نے بھی میری عترت کو تکلیف پہنچائی اُس تک میری شفاعت نہیں پہنچے گی۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 17

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند قدوس سورۂ تحریم آیت ۶ میں ارشاد فرماتا ہے۔ "یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ" اس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خدا کی اطاعت اور گناہوں کو ترک کرنے کے ساتھ اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج 74 ص 86 میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اپنے رشتہ دار اور اہل وعیال دوسروں پر مقدم ہیں وسائل الشیعہ، صافی اور اُصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک مسلمان گریہ کرنے لگا اور کہا میں تو خود اپنی اصلاح سے عاجز ہوں۔ اپنے اہل وعیال کی اصلاح کیسے کرونگا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ تیرے اہل وعیال کے لیے اتنا ہی امر کافی ہے کہ تو اپنے آپ کی اصلاح کے لیے امر کرے اور انکی اصلاح کیلئے اتنی ہی نہی کافی ہے کہ تو اپنے نفس کی اصلاح کیلئے خود کو نہی کرے۔ انہیں دو کتابوں میں ہے کہ ایک شخص رسولِ خداؐ سے عرض کرنے لگا کہ مولا میں نے تو اپنے نفس کو

https://www.shiabookspdf.com/

گناہوں سے بچایا ہے۔ اپنے اہل وعیال کو گناہوں سے کیسے بچاؤں؟ آپؐ نے فرمایا انکو اُس چیز کا امر دو۔ جس کا خدا نے امر فرمایا ہے اور اُس نے اس پر عمل نہ کیا تو اُنکو تو نے آتشِ جہنم سے بچالیا۔ اور اگر اُنھوں نے عمل کیا تو تم نے اپنا حق ادا کر دیا ہے منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ "ان اشد الناس عذاباً یوم القیامة من جهل جهله" قیامت کے دن سخت ترین عذاب لوگوں میں سے اُسکو ملے گا۔ جس کے اہل وعیال جاہل ہوں یعنی جن کو دین کی تعلیم نہ دے اور جہالت کی وادی میں چھوڑ دے اسی طرح اسی کتاب میں ایک اور روایت ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اہل وعیال اُس سے جھگڑا کریں گے اور کہیں گے کہ خدا تیرا بھلا نہ کرے ہمیں تعلیم نہیں دی ہمیں اور اپنے آپ کو تو نے ہلاک کر دیا ہے۔ ہمیں تو نے امر نہیں کیا اور نہ ہی نہی کی۔ پس سب کو جہنم میں ڈال دیں گے پس ان احادیث سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ انسان اپنے اہل وعیال اور اولاد کو تعلیم دے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ اگر انسان خود جاہل ہے اور کچھ نہیں جانتا تو اُس پر واجب ہے کہ احکام دین کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو یعنی اہل وعیال کو تعلیم دے یا کسی ایسے عالم کا انتظام کرے جو اہل خانہ کو تعلیم دے یا اہل وعیال خود کسی جگہ پر جا کر دینی احکام کی تعلیم حاصل کریں۔

جامع الاخبار ص 106 فصل 62 میں رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا اور فرمایا آخری زمانے کے والدین اور اولاد کیلئے ہلاکت ہے آپؐ سے پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ کیا وہ والدین کافر ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مومن ہونگے۔ لیکن اپنی اولاد کو فرائض کی تعلیم دینے سے غافل ہونگے اولاد جب دینی تعلیم حاصل کرنے لگے گی تو روکیں گے اور دنیا کی معمولی سی چیز کے بدلے اُن

https://www.shiabookspdf.com/

سے خوش ہونگے میں اُن سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔ اولاد کو سب سے پہلے اصول دین کی تعلیم دینی چاہیے اس کے بعد وضو اور نماز جیسے کہ مکارم الاخلاق، بحار الانوار اور حلیۃ المتقین ص 93 میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بچہ جب چھ سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کی تعلیم دو اور نماز پڑھنے کی ترغیب کرو۔ اور جب بچہ 9 سال کا ہو جائے تو وضو اور نماز اچھی طرح یاد کراؤ اور کوتاہی کرنے پر مارو۔ جب بچہ وضو اور نماز کو سیکھ لیتا ہے تو خدا اُسکے والدین کو معاف کر دیتا ہے بلکہ کچھ دعائیں بھی اُسکو یاد کروانی چاہیے۔ امالی شیخ صدوق ص 589، بحار الانوار جلد 85 ص 328 روایت 3 میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے آپ نے ابی ہارون مغفوف سے فرمایا کہ ہم اپنے بچوں کو فاطمہ زہرا سلام علیہا کی تسبیح کا حکم دیتے ہیں جیسے ہم انھیں نماز کا حکم دیتے ہیں۔

اور بچوں کی اس عبادت کو تمرینی عبادت کہتے ہیں تا کہ بچہ بالغ ہونے تک عبادتوں کے بجالانے کی عادت پیدا کرے اور اُس وقت اُسے مشکل نہ لگے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نماز ذکر اور دعا کے بغیر گالی گلوچ و مسخرہ بازی اور زبان دازی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں تو بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو سب کو گالیاں دیتا ہے حتیٰ کہ والدین کو بھی معاف نہیں کرتا۔ جامع الاخبار رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنے بچے کو قرآن کی تعلیم دے اُس کا ثواب ایسے ہی ہے گویا اُس نے دس ہزار حج اور دس ہزار عمرے انجام دیئے ہوں اور والا داسماعیلؑ میں سے دس ہزار غلام آزاد کیے ہو۔ بحار الانوار جلد 44 ص 191 باب 26 میں لکھتے ہیں کہ عبد الرحمان سلمٰی نے سید الشہداء امام حسینؑ کی ایک بچے کو سورہ حمد کی تعلیم دی تو آپؑ نے ایک ہزار درہم اور

https://www.shiabookspdf.com/

ایک ہزار اشرفی اُسے عطا کی اور اُس کے منہ کو جواہرات سے پُر کر دیا۔ کسی نے کہا کہ اُس کا اتنا معاوضہ تو نہ بنتا تھا آپ نے فرمایا جو اُس نے میرے بچے کو تعلیم دی ہے اُس کا معاوضہ یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ اُس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

اذا جادت الدنیا علیک فجلبھا

علی الناس طراً قبل ان تنفلت

فلا الجود یفنیھا اذا ھی اقبلت

ولا البخل یبقیھا اذا ماتولت

یعنی جب دنیا تجھ پر مہربان ہو جائے تو بھی لوگوں کو عطا کر۔ کیونکہ دنیا جب کسی پر مہربان ہوتی ہے تو عطا کرنے اور کسی کو دینے سے دنیا ختم نہیں ہوتی اور کنجوسی اُسے باقی نہیں رہنے دیتی جب دنیا منہ موڑ لے۔

پس والدین کو چاہیے کہ سات سال تک اُس کے بدن اور جسم کی تربیت کرے اور سات سال اُسے دینی تعلیم اور ادب سکھائے اور اسلامی طرز زندگی کا درس دیں۔

حافظ اعلم و ادب وَذکر کر در مجلس شاہ

ھر کہ رانیست ادب لائق صحبت نبود

یعنی علم و ادب سیکھوائے حافظ کیونکہ بادشاہوں کی محل میں وہ شخص گفتگو کے لائق نہیں جس کے پاس علم و ادب نہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف منسوب شعر ہے۔

لیس الجمال باثواب تزینھا

إن الجمال جمال العلم والادب

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی ظاہری لباس کسی کے لیے کوئی زینت نہیں ہے۔ بلکہ اصل زینت تو علم وادب کی زینت ہے۔

ایھا الفاخر جھلاً بالنسب

انما الناس لِام ولأب

انما الفخر لعقل ثابت

وحیاء وعفاف و ادب

اے وہ شخص جو جہالت کی وجہ سے اپنے نسب پر فخر کرتا ہے تمام لوگ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ فخر اور فضیلت اُس عاقل انسان کے لیے ہے۔ جس کے پاس حیاء، عفت اور ادب ہو۔

نہج البلاغہ، کلماتِ قصار میں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "لا میراث کالادب" یعنی ادب سے بہتر کوئی میراث نہیں ہے۔ یعنی اولاد کے پاس خواہ کتنی دولت اور ثروت کیوں نہ ہو۔ لیکن ادب سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے کیونکہ ادب اُس دولت کی حفاظت کریگا بلکہ اُسے زیادہ کرے گا اور اگر ادب نہ ہو تو سب کچھ ضائع کر دے گا۔ اور ایک فقیر کی مانند ہو جائے گا۔ جس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ شیطان بھی خدا کے دربار سے بے ادبی کی وجہ سے نکالا گیا۔ کیونکہ اُس نے اپنی ضلالت اور گمراہی کی نسبت خدا کی طرف دی اور کہا: سورۂ اعراف آیت 14 "فجاء اغویتنی لا قعدن لھم صراطک المستقیم" جبکہ حضرت آدمؑ باادب رہے اور گناہ کی نسبت اپنی طرف دی اور کہا "ربنا ظلمنا انفسنا" سورۂ اعراف آیت 23 والدین پر اولاد کی تربیت اور ادب و اخلاق کی تعلیم واجب ہے۔ اگر نہ کریں تو کوتاہی ہوگی اور اس وجہ

https://www.shiabookspdf.com/

سے ان کو سزا ملے گی۔ اور والدین بچوں کو اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کام سے روکیں۔ اگر جھوٹ بولیں تو انکو ملامت کریں اور سامنے کوئی جھوٹ بولے تو اُسکی مذمت کریں۔ اگر بچے بُری بات کریں یا گالی دیں تو ہرگز انکو اس بات کی اجازت نہ دیں بلکہ اُنکو روکیں کہ کسی کے ساتھ لڑائی یا جھگڑا نہ کریں۔ اگر غلط کام کریں تو ایک مرتبہ اُسے تنبیہ کریں اور اگر بار بار ایسا کریں تو سزا دیں مجمع المسائل باب حدود ودیات میں علماء فرماتے ہیں جب بچہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو اسکا ولی یا استاد ادب اور تربیت کی خاطر اتنا مار سکتا ہے کہ جس سے دیت لازم نہ آئے۔ تا کہ وہ بُرے کام کو ترک کردے۔ اور اطاعت کرنے لگ جائے فرماتے ہیں اگر مارنے سے دیہ لازم آئے تو مارے والے پر دیہ ضروری ہو جائے گا۔ اگر چہ والدین ہی کیوں نہ ہو۔ سید جزائری فرماتے ہیں۔ بچہ اگر چوری کرے تو پہلی مرتبہ اُسے معاف کردیں۔ دوسری مرتبہ اُسے تنبیہ کریں۔ تیسری مرتبہ اُسکی انگلیوں کے سروں کو اتنا چھیلیں جس سے خون نکل آئے اور چوتھی مرتبہ اُسکی ایک اُنگلی کاٹ دیں۔ اور اگر پانچویں مرتبہ چوری کرے تو بڑے شخص کی طرح اُسکا ہاتھ کاٹ دیں۔ اگر کوئی بچہ کسی کے سر یا ہاتھ زخمی کردے کسی کی آنکھ اندھی کردے۔ یا کسی کو قتل کردے تو اُسکا دیہ عاقلہ کے ساتھ تعلق پیدا کریگا۔

کتاب جامع عباسی کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ایک دن شاہ عباس شیخ بھائی کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہاں عاقلہ کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ شاہ عباس نے شیخ سے پوچھا عاقلہ سے کیا مراد ہے؟ شیخ بھائی نے فرمایا: عاقلہ ایک جماعت ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی کسی کو قتل کردے تو اُسکا خون بہا اُس جماعت کے ذمہ ہوگا۔ شاہ عباس

https://www.shiabookspdf.com/

نے کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ قتل کوئی کرے اور خون بہا پوری جماعت ادا کرے؟ شیخ نے فرمایا: ظاہراًاُسکی حکمت یہ ہے کہ وہ پوری جماعت جانتی ہے کہ جب بھی اُن کے کسی رشتہ دار نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کا خون بہا ادا کرنا ہے اس لیے بزرگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو روکیں تاکہ شرارت اور غلط کام نہ کریں بلکہ ہمیشہ انکی تربیت کی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ کسی کو قتل نہ کریں پس اولاد کو تربیت دینے میں ایک حکمت یہ ہے کہ وہ والدین کو اور اپنے رشتہ داروں کو معرضِ خطر اور نقصان میں قرار دیں۔ حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو چار چیزوں کی محتاج ہیں۔ سلطان و بادشاہ وزیر با تدبیر کا محتاج ہوتا ہے۔ وزیر عدالت کا محتاج ہوتا ہے رعیت سیاست کی محتاج اور بچہ تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ ہمارے پیغمبرؐ انبیاء کے سردار اعلم اور اکمل ہونے کے باوجود ظاہری طور پر معلم رکھتے تھے۔ جیسے کہ قران میں سورۂ نجم آیت 5 اشارہ کر رہی ہے۔ ”علمہ شدیدا لقوی“ جبرائیلؑ خدا کی طرف سے آئے اور حضرت کو تعلیم دیتے تھے۔ بحار الانوار ج 17 ص 8 ب 13 اور تفسیر صافی ج 24 ص 188 میں حضرت صادقؑ روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: خدا نے اس آیت کے ذریعے سے پیغمبرؐ اسلام کو عفو و گذشت کا درس دیا۔ اور ساتھ امر بالمعروف کرنے اور جاہل لوگوں سے اعراض کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا بحار الانوار اور سماء والعوالم میں علامہ مجلسیؒ آئمہ اطہارؑ سے بہت سی روایات ذکر کرتے ہیں جس میں فرمایا کہ کفار کی تین روحیں ہیں۔ روح البدن، روح الشہوۃ، روح القوۃ۔ مومنین کی چار روحیں ہیں۔ تین وہ جو کفار میں ہیں اور چوتھی روح الایمان۔ انبیاء اور اولیاء کی پانچ روحیں ہوتی ہیں چار وہ جو مومن میں

https://www.shiabookspdf.com/

ہوتی ہیں اور پانچویں روح القدس۔ اس روح القدس کے ذریعے سے انھیں بہت سی چیزیں معلوم اور منکشف ہوتی ہیں اگر روح القدس ان میں نہ ہوں تو یہ حضرات بھی دوسرے مومنوں کی طرح ہیں بحارالانوار ج 25 ص 54 میں اور اسی طرح جلاّل العیون میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ جب امام زمانہؑ پیدا ہوئے تو حکیمہ خاتون کہتی ہیں امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی امام زمانہ علیہ السّلام نے اپنے والد بزرگوار کو سلام کیا۔ امام حسن عسکریؑ نے اپنے بیٹے کو پکڑا اس وقت کچھ پرندے امام زمانہؑ کے سر کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ امام حسن عسکریؑ نے ایک پرندے سے فرمایا میرے بیٹے کو اٹھاؤ اور لے جاؤ اور اسکی حفاظت کرو چالیس دن کے بعد اسے میرے پاس لے آیا کرو اس پرندے نے امام زمانہؑ کو پکڑا اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا دوسرے پرندے بھی اس کے پیچھے اڑ گئے امام زمانہ علیہ السّلام کی والدہ نرجس خاتون نے یہ صورتِ حال دیکھ کر گریہ کرنا شروع کر دیا امام حسن عسکریؑ نے فرمایا یہ روح القدس ہے جو آئمہؑ پر مؤکل ہے اور انکی تائید کرتی ہے اور اسے علم کے ساتھ مزین کرتی ہے پس غرض یہ ہے کہ آئمہ کے علوم اور کمالات ظاہراً روح القدس کے توسط سے تھے لیکن باطن اور حقیقت میں تمام انبیاؑء کے علوم اور تمام ملائکہ کے علوم وکمالات محمدؐ آلِ محمدؑ کے وسیلہ سے تھے جیسے بحارالانوار جلد 24 ص 88 باب 1 میں رسولِؐ خدا سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ملائکہ اور ہر چیز نے خدا کی تسبیح وتہلیل کرنے کا طریقہ مجھ اور علیؑ سے سیکھا۔

اسی طرح جبرائیلؑ کا حضرت امیرؑ کی تعظیم کرنا اور یہ کہنا کہ علیؑ میرے استاد ہیں جیسا کہ بحار اور ناسخ التواریخ میں موجود ہے جو اس مطلب پر دلالت کرتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ بھی اس مطلب پر گواہی دیتا ہے جس میں ایک پرندے نے سمندر سے چھ قطرے اٹھائے اور چھ جہات میں گرا دیئے اور چلا گیا۔ اور اتنے میں ایک شکاری وہاں آیا۔ اس سے اس راز کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا اس پرندے نے اشارہ کیا ہے۔ کہ مشرق و مغرب اور تمام اہل آسمان اور اہل زمین کا علم آخری زمانے کے پیغمبرؐ کے علم کے مقابلہ میں اس کا ایک قطرہ کے برابر ہے۔ بحار الانوار جلد 26 ص 264 باب 5 میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی دستِ مبارک سے لکھی ہوئی ایک حدیث ملی۔ جس میں تحریر تھا۔ "قد صعدنا ذری الحقائق باالاقدام النبوة و الولاية الٰی قوله عليه السّلام فا الكليم لما لعهدنا منه الوفا وروح القدس فی حبان الصاقورة ذاق من حدائقنا الباكورة" یعنی ہم نبوت وولایت کے قدموں کے ذریعے سے حقائق کی سیڑھیوں پر چڑھے ہیں اس کے بعد امامؑ فرماتے ہیں کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو جب کلیمؑ بنایا اس وقت جب ان سے ہمارے ساتھ وفا کا عہد و پیان لیا۔ روح القدس جنت میں ہمارے باغوں سے غذا حاصل کرتا رہا ہے۔

پس ظاہراً جبرائیل رسولؐ خدا کے معلم اور مربی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں حضورؐ اکرم سب سے اعلم اور اکمل تھے۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے تمام علمی کمالات پیغمبرؐ اکرم سے لیے جیسے کہ خود حضرت بار بار اس بات پر فخر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، علمنی رسول الله الف باب من العلم" یعنی رسولؐ خدا نے مجھے ہزار باب کے علم تعلیم فرمائے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لیے کھلے یہ حدیث بحار الانوار ج 41 ص 328 ب 14 میں موجود ہے۔ احتجاج طبرسی ص 60 اور روضة

https://www.shiabookspdf.com/

الواعظین ص93 میں روایت ہے کہ غدیر کے موقع پر رسولؐ خدا نے فرمایا ایھا معاشر الناس مامن علم علمنہ الیّ الاعلمنہ علیا۔ اے لوگو کوئی ایسا علم نہیں جسے خدا نے مجھے عطا فرمایا مگر یہ کہ میں نے وہ علیؑ کو دے دیا اور جو علم پیغمبر علیہ السّلام نے علیؑ کو عطا کیا تھا حضرت نے آگے اپنے شہزادے امام حسن علیہ السلام کو تعلیم فرمایا جیسے کہ بحارالانوار ج26 ص192 ب14 ج27 ص41 اور مدینۃ المعاجز ص207 ص256 میں ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السّلام نے فرمایا خدا کے دو شہر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہر شہر کیلئے لوہے کی دیواریں ہیں۔ ہر شہر میں سونے کے ہزار ہزار دروازے ہیں اور ہر ایک شہر میں لوگ ایک ہزار زبانیں بولتے ہیں "وانا اعرف جمیع اللغات ومافیھا وما بینھا وما علیھا حجۃ غیری وغیر اخی الحسینؑ"۔ میں ان تمام زبانوں اور لغتوں کو جانتا ہوں ان شہروں پر میرے اور میرے بھائی حسین علیہ السلام کے سوا کوئی حجت نہیں ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن اور حسین علیہما السلام تمام علوم اور کمالات کے حامل تھے اور یہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حسنؑ اور حسینؑ کسی مکتب یا مدرسہ میں گئے بالکل غلط ہے اس کی کوئی سند یا دلیل نہیں ہے بلکہ یہ حضرت تو تمام علماء کے استاد اور معلم تھے اور لکھنا پڑھنا بچپن سے جانتے تھے۔

جیسے کہ بحارالانوار ج45 ص190 روایت 36 ب39 ہے ایک دن امام حسنؑ اور حسینؑ نے ایک تحریر لکھی حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے فرمایا میرا خط اچھا ہے دونوں مل کر اپنی والدہ فاطمہؑ کے پاس گئے اور عرض کیا اماں جان ہمارے درمیان فیصلہ کریں کہ کس کا خط بہتر ہے فاطمہؑ کسی ایک کا دل توڑنا نہیں چاہتی تھیں فرمایا اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

والد گرامی کے پاس چلے جاؤ دونوں شہزادے حضرت امیر علیہ السّلام کے پاس گئے اور عرض کیا کہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں آپ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کسی کا دل ٹوٹے آپ نے فرمایا اپنے نانا کے پاس جائیں اور ان سے فیصلہ کروائیں شہزادے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا معاملہ پیش کیا لیکن حضرت نے فرمایا میں فیصلہ نہیں کرونگا۔ اور جبرائیلؑ کا انتظار کرنے لگے جبرائیلؑ آئے اور عرض کیا میں فیصلہ نہیں کرونگا اسرافیل فیصلہ کرے گا اسرافیل نے عرض کیا میں فیصلہ نہیں کرونگا بلکہ خدا سے سوال کرونگا کہ خود حکم فرمائے خدا نے فرمایا میں بھی فیصلہ نہیں کرونگا بلکہ انکی والدہ فاطمہ علیہا السلام خود ہی فیصلہ کریں گی۔ فاطمہؑ نے اپنا ہار جو گلے میں تھا اتارا اور فرمایا اے میرے بیٹو میں اپنے اس ہار کے موتیوں کو تمہارے سامنے گراتی ہوں جس نے زیادہ موتی اٹھا لیے اُس کا خط دوسرے سے اچھا ہوگا فاطمہؑ نے ہار کے موتی نیچے گرائے اس وقت جبرائیل عرش کے ستون کے پاس تھے حکم خدا سے فوراً زمین پر آئے اور موتیوں کو دو برابر حصوں میں تقسیم کردیا تاکہ دونوں شہزادوں میں سے کوئی افسردہ خاطر نہ ہو۔

بحارالانوار ہی میں ایک دوسری روایت میں ہے کہ فاطمہؑ کے ہار میں سات دانے موتی اور مروارید کے تھے جب زہراؑ نے موتی نیچے گرائے تو تین حسنؑ نے اور تین حسینؑ نے اٹھا لیے ایک دانہ زمین پر بچ گیا۔ خدا نے جبرائیلؑ کو فوراً بھیجا تاکہ اس دانے کو دو حصوں میں تقسیم کردے جبرائیلؑ نے دانے کے دو حصے کیے آدھا حسنؑ نے اٹھالیا اور آدھا حسینؑ نے۔

اسی طرح روم کے بادشاہ کے ایک ایلچی کی داستان ہے جو باطن میں مسلمان تھا

https://www.shiabookspdf.com/

جس کا نام عبدالوہاب تھا یزید ملعون کی مجلس میں موجود تھا جب اس نے دیکھا کہ حسینؑ کے سر کی توہین کر رہا ہے تو اس نے یزید پر اعتراض کیا کہ تو نے اسے قتل کیا ہے اور اسکے سر کو دربار میں رکھا ہوا ہے جس کی ناراضگی خدا، رسولؐ، علیؑ اور فاطمہؑ کو پسند نہ تھی لعنت ہے تجھ پر اور تیرے دین پر اسکے بعد وہ اٹھا اور امام حسینؑ کے سر کو اٹھایا اور چومنے لگا اور عرض کرنے لگا اے آقا حسینؑ خدارا اپنے نانا بابا علیؑ اور ماں فاطمہؑ کے سامنے میری گواہی دینا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک نصرانی نے حسینؑ کے سر کا احترام کیا اور گود میں لے کر چومنے لگے لیکن یزید ملعون جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا تھا احترام کرنے کی بجائے خیزران کی چھڑی نواسۂ رسولؐ کے دانتوں پر مار رہا تھا۔

الالعنة اللہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 18

بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

خداوند کریم سورۂ کہف آیت 46 میں ارشاد فرماتا ہے" المال والبنون زینة الحیٰوة الدینا والباقیات الصالحات خیر عند رب توابا وخیر املاً" مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔

بحار الانوار ج 44 ص 139 ب 22 میں ایک مشہور حدیث ہے" ان فی حلالها حساب وفی حرامها عقاب" یعنی مال اگر حلال ہو تو اس کا حساب لیا جائے گا اور اگر حرام ہوگا تو اُس پر عقاب ہوگا۔ بحار الانوار ج 7 ص 180 ب 8 پر حدیث ذکر ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا جس نے حرام مال جمع کیا ہوگا۔ اور حرام راہ میں خرچ کیا ہوگا۔ اُس سے کہا جائے گا۔ اسے آگ میں ڈال دو۔ ایک اور شخص کو لایا جائے گا جس نے حرام مال کمایا ہوگا۔ لیکن حلال راہ میں خرچ کیا ہوگا مثلاً حرام کمایا ہوا مال یا چوری کا مال صدقہ دے دے یا راہِ خدا میں خرچ کر دے تو اُس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے جہنم میں ڈال دو۔ ایک اور شخص کو لایا جائے گا جس نے مال بھی حلال کمایا ہوگا اور حلال راہ میں خرچ کیا ہوگا۔ لیکن کسی واجب کو

https://www.shiabookspdf.com/

نقصان پہنچا کر یا انجام نہ دے کر حلال مال کمایا ہوگا۔ مثلاً نماز کو ترک کیا ہوگا یا کسی اور واجب مثلاً وضو، رکوع یا سجود کو ضائع کیا ہوگا۔ اس شخص سے سوال کیا جائے گا کہ تو نے اس حلال مال کو حاصل کرنے اور خرچ کرنے کے لیے واجبات کو ترک کیا ہوگا وہ کہے گا کہ نہیں میں نے کوئی واجب ترک نہیں کیا پھر کہا جائے گا تو نے کسی صاحب حق کا حق مارا ہوگا۔ جواب دیگا نہیں۔ اگر یہ شخص حقیقتاً ایسا ہوگا تو اُس سے کہا جائے گا کہ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔

ملاحظہ کریں کہ اگر انسان نے حلال مال کمایا اور حلال راہ میں خرچ کیا ہوگا تو اُس سے اسقدر سوالات ہونگے۔ اور جس نے حرام مال کمایا ہوگا۔ اور حرام راہ میں خرچ کیا ہوگا تو اُس سے کسقدر سوالات کیے جائیں گے۔ ہاں چند آحادیث میں مال کی مدح کی گئی ہے اور چند آیات میں مال کو خیر شمار کیا گیا ہے سورہ بقرہ آیت 215 میں خدا ارشاد فرماتا ہے" **یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللو الدین والاقربین**" اے حبیب! تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ ان سے کہو جو کچھ تم خیر میں سے خرچ کرتے ہو۔ پس وہ والدین اور رشتہ داروں کیلئے ہے۔ سورۂ بقرہ آیت 180 میں فرماتا ہے "**اِن ترک خیرن الوصیة**" اگر مال چھوڑے تو خیر کی وصیت کرے۔ پس اس آیت میں بھی خیر کی مال کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے۔

مال بامروت اور سخاوت انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں زینت ہے۔ علامہ مجلسیؒ بحار الانوار ج 44 ص 194 ب 26 میں نقل کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یا بن رسول اللہ میں

https://www.shiabookspdf.com/

ایک کامل دیہ یعنی ہزار روپے کا ضامن ہوں اور اُس کے ادا کرنے سے عاجز ہوں۔ میں نے سوچا اس دنیا میں کریم ترین ہستی کے پاس جا کر سوال کرتا ہوں۔ شاید میری مشکل حل ہو جائے۔ اور میں نے ہر طرف نگاہ ڈالی تو اہلِ بیت رسولؐ سے زیادہ کسی کو سخی نہ پایا۔ آپؑ نے فرمایا: اے اعرابی بھائی میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں۔ اگر تو نے ایک کا جواب دیا تو ایک ثلث دونگا۔ اگر دو کا جواب دیا تو دو ثلث دونگا اور اگر تینوں کا جواب دیا تو پورا دیہ ادا کرونگا اُس نے عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ کیا آپؑ جیسی صاحبِ علم شخصیت مجھ جیسے جاہل سے سوال کرے گی۔ آپؑ نے فرمایا۔ ہاں! کیونکہ میرے نانا اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "المعروف بقدر المعروف" یعنی کسی پر احسان اُسکی معرفت کے مطابق ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ سوال فرمائیں اگر مجھے علم ہوا تو جواب دونگا اور اگر علم نہ ہوا تو آپؑ سے سیکھ لونگا۔ آپؑ نے فرمایا "ای الاعمال افضل" کونسا عمل افضل ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ "الایمان باللّٰہ" یعنی خدا کے ساتھ ایمان اور اعتقاد افضل ترین عمل ہے۔ جیسے کہ اس چیز کی طرف امیر المومنین علیہ السّلام نہج البلاغہ میں ج7 ص221 ب108 پر فرماتے ہیں۔ "اِن افضل ماتوسل به المتوسلون الی اللّٰه سبحانه وتعالیٰ الایمان به وبرسوله" بہترین چیز جس کے ساتھ متوسلون ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف توسل حاصل کرتے ہیں وہ خدا اور اسکے رسولؐ کے ساتھ ایمان رکھنا ہے۔

نیز نہج البلاغہ، کلمات قصار میں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "ضبا الایمان یستدل علی الصالحات وبالصالحات یستبدل علی الایمان" یعنی ایمان کے ذریعے سے نیک کاموں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیک کاموں کے سبب ایمان پر

https://www.shiabookspdf.com/

استدلال کیا جاتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ جو خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ نیک کام بجالاتا ہے۔امام حسینؑ نے اعرابی سے دوسرا سوال پوچھا"فما النجاة من المهلكة" کونسی چیز ہلاکت سے نجات دلاتی ہے۔اعرابی نے عرض کیا۔"الثقة باللّٰه" خدا پر بھروسہ کرنا۔حضرت نے اعرابی سے تیسرا سوال پوچھا"فما يزين الرجل "مرد کی زینت کیا چیز ہے۔اعرابی نے عرض کیا۔ایسا علم جس کے ساتھ حلم اور بردباری ہو۔حضرت امیرالمومنینؑ کلماتِ قصار میں فرماتے ہیں۔

"لن يثمر العلم حتّٰى يقارنه الحلم" ہرگز وہ علم فائدہ مند نہیں ہوتا۔جس کے ساتھ حلم اور بردباری نہ ہوایک اور حدیث اثناعشریہ ص 19 پر رسولِ خداؐ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا"خيار اُمتی علماء ها حلما ئها" میری اُمت کے بہترین لوگ علماء ہیں۔اور علماء میں سے بہترین وہ ہیں جو حلم رکھتے ہیں اس کے بعد امام حسینؑ نے اعرابی سے فرمایا اگر کوئی علم یا حلم نہ رکھتا ہو تو پھر انسان کی زینت کیا ہے۔اعرابی نے عرض کیا"المال معه مروّة" ایسا مال جس کے ساتھ مروت اور جوانمردی ہو۔یعنی عطا اور بخشش ہو شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

شرف نفس بہ جوداست وکرامت بہ سجود
ہرکہ این ہردوندارد عدمش بہ کہ وجود

یعنی انسان کی عزت اور شرافت سخاوت اور سجدہ کرنے میں ہے اگر کسی کے پاس یہ دونوں نہ ہوں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

کتاب اثناعشریہ ص 81 میں رسولِ خداؐ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا: دنیا کی زینت تین چیزوں سے ہے"مال اولاد اور عورتیں" اور آخرت کی زینت بھی تین

https://www.shiabookspdf.com/

چیزوں سے ہے" العلم والورع والصدقة" علم باعمل، گناہوں سے اجتناب اور راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کے بعد امام حسینؑ نے اعرابی سے پوچھا۔ اگر انسان مال کے ساتھ مروت بھی نہ رکھتا ہو تو پھر انسان کیلئے کیا زینت ہے۔ اعرابی نے عرض کیا۔ ایسا فقر جس کے ساتھ صبر ہو۔

کیونکہ فقیر اگر صبر نہ رکھتا ہو تو اغنیاء اور صاحبانِ ثروت کے سامنے ہاتھ پھیلائے گا اور خدا کی شکایت مخلوق سے کرے گا یا چوری کرے گا۔ ظالم ہوگا یا ظالم کی مدد کرے گا یا ناحق گواہی دیگا۔ یا اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچ دیگا۔ یا حرام کاروبار کرے گا جس سے دنیا اور آخرت میں ذلیل ورسوا ہوگا۔ اس کے بعد امامؑ نے اعرابی سے پوچھا: اگر فقر کیساتھ صبر نہ ہو تو پھر انسان کے لیے کون سی چیز زینت ہے۔ اعرابی نے عرض کیا۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی بھی چیز انسان کے پاس نہ ہو تو پھر چاہیے کہ آسمان سے آگ آئے اور اس کو جلا کر راکھ کر دے کیونکہ وہ اسی کا اہل ہے۔ امام حسینؑ اعرابی کا یہ جواب سن کر مسکرائے اور ایک ہزار اشرفی کی تھیلی اُسے عطا کی دستِ مبارک میں جو انگوٹھی تھی جس کا نگینہ دوسو درہم کا تھا اُسے عنایت فرمادی پھر آپؑ نے فرمایا اس ہزار دینار کو اُسے دینا جو تجھ سے ہزار دینار دیہ طلب کر رہا ہے اور انگوٹھی کے دوسو درہم کو اپنے خرچ میں استعمال کرو۔ اعرابی نے دینار اور انگوٹھی اٹھالی اور کہا۔ "اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته" خدا بہتر جانتا ہے کہ عہدہ رسالت اور امامت کس کو عطا کرنا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سید الشہداؑ نے پانچ مرتبہ یا چار مرتبہ راہِ خدا میں انگوٹھی دی ہے ایک اس اعرابی کو عطا کی۔ اور کچھ انگوٹھیاں عاشورہ کے دن

https://www.shiabookspdf.com/

عنایت کی ہیں ایک اپنے بیٹے علی اکبر علیہ السّلام کو دی جو انہوں نے منہ میں رکھی اور میدانِ کربلا میں جا کر ایسی جنگ کی کہ ہر طرف سے افواج شام کی چیخ و پکار تھی اور الامان الامان کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اور ایک سو بیس شامیوں اور کوفیوں کو فی النار کیا۔

کتاب دمعۃ الساکبہ کے مطابق ایک اور انگوٹھی شہزادہ قاسمؑ کو دی تھی یہ اُس وقت جب شہزادہ قاسمؑ میدانِ جنگ سے اپنے چچا کے پاس واپس آئے اور عرض کیا۔ چچا جان پیاس، پیاس، اگر پانی کا ایک گھونٹ مل جائے۔ میری مدد فرمایئے۔ حضرت نے شہزادے کو صبر کی تلقین کی۔ لیکن شہادت کے بعد وہ انگوٹھی جو دشمن اُتارنا چاہ رہا تھا نہ اُتری تو اُس نے انگوٹھی کے ساتھ اُنگلی بھی کاٹ لی۔

الالعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 19

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند تعالیٰ سورۂ کہف آیت 46 میں ارشاد فرماتا ہے "المال والبنون زینة الحیاة الدنیا" اولاد کے فوائد اور ثمرات کا تذکرہ گذشتہ مجلسوں میں ہو چکا ہے۔ ایک یہ کہ دعا کرے۔ جو ہر حاجت اور مقصد کے لیے پر اثر ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر وہ شخص جو بیٹے کی خواہش رکھتا ہو تو اُسے چند کام کرنے چاہئے۔ اور اس بارے میں چند مجربّ دعائیں، آحادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے جو انوارِ نعمانیہ اور بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا۔ یا حضرتؑ میرا سارا خاندان مر چکا ہے۔ اور میرا کوئی بیٹا بھی نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا سجدے میں سر رکھ کر یہ کہو "قال ربّ ھب لی من لدنک ذریة طیبة انک سمیع الدعا" "رب لا تذرنی فرداً وانت خیرا الوارثین" راوی کہتا ہے کہ میں نے اس دعا کو سجدے میں پڑھا۔ خدا نے مجھے چند بیٹے عطا فرمائے۔

بیٹے کے لیے بہترین دعا استغفار ہے۔ جیسے کہ علامہ مجلسیؒ بحار میں اور مصباح

https://www.shiabookspdf.com/

کفعمی میں شیخ طبرسی کی تفسیر جامع سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امام حسن علیہ السّلام معاویہ کی مجلس میں گئے جب باہر تشریف لائے تو معاویہ کے گھر کا دربان حضرت کے ساتھ باہر آیا۔ اور عرض کرنے لگا کہ میرے پاس مال و دولت کثرت سے ہے۔ لیکن بیٹا نہیں ہے۔ مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا عطا فرمائے آپؑ نے فرمایا "علیک باالاستغفار" یعنی استغفار کیا کرو۔ خدا نے اُس دربان کو دس بیٹے عطا فرمائے جب معاویہ کو پتہ چلا تو دربان سے کہنے لگا کہ تو نے کس چیز کے متعلق سوال کیا تھا کہ استغفار کرنے کا اتنا اثر ہے۔ اُس نے کہا کہ اس دفعہ جب امام حسینؑ آئیں گے تو میں اُن سے سوال کرونگا۔ حضرت جب دوبارہ تشریف لائے تو دربان نے اس کا سبب پوچھا آپؑ نے فرمایا۔ کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا جس میں فرماتا ہے" استغفروا ربکم ......" الیٰ قولہ" "ویمدّکم باموال وبنین" یعنی تم اپنے خدا سے استغفار کرو۔ وہ تمہارے مال اور اولاد کو زیادہ کرے گا۔ وافی میں اُصول کافی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت صادقؑ کے پاس آیا اور عرض کی۔ میرا بیٹا نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا سحری کے وقت سو مرتبہ استغفار کرو اگر بھول جاؤ تو قضا کر لیا کرو۔ ایک حدیث میں امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ بیٹے کے لیے صبح و شام ستر مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ دس مرتبہ استغفار کہو۔ اس کے بعد نو مرتبہ سبحان اللہ. کہنے کے بعد ایک مرتبہ استغفار کہو۔ راوی کہتا ہے بہت سے لوگوں نے اس عمل کو انجام دیا۔ اور سب کو خدا نے بیٹے عطا کیے۔ علامہ مجلسیؒ اس حدیث کو حلیۃ المتقین میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان تمام مقامات پر۔ استغفر اللہ ۔ کہنے کے ساتھ بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک اور چیز جو بیٹے کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔ وہ گھر میں اذان کہنا ہے جیسے کہ بحار الانوار اور حلیۃ المتقین میں نقل کرتے ہیں کہ ہشام بن ابراہیم نے امام رضاؑ سے شکایت کی کہ میں ہمیشہ مریض رہتا ہوں اور میرا بیٹا بھی نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا نماز کے اوقات میں اپنے گھر میں بلند آواز سے اذان کہا کرو۔ جب اُس نے حضرت کے فرمان پر عمل کیا تو بالکل ٹھیک ہو گیا اور خدا نے اُسے بہت سے بیٹے عطا فرمائے۔

بیٹے کے حصول کے لیے ایک اور چیز جو سبب بن سکتی ہے وہ آبِ نیسان کا پینا ہے۔ جیسے کہ علامہ مجلسیؒ بحار لانوار اور زاد المعاد کے آخر میں پچاس سے زیادہ آبِ نیسان کی خصوصیات بیان کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ جو کوئی آبِ نیسان اُن اداب کے ساتھ پیئے جو ضروری ہیں تو بدن میں ہر درد کو شفاء ملتی ہے۔ بہت سی دل کی بیماریوں کو برطرف کرتا ہے۔ مثلاً تکبرّ، حرص و بخل اور اس جیسے امراض دور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ فرماتے ہیں اگر کسی کے ہاں بیٹا نہ ہو۔ آبِ نیسان کو اس نیت سے پیئے تو اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اگر عورت بانجھ ہو اور وہ آبِ نیسان کو پیئے تو اُس کے ہاں بھی بیٹا پیدا ہوگا۔

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں کہ نوروز کے تین دن کے بعد نیسان شروع ہو جاتا ہے اور ایک مہینے تک جو بارش پڑتی ہے وہ پانی آبِ نیسان ہوتا ہے۔ ایک اور چیز جو سبب بنتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو وہ یہ ہے کہ انسان نیت کرے کہ جو بچہ پیدا ہوگا۔ اُسکا نام علیؑ رکھوں گا۔ تو خدا تعالیٰ اُسے لڑکا عطا کرے گا۔ جیسے کہ بحار الانوار، وسائل الشیعہ اور روافی میں حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔ جب بھی

https://www.shiabookspdf.com/

میرے والد بزرگوار کی کنیزوں میں سے کوئی دیر سے حاملہ ہوتی تھی تو آپؑ اُس سے فرماتے تھے کہ تو نیت کر کہ جو بچہ پیدا ہوگا اُسکا نام علیؑ رکھونگی۔ تو وہ کنیز فوراً حاملہ ہو جاتی تھی۔ اور اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ لڑکا پیدا ہونے کا ایک اور سبب حضرت سید الشہداؑ کی زیارت ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار ج 101 ص 75 اور کامل الزیارۃ میں ہے کہ جب حضرت کی شہادت کی خبر شہروں تک پہنچی تو ایک لاکھ بانجھ عورت آپکی زیارت کے لیے آئی اور زیارت کی برکت سے تمام کی تمام بچہ دار ہو گئیں۔

"اللّٰہ فنسمها بين عباده وان ريحانتي من الدنيا الحسنؑ والحسينؑ" یعنی نیک اولاد خدا کی طرف سے ایک پھول ہے جو بندوں کو عطا کیا ہے۔ اور دنیا میں میرے پھول حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ بحار الانوار ج 104 ص 98 ب 2 میں فرماتے ہیں "من سعاة الرجل الولد الصالح" مرد کی خوش بختی اسکی نیک اولاد ہے۔

مؤلّف فرماتے ہیں کہ اگر اولاد نیک نہ ہو تو اُس کا والدین کو کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ ایسی اولاد باعثِ عذاب اور اذیت ہوگی۔

آئمہ علیہم السّلام کی آحادیث سے پتہ چلتا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں کہ جو اولاد کے صالح اور نیک ہونے کا سبب بنتی ہیں۔ پہلی چیز انسان کو چاہئے کہ حلال روزی کمائے اور حلال روزی کھائے۔ کیونکہ اگر نطفہ حرام سے بنا ہوا ہوگا تو ایسا بچہ بدخصلت اور بدکردار ہوگا۔ فاسق وفاجر پیدا ہوگا۔ بحار الانوار ج 75 ص 248 ب 66 میں ایک حدیث ہے۔ جس میں حضرت فرماتے ہیں۔ "جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں حلال غذا سے پیدا ہوا ہوں وہ جھوٹ کہتا ہے۔ درحالانکہ وہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ

https://www.shiabookspdf.com/

سے اُنکا گوشت کھاتا ہے۔ایک اور چیز جو اولاد کے نیک اور صالح بننے کا سبب بنتی ہے وہ ایاّم اور اوقات ہیں جن میں بیوی کے ساتھ مباشرت کرنی چاہئے یا نہیں چاہئے۔ جیسے کہ مہینے کی پہلی، آخری اور درمیانی رات ہمبستری نہیں کرنی چاہئے۔ وگرنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ دیوانہ ہوگا۔لیکن رمضان المبارک کی پہلی رات میں مستحب ہے۔اسی طرح میوہ دار درخت کے نیچے ہمبستری نہیں کرنی چاہئے۔ وگرنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ جلاّد اور خون خرابہ کرنے والا ہوگا کسی دوسری عورت کی وجہ سے آئی ہوئی شہوت کے ساتھ ہمبستری نہیں کرنی چاہئے۔ وگرنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ عیاّر ہوگا۔ مہینے کی پہلی رات نہ ہو وگرنہ بچہ جادوگر پیدا ہوگا۔ اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دے گا۔ چھت کے اوپر نہ ہو وگرنہ بچہ فاسق منافق، زناکار اور بدعتیں ایجاد کرنے والا ہوگا۔ پس انسان کو چاہئیے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرتے وقت ان منحوس اوقات کا خیال رکھے وگرنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ خبیث، بدذات اور بدکردار پیدا ہوگا۔ اور جو اوقات بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنے کے لیے سازگار اور صحیح ہیں وہ یہ ہیں کہ پیر کی رات کو ہمبستری کرے جو بچہ پیدا ہوگا وہ حافظِ قرآن ہوگا۔ اور اگر منگل کی رات کو ہمبستری کی ہو تو جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ درجۂ شہادت بھی حاصل کریگا۔ اُسکا منہ خوشبو دار، رحم دل، سخی اور اُسکی زبان غیبت اور بہتان سے پاک ہوگی۔ اگر جمعرات کی رات ہمبستری کی ہوگی اور بچہ پیدا ہوگا تو وہ حاکمِ شرع (قاضی) اور عالم ہوگا۔ اگر جمعرات کے دن زوال کے قریب ہمبستری کی ہو اور بچہ پیدا ہو تو شیطان اُس کے قریب نہیں آئے گا۔ خدا تعالیٰ اُسے دنیا اور آخرت میں سلامتی عطا فرمائے گا۔ اگر جمعہ کی رات ہمبشری کی ہو اور بچہ پیدا ہو تو خطیب اور دوسری روایت کے مطابق فقیہ ہوگا اگر جمعہ کے دن عصر کے بعد ہمبشری کی ہو تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ مشہور ترین علماء میں سے

https://www.shiabookspdf.com/

ہوگا یہ روایت "من لا یحضرہ الفقیہ" بحار الانوار، انوار نعمانیہ، لئالی الاخبار، جامع الاخبار، مکارم الاخلاق اور حلیۃ المتقین میں موجود ہے۔

ایک اور چیز جو اولاد کے نیک اور صالح بننے کا سبب بنتی ہے وہ یہ ہے کہ بچے کو کسی ایسے مدرسہ میں تعلیم کے لیے بھیجے جس کے معلم اور اُستاد متدیّن ہوں یعنی اسلام اور شریعت کے پیروکار اور احکامِ شریعہ کے پابند ہوں۔ اور بچوں کو دینی و شرعی تعلیم دیں یعنی اُصولِ دین اور فروعِ دین کی تعلیم دیں۔ نماز اور قرآن کی تعلیم اور اخلاقیات کا درس دیں۔ لڑکے کو بتایا جائے کہ وہ پندرہ سال مکمل ہونے کے بعد مکلّف ہوجاتا ہے اور بچی نو سال مکمل ہونے کے بعد مکلفہ ہوجاتی ہے۔ یعنی نماز، روزہ وغیرہ اُس پر واجب ہوجاتے ہیں۔ اِن تین چیزوں کی تعلیم تمام علماء کے نظریہ کے مطابق واجب ہے۔ کچھ علماء کے نزدیک علم اخلاق، علم اُصولِ دین پر مقدم ہے۔ یعنی پہلے انسان کو اچھے اور بُرے کی شناخت ہونی چاہئے۔ اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ اچھی صفات کون سی ہیں اور بُری صفات کون سی ہیں۔ صفاتِ حسنہ اور رذیلہ سے آگاہی ہونی چاہئے کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص عمر بھر عبادت کرتا ہے لیکن بُری عادت اور خصلت کی وجہ سے ہلاک ہوجائیگا۔ اور جہنم میں جائیگا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورۂ شمس آیت 10-9 میں ارشاد فرماتا ہے "قد افلح من زکیھا وقد خاب من دسیھا" اور اسی طرح سورۂ تغابن آیت 16 میں ارشاد فرماتا ہے "ومن یوق شح نفسہ فاؤلٰئک ھم المفلحون" کتاب نزہۃ المجالس میں رسولِ اکرمؐ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا "کافر سخی ارجی الی الجنتہ مومن بخیل" سخی کافر کے بارے میں جنت میں داخل ہونے کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے اُس مومن سے جو

https://www.shiabookspdf.com/

بخیل ہو۔

پس اُصولِ دین، فروعِ دین اور اخلاقیات کے علم کے بعد اُسے دوسری ضروری تعلیم دینی چاہیئے۔ مثلاً کتابت، املاء، انشاء، صناعت، تجارت اور دوسرے ضروری علوم۔

ایک اور چیز جو اولاد کے نیک اور صالح ہونے کا سبب بنتی ہے وہ ہے کہ دودھ پلانے والی اولاد کی دایہ خوش اخلاق ہو۔ کیونکہ دودھ کا بچے میں بڑا عجیب وغریب اثر ہوتا ہے۔ کتاب وافی اور حلیۃ المتقین ص90 میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا "ماں کا دودھ بچے کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مندہ ہے" علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں کہ کچھ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کی ولادت کے وقت ماں کے پستان میں جو دودھ ہوتا ہے اُسکا پلانا واجب ہے۔ کیونکہ اُس دودھ کے بغیر بچہ زندہ نہیں رہے گا۔ یا کمزور اور لاغر رہے گا۔

ایسی عورت جس کا دودھ زنا سے ہو اُس دودھ کے پلانے کے بارے میں روایات میں نہی وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح احمق اور دیوانی عورت کا دودھ بھی نہ پلایا جائے۔ اسی طرح جس عورت کی آنکھ میں کوئی عیب ہو اُس کا دودھ بھی نہیں پلانا چاہیئے۔ حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ بچے کو دودھ پلانے کے لیے ایسی دایہ تلاش کرو جو سیرت اور صورت میں اچھی ہو۔ کیونکہ دودھ بچے میں از لحاظ صورت اور سیرت اثر کرتا ہے۔

مؤلّف فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ سید الشہداؑ تمام حالات اور صفات میں اپنے نانا رسولِ خداؐ کے ساتھ شباہت رکھتے ہیں۔ جیسے کہ روایات میں ملتا ہے امام

https://www.shiabookspdf.com/

حسینؑ نے کسی بھی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ حتیٰ کہ اپنی والدہ فاطمہ زہراء علیہا السّلام کا بھی۔ بلکہ اُنکا دودھ پینا صرف اور صرف پیغمبرؐ اسلام کی انگشتِ مبارک کے ساتھ منحصر اور مربوط تھا۔ لیکن وہ بدن جو پیغمبرؐ اسلام کی زبان اور انگلی چوس چوس کر پروان چڑھا تھا۔ زمینِ کربلا میں ایک ہزار نو سو پچاس تیروں اور نیزوں کے زخموں کے ساتھ چُور چُور پڑا ہے۔

الالعنة اللّٰہ عَلی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند قدوس سورۂ انفال آیت 28 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة وان اللہ عندہ اجر عظیم" گذشتہ مجالس میں گذر ہو چکا ہے کہ مال اور اولاد خدا کی طرف سے ایک بڑی آزمائش ہے۔ جس نے بھی مال راہِ حلال سے حاصل کیا اور حلال مقام پر صرف کیا۔ اُس کے لیے خدا کے نزدیک بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔ اسی طرح اگر انسان اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرے گا تو خدا کے نزدیک اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح اولاد کی گردن پر والدین کا حق ہے اگر وہ ادا نہ کرے تو عاق ہو جائے گا۔ اس طرح والدین کی گردن پر بھی اولاد کے حقوق ہیں۔ اگر وہ ادا نہ کریں تو قیامت کے دن سزا کے مستحق ہونگے۔ ج 16 ص 50 میں امام علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: "رحم اللہ من اعان ولدہ علی برّہ" خدا رحمت کرے اُس انسان پر جو اپنے بچے کی نیکی پر اعانت کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے امامؑ نے پوچھا کہ کس طرح اُسکی نیکی پر اعانت کرے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اُسکی آسان کام کی طرف راہنمائی کرے اور مشکل کام کی اُسے تکلیف نہ دے۔ اُصولِ کافی ج 3 ص 483 روایت 4706 میں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ حضرت صادقؑ سے کسی نے عرض کیا! میں کس کے ساتھ نیکی کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ۔ اُس نے عرض کیا وہ دونوں مر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کرو کیونکہ اولاد کے ساتھ نیکی کرنا والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ مکارم الاخلاق اور بحار الانوار ج 74 ص 80 ب 2 میں رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بچے کے والد پر تین حق ہیں۔ بچے کا اچھا نام رکھے۔ اُسے لکھنا پڑھنا سیکھائے اور جب بالغ ہو تو اس کی شادی کرے۔ سب سے اچھے نام وہ ہیں جن میں بندگی کا معنی پایا جاتا ہے جیسے عبداللہ، عبدالرحیم، عبدالرحمٰن، عبدالصمد، عبدالوہاب اور سب سے افضل نام انبیاءؑ کے ہیں۔ اور خاص طور پر پیغمبرؐ اسلام کے نام یعنی محمدؐ ہے جو خدا اور آئمہ ھدیٰ علیہم السّلام کے نزدیک محبوب ترین نام ہے۔ بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السّلام سے مروی ہے۔ آپؑ کے ہاں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے ہم اُسکا نام محمدؐ رکھتے ہیں۔ سات دن تک یہ نام رکھتا ہے اور اسکے بعد اگر چاہیں تو تبدیل کر دیتے ہیں۔ یا وہی باقی رکھتے ہیں۔

بحار الانوار، اور انوار نعمانیہ میں ہے کہ امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا: جس مشورہ والی مجلس میں محمدؐ یا احمدؐ نام کا آدمی موجود ہو۔ تو وہ جو فیصلہ بھی کریں گے اچھا ہوگا۔ فرماتے ہیں جب تم کسی بچے کا نام محمدؐ رکھو تو اُس کی عزت کرو اور مجلس میں اُس کے لیے جگہ خالی رکھو اور اُس سے نفرت کا اظہار نہ کرو۔ انوارِ نعمانیہ میں ہے کہ جس بچے کا نام محمدؐ رکھو اُسکو مارو مت۔ اور نہ ہی اُسکو گالی گلوچ دو۔ تمہیں صاحب نام کی عظمت کا خیال رکھنا چاہیئے۔

وافی میں اُصولِ کافی سے اور حلیۃ المتقین میں روایت ہے۔ راوی کہتا ہے میں

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ آپؑ نے مبارک باد دی اور فرمایا کہ اُسکا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا محمدؐ رکھا ہے۔ آپؑ نے سنتے ہی زمین کی طرف جھک کر فرمایا محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، قریب تھا کہ آپکی صورت زمین پر لگ جائے۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔ میری اور میری اولاد کی، اہل وعیال اور ماں باپ کی جان اور تمام اہلِ زمین کی جان رسولِ خداؐ پر قربان ہو۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔ اس بچے کو گالی نہ دینا۔ نہ اُسے مارنا اور نہ ہی اُس کے ساتھ بُرا سلوک کرنا۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ زمین پر جس گھر میں بھی محمدؐ نام کا بچہ ہے وہ ہر روز مقدس گھر سمجھا جاتا ہے۔ وسائل الشیعہ ج 21 ص 395 میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا آگاہ ہو جاؤ جس کا نام محمدؐ ہے اُٹھے اور اس نام کی حرمت کے صدقے میں بہشت میں داخل ہو جائے۔ اس طرح رسولِ خداؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ اُن میں سے کسی ایک کا بھی نام محمدؐ نہ رکھے تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ایک اور روایت میں رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ اگر وہ نیت کرے کہ اسکا نام محمدؐ یا علیؑ رکھے گا تو بیٹا پیدا ہوگا۔

بحارالانوار میں ہے یزید نے حضرت زین العابدین علیہ السّلام سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے آپؑ کے والد نے اپنے تمام بیٹوں کا نام علی رکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا میرے باپ کو اپنے والد کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اس لیے تمام بیٹوں کا نام علیؑ رکھا۔ وسائل الشیعہ میں ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا: اگر میرے ہزار بیٹے ہوتے تو میں ان سب کا نام علیؑ رکھ کر خوش ہوتا۔

امام حسینؑ کے تین بیٹے تھے۔ علی اکبرؑ، علی اوسطؑ اور علی اصغرؑ۔ ان تین میں

https://www.shiabookspdf.com/

سے کس سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہے لیکن بعض روایات میں ہے کہ علی اکبرؑ کی شہادت کے موقع پر حضرتؑ کی حالت ایسے ہوگئی تھی جیسے آپکی روح پرواز کرنے لگی ہو۔

بہر حال اپنی اولاد کے نام علی اور آئمہ علیہم السّلام کے ناموں کے ساتھ رکھنے میں اہل بیت علیہم السّلام کے ساتھ محبت اور دوستی کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ کیونکہ جس سے محبت کرتا ہے اُسکو زیادہ یاد کرتا ہے۔

بحار الانوار ج 27 ص 95 میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ہم آپکے اور آپکے اباؤ اجداد کے نام اپنی اولاد کے نام رکھتے ہیں۔ کیا یہ عمل ہمیں فائدہ دیگا۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم ”ھل الدین الا المحب“ کیا دین محبت کے سوا کچھ اور ہے یعنی تمہارا یہ عمل ہمارے ساتھ محبت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ان کے نام اسماء حسنیٰ سے مشتق ہیں۔ اس لیے تمام چیزوں کا نظام اور دوام انہی ناموں کی برکت سے ہے اور خداوند قدوس ان ناموں کو پسند کرتا ہے۔ اور اس نے اُن ناموں کو تمام چیزوں کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار ج 25 ص 174 ب 4 میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا! آئمہ علیہم السّلام کے اوصاف بیان کررہے تھے۔ ”اسمھم مکتوب علیٰ الاحجار وعلیٰ اوراق الاشجار وعلیٰ اجنحۃ الاطبار وعلی ابواب الجنۃ والنار وعلی العرش والا فلاک وعلی اجنحۃ الاملاک وعلیٰ حجب الجلال وسراحقات العزو الجمال“ اُن کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ پتھروں پر، درختوں پر، پرندوں کے پروں پر، جنت اور جہنم کے دروازوں پر، عرش اور افلاک پر، فرشتوں کے پروں پر،

https://www.shiabookspdf.com/

خداوند قدوس عزّ جلّہ کے حجابوں پر۔ کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

واسمائهم مكتوبة فوق عرشه

مكنونة قبل ان يخلق الذرّ

مدینۃ المعاجز میں رسولِ خدا سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا۔ خدا نے قلم کو حکم دیا۔ کہ وہ جنت کے درختوں کے پتوں پر، اور دروازوں پر، زمین اور آسمانوں کے دروازوں پر اور پہاڑوں پر تحریر کرے۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ.

مؤلف فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ محمدؐ اور علیؑ کے ناموں کو خاص طور پر پسند کرتا ہے۔ اس لیے ان دو ناموں کو قرآن میں مختلف عبادتوں کے ساتھ کبھی صرامت کے ساتھ اور کبھی کنایہ واشارہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

علامہ مجلسیؒ بحار ج 35 ص 62 ب 2 میں لکھتے ہیں کہ خدا نے رسولِ خدا کے چار سو ناموں کی تعریف اور توصیف کی ہے۔ جنان الخلود میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے ایک ہزار نام ہیں۔ اور قرآن میں صراحت کے ساتھ جو نام حضرت کے ذکر ہوئے ہیں وہ چھیاسٹھ نام ہیں جو لفظ اللہ کے عدد کے مطابق ہیں بحار الانوار میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ تین سو نام حضرت امیر المومنینؑ کے قرآن میں موجود ہیں۔ کتاب انوار والے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت کے قرآن میں تین سو نام مذکور ہیں۔

اولاد کا دوسرا حق باپ پر یہ ہے کہ اولاد کو کتابت یعنی لکھنے کی تعلیم دے کیونکہ جو انسان لکھنا جانتا ہے تو وہ بھی صاحب کمال جانا جاتا ہے۔

تیسرا حق اولاد کا باپ کی گردن پر یہ ہے کہ جب جوان ہو تو اس کی شادی

https://www.shiabookspdf.com/

کرے۔ تا کہ وہ گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ کیونکہ اگر گناہوں کی اور غیر شرعی کاموں کی عادت اولاد کو پڑ گئی تو اس عادت کو ترک کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ انسان اور شیطان کی مثال ہرن اور شکاری کی طرح ہے۔ جیسا جب تک شکاری ہرن کو تیر نہ مارے اس وقت تک اسے ہرن کے ہاتھ آنے کی امید نہیں ہوتی۔ جیسے ہی وہ تیر مار کر ہرن کو زخمی کرتا ہے تو اسے ہرن کے ہاتھ آنیکی امید پیدا ہو جاتی ہے۔ تو وہ جاتا ہے تا کہ اس کا سر تن سے جدا کرے۔ اسی طرح انسان جب تک گناہ نہ کرے۔ اور شیطان کے فریب ودھوکہ میں نہ آئے تو شیطان ملعون اس سے نا امید ہوتا ہے لیکن جب خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو گناہ کا ارتکاب کر کے شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اسے امید ہو جاتی ہے اور وہ وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ اور جب وہ گناہ کرتا ہے تو اسے خدا کی رحمت سے نا امید کر دیتا ہے۔ رحمتِ خدا سے نا امید ہونا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

بحارالانوار میں رسولؐ خدا سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو جوان اپنی جوانی کی ابتدا میں شادی کر لے تو شیطان افسوس کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ اس جوان نے مجھ سے تیسرا حصہ اپنا ایمان محفوظ کر لیا۔ بحارالانوار جلد 183 ص 219 باب 1 میں رسولِ خدا سے روایت ہے کہ جس نے شادی کر لی اُس نے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیا اور نصف میں اللہ سے ڈرے یعنی تقویٰ اختیار کرے۔ ایک اور حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے آپ کا فرمان ہے۔ شادی شدہ لوگ میری اُمت کے بہترین لوگ ہیں اور غیر شادی شدہ میری اُمت کے بدترین لوگ ہیں شہیدِ ثانی شرح لمعہ میں فرماتے ہیں کہ نکاح اور شادی مستحب مؤکد ہے۔ ایسے شخص کیلئے جسے حرام میں ملوّث ہونے کا خوف ہو تو شادی کرنا واجب ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ بحار میں موجود ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

شادی شدہ انسان کی نماز غیر شادی شدہ سے ستر گنا افضل ہے۔اس کے علاوہ جو ثواب غسلِ جنابت اور اہل وعیال کی دوسری ضروریات پورا کرنے پر ملتا ہے۔وہ شمار میں نہیں آتا۔

بحارالانوار ج 74 ص 85 ب 2 میں ہے کہ ایک شخص بیٹے کو رسولِ خدا کی خدمت میں لے کر آیا اور عرض کی۔میرے اس بیٹے کا مجھ پر کیا حق ہے۔آپ نے فرمایا اس کا اچھا نام رکھو، اچھا اخلاق سکھاؤ۔اچھے کاروبار کی ترغیب دو۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا حضرت! میں نے اپنے بیٹے کو لکھنا سکھایا ہے۔اب اُسے کس کام میں لگاؤں۔آپ نے فرمایا۔ پانچ طرح کے کاروبار سے اُسے دور رکھنا۔پہلا: کفن فروش۔کیونکہ کفن فروش میری اُمت کے مرنے کی تمنا کرتا ہے۔اور میرے نزدیک ایک بچے کا میری اُمت میں پیدا ہونا دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔دوسرا یہ کہ اُسے زرگر نہیں بنانا۔تیسرا: قصاب نہ بنانا کیونکہ جانوروں کو ذبح کرنے سے اُس کے دل سے رحم ختم ہو جاتا ہے۔ چوتھا: اُسے ذخیرہ اندوز نہ بنانا۔پانچواں۔اُسے بُردہ فروش یعنی بندوں کو بیچنے کا کاروبار مت سکھانا۔کیونکہ جبرائیل نے خبر دی ہے۔کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہے جو بُردہ فروشی کرتا ہے۔ایک اور حق اولاد کا باپ کی گردن پر یہ ہے کہ بچے کا عقیقہ کرے کیونکہ آئمہ طاہرین علیہم السّلام سے نقل ہے کہ ہر بچہ عقیقہ کرنے کے ساتھ محفوظ ہو جاتا ہے۔کچھ علماء عقیقہ کو واجب جانتے ہیں۔جیسے کہ سید مرتضیٰ لیکن اکثر اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں۔حضرت امامِ جعفر صادقؑ سے راوی عرض کرتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرے باپ نے میرا عقیقہ کیا ہے یا نہیں تو آپ نے عقیقہ کرنے کا

https://www.shiabookspdf.com/

حکم دیا۔ حالانکہ میں ایک بوڑھا شخص تھا۔

کتاب جامع عباسی میں بائیس چیزیں تحریر کرتے ہیں جو بچے کی ولادت کے وقت مستحب ہیں۔ اُن میں سے ایک عقیقہ کرنا ہے۔ علامہ مجلسیؒ بحار میں ذکر کرتے ہیں۔ امیر المومنینؑ کی ولادت کے موقع پر حضرت ابوطالبؑ نے ایک ہزار گائے اور بھیڑ بکریاں اور تین سو اونٹ کا عقیقہ کیا۔ اور لگا تار تین دن تک مکہ کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ حاجی نوری کتاب نجم الثاقب میں لکھتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر تین سو بھیڑ بکریوں کا عقیقہ کیا۔ محمد بن عثمان عمروی کہتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے میرے والد عثمان بن سعید کو بلایا اور فرمایا: دس ہزار رطل نان اور دس ہزار رطل گوشت بنی ہاشم کو بطور صدقہ دو۔ علامہ مجلسیؒ حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ دس ہزار رطل تقریباً ہزار من ایرانی بنتے ہیں۔

کافی اور بحار الانور میں حسینؑ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ بچے کے پیدا ہونے کی مبارک کب کہنی چاہیے۔ آپؑ نے فرمایا: جب امام حسنؑ کی ولادت ہوئی تو ساتویں دن جبرائیل نے آ کر مبارک باد دی۔ پیغمبرؐ اسلام نے اُس وقت حکم فرمایا۔ کہ اُنکا نام رکھو۔ کنیت معین کرو۔ سر کے بال تراشو۔ عقیقہ دو اور کان میں سوراخ کرو۔ اور جب حسینؑ پیدا ہوئے تو اُس وقت بھی یہی حکم دیا۔ اسماء بنتِ عمیس کہتی ہیں کہ جب حسینؑ پیدا ہوئے تو حسین علیہ السّلام کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر پیغمبرؐ اسلام کو دیا۔ آپؐ نے حسینؑ کو لیا تو گریہ کرنے لگے۔ میں نے جب سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: میرے اس نواسے کو میری اُمت کے بدخصلت لوگ قتل کریں گے۔ اس بات کی اطلاع فاطمہؑ کو

https://www.shiabookspdf.com/

نہ دینا۔اس کے بعد رسولِ خدا نے امیر المومنینؑ سے پوچھا میرے اس بچے کا کیا نام رکھا ہے۔حضرت نے عرض کیا۔میں آپ سے پہلے کس طرح کوئی نام رکھ سکتا ہوں۔ اس وقت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا۔یا رسولؐ اللہ خدا آپکو سلام کہتا ہے۔اور فرماتا ہے۔کہ علیؑ کی نسبت آپ کے ساتھ ایسے ہے جیسے ہارون کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔اس بچے کا نام ہارون کے بچے والا نام رکھو۔آپؐ نے فرمایا ہارون کے بچے کا کیا نام تھا۔عرض کیا اس بچے کا نام شبیر تھا۔آپؐ نے فرمایا میری زبان تو عربی ہے۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا شبیر کو عربی میں حسینؑ کہتے ہیں اس بچے کا نام حسینؑ رکھو۔مؤلف فرماتے ہیں اس نام کے بڑے اثرات اور خصوصیات ہیں۔جیسے کہ حلیۃ المتقین میں علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میرا داماد مر چکا ہے۔مجھے خواب میں نظر آتا ہے جو میری گردن کو پکڑ لیتا ہے مجھے ڈر ہے کہ میں مر جاؤنگا۔آپؑ نے فرمایا: صبح و شام موت کا انتظار کرو اور موت سے فرار نہ کرو۔لیکن مردے کا زندہ شخص سے ملاقات کرنا طول عمر کی علامت ہے حضرت نے فرمایا تیرے داماد کا کیا نام تھا؟ اُس نے عرض کیا۔اُس کا نام حسین تھا آپ نے فرمایا جو کوئی خواب میں ایسے شخص سے ملاقات کرے جس کا نام حسین ہو تو وہ امام حسین علیہ السّلام کی زیارت سے مشرف ہوگا تجھے امامؑ کی زیارت نصیب ہوگی۔

اس نام کا ایک دوسرا اثر یہ ہے کہ حضرت کا نام مبارک ہر مومن اور مومنہ کے لیے مہک ہے یعنی جو مومن اور مومنہ اس نام کو سنتا ہے وہ غمزدہ ہو جاتا ہے اور گریہ کرنے لگتا ہے جیسے کہ بحار الانوار ج 44 ص 279 ب 34 میں روایت ہے راوی کہتا ہے ہم حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھے وہاں حسینؑ کا نام لیا گیا

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔ ہم بھی رونے لگے آپ نے سر بلند کیا۔ اور فرمایا۔ حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا۔"انا قتیل العبرۃ لا یذکرونی مومن الابکی" میں مقتولِ آنسو و گریہ ہوں۔ جو مومن بھی مجھے یاد کرے گا وہ روئے گا ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس دن حضرت صادق علیہ السّلام کے سامنے حسینؑ کا نام آ جاتا تھا۔ تو وہ سارا دن غمزدہ رہتے تھے مسکراتے نہیں تھے۔ اور فرماتے تھے۔"الحسین عبرۃ کل مومن" حسین ہر مومن کے رونے کا سبب ہے مرحوم شیخ طوسی خصائص الحسینیہ میں لکھتے ہیں کہ بارہ چیزیں ایسی ہیں جو حسین علیہ السّلام پر گریہ اور حزن کا سبب بنتی ہیں۔ ایک حضرت کی صورت مبارک اور نور مبارک کو عالم ارواح میں دیکھنا۔ جیسے حضرت آدمؑ نے عالم ذر میں اپنی ذریت کو دیکھا اور واقعہ کربلا کا مشاہدہ کیا تو گریہ کرنے لگے اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ نے آسمانوں اور زمین کا مشاہدہ کیا تو عرش کے نیچے پانچ نور دیکھے جب پانچویں پر نظر پڑی تو رونے لگے۔

دوسری چیز جو رونے کا سبب بنتی ہے وہ آپ کا نام مبارک ہے۔ جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ تیسری چیز۔ آنحضرتؐ کا ذکر ہے۔ جیسے کہ آدمؑ اور ذکریاؑ نے کہا جب ہم نے پانچویں نور کا نام لیا تو ہمیں گریہ آ رونا۔ اور دل سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ چوتھی چیز آپؑ کی طرف دیکھنا۔ جیسے رسولؐ خدا آپکو دیکھ کر رونے لگ جاتے تھے۔ پانچویں چیز آپکی قبر کی طرف دیکھنا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں حسینؑ زمینِ غربت میں غریب ہے۔ خدا رحمت کرے اُس پر جو آپ کی زیارت کرے۔ آپ پر گریہ کرے۔ اور آپؑ پر غمزدہ ہو۔ اور اس پر جو آپؑ کی زیارت نہ کر سکے لیکن دل ہی دل میں سلگتا رہے اور جلتا رہے۔ اور خدا رحم کرے اُس پر جو آپ کی قبر کے پاؤں کی طرف

https://www.shiabookspdf.com/

آپکے بیٹے کی قبر کی طرف دیکھے۔

چھٹی چیز حضرت کے جسم کو مس کرنا۔ اور آپکے بدن کو سونگھنا آپکے نانا کبھی منہ چومتے کبھی گلہ، کبھی سینہ اور کبھی سارا بدن چوم کر روتے تھے۔ ایک مرتبہ حسینؑ نے عرض کیا نانا جان آپ مجھے چوم کر روتے کیوں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ تیرے بدن پر تلواروں کے لگنے کی جگہ کو چومتا ہوں اور گریہ کرتا ہوں۔ ساتویں چیز وہ پانچ میخیں ہیں جو جبرائیل حضرت نوحؑ کی کشتی کے لیے لیکر آئے تھے۔ جب نوحؑ نے کشتی میں پانچویں میخ لگائی تو آپ کے ہاتھ پر خون ظاہر ہوا۔ حضرت نوحؑ نے سبب پوچھا تو جواب ملنے پر گریہ کرنے لگے۔ جب میخ کی جگہ سے خون نکلتا ہے۔ تو حسینؑ کے عزاداروں کے دل خون کیسے نہ روئیں عام طور پر جو چیز خوشی اور مسرت کا سبب بنتی ہے عجیب بات ہے کہ وہ حضرت کی نسبت غم اور حزن کا سبب بنتی ہے۔ جیسے کہ وہ حور جو بہشت میں حضرت کی طرف منسوب ہے۔ اُس نے حسینؑ پر گریہ کیا اور کہا یا رسول اللہ میں آپکے نواسے حسینؑ مظلوم کی حور ہوں۔ اسی طرح عید کے دن آپکا نیا لباس پہننا گریہ کا سبب تھا اسی طرح جنگ میں آپکی کامیابی آپکے والد امیر المومنینؑ کے لیے گریہ کا سبب تھی۔

آٹھویں چیز۔ محرم الحرام کا آنا آپکے محبوں کے لیے غم و حزن کا باعث ہے نویں چیز۔ زمین کربلا پر وارد ہونا۔ جہاں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ جیسے کہ انبیاء کا جب وہاں سے گذر ہوا تو گریہ کیا۔ دسویں چیز۔ جو گریہ کا سبب بنتی ہے وہ کربلا کا نام حتیٰ کہ خود حضرتؑ کے لیے بھی گریہ کا سبب تھا۔ جب آپ زمین کربلا میں وارد ہوئے تو پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے؟ کہنے لگے کربلا۔ تو آپ اُس وقت گریہ کرنے لگے اور

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا میں کرب و بلا سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں یہی ہمارے قتل ہونے کی جگہ ہے۔
گیارہویں چیز۔ ٹھنڈا پانی پینا ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار اور جامع الاخبار ص 177 میں روایت ہے راوی کہتا ہے میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا آپ نے پانی طلب فرمایا۔ پانی تو آپ نے تھوڑا سا پیا اور رونے لگ گئے اور پھر آپ نے فرمایا اے داؤد خدا لعنت کرے قاتلِ حسینؑ پر، حسینؑ کی یاد زندگی کو بے مزہ کر دیتی ہے میں جب ٹھنڈا پانی پیتا ہوں تو حسینؑ کی یاد آ جاتی ہے۔ اور خود امام حسینؑ کا فرمان ہے۔ "شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذ کرونی" بارہویں چیز۔ حضرتؑ کی قبر کی خاک کو چومنا۔ رسولِ خدا اکثر خاک قبر کو پکڑ کر سونگھتے اور گریہ کرتے تھے۔ بحار الانوار ج 44 ص 247 ب 30 میں روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ جب صفین جاتے ہوئے کربلا کی سرزمین سے گذرے تو آپ فرمارہے تھے۔ صبراً یا ابا عبداللہ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ نہیں جبرائیل میرے پاس آیا۔ اور خبر دی ہے کہ حسینؑ فرات کے کنارے قتل ہوگا۔ کیا آپ اُس مٹی کو سونگھنا چاہو گے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر جبرائیل نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر خاک کربلا سے ایک مٹھی اُٹھائی اور مجھے دے دی۔ پس جب میں نے اُس مٹی کو سونگھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ام سلمہ فرماتی ہیں گرمی کے ایک سخت دن میں رسولِ خدا میرے حجرہ میں تشریف لائے میں نے چٹائی بچھائی اور تکیہ رکھ دیا آپ سو گئے اتنے میں حسینؑ آ گئے آپؐ نے حسینؑ کو اشارہ کیا میرے سینے پر آ جاؤ۔ حسینؑ آپکے سینے پر چلے گئے۔ میں ڈر گئی کہ آپؐ تھک نہ جائیں اس لیے میں حسینؑ کو آپکو سینے سے اُٹھانا چاہا آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہ اسے رہنے دو۔ حسینؑ جب خود چاہے گا اُتر جائے گا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ جوکوئی حسینؑ کو ایک بال کے برابر بھی تکلیف دے اُس نے مجھے تکلیف دی میں نے کہا عجیب بات ہے کہ کبھی حسینؑ آپؐ کے سینے پر ہے اور کبھی زمین پر گرتا ہے اس کے بعد میں حجرہ سے باہر چلی گئی تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو دیکھا کہ پیغمبرؐ غمزدہ ہیں اور آپکے ہاتھ میں کوئی چیز ہے جس کو دیکھ کر رو رہے ہیں میں نے عرض کیا۔ یارسولؐ اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ کیوں گریہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت جبرائیل میرے پاس آیا اور مجھے میرے اس بیٹے کے قتل ہونے کی اطلاع دی ہے اور یہ وہ کربلا کی مٹی ہے جہاں میرا بیٹا حسینؑ قتل ہوگا۔ اس خاک کو شیشی میں سنبھال کر رکھ لو۔ جب دیکھو کہ یہ مٹی سرخ ہوگئی ہے تو سمجھ لینا حسینؑ قتل ہوگیا ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں میں نے اُس خاک کو سنبھال کر رکھ لیا اس خاک سے ایک پیاری سی خوشبو آتی تھی۔ جیسے مشک وعنبر کی خوشبو ہو۔ میں نے خاک کربلا کی اُس شیشی کو سنبھال کر رکھ لیا یہاں تک کہ پیغمبرؐ کی وفات ہوئی اور جو ہوا سو ہوا آخر وہ وقت آیا جب حسینؑ مدینہ سے چلے عراق کی طرف۔ میں دن میں دو تین مرتبہ اس شیشی کو دیکھتی تھی۔ دس محرم زوال کے وقت میں سوئی ہوئی تھی۔ میں نے پیغمبرؐ اسلام کو دیکھا آپکے سر اور ریش مبارک میں گرد پڑی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہ میرے حسینؑ اور اُس کے اصحاب کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اور میں کل رات سے حسینؑ اور اُس کے اصحاب کے لیے قبریں کھود رہا ہوں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی جب میں اُٹھی خاکِ کربلا والی شیشی کو دیکھا تو وہ تازہ خون بن چکی تھی میں سمجھ گئی حسینؑ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ میں گریہ کرنے لگی۔ وابناہ وحبیباہ واحسیناہ۔ لوگ یہ سن کر جمع ہوگئے اور رونے لگے واسیداہ وامظلوماہ۔ اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

بعد مدینے کی عورتیں میرے پاس آئیں اور کہنے لگی کیا خبر ہے میں نے اُن کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو سب نے گریہ کرنا شروع کردیا۔ وہ دن ایسا تھا جیسے کہ رسولؐ خدا اس دنیا سے گئے تھے۔ اس خبر کو سن کر مدینے کی عورتیں قبر پیغمبر کی طرف دوڑ پڑیں۔ اس حال میں کہ اُن کے گریبان چاک تھے۔ اور پکار رہی تھیں۔ یا رسول اللّٰہ قتل الحسین۔ اُس خدا کی قسم جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ قبر رسولؐ اس طرح ہلنے لگی جیسے نوحؑ کی کشتی طوفان میں ہل رہی تھی۔ اور زمین میں لرزہ آیا ہوا تھا۔ میں ڈر گئی کہ ہم زمین کے اندر دھنس جائیں گے۔ ہم سب روتے پیٹتے گریبان چاک پریشان کھلے بالوں کے ساتھ اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ دوسری مرتبہ اہل بیت علیہم السلام کی عورتیں اُس وقت قبرِ نبی پر آئیں جب شام سے مدینہ وارد و داخل ہوئیں۔ جیسے کہ ریاض الاحزان اور بحار الانوار ج 45 ص 198 ب 39 میں ہے کہ قبر نبی پر آ کر زینبؑ خاتون نے فریاد کی "انی ناعیة الیک اخی الحسین" اس طرح جب امام رضا علیہ السّلام نے خاک قبر امام حسینؑ کو دیکھا تو گریہ کرنے لگے۔ جیسے کہ بحار الانوار میں ہے راوی کہتا ہے میں امام حسینؑ کی قبر مطہر کی زیارت کے لیے گیا اور قبر کی سر کی طرف تھوڑی سی خاک اُٹھا کر لایا اور امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں پیش کی۔ امامؑ نے اُسے پکڑا اور سونگھ کر اتنا روئے کہ آپکے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ یہ میرے جد حسینؑ کی تربت ہے امام رضا علیہ السّلام خاک کربلا کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور رو پڑے لیکن کیا حال ہوگا سید سجاد امام زین العابدین علیہ السّلام کا جب مقتل میں بابا کی لاش کو دیکھا ہوگا پارہ پارہ بغیر سر کے پڑی ہے۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 21

خداتعالیٰ سورۂ کہف آیت 46 میں فرماتا ہے (المال والبنون زینة الحیوٰۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عندربک ثواباً)

سابقہ مجالس میں گذر چکا ہے نیک اور صالح اولاد والدین کے لیے سرمایۂ افتخار ہے اور بدکردار اولاد ماں باپ کے لیے دنیا اور آخرت میں رسوائی کا باعث ہے بیان کیا جاچکا ہے کہ اولاد کے صالح ہونے کے چند اسباب ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بچوں کی دوستی اور بیٹھنا اٹھنا کیسے لوگوں کے ساتھ ہے کیونکہ بدلوگوں کی صحبت بُرا اثر کرتی ہے اور اچھے لوگوں کی صحبت اچھا اثر رکھتی ہے اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے آیات اور روایات بھی اس چیز کی گواہی دیتی ہیں۔

سورۂ شعراء آیت 99 میں اہل جہنم کہتے ہیں۔ "وما اضلنا الا المجرمون" یعنی ہمیں صرف گناہگار لوگوں نے گمراہ کیا ہے: سورہ الحراف آیت 202 میں ہے۔ "واخوانھم یمدّونھم فی الغی) یعنی اُن کے بھائی اُن کو گمراہی کی طرف کھینچ کر لے گئے۔ اصول کافی ج 2 ص 375 اور 463 میں ہے کہ رسولؐ خدا

https://www.shiabookspdf.com/

نے فرمایا۔ "المرء علٰی دین خلیله و قرینه" یعنی ہر شخص دین کے ساتھ خود اپنا دوست اور ساتھی ہوتا ہے۔ بحار میں وارد ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے پوچھا کہ ہم کس کے ساتھ بیٹھے اُٹھیں؟ عیسیٰؑ نے فرمایا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھو جن کے ساتھ بیٹھنے سے خدا کی یاد تازہ ہو۔ اُن کے ساتھ بات کرنے سے علم میں اضافہ ہو۔ اور اُن کا عمل تمہیں آخرت کی طرف راغب کرے۔

اولاد کی زینت کا سبب بننے والی پانچویں چیز اچھی تعلیم دلوانا ہے۔ انوار نعمانیہ میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا "تعلموا تفسیر ابجد فان فیه الدعا عجیب کلها ویل لعالم جهل تفسیره" اپنی اولاد کو ابجد کی تفسیر کی تعلیم دو۔ کیونکہ ابجد کے معانی میں ہر عجیب چیز موجود ہے ہلاکت ہے اُس عالم کے لیے جو ابجد کی تفسیر سے جاہل ہو ابجد کے چند معانی کیے گئے ہیں۔ ایک وہ معنی جو حضرت عیسیٰؑ نے بچپنے میں اپنے استاد کے لیے بیان فرمایا تھا سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ جب بچے تھے تو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اُن بچوں میں سے ایک بچے نے دوسرے کو ٹانگ ماری جس سے وہ قتل ہو گیا۔ مقتول بچے کے رشتہ دار آئے اور انھوں نے بچوں کو پکڑ لیا اور کہا کس بچے نے اسے قتل کیا ہے؟ تمام بچوں نے کہا عیسیٰؑ نے اسے قتل کیا ہے اُنھوں نے عیسیٰؑ کو پکڑا اور قاضی کے پاس لے گئے۔ قاضی نے عیسیٰؑ سے پوچھا تو نے بچے کو کیوں قتل کیا ہے؟ حضرت عیسیٰؑ نے اُس قاضی سے فرمایا میرے خیال میں تو جاہل ہے کیونکہ تو نے پہلے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے یا نہیں؟ قاضی نے کہا تو ایک عقلمند بچہ نظر آتا ہے تیرا نام کیا ہے؟ آپ نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا میرا نام عیسیٰؑ بن مریم ہے۔اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ مقتول بچے کی میت کے پاس آئے اور فرمایا "قم باذن اللّٰہ الذی یحی العظام وھی رمیم "اُٹھو اُس خدا کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ خدا کے حکم سے وہ فوراً زندہ ہو گیا۔ عیسیٰؑ نے فرمایا۔ تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اُس نے کہا فلاں بچے نے۔ اُس بچے کو پکڑ لائے اور قصاص لینے لگے۔اس کے بعد وہ بچہ پھر مر گیا۔ حضرت مریم نے عیسیٰؑ کا ہاتھ پکڑا اور گھر جانے کے لیے کہا اور فرمایا دوبارہ ان بچوں کے ساتھ مت کھیلنا۔ آؤ میں تمہیں اُستاد کے پاس لے کر جاتی ہوں تاکہ وہاں کوئی سبق حاصل کرو۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ اماں جان مجھے کسی استاد کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے میں تو جب آپکے پیٹ میں تھا خدا نے مجھے اُس وقت ہی تورات اور انجیل کی تعلیم عطا کر دی تھی حضرت مریم نے کہا یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی تیرا استاد کے پاس رہنا ٹھیک ہے بجائے اس کے کہ تو بچوں کے ساتھ رہے حضرت مریم نے عیسیٰؑ کو استاد کے پاس مکتب میں بھیج دیا۔ استاد نے پوچھا اے بچے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا استادِ محترم۔ بہتر یہ ہے کہ جب کوئی بچہ تیرے پاس لایا جائے تو پہلے اُس کا نام پوچھ۔ اور پھر اُسے تعلیم دو۔ استاد نے کہا ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تیرا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام عیسیٰؑ بن مریم ہے۔ اُستاد نے کہا اے عیسیٰؑ کہو بسم اللّٰہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" اُستاد نے کہا کہو ابجد عیسیٰؑ نے فرمایا۔ ابجد کا کیا مطلب ہے؟ اُستاد غصے میں آ گیا حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا جناب عالی غصہ نہ کریں۔ کیونکہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو جاہل ہوتا ہے کچھ نہیں جانتا اُسے آہستہ آہستہ پتہ چلتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اُستاد نے عیسیٰؑ سے کہا۔ تم بتاؤ ابجد کا کیا مطلب ہے حضرت نے فرمایا تم اپنی جگہ سے اُٹھو تا کہ میں آپکی جگہ پر بیٹھ کر ابجد کا مطلب بتاؤں۔ اُستاد صاحب اُٹھے اور اپنی جگہ پر عیسیٰؑ کو بٹھا دیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ابجد کی الف سے مراد الاء اللہ۔ باء سے مراد بھاء اللہ۔ جیم سے مراد جمال اللہ ہے۔ اور دال سے مراد دین ہے۔ استاد نے کہا شاباش اب بتاؤ ھا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ھا سے مراد ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ہے۔ اور واوء سے مراد ویل یومئذللمکذبین ہے۔ اور زاء سے مراد زبانیہ جہنم ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے تمام حروف ابجد کا معنی بتایا۔ اُستاد نے عیسیٰؑ کا ہاتھ پکڑا اور اُن کی والدہ حضرت مریم کے پاس لے آیا اور کہا اپنے اس بیٹے کو اپنے پاس رکھو یہ تو پڑھنے کی بجائے خود مجھے پڑھاتا ہے۔

بحار الانوار میں ہے۔ کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا خدا کے تہتر اسم اعظم ہیں۔ اُن میں سے ایک اسم خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ جس کے متعلق کوئی نبی یا ولی نہیں جانتا خدا نے عیسیٰؑ بن مریم کو دو اسم اعظم عطا کیے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کو چار اسم اعظم عطا فرمائے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آٹھ اسم اعظم کا علم دیا تھا نوحؑ کو پندرہ اور حضرت آدمؑ کو پانچ اسم اعظم کا علم عطا کیا تھا لیکن محمدؐ و آلِ محمدؐ کو بہتر اسماء اعظم کا علم عطا ہوا ہے۔ محمد و آل محمد علیہم السّلام کی باقی انبیاء پر فضیلت کی وجہ بھی یہی ہے روایات میں موجود ہے کہ آصف بن برخیا جو حضرت سلیمانؑ کے وصی تھے کے پاس ایک اسم اعظم کا علم تھا جس کی طاقت سے انھوں نے تختِ بلقیس کو مُلکِ سبا سے آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمانؑ کے سامنے حاضر کر دیا تھا۔ تو امیر المومنین علیہ

https://www.shiabookspdf.com/

السّلام اور دوسرے آئمہؑ کے پاس بہتر اسم اعظم تھے۔ ان حضرات سے معجزے اور کرامات تو اس سے بھی بڑھکر ظاہر ہوئے جیسے کہ امیر المومنین علیہ السّلام مسجد کوفہ کے منبر پر فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر چاہوں تو اسی جگہ بیٹھے معاویہ کے سینے پر مار سکتا ہوں۔ یا فرماتے ہیں کہ اگر چاہوں تو اپنا ہاتھ بلند کروں اور شام میں معاویہ کی مونچھیں اور داڑھی کے بال پکڑ لاؤں اور اُسی وقت لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں چند بال موجود تھے کچھ روز کے بعد پتہ چلا کہ اُسی دن اُسی وقت معاویہ تخت سے نیچے گرا اور غش کھا کر بیہوش ہو گیا۔ اور کچھ بال بھی اُس کی داڑھی اور مونچھوں کے اُترے ہوئے تھے یہ دونوں واقعات دمعۃ الساکبہ ص 204 مدینۃ المعاجز اور بحار الانوار ج 43 ص 327 میں موجود ہیں جیسے کہ امام حسنؑ فرماتے ہیں میں اگر خدا سے دعا کروں تو عراق کو شام اور شام کو عراق کر دوں مرد کو عورت عورت کو مرد کر دوں اہل شام میں سے ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا۔ کون ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ مردوں کے درمیان بیٹھی ہے یہ کہنا تھا کہ وہ شامی عورت بن گیا اور اُس کی بیوی مرد بن گئی۔ آپؑ نے اُس سے فرمایا۔ تیری بیوی مرد بن جائے گی تجھ سے ہمبستری کرے گی اور تیرے جو اولاد پیدا ہو گی وہ خنثٰی ہو گی۔ اور لوگوں نے دیکھا ایسے ہی ہوا پھر اُن دونوں نے توبہ کی اور اپنے اصل حال پر واپس آ گئے امام حسنؑ کے اس معجزے کو علامہ مجلسیؒ بحار میں ذکر کرتے ہیں۔ بحار الانوار ج 44 ص 184 ب 25 میں ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا نے ہوا کو سلیمان کے لیے مسخر کیا ہوا تھا جو ایک دن اور رات میں دو مہینے کا سفر کرتے تھے۔ لیکن خدا نے جو مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس

https://www.shiabookspdf.com/

سے بھی زیادہ عطا فرمایا ہے پھر آپ نے فرمایا "نحن الذین عند علم الکتاب و بیان مافیہ" ہم وہ ہیں جن کے پاس کتاب کا اور جو کچھ کتاب میں ہے اُس کا علم موجود ہے۔ اور ہمارے پاس جو علوم ہیں وہ کسی کے پاس نہیں ہیں کیونکہ ہم خدا کے رازوں کے حامل ہیں۔ ہم آل اللہ اور رسولؐ خدا کے علم کے وارث ہیں۔

بحار الانوار ج 18 ص 8 ب 6 میں ابوحمزہ ثمالی کی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ کیا ہمارے آئمہ بھی مردہ کو زندہ اندھے اور برص والے کو شفاء دے سکتے ہیں اور پانی پر چل سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہر وہ چیز جو خدا نے انبیاء کو عطا کی تھی وہ محمدؐ کو عطا فرمائی ہے اور ہر وہ چیز جو رسولؐ خدا کے پاس تھی وہ امیر المومنینؑ کے پاس تھی پھر حسنؑ کے پاس اور پھر حسینؑ کے پاس تھی پھر ایک امام سے دوسرے امام کے پاس رہے گی قیامت کے دن تک بلکہ ہر گھڑی ہر ماہ اور ہر سال اُس میں اضافہ فرماتا ہے۔

مؤلّف فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ اور سیّد الشہداؑء کا اندھے کو آنکھیں عطا کرنے کا معجزہ مکرر رونما ہوا ہے جیسے کہ مدینۃ المعاجز میں کتاب ثاقب المناقب سے امیر المومنینؑ کے غلام سے نقل کرتے ہیں۔ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ حضرت تیر مارتے تھے اور ملائکہ اُن تیروں کو اُٹھا کر حضرت کی خدمت میں لاتے تھے پھر میں اندھا ہو گیا اور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے تمام واقعہ سنایا حضرت نے اپنا دستِ مبارک میری آنکھوں پر پھیرا اور میری بینائی واپس آ گئی۔ اسی طرح آئمہ اطہار علیہم السّلام سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی رونما ہوا ہے خاص طور پر

https://www.shiabookspdf.com/

سید الشہدا علیہم السّلام سے اُن کی زندگی میں شہادت کے بعد بھی۔ بحار الانوار ج 44 ص 181 ب 25 میں نقل کرتے ہیں راوی کہتا ہے ہم سید الشہداؑ کی خدمت میں موجود تھے ایک آدمی آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور گریہ کرنے لگا آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو۔ اُس نے عرض کیا میری ماں فوت ہوگئی ہے کوئی وصیت نہیں کی لیکن اُس کا کچھ مال موجود ہے اُس نے مرتے وقت مجھ سے کہا کہ مجھے اُس وقت تک دفن نہ کرنا جب تک میرے مرنے کی اطلاع آپکو نہ دے دوں۔ آپ نے فرمایا اُٹھو اُس عورت کا پتہ کریں۔ ہم حضرت کے ساتھ اُٹھے اور اُس حجرہ میں آئے جہاں اُس عورت کی میت پڑی تھی۔ آپ نے دعا کی کہ خدا اُسے زندہ کردے تا کہ وہ وصیت کرے۔ دعا کرنا تھا کہ وہ عورت زندہ ہوگئی اُٹھ بیٹھی اور کلمۂ شہادتین پڑھنے لگی آپ نے فرمایا وصیت کرو خدا تم پر رحمت فرمائے اُس عورت نے عرض کیا۔ یا بن رسولؐ اللہ میرا مال ہے اور فلاں جگہ موجود ہے۔ اُس میں سے تیسرا حصہ آپکا ہے آپ جس کو دینا چاہیں عنایت فرمادیں۔ اور باقی دو حصے میرے بیٹے کو دے دیں اگر آپکے چاہنے والوں میں سے ہے اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ آپکے مخالفوں میں سے ہے تو پھر وہ بھی آپکا ہے جس کو مرضی دیں کیونکہ مومنوں کے مال میں منافق حق نہیں رکھتا۔ پھر اُس نے حضرت سے التجا کی کہ وہ خود میری نماز جنازہ پڑھیں اور باقی تمام معاملات خود بجا لائیں اس کے بعد گری اور مرگئی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ بحر المصائب کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید الشہداؑ نے اپنے اصحاب اور انصار کو آواز دی اور فرمایا اے صاحب عزت لوگو اور ساتھیو اُٹھو حرم رسول کا دفاع کرو ان بدطینت کمینوں

https://www.shiabookspdf.com/

سے۔ جناب زینبؑ فرماتی ہیں مجھے اُس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے میں نے دیکھا خاک کربلا پر پڑے ہوئے اصحاب وانصارِ حسینؑ کے لاشے تڑپے اور اُٹھنا چاہتے تھے۔ اور ابھی شہادت کے بعد تو آپ نے تمام شہداء کو زندہ کیا اور بہشت کے آب وطعام سے سیراب کیا۔

دمعۃ الساکبہ ص294 میں ہے حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں جب حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کو پانی دینے سے منع کیا گیا تو آپ نے آواز دی میرے اصحاب میرے پاس آئیں ایک ایک صحابی حضرت کے پاس آتا آپ اُس کے ہاتھ میں اپنی انگلی رکھتے اور اُسے سیراب کردیتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے کہتے کہ خدا کی قسم ہم نے ایسا پانی پیا ہے کہ دنیا میں کسی نے ایسا پانی نہ پیا ہوگا۔

جب امام حسین علیہ السّلام کی شہادت ہوگئی تو تین دن کے بعد مغرب کے وقت آپ نے اپنے اصحاب کو بٹھایا اور ہر ایک کو اُس کے باپ کے نام کے ساتھ بلایا۔ سب کے سب حضرت کے اردگرد جمع ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے بہشتی کھانا منگوایا۔ آپ نے اور اصحاب نے جنت کا کھانا کھایا اور پانی پیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم کوفیوں کی ایک جماعت اُنھیں دیکھتی تھی اُن کے پاس سے گذرتے تھے لیکن وہ شعور اور عقل نہیں رکھتے تھے۔ اور خدا اس کے متعلق سورہ آل عمران آیت 168 اور 170 میں فرماتا ہے۔ (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عندربھم یرزقون فرحین بما آتا ھم اللّٰہ من فضلہ) تم خیال نہ کرو کہ وہ لوگ مردہ ہیں جو خدا کی راہ میں قتل ہوئے بلکہ وہ زندہ ہیں خدا کے پاس روزی

https://www.shiabookspdf.com/

کھاتے ہیں اور وہ خوش ہیں اُس سے جو خدا نے اپنے فضل سے اُن کو عطا کیا ہے۔

حضرت سید الشہدا ؑ کے بدن مطہر سے جو معجزات اور کرامات ظاہر ہوئی اُن میں سے ایک آپکے بدن کا نورانی ہونا دوسری آپکے بدن سے خوشبو کا آنا۔ تیسری آپکے ہاتھوں کا اُٹھنا جب ایک ملعون آپکا آزار بند کھولنے لگا تھا۔ جیسے کہ جمال ملعون کا قصہ ہے۔ چوتھا۔ آپکے سر کا آنا اور بدن کے ساتھ ملحق ہونا اور آپکا اُٹھ کر رسولؐ خدا کو شکایت کرنا۔ پانچواں آپکا گلے مبارک سے بات کرنا۔ چھٹا۔ آپکے بدن مبارک کی حفاظت کے لیے شیر کا آنا۔ ساتواں۔ آپکی لاش پر جنات کا نوحہ کرنا۔ آٹھواں۔ آپکے خون سے شفا حاصل ہونا۔ نواں۔ آپکے لیے بنی بنائی قبر کا ملنا۔ جیسے کہ بحار الانوار میں ہے کہ سب کے لیے تیار شدہ قبریں ملیں جن میں سفید پرندے تھے۔ دسواں۔ آپکے بدن کا سکینہؑ کے ساتھ ملاقات کرنا اور اُسے سینے سے لگانا جیسے کہ بحرالمصائب میں ہے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 22

خدا تعالیٰ سورہ مجادلہ آیت 11 میں ارشاد فرماتا ہے۔(یرفع اللّٰہ الذین آمنو امنکم والذین اوتو االعلم درجات) خدا تعالیٰ اس آیت میں فرمانا چاہتا ہے کہ جو چیز انسان کے مقامات کی بلندی اور افتخار کا باعث بنتی ہے وہ پہلے درجے پر ایمان ہے اس کے بعد علم۔ کوئی عبادت اور عمل ان دو کے علاوہ انسان کو کمال تک پہنچا نہیں سکتا۔ آخرت کے لیے بہترین سرمایہ ایمان ہے اور عمل صالح۔ خدا تعالیٰ سورۂ نساء آیت 57 میں فرماتا ہے۔(والذین آمنوا وعملوا الصالحات سندخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا) درحقیقت بہشت کی سب سے زیادہ اور بڑھ کر قیمت یہ دو یعنی ایمان اور علم اور اعمال صالح ہیں۔

بحار الانوار ج2 ص19 ب8 میں ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا ایک عالم شخص کی ایک رکعت نماز غیر عالم عابد کی ستر رکعتوں سے بہتر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یا علی عالم کا سونا عابد کی ہزار رکعت سے افضل ہے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عالم کا ایک رات سونا ستر سال کی عبادت سے

https://www.shiabookspdf.com/

افضل ہے۔(هل يستوى الذين يعلمون و الذين لايعلمون) اس آیت میں استفهام انکاری ہے۔یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں۔منہج الصادقین میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے کہ علماء کے لیے مومنوں پر سات سو درجات بلند ہیں۔ جن درجات میں ایک کا دوسرے سے فاصلہ پانچ سو سال راہ کا ہے۔ بحار اور صافی میں امام باقر علیہ السّلام سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ ایک عالم باعمل ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے۔ کیونکہ عالم اپنے علم سے دوسروں کی ہدایت کرتا ہے کیونکہ انسان کی روح کی زندگی علم کے ذریعے ہے اسی چیز کی طرف خدا ارشاد فرماتا ہے۔ سورہ مائدہ آیت 32 (من احيا هافكأ نما احيا الناس جميعاً) یعنی جو کسی گمراہ شخص کو ہدایت کرتا ہے تو ایسے ہیں جیسے اُس نے تمام لوگوں کو ہدایت کی ہو۔

توحید شیخ صدوق ص 300 اثنیٰ عشریہ ص 229 فصل 4 ب 6 میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا۔انسان کے جسم کی چھ حالتیں ہیں۔ صحة و المرض، الموتْ والحياة، النوم و اليقظة، و كذالک الروح ۔یعنی صحت اور بیماری، موت اور زندگی، سونا اور جاگنا، اسی طرح روح کے لیے بھی چھ حالتیں ہیں۔روح کا زندہ ہونا اُس کا علم رکھنا ہے اور روح کا مرنا اُس کا جاہل رہنا ہے۔ اسی چیز کی طرف امیر المؤمنین نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 18 ب 143 ص 346 میں ارشاد فرماتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں اے کمیل "الناس ثلاثة فعالم ربانی و متعلم علی سبيل نجاة وهمج رعاع" یعنی انسان تین طرح کے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا راہ نجاۃ کا متعلم اور تیسرا مکھیوں اور مچھروں کی طرح ہے۔ جو جدھر آواز سنتے ہیں چلے

https://www.shiabookspdf.com/

جاتے ہیں کہ دیکھیں کون ہے۔ اور کیا کہہ رہا ہے جس طرف ہوا چلتی ہے اُسی طرف چلے جاتے ہیں اُنھوں نے روشنی کو طلب نہیں کیا علم کے نور کے سبب کسی محکم ستون کے پاس نہیں گئے۔ اور وہ اپنے دین میں کبھی ادھر اور کبھی اُدھر ہیں۔ اور حضرت مال سے علم کے بہتر ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اے کمیل وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے مال کو جمع کیا۔ اگر چہ وہ لوگوں کے درمیان ظاہراً زندہ ہیں۔ اور علماء اُس وقت تک باقی ہیں جب تک یہ دنیا باقی ہے۔ اگر چہ اُن کا وجود نہیں ہے۔ لیکن اُن کی باتیں اور علوم لوگوں کے درمیان موجود ہیں۔

ہرگز نمیر آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

اس شعر کا معنی اس قول میں موجود ہے۔

"الناس موتی واھل العلم احیاء" یعنی لوگ مردہ ہیں اور علماء زندہ ہیں۔

بحار الانوار میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ عالم کا تکیہ لگا کر ایک گھڑی سوچ و بچار کرنا ایک عابد کے ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔

عالم اور علم کی فضیلت میں بحار الانوار میں ایک حدیث موجود ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ "علماء امتی کأ نبیاء بنی اسرائیل" میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ "العلماء ورثة الانبیاء" عیون اخبار الرضا اور جواہر الاخبار میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے دعا کی۔ اے میرے اللہ میرے خلفاء پر رحمت فرما۔ سوال کیا گیا آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ

https://www.shiabookspdf.com/

نے فرمایا میرے خلفاء میرے بعد وہ ہیں جو میری حدیث اور سنت کی روایت کریں۔

خصال شیخ صدوق اور بحار الانوار میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ تین طرح کے لوگ قیامت کے دن خدا کے پاس شفاعت کریں گے۔ انبیاء علماء اور شہداء۔ اس حدیث میں علماء کا شہداء سے پہلے ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ علماء شہداء سے افضل ہیں۔ ایک اور حدیث میں رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا۔ کیا علماء کا مقام خدا کے نزدیک زیادہ ہے یا شہداء کا؟ جبرائیل نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ "العالم الواحد اکرم علی اللہ من الف شہید" خدا کے نزدیک ایک عالم ہزار شہداء سے افضل ہے۔ خداتعالیٰ سورہ بقرہ آیت 253 میں فرماتا ہے۔ (تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض) ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ انبیاء میں بعض کو بعض پر فضیلت علم کے سبب ہے۔ جیسے کہ خدا نے حضرت آدمؑ کے مقام کو جب ملائکہ پر ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تو آدمؑ کو حکم دیا کہ ملائکہ کو بتاؤ اور خطاب ہوا۔ (یآدم انبئھم باسمائھم) مفسرین فرماتے ہیں کہ خدا آدمؑ کو تمام چیزوں کے فوائد اور نقصانات اور تمام مخلوقات کے اسماء الہام فرماتے تھے اور اس کے بعد فرمایا اب ان ملائکہ کو ان کے بارے میں خبر دو۔ جو میں نے ان کو بتائے تھے لیکن یاد نہ رکھ سکے اور کہنے لگے (سبحانک لا علم لنا الاما علمتنا) تو پاک ہے ہم نہیں جانتے مگر وہ جس کا تو نے ہمیں علم دیا ہے۔ اس کے بعد خدا نے آدمؑ کو حکم فرمایا کہ ملائکہ کو اُن خاص اسماء کی خبر دو اور پھر اُن کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں اور اس سجدہ سے مراد سجدۂ تکریم و تعظیم تھا۔ یا اس لیے تھا کہ وہ آدمؑ کو اپنا قبلہ بناتے ہوئے سجدہ خدا

https://www.shiabookspdf.com/

کودیں۔

علم کی عظمت خدا کے اس قول سے بھی ظاہر ہوتی ہے (قل رب زدنی علماً) ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ جو عالم اور علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یہ صرف عالم باعمل کی ہے۔ وگرنہ عالم بے عمل شیطان کی طرح ہے اور خدا عالم بے عمل کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ (کمثل الحمار یحمل اسفاراً) ایک دوسری جگہ ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لوکان بغیر التقٰی شرفاً
لکان ابلیس اعلم الناس

خدا عالم بے عمل کو کتے کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے (فمثلہ کمثل الکلب) یعنی بغیر تقویٰ کے اگر علم کی کوئی فضیلت ہوتی تو شیطان سب لوگوں سے زیادہ عالم تھا۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ علماء، عاملین اور فقہاء راشدین کے لیے خدا نے ایک مخصوص احترام اور مرتبہ بخشا ہے۔ اور یہ مقام و مرتبہ کچھ دنیا میں کچھ عالم برزخ میں اور کچھ قیامت کے دن ہے۔ دنیا میں جو علماء اور فقہاء کا مقام و مرتبہ ہے۔ یہ ہے کہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ طالب علم کے لیے ہر شئی حتیٰ کہ ہوا کے پرندے اور دریا کی مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ یہ کہ عالم کی نیند عبادت ہے۔ اور عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ بلکہ عالم کے گھر کی طرف دیکھنا اور اُس کی مجلس میں بیٹھنا عبادت ہے۔ بحار میں مولائے متقیانؑ کا فرمان ہے۔ عالم کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھنا ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے علماء کی

https://www.shiabookspdf.com/

زیارت میرے نزدیک ستر طوافِ کعبہ سے بہتر ہے۔ اور ستر حج وعمرۂ مقبولہ سے افضل ہے۔ بلکہ علماء کی زیارت مثل زیارت رسولؐ خدا ہے ان کے ساتھ مصافحہ پیغمبرؐ کے ساتھ مصافحہ کرنا ہے کتاب المحز ون میں پیغمبرِ اسلام سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا"

من زارا العلماء فکأ نما زارنی ومن صاف العلماء فکأنما صافنی ومن جالس العلماء فکأ نما جالسنی ومن جالسنی فی الدینا اجلسه اللّٰه متٰی فی الجنة" جس نے علماء کی زیارت کی اُس نے میری زیارت کی جس نے علماء کے ساتھ مصافحہ کیا اُس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ جو علماء کے ساتھ بیٹھا وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

بحار الانوار ج 74 ص 354 ب 21 میں حضرت کاظم علیہ السّلام سے روایت ہے۔

"مَنْ لم یقدر علٰی زیارتنا فلیزر صالحی موالینا یکتب له ثواب زیارتنا" جو شخص ہماری زیارت کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ ہمارے ماننے والوں میں سے نیک وصالح شخص کی زیارت کرے تو اُس کے لیے ہماری زیارت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اسی طرح عالم کے ساتھ جامع مسجد کے بغیر نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور جامع مسجد میں عالم کے ساتھ نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ رسولؐ خدا سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ علماء پر صدقہ کرنا سات ہزار صدقات کے برابر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ایک لاکھ صدقات کے برابر ذکر ہوا ہے۔ دنیا میں عالم کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں جامع الاخبار میں حدیث ہے کہ جب کوئی عالم کسی شہر میں داخل ہوتا ہے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے تو خدا اہل شہر کی قبروں

https://www.shiabookspdf.com/

سے چالیس دن کے لیے عذاب کو دور فرما دیتا ہے۔

بحار اور جلال العیون میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا یا علیؑ جب کوئی عالم اس دنیا سے جاتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس مہینوں تک اُس پر گریہ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی پیغمبرؑ اس دنیا سے جاتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس سال تک اُس پر گریہ کرتے ہیں۔ اور جب تجھے شہید کریں گے تو آسمان اور زمین چالیس سال تک تجھ پر گریہ کریں گے۔ لیکن حسینؑ قربان جاؤں تجھ پر تیرے اوپر آسمان اور زمین قیامت تک گریہ کریں گے۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 23

خدا تعالیٰ سورۂ عنکبوت آیت 61 میں ارشاد فرماتا ہے(ولئن سألتهم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله) اگر ان سے سوال کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج و چاند کو کس نے مسخر کیا ہے تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

عقل کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی بازگشت ایک ہستی کی طرف ہوتی ہے جو ذات واجب الوجود ہے۔ قرآنی آیات اور آئمہ اطہار علیہم السّلام کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جو تمام مخلوقات اور موجودات کی جبلّت اور فطرت میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی ان چیزوں کو تمام مخلوقات کی خلقت کے ساتھ اُن کی طبیعت میں قرار دیا ہے۔ اُن چیزوں میں سے پہلی چیز خالق اور صانع کی معرفت اور پہچان ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ اس آیۂ مذکورہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ ایک دوسری جگہ سورۂ عنکبوت آیت 63 میں فرماتا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

(ولـئـن سألتهم من نزل من السماء ماءً فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله) اگران مشرکوں اور بت پرستوں سے پوچھ لے کہ وہ کون ذات ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا جس سے زمین کو زندہ کیا تو وہ کہیں گے اللہ نے، "قـل الـحمدللّٰه بل اکثرهم لا یعقلون) کہو کہ تمام تعریفیں خدا کے ساتھ خاص ہیں۔ جس نے حق تمہاری زبان پر جاری کیا ہے بلکہ اکثر مشرک اس بات کو رد نہیں کرتے۔

تمام مذاہب کے لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اس کائنات کا کوئی خالق اور صانع ہے۔ حتیٰ کہ بت پرست، سورج پرست اور دھریے بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا ہے۔ جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے لیکن اس کے باوجود خدا کے لیے شریک قرار دیتے ہیں۔ اور اُس کی پوجا اور عبادت کرتے ہیں خدا سورہ یونس آیت 18 میں فرماتا ہے۔ "ویعبدون من دون الله مالا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاء نا عند الله" خدا کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو اُن کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی فائدہ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کے نزدیک ہماری شفاعت کریں گے۔ ایک اور آیت میں فرماتا ہے۔ (ومـا نـعبـدهم الا لیقربونا الـى الـلّٰـه زلفى) یعنی ہم ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے وہ ہمیں خدا کے قریب کریں گی۔ پس تمام لوگ حتیٰ کہ بت پرست اور دوسرے مشرک لوگ ان چیزوں کی عبادت خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی اس عبادت میں شرک موجود ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ یوسف آیت 106 میں اسی چیز کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ (ومـا یـؤمن اکثر هم بالله الا وهم مشر کون) یعنی

https://www.shiabookspdf.com/

اکثر لوگ اللہ کے ساتھ جو ایمان رکھتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ حالانکہ عالم ذر اور روزِ الست میں خدا نے جو تمام مخلوق سے اقرار لیا وہ یہ ہے (الست بربکم قالوا بلٰی) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسا اقرار کیا ہے تفسیر صافی اور بحار میں خدا کے فرمان (فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ) کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السّلام کا فرمان ہے ”فطر ھم علی المعرفة به“ یعنی خدا نے تمام مخلوق کو اپنی معرفت پر پیدا کیا ہے۔

بصائر الدرجات اور توحید شیخ صدوق میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا خدا نے تمام مخلوقات کو توحید۔ رسالت اور امیر المومنینؑ کی ولایت پر پیدا کیا ہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت سے سوال کیا گیا ہے کہ جس فطرت پر خدا نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اُس سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا وہ فطرت فطرتِ اسلام ہے جس پر اُن کو پیدا کیا ہے اور جس کا اُن سے وحدانیت پر میثاق لیا گیا تھا اگر شیطان کی گمراہی سے محفوظ رہیں تو تمام مخلوق اُسی فطرت پر موجود ہوگی اسی چیز کی تفسیر میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا ”کل مولود یولد علٰی فطرة فابواہ یھودانه او ینصرانه او یمجسانه“ والدین انہیں یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔

اور یہ جو اولاد کے دین کو ماں باپ کے دین کے ساتھ مربوط کیا ہے یہ اس لیے ہے کہ غالباً اولاد والدین کے ساتھ محشور ہوگی حالانکہ یہ بھی ممکن ہے بُرا دوست اُسے کافر بنا دے۔ جیسے کہ سورہ اعراف آیت 202 میں اسی کی طرف اشارہ ہے جس میں

https://www.shiabookspdf.com/

خطاب ہے (واخوانهم يمدونهم فی الغی ثم لا يقصرون)

پس ہر چیز اپنے خالق اور صانع کی معرفتِ تکوینی کے ساتھ پہچان رکھتی ہے حتیٰ کہ حیوانات اور جمادات بھی اس میں شریک ہیں۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ان من شئی الا یسبح بحمده ولٰکن لا تفقهون تسبيحهم) یعنی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو خدا کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے (یسبح لِلّٰه مافی السمٰوات وما فی الارض)

جمادات کس طرح تسبیح کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جمادات زبانِ حال سے تسبیح کہتے ہیں جس کے ساتھ وہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں اور اسی ملکوتی زبان کے ذریعے ہی قیامت کے دن ہر چیز گواہی دے گی اسی زبان کے ساتھ بدن کے اعضاء اپنے کیے ہوئے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور جب قیامت کے دن اعضاء گواہی دیں گے تو لوگ پوچھیں گے (وقالو لجلودهم لم شهدتم علينا) تم ہمارے خلاف گواہی کیوں دے رہے ہو؟ تو اعضاء یوں کہیں گے ہمیں اُس نے زبان عطا کی ہے جس نے تمام چیزوں کو زبان عطا کی ہے اور تمہیں پیدا کیا ہے پس خدا نے ہر چیز کو ایک باطنی زبان عطا کر رکھی ہے۔ اسی زبان کے ساتھ پتھر دستِ پیغمبرؐ پر گویا ہوا۔ کچھ حضرات کہتے ہیں کہ پتھر کا ہاتھ پر بولنا پیغمبرؐ کا معجزہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر چیز زبانِ حال میں خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ پیغمبرؐ کا معجزہ تو یہ ہے کہ اُنھوں نے پتھر کی زبان لوگوں کو سنوائی۔

خدا تعالیٰ سورہ نور آیت 41 میں فرماتا ہے (والطير صافات كل قد علم

https://www.shiabookspdf.com/

صلاتہ وتسبیحہ) اس قول کی تفسیر میں بحارالانوار میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا "ما من طیر یصادفی بر ولا بحر ولا یصادشئی من الوجود من الابتضییعہ التسبیح" کسی بھی پرندے یا جانور کا خشکی یا صحرا میں شکار نہیں کیا جاتا مگر اُس وقت جب وہ خدا کی تسبیح کو ترک کرتے ہیں۔

ہر حیوان چاہے وہ زمینی ہو یا ہوائی بری ہو یا بحری ایک خاص ذکر کرتا ہے بحار الانوار میں روایت ہے امیر المومنینؑ نے فرمایا "ان اللّٰہ ملکاً فی صورۃ الدیک الاصلح الاشہب" خدا نے ایک فرشتے کو پیدا کیا ہے جو دو رنگ کے مرغ کی طرح ہے اس کے پنجے ساتویں زمین کے طبق میں اور پر عرش کے نیچے ہیں۔ ایک پر برف کا ہے اور دوسرا آگ کا ہے ایک پر مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اپنے پنجوں پر کھڑا ہو کر اپنے پروں کو ہلاتا ہے جیسے گھروں میں مرغ ہلاتے ہیں اُس کا برف والا پر آگ والے پر کو ٹھنڈا نہیں کرتا اور آگ والا پر برف والے پر کو پگھلاتا نہیں۔ بلکہ وہ بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات کہتا ہے۔ "اشھد ان لا الہ الااللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ خاتم النبین وان وصیہ خیر الوصیین سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح" ان کلمات کو دنیا کے مرغ سن کر اُس کا جواب دیتے ہیں کتاب کلمہ طیبہ میں لکھتے ہیں کہ وہ مرغ تین ذکر کرتا ہے ایک یہ جو ذکر ہو چکا ہے۔ اور دوسرا وہ مرغ یہ کہتا ہے "سبحان من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد اللّٰھم العن قاطع رحمہ" یعنی اے اللّٰہ قطع رحم کرنے والے پر لعنت کر...... تیسرا وہ سحری کے وقت یہ ذکر کرتا ہے "اذکر

https://www.shiabookspdf.com/

اللّٰہ یا غافلین" غافل لوگو خدا کو یاد کرو۔ دوسرے مرغ اُس کے ساتھ کہتے ہیں "قم یا ایھا الغافل" اے غافل اُٹھ۔

کلمہ طیبہ ص 329 میں ہے کہ فاختہ یہ ذکر کرتی ہے "سبحان من یَریٰ ولایُریٰ وھو با لمنظر الاعلی اللّٰھم العن ترک الصلوٰۃ متعمداً" پاک ہے وہ ذات جو دیکھتا ہے۔ لیکن دیکھا نہیں جاتا۔ اے اللہ لعنت کر اُس پر جو عمداً نماز کو ترک کرے۔ ایک اور چیز جو تمام چیزوں کی خلقت اور فطرت میں موجود ہے وہ یہ کہ خدا نے کوئی چیز فضول اور لغو پیدا نہیں کی۔ جیسے کہ خدا سورہ دخان آیت 38 میں فرماتا ہے (وما خلقنا السّمٰوات والارض وما بینھما لاعبین) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے فضول و لغو پیدا نہیں کیا۔ بس کائنات کی یہ مٹی کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور رکھتی ہے۔ لیکن وہ فائدہ ایک خاص وقت میں اور حکم خدا سے ہوتا ہے۔ جیسے آپ جانتے ہیں کہ آگ کا کام جلانا ہے لیکن جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو یہ اکثر ختم ہوتی ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ (یا نار کو کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم) اور وہ آگ اتنی ٹھنڈی ہوئی کہ اگر اس کو سلامتی کا حکم نہ ہوتا تو ابراہیم سردی برداشت نہ کر سکتے...... حضرت موسیٰ کاظمؑ کے معجزات میں ہے جب عبداللہ افطح نے آپ کے ساتھ امامت میں جھگڑا کیا تو آپ نے حکم دیا کہ آگ جلائی جائے اور خود اُس آگ میں چلے گئے کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فرمایا جو بھی امامت کا دعویدار ہے وہ آئے اور آگ میں بیٹھ کر دکھلائے۔ اسی طرح مدینۃ المعاجز میں روایت ہے کہ امیر المومنینؑ اور امام زین العابدینؑ نے سنگ ریزے کو جواہر بنا دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک اور چیز جو تمام موجودات کی فطرت اور جبلت میں موجود ہے وہ محمد وآل محمد علیھم السّلام کی معرفت ہے۔ روایات میں موجود ہے کہ عالم ذر میں خدا نے تمام مخلوقات سے خدا کی وحدانیت رسولؐ کی رسالت اور امیر المومنینؑ کی امامت ولایت کا اقرار لیا۔ جس نے اقرار کرلیا وہ فضیلت اور شرافت کا حقدار ہوا اور جس نے انکار کیا وہ مذموم اور ملعون ہوا۔ اسی چیز کی طرف زیارت جامعہ کے یہ کلمات اشارہ کرتے ہیں۔ "حتیٰ لایبقیٰ ملک مقرب ولانبی مرسل ولاصدیق ولاشهید ولاعالم ولاجاهل ولادنی ولافاضل ولامؤمن صالح ولافاجر ولاجبار عنید ولاشیطان مرید ولاخلق فیما بین ذالک شهید الا عرفهم جلدا مرکم وعظم خطرکم وکبر شانکم وتمام نورکم وصدق مقاعدکم وثبات مقاکم وشرف محلکم ومنزلتکم عنده وکرامتکم علیه" اس تمام عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ خدا نے تمام مخلوقات کو محمد وآل محمد علیھم السّلام کی معرفی کروائی اور اُن کی جلالت اور شرافت کی پہچان کروائی اُن کی معرفت اور ولایت کو اُن کے سامنے پیش کیا کچھ نے حسد اور شقاوت ذاتی کی وجہ سے اس کا انکار کردیا اور کچھ نے اس فضیلت اور شرافت کا اقرار کیا جنہوں نے ان کی فضیلت کا اقرار کرلیا اور مشکلات میں ان کا تمسک حاصل کیا تو وہ نجات پا گئے۔ جیسے کہ زیارت جامعہ میں ہے۔ "من اتاکم نجی ومن لم یأتکم هلک" یعنی جو تم آل محمدؐ کے پاس آ گیا وہ نجات پا گیا اور جو ان کے پاس نہ آیا وہ ہلاک ہوگیا۔ بس تمام موجودات اور مخلوقات اس خاندان طہارت کو جانتے اور پہچانتے تھے تبھی تو ان کی معرفت رکھتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ مدینۃ المعاجز میں ہے۔ کہ سلمان فارسی کو شیراز کے صحرا اژرن میں ایک شیر نے گھیر لیا سلمان نے آواز دی اور کہا(یافارس الحجاز ادرکنی) تو اُسی وقت ایک سوار شخص آیا جس نے اُسے شیر سے نجات دی اور شیر سے فرمایا۔ اب سے تو سلمان کے لیے لکڑیاں اُٹھایا کرے گا۔ سلمان اُس پر لکڑیاں لاد کر شہر لاتے تھے ایک اور روایت بحار الانوار ج 24 ص280 ب17 میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا یا علیؑ دائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنا کرو۔ عرض کیا مقربین کون ہیں آپؐ نے فرمایا۔ جبرئیل اور میکائیل حضرت علی علیہ السّلام نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا سرخ عقیق کی۔ کیونکہ سب سے پہلے جس پہاڑ نے میری نبوت تیری وصایت تیری اولاد کی امامت اور تیرے ماننے والوں کے بہشت میں جانے کا اقرار کیا وہ یہی پہاڑ تھا۔ اسی طرح اونٹ کا امیرالمومنینؑ کے حکم پر کلام کرنا۔ اس طرح کے اور کئی معجزات جو کتب میں مذکور ہیں۔

بحار الانور ج40 ص48 ب91 تمر صیحانی کی روایت ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا اور حضرت امیرالمومنینؑ ایک نخلستان سے گذر رہے تھے کہ کھجوروں کے درخت ایک دوسرے کو پکار پکار کر بتا رہے تھے۔ "ھذا النبی المصطفٰی وھذا علی المرتضٰی" یہ نبی مصطفٰی ہیں اور یہ علی مرتضٰی ہیں۔ ایک اور کھجور نے دوسری سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور وہ ہارون ہیں۔ ایک اور نے کہا یہ خاتم الانبیاء ہیں اور یہ خاتم الاصیاء ہیں۔ اسی وجہ سے کہ وہ ایک دوسرے کو پکار پکار کر بتا رہی تھیں۔ رسولؐ خدا نے اُن کھجوروں کا نام صیحانی یعنی پکارنے والی رکھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

مدینۃ المعاجز میں ایک روایت میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا نے ان کھجوروں کو ہمارے شیعوں کے لیے خاص طور پر شفاء قرار دیا ہے اس لیے وہ ان سے بیماروں کا علاج کیا کریں۔

ایک اور دلیل اس بات کی کہ تمام چیزیں اور تمام مخلوقات خدا، پیغمبرؐ اور آئمہ کو پہچانتے ہیں یہ ہے کہ سید الشہداءؑ کی شہادت پر تمام چیزوں نے گریہ کیا جیسے کہ بحارالانوار ج45 ص206 ب40 میں ہے امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ چیزیں جو دیکھی جاتی ہیں اور جو نہیں دیکھی جاتی سب نے حسینؑ پر گریہ کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ آپؑ نے فرمایا حسینؑ پر انسانوں، جنوں پرندوں اور وحشی جانوروں نے اتنا گریہ کیا کہ اُن کے آنسو جاری ہو گئے۔ امالی صدوق میں امام حسنؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا حسینؑ بن علیؑ پر ہر شے نے گریہ کیا حتیٰ کے وحشی جانوروں اور دریا کی مچھلیوں نے۔ زیارت ناحیہ میں ہے کہ اعلا علیین میں حوروں نے ماتم کیا۔ بلکہ مقتل میں آ کر زینب علیہا السلام نے نوحہ پڑھا تو ہر دوست اور دشمن گریہ کرنے لگا۔ حتیٰ کہ گھوڑوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔

کلمہ طیبہ کہ صفحہ 209 پر ہے کہ ایک عابد شخص ہمدان کے قریب ایک پہاڑ بنام الوند میں اٹھارہ سال تک عبادت میں مشغول رہا وہ کہتا ہے کہ ایک رات میں نماز مغرب میں مشغول تھا کہ میں نے ایک عجیب وغریب آواز سنی میں نے کیا دیکھا کہ وہاں مختلف قسم کے جانور ہیں جن میں شیر، چیتا، بھیڑیا اور ہرن وغیرہ ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور چیخ وپکار کر رہے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا اس کے بعد مجھے خیال آیا

https://www.shiabookspdf.com/

کہ آج شب عاشور ہے۔ اور یہ جانور سید الشہدا ؑ پر نوحہ وگریہ کررہے ہیں۔ جب میں مطمئن ہوگیا کہ مجھے ان سے کوئی ڈر نہیں ہے بلکہ یہ تو ماتم کررہے ہیں تو میں نے بھی عمامہ سر سے اُتارا اور حسینؑ حسینؑ کرتے ہوئے اُن کی طرف بڑھنے لگا۔ اُنھوں نے مجھے دیکھ کر اپنے درمیان میں میرے لیے جگہ بنائی اور میرے اردگرد حلقہ بنا کر ماتم کرنے لگے کچھ جانور اُن میں سے زمین پر سر مارتے تھے اور کچھ زمین پر لیٹ رہے تھے۔ اور اسی طرح پوری رات اُن کا یہی حال رہا۔ اور یہ میں لگاتار اٹھارہ سال تک دیکھتا رہا۔

مرحوم برغانی مخزن البکاء میں لکھتے ہیں کہ قزوین میں ایک بڑا پرانا چنار کا درخت تھا جس سے عاشور کے دن خون جاری ہوتا ہے بتایا جاتا ہے۔ کہ سید الشہدا ؑ کی شہادت کے وقت جو پرندے آپ کی لاش کے ساتھ خون آلودہ ہو کر وہاں سے ادھر اُدھر اُڑے تھے اُن میں سے ایک اس درخت پر آ کر بیٹھا تھا۔ اُس وقت سے اب تک اس سے خون جاری ہوتا ہے مؤلف فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُس سے خون جاری ہوتے ہوئے دیکھا۔ کتاب اربعین الحسینیہ میں نقل ہے کہ شہر موصل میں شامیوں نے ایک پتھر پر سید الشہدا ؑ کا سر رکھا آپکے سر مبارک سے ایک قطرہ اُس پتھر پر گرا اور عبدالملک بن مروان کے زمانے تک اُس پتھر سے عاشور کے دن خون جاری ہوتا تھا۔ لوگ وہاں اکٹھے ہو کر عزاداری کرتے تھے۔ عبدالملک نے اس پتھر کو اُٹھوا کر چھپا دیا۔ اس کے بعد وہاں ایک یادگار گنبد کی شکل میں موجود ہے۔ اور اس جگہ کا نام مشہد ہے۔ بحار الانوار ج 45 ص 53 میں ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

آسمان پہلے سرخ نہ ہوتا تھا جب سے حسینؑ نے اپنا خون آسمان کی طرف پھینکا تب سے یہ سرخ ہونے لگا ہے۔ بحارالانوار ج45 ص213 ب40اور مدینۃ المعاجز میں 281 میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے بومہ (ایک پرندے کا نام ہے) کو دن میں دیکھا ہے انہوں نے کہا کم ہی دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا حسینؑ کی شہادت سے پہلے یہ پرندہ آبادیوں میں رہا کرتا تھا۔ لیکن شہادت کے بعد اس نے آبادیوں میں رہنا ترک کر دیا اور ویرانوں میں رہنے لگا۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ سید الشہداءؑ پر ہر چیز نے گریہ کیا۔ حتیٰ کہ عمر سعد بھی اُس وقت رونے لگا۔ جب زینبؑ نے اُسے مخاطب ہو کر کہا۔ اے عمر سعد تو دیکھ رہا ہے اور نواسۂ رسولؐ قتل ہو رہا ہے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 24

خداوند قدوس سورۂ انفطار آیت 10 تا 12 میں ارشاد فرماتا ہے۔ (وانّ علیکم لحافظین کراماً کاتبین، یعلمون ما تفعلون) بے شک تم پر دو محافظ صاحب عزت مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔

جب انسان بالغ ہوتا ہے تو اس پر چار فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو اُس کے تمام اعمال واقوال لکھتے ہیں۔ دو فرشتے رات کو اور دو دن کو ہوتے ہیں ایک فرشتہ جس کا نام رقیب ہوتا ہے۔ دائیں کندھے پر ہوتا ہے اور دوسرا فرشتہ جو بائیں کندھے پر ہوتا ہے اُس کا نام عتید ہے۔ ایک نیکیاں اور دوسرا برائیاں لکھتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ معارج آیت 37 میں فرماتا ہے۔ (وعن الیمین وعن الشمال عزین) اور سورہ ق آیت 18 میں فرماتا ہے یعنی انسان جو کچھ بھی منہ سے نکالتا ہے تو دو فرشتے رقیب اور عتید موجود ہوتے ہیں جو لکھ لیتے ہیں

خدا نے دائیں طرف کے فرشتے کو بائیں طرف والے فرشتے پر امیر بنایا ہے بندہ جب کوئی نیکی کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ فوراً لکھ لیتا ہے۔ اور جب کوئی گناہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے نہ لکھ اصول کافی ج 2 ص 430 میں ہے۔ وہ فرشتہ جو دائیں طرف ہوتا ہے۔ بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے جلدی نہ کر ہو سکتا ہے کہ یہ شخص کوئی نیکی بجالائے جس کی وجہ سے اس کا گناہ محو و معاف ہو جائے۔ کیونکہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ (ان الحسنات یذھبن السیئات) یقیناً نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں سات گھنٹے تک اُس کو مہلت دی جاتی ہے اور وہ گناہ نہیں لکھتا۔ سات گھنٹے تک اگر وہ کوئی نیکی نہ بجالائے یا توبہ نہ کرے تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے۔ اس بدبخت اور رحمتِ خدا سے محروم کے گناہ لکھ لے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ فرشتہ کہتا ہے یہ بندہ کتنا بے حیاء ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ بعض اوقات تو ایسے گناہ کرنے والے شخص کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر تین دن تک کوئی نیکی یا توبہ نہ بجالایا تو پھر گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ اُن اوقات میں سے ایک ربیع الاول کی نہم تاریخ ہے دوسرا عید غدیر ہے تیسرا وہ شخص جو حج کرتا ہے تو اس کو چار مہینے تک مہلت دی جاتی ہے۔ اس اُمت مرحومہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ باقی تمام اُمتوں میں نیکی کا ارادہ کرنے پر اجر نہیں تھا اور ایک نیکی پر ایک ثواب ملتا تھا۔ لیکن اس امت میں نیکی کا ارادہ پر ایک نیکی ہے اور نیکی کے بجالانے پر دس گنا اجر ملتا ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ انعام آیت 160 میں فرماتا ہے۔

(من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء باالسّیئة فلایجزی الامثلها) .

چند روایات میں ہے کہ کچھ ایسے ایام و اوقات ہیں جن میں ایک نیکی ہزار نیکیوں کے برابر ہوتی ہے جیسے کہ بحار الانوار ج 69 ص 345 ب 46 روایت 9 میں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا رمضان المبارک میں دو رکعت نماز دوسرے ایام میں سات ہزار رکعت نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اس مہینے میں عمل دو برابر ہو جاتا ہے کسی نے سوال کیا یا حضرت کتنا زیادہ ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ نیکیاں ہزار ہزار گناہ بڑھ جاتی ہیں۔ اُن نیکیوں میں سے ہر ایک نیکی اُحد کے پہاڑ سے افضل ہے۔ اسی چیز کی طرف خدا کے اس قول میں اشارہ ہے۔ (**واللّٰہ یضاعف لمن یشاء**)۔

دوسرا مقام۔ حضرت سید الشہداءؑ کی قبر کی زیارت کرنے والے بحار الانوار میں صفوان جمال سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا امام حسینؑ کے زائر کے لیے کمتر فضیلت یہ ہے کہ اُس کی ایک نیکی ہزار گُنا ہوتی ہے۔ اور گُناہ صرف ایک لکھا جاتا ہے۔ کہاں گناہ اور کہاں ایک نیکی ہزار ہزار گنا نیکیوں کے برابر۔ اے صفوان خوشخبری ہے تیرے لیے۔ خدا نے کچھ فرشتے خلق فرمائے ہیں جن کے ہاتھوں میں نور کی بنی ہوئی دستے والی لکڑیاں ہیں۔ جب دائیں طرف والے فرشتے سید الشہداء کے زائر کا گناہ لکھنے لگتے ہیں تو وہ فرشتے اُن سے کہتے ہیں لکھو (**فاؤلئِک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات**) یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ خدا نے نیکیوں میں تبدیل کر دیئے ہیں۔ کتاب معلم الزلفی میں ایک اور حدیث ہے۔ جس میں موجود ہے کہ (**ان زوار الحسین لاتکتب علھیم سیّئۃ**)۔ یعنی زائر حسینؑ کے گناہ لکھے نہیں جاتے۔ تیسرا مقام۔ جہاں نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے مکہ معظّمہ ہے۔ منہج الصادقین میں خدا کے قول (**ان اول بیت وضع للناس**) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن عباس کی

https://www.shiabookspdf.com/

روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک رکعت نماز ایک ہزار رکعت کے برابر ہے۔ مکہ میں ایک دینار صدقہ ایک لاکھ صدقہ دینے کے برابر ہے۔ اور ایک نیکی مکہ میں ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

چند مقامات ایسے ہیں جہاں گناہ لکھا ہی نہیں جاتا۔ ایک اُس شخص کے لیے جو دن رات طاغوت اور ظالموں پر لعنت کرتا ہے جیسے کہ کتاب شفاء الصدور میں ابوحمزہ امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص جبت اور طاغوت پر ایک بار لعنت کرے تو خدا اُس کے لیے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسی اندازے کے برابر اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اسی مقدار اور تعداد میں اُسے درجے عطا کرتا ہے اور جو رات کو بھی ایسا کرے تو اُس کے لیے اتنی ہی مقدار میں اور لکھا جائے گا ابوحمزہ کہتا ہے اس کے بعد میں امام علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس حدیث کو نقل کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں اے ثمالی ایسا ہی ہے کیا میں اس میں اور اضافہ کروں؟ میں نے عرض کیا ہاں میرے آقا۔ آپ نے فرمایا جوان دونوں پر دن میں ایک دفعہ لعنت کرے تو اُس دن کے گناہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے نہیں جاتے اور جو رات کو بھی ان دونوں پر لعنت کرے تو پوری رات صبح تک اُس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

جو شخص مریض ہو اُس کے بھی گناہ نہیں لکھے جاتے۔ بحارالانوار میں ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا جب کوئی مومن بیمار ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ بائیں طرف مومن کے بیٹھے ہوئے فرشتے کو وحی فرماتا ہے کہ جب تک میرا یہ بندہ بیمار ہے۔ اس

https://www.shiabookspdf.com/

کے گناہ نہ لکھنا اور دائیں طرف والے فرشتے کو وحی فرماتا ہے۔ جو کچھ تو اُس کی صحت کے وقت نیکیاں لکھتا رہا ہے وہ نیکیاں بیماری میں لکھ پیغمبرؐ اسلام خطبۃ الوداع میں فرماتے ہیں۔ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو اس کے اپنے گھر سے بیمار کے گھر تک اور بیمار کے گھر سے اُس کے گھر تک جتنے قدم اُٹھاتا ہے ہر قدم پر اُسے ستر ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ ستر ہزار درجات عطا کئے جاتے ہیں۔ اور ستر ہزار فرشتے اس کی قبر پر معین کئے جاتے ہیں جو اُس کی زیارت کرتے ہیں اور قیامت تک اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ ایک اور شخص جس کے گناہ نہیں لکھے جاتے وہ حج کرنے والا ہے۔ جس کے چار مہینے تک گناہ نہیں لکھے جاتے۔

ایک اور شخص جس کے گناہ نہیں لکھے جاتے وہ ہے جس کی عمر اسی سال سے بڑھ گئی ہو۔ کتاب ثواب الاعمال میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ انسان جب اسی سال کا ہوتا ہے تو اہل آسمان اُسے دوست رکھتے ہیں۔ اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ اور خدا حکم دیتا ہے کہ اس کی نیکیاں لکھو اور گناہ رہنے دو۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے گناہ محو ہو جاتے ہیں اُن میں سے ایک وہ جو توبہ کرے جیسے کے حدیث میں ہے (التائب من الذنب کمن لا ذنب له) گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ اصول کافی میں ہے کہ جب بندہ توبہ نصوحہ کرتا ہے تو خدا اُسے پسند کرتا ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز اُس پر پردہ ڈالتی ہے۔

کچھ روایات میں ہے کہ جو بندہ استغفار کرتا ہے خدا کے حکم سے فرشتے اُس

https://www.shiabookspdf.com/

کے نامۂ اعمال کو پھاڑ دیتے ہیں۔ایک حدیث میں رسولؐ خدا نے فرمایا جو کوئی ہر روز نماز عصر کے بعد ایک مرتبہ استغفار کرے تو خدا حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو اس کے گناہوں والا نامۂ اعمال پھاڑ دو چاہے کتنے بھی گناہ ہوں۔

اور استغفار یہ ہے "استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم الرحمٰن الرحیم ذوالجلال والا کرام وا سئلہ ان یتوب علی توبۃ عبد ذلیل خاضع فقیر بائس مسکین مستکین مستجیر لا یملک لنفسہ نفعاً ولا ضرا د ولاموتا ولاحیاتا ولا نشوراً"

ایک اور گروہ جن کے گناہ محو ہوتے ہیں وہ سید الشہدأءؑ کے عزادار ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام نے ریان بن شبیب سے فرمایا۔اے ریان۔اگر تو حسینؑ پر اتنا گریہ کرے گا کہ تیرے آنسو رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا تیرے تمام گناہانِ صغیرہ وکبیرہ زیادہ ہو یا کم معاف کردے گا ایک اور حدیث میں حضرت نے فرمایا۔حسینؑ جیسے شہید پر گریہ کرنا چاہئے۔کیونکہ آنخضرت پہ گریہ بڑے بڑے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے (دمعۃ الساکبہ میں حدیث ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا جو شخص مجھ پر گریہ کرے گا وہ اپنی جگہ سے اس حال میں اُٹھے گا کہ اُس کی گردن پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور ایسے ہوگا جیسے کہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 25

خدا تعالیٰ سورۂ زمر آیت 60 میں ارشاد فرماتا ہے۔ (ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ)۔ قیامت کے دن تم دیکھوں گے کہ جنھوں نے خدا کے بارے میں جھوٹ بولا ہوگا اُن کے چہرے سیاہ ہیں۔

تفسیر منہج الصادقین میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا جو کوئی ہمارے بارے میں جھوٹی نسبت دے گا تو اُس نے خدا اور رسولؐ پر افتراء باندھا کیونکہ جو حدیث ہم نقل کرتے ہیں تو ہم یہ نہیں کہتے کہ فلاں اور فلاں نے کہا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں خدا نے یہ فرمایا ہے۔ اور رسولؐ خدا نے یہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس گذشتہ مذکورہ آیت کی تلاوت کی سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ تجھے معلوم ہونا چاہئے خدا تجھے توفیق دے یقیناً جھوٹ بولنا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ مومن سے ہوسکتا ہے کبھی زنا، لواطہ، چوری اور شراب خوری سرزدہ جائے لیکن جھوٹ نہیں بولتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا شریعت میں زنا، شراب اور چوری سے بھی بُرا ہے۔ اس کے بعد سید جزائری فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ ''ان

https://www.shiabookspdf.com/

المومن اذاکذب من غیر لعذر لعنه سبعون الف ملک" جب مومن کسی غدر کے بغیر جھوٹ بولتا ہے تو ستر ہزار ملائکہ اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ پس جھوٹ بولنے سے اُس کے دل سے گندی بو آتی ہے جو عرش کے فرشتوں تک جاتی ہے اور وہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور خدا ستر زنا کے برابر گناہ اُس کے لیے لکھتا ہے جو اُس نے اپنی ماں کے ساتھ کیا ہو اصول کافی اور بحارالانوار میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا خدا نے ہر برائی کے لیے ایک تالا بنایا ہے اور اُن سب تالوں کی چابی شراب ہے۔ اور جھوٹ بولنا شراب پینے سے بھی بدتر ہے۔ بحار اور جامع الاخبار میں امام حسن عسکریؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تمام برائیوں کا ایک گھر ہے اور اُس گھر کی چابی جھوٹ بولنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ دوسرے گناہوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

جھوٹ بولنے کی مذمت میں روایات کثرت سے موجود ہیں حتیٰ کہ بعض روایات میں جھوٹ بولنے کو منافقت کی علامت شمار کیا ہے۔ اور سب سے بدتر جھوٹ خدا رسولؐ اور امامؑ کے بارے میں جھوٹ بولنا ہے اور ایسے جھوٹ پر کفارہ بھی لازم ہوتا ہے جو لوگ خدا کے متعلق جھوٹ بولتے ہیں خدا اُن کے دل سے ایمان کو خارج کر دیتا ہے۔ (انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون) ایک اور مقام پر سورہ انعام آیت 98 میں فرماتا ہے (وَمَنْ اظلم ممن افتریٰ علیٰ اللّٰه کذباً) جو اللہ کے بارے میں جھوٹ کہتا ہے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ جھوٹ سے مراد واقعہ اور حقیقت کے برخلاف بات کرنا۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ خدا یا پیغمبرؐ یا امامؑ نے ایسا

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا ہے جبکہ نہ فرمایا ہو یا یہ کہے کہ پیغمبرؐ یا امامؑ نے ایسے کہا ہے جبکہ ایسا نہ کہا ہو۔

ہاں اگر کوئی شخص جھوٹ کی نسبت ناقل کی طرف دے تو پھر کوئی ہرج نہیں ہے۔ جیسے کہ علماء فرماتے ہیں نقل کفر، کفر نیست۔ اسی طرح اگر کوئی کسی سے کوئی خبر یا حدیث سنے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ یہ سچی ہے یا جھوٹی تو اُس کی نسبت ناقل کی طرف دے۔ اگر کسی ناقل یا کتاب کی طرف نسبت نہ دے تو جھوٹ ہوگا۔ اور اس جھوٹ کو "کذب مفترع" کہتے ہیں۔ اصول کافی میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا "اباکم و الکذب المفترع" یعنی اپنے آپ کو کذب مفترع سے بچاؤ آپ سے پوچھا گیا کذب مفترع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی شخص تیرے سے حدیث بیان کرے اور تو آگے حدیث بیان کرنے والے کا نام ذکر نہ کرے۔ اسی طرح ہے کہ کوئی انسان یہ کہے کہ شیخ صدوق نے امالی میں اور مجلسی نے بحار میں یہ کہا ہے حالانکہ امالی یا بحار کو نہ دیکھا ہو۔ اس کو تدلیس اور جھوٹ کہتے ہیں۔ ہاں اگر یہ کہے کہ بحار یا امالی سے نقل ہوئی ہے تو یہ ٹھیک ہے۔ اصول کافی اور بحار الانوار ج 2 ص 161 ب 21 میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جب تم کسی روایت کو نقل کرو تو اس کی نسبت حدیث نقل کرنے والے کی طرف دو اگر سچی ہوئی تو اُس کا فائدہ اور ثواب تمہیں ملے گا۔ اور اگر جھوٹی ہوئی تو نقصان اور گناہ ناقل کی گردن پر ہوگا۔ ابوذر رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹے ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ جو سنے اُسے آگے ناقل کی طرف نسبت دیئے بغیر نقل کر دے۔ پس اگر کوئی شخص کسی غیر مشہور حدیث کو کسی کتاب میں دیکھے یا کسی سے سنے تو اُسے چاہیے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ اُس کتاب یا شخص کی طرف نسبت دے۔ یا یہ کہے کہ احادیث کی بعض کتابوں سے روایت کرتے ہیں یا نقل کیا ہے۔ یا یہ کہے کہ بعض علماء یا بعض بااعتماد لوگوں سے سنا ہے۔ یا کسی حدیث کو کسی کتاب میں دیکھا ہو یا کسی سے سنا ہو لیکن کتاب کا ناقل کا نام نہ لینا چاہتا ہو۔ تو شائد یا گویا کے الفاظ کے ساتھ مطلب کو بیان کرے۔ وہ لوگ جو احتیاط سے کام لیتے ہیں اُن کا طریق کار یہی ہے۔ اسی طرح جو اشعار عرب کے شعراء نے کہے ہیں اُن کو یہ کہہ کر نقل کرنا کہ یہ امامؑ کا قول ہے جھوٹ ہوگا۔ جیسے کہ کہتے ہیں شہادت علی اکبرؑ کے موقع پر امام حسینؑ نے یہ شعر کہا۔

یا کوکبا ما کان اقصر عمرہ ۔ حالانکہ اس شعر کو واقعہ کربلا سے چھ سو سال بعد ایک شاعر عرب نے اپنے بیٹے کی موت پر کہا تھا۔

ایک اور بڑا لمبا قصیدہ ہے جسے منبری حضرات حضرت سید الشہداءؑ کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

حکم اعنیہ فی البریۃ جاری

ماھذہ الدینا بدار قرار

حالانکہ مقتل کی کسی عربی یا فارسی کی کتاب میں اس شعر کی حضرت کی طرف نسبت نہیں دی۔ ہاں اگر کوئی کہے کہ زبان حال حضرت کی اس معنی اور مطلب کے قریب تھی تو کوئی حرج نہیں ہے اور جھوٹ نہ ہوگا اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت کے موقع پر فرمایا۔ **الیوم نامت اعین بک لم. وتسھدت اخری و عزمنا ھا** ۔ حالانکہ یہ بھی ایک عرب شاعر کا شعر ہے امام علیہ

https://www.shiabookspdf.com/

السلام کی طرف نسبت دینا جھوٹ ہے۔

اسی طرح یہ شعر بھی کسی عرب شاعر کا ہے۔ جو امام حسین نے اپنی بہن زینبؑ سے کہا

لا تلطمی یابنت الزھرآء خدک من قتلی

و قد غمرت اعضاک اشجان

اگر کوئی کہے کہ یہ شعر امامؑ کا ہے تو وہ جھوٹ ہے۔

اسی طرح فارسی کے اشعار کی امامؑ کی طرف نسبت دینا جھوٹ ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت زبان حال میں اس مطلب کو بیان کرنا چاہتے تھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جھوٹ نہ ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں کہ مصائب کو زبان حال میں بیان کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ شان و مقامِ امامؑ کے ساتھ مناسب ہو۔ مثال کے طور پر اس طرح شاعر کہے کہ امامؑ زبانِ حال میں یہ کہنا چاہتے تھے۔

یک آرزو به دلم ماندتاصفِ محشر

به حجله زمتن و دامادی علی اکبرؑ

یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ امام علیہ السلام کی اصل خواہش علی اکبرؑ کی شادی نہ تھی بلکہ راہ خدا میں شہید ہونا تھا۔ جیسے کہ آپ اپنے بیٹے علی اکبرؑ سے فرماتے ہیں کہ بیٹا میں تو چاہتا ہوں کہ تیرا دادا تجھے اپنے جام سے ایسے سیراب کرے کہ دوبارہ تجھے کبھی پیاس نہ لگے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بہرحال یہ تمام باتیں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ذاکرین اور واعظین حضرات مصائب سیّدالشہدا ءؑ میں روایات کے نقل کرنے میں احتیاط کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجلس میں ذکر کی ہوئی روایات قیامت کے دن گلے کا طوق بن جائے کیونکہ جو کچھ پڑھتا رہا جھوٹ تھا۔

حاجی نوری رسالہ فیض القدسی فی احوال المجلسیؒ میں فرماتے ہیں کہ ایک سیّد ذاکر بیان کرتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے۔ تمام لوگ خوف اور دہشت میں تھے فرشتے لوگوں کو پکڑ پکڑ حساب و کتاب کیلئے لے جا رہے تھے۔ اچانک میں نے ایک منبر دیکھا جس پر پیغمبرؐ اسلام تشریف فرما ہیں اور ایک پلہ پر نیچے امیر المومنین علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمام لوگ آپ کے سامنے جمع ہیں اور آپ حضرات اُن کا حساب و کتاب لینے میں مشغول ہیں۔ اتنے میں اچانک حضرت نے مجھے غصّے میں مخاطب ہو کر فرمایا تو نے میرے بیٹے حسینؑ کی ذلت کو کیوں ذکر کیا اور اُن کی طرف ذلت کی نسبت کیوں دی؟ میں پریشان تھا کہ کیا جواب دوں۔ میں انکار کرنے لگا۔ تو اچانک کسی نے میرے بازو کو جھنجوڑا جیسے اُس میں میخ لگا دی ہو۔ میں نے کیا دیکھا ایک شخص نے میری تمام مجالس کی لسٹ میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے جب اپنی مجالس کو دیکھا تو جس چیز کا میں انکار کر رہا تھا وہ اُن میں موجود تھی۔ میں نے ایک اور بہانہ تلاش کیا اور کہا کہ مجلسی نے دسویں جلد میں یہ چیز ذکر کی ہے حضرت نے کسی سے عرض کرنے لگا کہ جاؤ جا کر علامہ مجلسیؒ سے بحار کی دسویں جلد لیکر آؤ۔ میں نے اس منبر کی دائیں طرف دیکھا کہ تمام علماء اور فضلاء اپنی اپنی کتابیں لیے

https://www.shiabookspdf.com/

موجود ہیں اور مجلسیؒ بھی موجود تھے اُس شخص نے بحار کی دسویں جلد لی اور میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں بڑا پریشان تھا کہ اب کیا کروں کیوں کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔ میں نے اُس کتاب کے اوراق اِدھر اُدھر کرنے شروع کر دیئے۔ میں نے ایک اور بہانہ تلاش کیا اور کہا کہ حاجی صالح برغانی کی کتاب میں موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس کتاب کو بھی لایا جائے۔ کتاب لا کر مجھے دے دی میں نے اُس کے اوراق کو بھی دیکھنا شروع کر دیا۔ اب میں بڑا پریشان تھا کہ اتنے میں ایک فرشتہ خدا رحیم کی طرف سے آیا اور نبی کریمؐ سے عرض کرنے لگا کہ اگر امیر المومنینؑ نے اس طرح لوگوں کا حساب لینا شروع کر دیا تو کوئی بھی نجات حاصل نہ کر سکے گا پھر اس کے بعد آپ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے جس سے میرا ڈر اور خوف دور ہو گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ذاکر صاحب نے اس کے بعد ذاکری چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ حالانکہ ھذا من فضل ربی بہت تھا۔

چند سالوں سے کچھ ایسے اہل منبر منظر عام پر آ گئے ہیں۔ جو بے حد جسارت کرتے ہیں بے حیا ہیں اور جن کے پاس تقوٰی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اُن کا مقصد اپنی فنکاری سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور اُن میں ہاہو پیدا کرنا ہے اس لیے وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ جو کر رہے ہیں شریعت کے مطابق ہے اور جو کہہ رہے ہیں جھوٹ اور دروغ تو نہیں بلکہ ہر ایسا کام اور عمل اور ہر ایسی بات کرنے اور کہنے کو تیار ہوتے ہیں جو لوگوں کو اچھی لگے اور اُن کی واہ واہ کی موجب وسبب بنے۔ ایسے لوگوں کو نہ تو قرآن سے آگاہی ہوتی

https://www.shiabookspdf.com/

ہے اور نہ ہی احادیث و روایات سے۔ بلکہ بے معنی بے مقصود اور لغو فضول اور بیہودہ چیزیں یاد کرتے ہیں اور منبر پر آ کر لوگوں کی خوشی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اور اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ نسل در نسل اور پشت در پشت یہ جھوٹ اور بناوٹی کہانیاں منتقل ہو کر منبروں پر بیان ہونے لگ گئی ہیں اور مشہور ہوگئی ہیں اور لوگ اسی چیز اور بناوٹ ہی کو اصل ذاکری سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان باتوں کی نہ تو کوئی سند ہے اور نہ ہی کوئی دلیل ہے۔ جیسے کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے سہل ساعدی کو فرمایا۔ کہ ایک پرانے کپڑے کا ٹکڑا مجھے دو تا کہ گردن پر زخم کی جگہ پر رکھوں وہ کہتا ہے میں نے اپنے عمامہ سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر جب گردن پر زخم کی جگہ رکھنا چاہا تو وہاں سے خون جاری ہوگیا۔ بہرحال ذاکرین اور واعظین جو من گھڑت اور بناوٹی داستانیں منبر پر بیان کرتے ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں آج کے منبر کی علامت اور نشانی بن چکا ہے اگر ان بناوٹی داستانوں کو بیان کرنے لگیں تو ایک علیحدہ بڑی کتاب کی ضرورت ہے پس منبر اور اہل منبر کیلئے بھی کچھ شرائط ہیں۔ نہ یہ کہ جس کا جی چاہا منہ اُٹھا کر منبر پر چلا آیا اور بغیر سوچے سمجھے بیان کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ منبری حضرات کو پہلے معتبر کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے اور کتب مقتل کو بھی دیکھنا چاہیے اور پھر مستند قول اور چیز کو بیان کریں۔ تا کہ محمدؐ و آل محمد علیھم السلام راضی و خوشنود ہوں اور حسین علیہ السلام کی قربانی رائیگان نہ جائے۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 26

خداتعالیٰ سورۂ بنی اسرائیل آیت 64 میں فرماتا ہے۔(وشارکھم فی الاموال و الاولاد)

دام سخت است مگر یار شود لطف اللہ

ورنہ انسان نبرد صرف ز شیطان رجیم

یعنی شیطان کا جال بڑا سخت ہے۔اگر لطفِ خدا انسان کے شاملِ حال نہ ہوتا تو اس کے چنگل سے بچنا بڑا مشکل تھا۔

خدا نے شیطان کو حکم فرمایا ہے کہ وہ دشمنانِ خدا کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا۔پس وہ مال جو غیر شرعی طریقے سے حاصل کیا ہو اُس میں شیطان شریک ہوتا ہے۔ مثلاً چوری، خیانت، غصب، ناپ و تول میں کمی یا سود وغیرہ سے حاصل شدہ اسی طرح خون، مردار، پیشاب و پاخانہ انسان اور حرام گوشت جانوروں کا۔ اسی طرح صحرائی کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔لیکن شکاری کتے اور گھر و باغ کی حفاظت کیلئے رکھے ہوئے کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔اسی طرح علوم دینی کی تعلیم اور دیگر واجب

https://www.shiabookspdf.com/

اعمال پر اجرت لینا حرام ہے۔ مثلاً غسل وکفن اور دفن پر اجرت لینا حرام ہے۔ اسی طرح ملاوٹ شدہ مال بیچنا حرام ہے۔ مثلاً دودھ میں پانی ملا کر بیچنا۔ یا روٹی کو نمی والی جگہ پر رکھ کر بیچنا تاکہ وہ وزنی ہو جائے۔ حرام ہے۔

جوئے سے حاصل شدہ مال اور ظالم شخص کی مدد کرنے سے جو مال ملے حرام ہے اسی طرح آلات لھو ولعب کی خرید وفروخت مجسمے اور انگور و کھجور کی شراب بنانے کے لیے خرید وفروخت حرام ہے۔

اولاد میں شیطان کی شرکت حرام غذا کا لقمہ کھانے سے ہوتی ہے۔ یا زنا اور دوسرے غیر شرعی کام انجام دینے سے اور خدا کا نام نہ لینے سے یعنی بسم اللہ پڑھنا بھی اثر رکھتا ہے۔ علامہ حلّی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا میں ایک دن بغداد کے کوچے سے گذر رہا تھا مجھے پیاس لگی میں نے پانی مانگا تو ایک عورت نے مجھے پانی لا کر دیا۔ وہاں دو بچے لڑ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا کہ پیغمبرؐ کے بعد خلیفہ علیؑ ہے اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ ابوبکر ہے میں نے کہا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ یا علیؑ تیرے ساتھ محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور تیرے ساتھ دشمنی نہیں رکھے گا مگر اولاد حیض۔ اُس نے سنا تو کہا اللہ کی قسم یہ حدیث سچی ہے کیونکہ یہ دونوں میرے بچے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ خلیفہ علیؑ ہے اُس کا نطفہ میری پاکی کے ایام میں ٹھہرا تھا اور جو کہتا ہے کہ خلیفہ ابوبکر تھا وہ ایام مخصوص کا نطفہ ہے بحار الانوار میں انس بن مالک کی روایت ہے کہ فتح خیبر کے بعد یہ رسم تھی کہ مرد اپنے بچے کو علیؑ کے راستے میں اپنے کندھوں پر بٹھا کر لاتا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بیٹے سے کہتا کیا تو اس شخص سے محبت کرتا ہے اگر وہ

https://www.shiabookspdf.com/

کہتا کہ ہاں تو اُسے اپنا بیٹا قبول کر لیتا تھا اور اگر انکار کرتا تو اُسے زمین پر اُتار دیتا اور کہتا جاؤ اپنی ماں کے پاس تم میرے نہیں اپنی ماں کے بیٹے ہو۔ یعنی کسی اور کے ہو۔ علامہ مجلسیؒ بحار میں اور شیخ طریحی منتخب میں لکھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری مدینے کے کوچوں میں چلتے ہوئے بلند آواز سے کہتے تھے "**یا معشر الانصار بوروا اولادکم بحب علی ابن ابی طالب**" اے اہل انصار اپنی اولاد کو محبت علیؑ کے ذریعے آزماؤ جو علیؑ سے محبت کرتا ہے سمجھ لینا کہ وہ تمہارا ہے اور جو انکار کرے سمجھ لینا کہ وہ تمہارا نہیں ہے یزید ملعون کی آل محمد علیہم السلام کے ساتھ دشمنی اسی وجہ سے تھی کہ وہ ولدزنا تھا۔ اور اُس کے نطفہ میں ابلیس شریک تھا۔

کاشفی کتاب روضۃ الشہداء میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر کی بیوی بڑی خوبصورت تھی یزید ملعون اُس پر عاشق ہوگیا۔ جب معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے اپنے بیٹے یزید کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے حیلے بہانوں سے کوشش کی کہ عبد اللہ کسی طرح اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ ایک دن معاویہ نے عبداللہ کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اُس کی شرط ہے کہ پہلے تو اپنی بیوی کو طلاق دے اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ایک دن عبداللہ نے چند آدمیوں کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ جب اُس عورت کی عدت پوری ہوئی تو یزید نے ابوموسیٰ اشعری کو اپنا وکیل بنا کر اُس عورت کی طرف بھیجا تا کہ خواستگاری کرے۔ ایک دن ابوموسیٰ اشعری اُس عورت کی طرف جانے کے لیے اپنے گھر سے چلا تو راستے میں عبداللہ بن عمر ملا اُس نے پوچھا کہاں جا رہا ہے؟ اُس

https://www.shiabookspdf.com/

نے کہا عبداللہ کی مطلقہ کے پاس جارہا ہوں تا کہ یزید کے لیے رشتہ مانگوں، عبداللہ بن عمر نے کہا اگر وہ یزید کے لیے راضی نہ ہوئی تو میری بات کرنا۔ ابوموسیٰ اشعری جب آگے گیا تو راستے میں امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی حضرت نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ اُس نے وہی سابقہ جواب دیا آپ نے فرمایا اگر وہ ان دونوں کے لیے راضی نہ ہوئی تو میرا ذکر کرنا تم میری طرف سے وکیل ہو۔ ابوموسیٰ جب اُس عورت کے گھر پہنچا تو بات کا آغاز کیا اور کہا کہ تیرے چار آدمی اُمیدوار ہیں ایک تو میں ہوں دوسرا یزید بن معاویہ تیسرا عبداللہ بن عمر اور چوتھا حسینؑ بن علی علیہ السّلام اُس عورت نے کہا رہی بات تیری تو تو بوڑھا ہو چکا ہے اور میں جوان ہوں۔ تو مجھے اُن تینوں کے بارے میں مشورہ دو کہ کس سے نکاح کروں۔ ابوموسیٰ کہنے لگا اگر مال و دولت اور سلطنت چاہتی ہے تو پھر یزید مناسب ہے اگر حسن و جمال چاہیے تو عبداللہ بن عمر اور اگر دنیا و آخرت چاہیے تو علیؑ کا بیٹا حسینؑ ہے کیونکہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو عورت حسینؑ کے نکاح میں آجائے اور حسینؑ کا بدن مَس کرے تو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔ اُس عورت نے کہا۔ میرے پاس دنیا کی دولت اور مال بہت زیادہ ہے اور وہی میرے لیے کافی ہے اور حسن و جمال جوانی کے جاتے ہی بڑھاپا آنے سے زائل ہو جاتا ہے اور اہل بیتؑ کی خدمت میں ابدی اور سرمدی سعادت ہے۔ اس لیے میں حسین بن علی علیہ السّلام کو اختیار کرتی ہوں۔ اور اُس عورت کا نکاح امام حسینؑ کے ساتھ ہو گیا جب یزید کو علم ہوا تو اُس کی دشمنی آپ کے ساتھ اور زیادہ ہو گئی۔ دشمنی کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ معاویہ نے عبداللہ بن جعفر کی بیٹی کی یزید کے لیے خواستگاری

https://www.shiabookspdf.com/

کی۔جس سے امام حسینؑ راضی نہ ہوئے واقعہ اصل اس طرح ہے کہ علامہ مجلسی بحار میں مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں کہ معاویہ نے حاکم مدینہ مروان کو خط لکھا کہ عبداللہ بن جعفر کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ یزید کے لیے مانگے جب خط مروان کے پاس پہنچا تو اُس نے عبداللہ کو اس خط سے آگاہ کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ اس بچی کا اختیار اسکے ماموں حسین بن علی علیہ السّلام کے پاس ہے۔یہ خبر پورے مدینے میں پھیل گئی مروان حسین بن علی علیہ السّلام کی خدمت میں آیا اور معاویہ کے خط سے آگاہ کیا کہ یزید کے لیے اُس کا باپ معاویہ عبداللہ بن جعفر کی بیٹی کا رشتہ مانگ رہا ہے۔اور حق مہر جتنا اس کا باپ طلب کرے اُس کا قرض بھی ادا کردونگا۔اور بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے درمیان مفاہمت اور صلح بھی ہوجائے گی۔حضرت نے جب یہ سنا تو فرمایا تو نے جو کچھ تھا کہہ دیا اب میری سنو۔یہ جو حق مہر کی بات کی ہے تو ہم حق مہر وہ معین کرتے ہیں جو سنت رسولؐ میں ہے ہم اُس سے تجاوز نہیں کرتے اور چار سو اسی درہم ہے اور رہی دوسری بات کہ اُسکا باپ کا قرض ادا کرے گا تو سنیئے کب ہماری عورتوں نے ہمارا قرض ادا کیا ہے کہ یہ بچی اپنے باپ کا قرض ادا کرے گی۔اور یہ جو تو نے دو گروہوں کے درمیان صلح کی بات کی ہے تو ہماری اور تمہاری جنگ اور دشمنی ذاتی نہیں ہے بلکہ ہماری دشمنی تمہارے ساتھ راہ خدا میں ہے اور ہم دنیا کے ذریعے سے صلح پسند نہیں کریں گے اور یہ جو تو نے بات کی ہے کہ عجب ہے کہ یزید حق مہر دے گا تو سن لو حق مہر تو اُس نے بھی ادا کیا جو یزید اور یزید کے باپ سے افضل تھا یعنی اللہ کا نبیؐ۔اور تو نے یہ جو کہا ہے کہ یزید کا کوئی مثل نہیں ہے۔تو سن آج سے پہلے اُس کا جو کفو اور مثل

https://www.shiabookspdf.com/

تھا وہی اب ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تم گواہ رہنا۔ میں عبداللہ بن جعفر کی بیٹی ام کلثوم کی شادی اُس کے چچا کے بیٹے قاسم بن محمد بن جعفر کے ساتھ کرتا ہوں جس کا حق مہر چار سو اسی دینار اور وہ زمین بھی اُسے دی جس کی سالانہ آمدن اسی ہزار دینار ہے۔ اور یہ دونوں کے لیے کافی ہوگی۔ یہ بات سن کر مروان کا رنگ اڑ گیا اور کہنے لگا ہم آپکے ساتھ صلح کرنا چاہتے تھے لیکن آپ دشمنی کے اسباب فراہم کر رہے ہیں جب یہ خبر یزید تک پہنچی تو اُس کی دشمنی اور زیادہ بڑھ گئی اور یہ دشمنی اس طرح باقی رہی یہاں تک کہ معاویہ مر گیا اور یزید خلافت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور حاکم مدینہ ولید کی طرف خط لکھا کہ حسین بن علی سے بیعت لے لو اگر انکار کریں تو سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو۔ ولید نے حضرت کی طرف پیغام بھیجا آپ تشریف لائے ولید نے یزید کا خط پڑھ کر سنایا حضرت نے سن کر فرمایا۔ چھپ کر بیعت کرنے کا کیا فائدہ بلکہ تمام لوگوں کے سامنے بیعت ہو ولید نے کہا چلو ٹھیک ہے جیسے آپ کہتے ہیں آپ نے فرمایا صبح ہونے دو کل میں اپنی رائے پیش کرونگا۔ ولید نے کہا بسم اللہ آپ چلے جائیں کل سب کے سامنے بات ہوگی لہوف اور دیگر کتب مقاتل میں ہے کہ حضرت نے فرمایا "ایھا الاصبر انا اھل بیت النبوۃ معدن الرسالۃ ومختلف الملائکۃ بنافتح اللّٰہ وبنا ختم اللّٰہ ویزید رجل فاسق شارب الخمر قاتل النفس المحترمۃ معلن باالفسق ومثلی لایبایع مثلہ ولٰکن نصبح ونصبحون وننظر تنظرون اینا احق بالخلافۃ والبیعۃ" کتاب تظلم الزہراؑ میں ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ولید کے پاس سے اٹھنے لگے تو مروان

https://www.shiabookspdf.com/

وہاں موجود تھا۔ اس نے تلوار نکالی اور ولید سے کہنے لگا قبل اسکے کہ حسینؑ باہر جائے سر کاٹ لو اور یہ خون میری گردن پر ہوگا۔ اُس کا یہ کہنا تھا کہ دونوں طرف سے آواز بلند ہوئی دروازے پر اہل بیتؑ کے انیس نوجوان کھڑے تھے آوازیں سن کر خنجر اور تلواریں نکال کر اندر داخل ہو گئے۔ ناسخ میں ہے کہ پچاس افراد باہر موجود تھے جو تلواریں لے کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت کو اپنے درمیان میں لے کر محفوظ وسالم باہر چلے گئے۔

سید طاؤس لکھتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کے وقت امام حسینؑ گھر سے باہر آئے تا کہ پتہ کریں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں راستے میں مروان سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے ابا عبداللہ میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کرلو اسی میں آپکی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے آپ نے فرمایا "انا للّٰه وانا الیه راجعون" "وعلی الاسلام اسلام اذاقدبلیت الامة براعٍ مثل یزید ولقد سمعت جدی رسولؐ اللّٰه یقول الخلافة محرمة علی آل ابی سفیان" یعنی جب امت کی باگ دوڑ یزید جیسے کے ہاتھ میں ہوگی تو اسلام پر میرا اسلام ہے۔ میں نے اپنے نانا سے سنا ہے کہ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے۔ امام حسینؑ اور مروان کے درمیان لمبی گفتگو ہوئی اور آخر کار مروان غصے میں آ کر چلا گیا۔ بحار الانوار اور دوسری معتبر کتابوں میں ہے کہ حضرت رات کے وقت اپنے نانا رسولؐ خدا کی قبر پر گئے اور عرض کرنے لگے "السلام علیک یا رسول اللّٰه انا الحسین بن فاطمه فرخک وابن فرختک الذی خلّفتنی فی امتک فاشهد علیهم یا نبی

https://www.shiabookspdf.com/

اللّٰہ انھم قد خذلونی و صیّعونی ولم یحفظونی وھذہ یشکو الیک حتّٰی القاک" یارسول اللہ میرا آپ پرسلام میں حسینؑ بن فاطمہ ہوں تیرا بیٹا تیری بیٹی کا بیٹا۔ آپکا وہ نواسہ جس کو آپ اپنی امت میں چھوڑ گئے تھے۔ یا نبی اللہ گواہ رہنا انھوں نے مجھے رسوا کیا میری مدد نہ کی اور میری حفاظت نہ کی یہ میری شکایت ہے آپکی طرف یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کروں۔

اس کے بعد آپ رونے لگے اور روتے روتے نانے کی قبر پر منہ رکھ کر سو گئے آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسولؐ خدا ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آئے ہیں پیغمبرؐ نے حسینؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا "یا حبیبی یا حسین کانی اراک عنقریب و انت مرملاً بدمائک مذبوحاً بارض کرب وبلا" اے میرے پیارے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تو زمین کربلا میں ذبح کر دیا جائے گا اور تیری لاش ریت میں لت پت ہوگی مدینۃ المعاجز میں ہے کہ آپ نے فرمایا" مذبوح من قضاک مخضب شیبک بد مائک و انت وحیدغریب بارض کربلا قد استبادو حریمک و ذبحوا فطمیک و انت مع ذالک عطشاناً لاتسقٰی وظمان لاتروی" تجھے جانوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا تیری داڑھی خون کے ساتھ رنگین تھی تو زمین کربلا میں تنہا تھا تیری مدد کے لیے کوئی نہ تھا۔ تیرے پردہ داروں کو قیدی بنایا گیا اور تیرے شیر خوار بچے کو قتل کیا گیا تجھے پیاس کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ ہلال کہتا ہے کہ جب حسینؑ قتل گاہ میں زمین کربلا پر پڑے تھے تو میں آپکے پاس آیا اور دیکھا کہ حسینؑ اس وقت حالتِ خواب میں تھے اس حالتِ خواب

https://www.shiabookspdf.com/

میں پیغمبرؐ نے فرمایا۔اے حسینؑ تیرے باباعلیؑ اور ماں زہراؑ میرے پاس ہیں اور تیری زیارت کے مشتاق ہیں۔ حسینؑ نے اپنے نانا کی طرف دیکھا اور عرض کیا۔ نانا جان میں دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ اپنی قبر میں لے جاؤ رسولؐ خدا نے فرمایا اے حسینؑ واپس جانے کے بغیر چارہ نہیں ہے تاکہ تو قتل ہو یقیناً جنت میں تیرے لیے مقامات اور درجات ہیں جو تجھے قتل ہونے کے بعد ملیں گے۔ پھر حسینؑ پریشان حالت میں خواب سے بیدار ہوئے اپنا خواب تمام اہل بیتؑ کو سنایا بتاتے ہیں کہ اُس دن اہل بیتؑ کا گریہ اور غم تمام اہل مشرق اور مغرب والوں سے زیادہ تھا۔

مدینۃ المعاجز میں روایت ہے کہ امام حسینؑ نے ابن عباس سے فرمایا اس قوم کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جو اپنے نبی کے نواسے کو اُس کے نانا کے شہر اور قبر سے دور کرے اور اُس کا خون بہانا چاہتے ہوں؟ ابن عباس نے عرض کیا مولاؑ اگر آپ کا کوفہ کی طرف جانا ضروری ہے تو اہل بیتؑ اور مستورات کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔اے چچا کے بیٹے۔ میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے جنھوں نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ان کو اپنے ساتھ رکھوں اے بھائی یہ پیغمبرؐ کی امانتیں ہیں انہیں میں اپنے سے جدا نہیں کرونگا۔اتنے میں ابن عباس نے ایک مستور کی رونے کی آواز سنی جو روتے ہوئے کہہ رہی تھی اے ابن عباس تم کہتے ہو ہمارا آقا ہمیں یہیں چھوڑ جائے اور اکیلا چلا جائے خدا کی قسم ہم اُس کے ساتھ جائیں گے اور انہیں کے ساتھ مریں گے۔ کیا اب ہم اپنے مولاؑ و آقا کے بغیر زندہ رہیں گے۔ ابن عباس بھی گریہ کرنے لگا۔اور عرض کی کہ آپ مکہ واپس چلے جائیں اور بنی اُمیہ

https://www.shiabookspdf.com/

کے ساتھ جا کر صلح کر لیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں جانوروں کی کسی بل میں بھی داخل ہو جاؤں یہ مجھے نکال کر قتل کریں گے اس کے بعد آپ نے جانے کی تیاری کی رات کے وقت اپنی ماں کی قبر کو سلام کیا اور کہا" **السلام علیکِ یا اُمّاہ**" اماں جان حسینؑ کا آخری سلام ہو آپ پر۔ فخرن البکاء اور مہیج الاحزان اور بعض دیگر کتب مقاتل میں ہے کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر سے جواب آیا۔ **علیک السلام یا غریب الامّ ویا مظلوم الامّ ویا شهید الامّ**۔ تجھ پر سلام اے ماں کے مظلوم و شہید اور غریب بیٹا یہ سن کر مظلوم کربلا اتنا روئے کہ برداشت نہ کر سکے۔

اس کے بعد بھائی حسنؑ کی قبر پر آئے اور الوادع کیا پھر گھر واپس آ گئے صبح ہوئی تو سفر کے لیے جانے لگے حسینؑ مدینے میں اپنے نانا۔ ماں اور بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ اور کربلا میں یہ حضرات بھی حسینؑ کو ملنے آئے اُس وقت جب مقتل میں لاشۂ حسینؑ بغیر سر کے ٹکڑے ٹکڑے پڑا ہے۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 27

لکل نبی فی الانام فضیلة

وجمعتها لمحمدِ

کماسمی النبین خاتماً

به تختم الذکر الجمیل ونبتدی

یعنی تمام نبیوں کے لیے لوگوں کے درمیان فضیلت ہے اور یہ تمام فضائل محمد مصطفیٰؐ میں پائے جاتے ہیں جس طرح حضور کو خاتم النبین کہا جاتا ہے ہم حضرت کے نام کے ساتھ ہر اچھے نام اور ذکر کی ابتدا اور انتہا کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سورہ بقرہ آیت 213 اور سورہ احزاب آیت 40 میں فرماتا ہے (کان الناس اُمة واحدة بعث اللّٰہ النبین مبشرین ومنذرین) (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین) اصول دین کی دوسری اصل تمام انبیاء کی اور خالص طور پر محمدؐ مصطفیٰؐ کی نبوت کا اقرار کرنا ہے کہ خدا نے اتمامِ حجت اور ہدایت کی خاطر اپنے رسولوں اور پیغمبروں کو خاص کر ہادی برحق نبی آخرالزمان کو بھیجا جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے (لئلا یکون للنّاس علی اللّٰہ حجة

https://www.shiabookspdf.com/

بعد الرسل) تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے پاس خدا کے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہے اور یہ نہ کہہ سکیں (لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع آیاتک) ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجے گئے تاکہ ہم تیری آیات کی اتباع کرتے۔ اور ان تمام انبیاؑء سے افضل اکمل اور اعظم ہمارے پیغمبرؐ ہیں جن کا مقام اور مرتبہ جامع جمیع صفات اور جہات ہے یعنی جو صفاتِ نیک اور معجزات باقی انبیاء کے لیے تھے ہمارے نبی میں وہ بلند درجہ اور بڑھکر موجود تھے۔ بحار الانوار ج 26 ص 318 ب 6 میں حدیث ہے کہ شب معراج رسولؐ خدا کو خطاب ہوا "وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا علی مابعثوا) تجھ سے پہلے جو رسول آئے ہیں ان سے سوال کرو کہ ان کو کس امر پر ارسال کیا گیا ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ تم کو کس لیے بھیجا گیا ہے۔ تو سب نے جواب دیا "علی نبوتک۔ یعنی تیری نبوت اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت پر ارسال کیا گیا ہے یعنی ہمیں آپکی نبوت اور علی کی ولایت لوگوں تک پہنچانے کے لیے بطور مقدمہ بھیجا گیا ہے علماء امامیہ نے حضورؐ کی نبوت اور خاتم المرسلین ہونے کو ادلۂ عقلیہ اور براہین نقلیہ کے ذریعے سے ثابت کیا ہے۔ براہین نقلیہ میں سے اثباتِ نبوت کے لیے ایک برہان اور دلیل حضور سرور کائنات سے معجزات کا ظاہر ہونا ہے۔
علامہ مجلسیؒ بحار میں مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے چار ہزار چار سو چالیس معجزات ظاہر ہوئے اُن معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ غیب کی خبریں اور آئندہ کے واقعات کے متعلق اطلاع دینا ہے جیسے کہ اکثر طور پر حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت حضرت فاطمہؑ کے مصائب، امام حسنؑ کا زہر کھانا اور

https://www.shiabookspdf.com/

سید الشہداؑء کے زمین کربلا میں شہید ہونے کے متعلق خبر دیتے تھے۔ بلکہ حسینؑ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ نے اُن کی شہادت کی خبر دی۔ جیسے کہ زیارت سوم شعبان کے الفاظ ہیں "لـمـوعـود بشهـادتـه قبل استهلاله و لادته" کتب مقاتل اور روایات سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے تقریباً ایک سو کے قریب مقامات پر حسینؑ کی شہادت کی خبر دی اور خاص طور پر ام سلمہ کو شہادت حسینؑ کی خبر دینا تمام علماء اہل سنت اور شیعہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حدیث سابقاً ذکر ہو چکی ہے۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 28

خدا تعالٰی سورۂ بقرہ آیت 155 میں ارشاد فرماتا ہے (ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین) کسی انسان اور خدا کے بندے پر جو مصائب اور بلائیں نازل ہوتی ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو بطورِ عقاب ہیں اور ایک وہ جو بطورِ ثواب ہیں۔ وہ مصائب جو بطورِ عقاب وسزا نازل ہوتے ہیں وہ گناہگاروں اور خطا کاروں کے لیے ہیں جیسے کہ خدا سورۂ شوریٰ آیت 30 میں ارشاد فرماتا ہے (وما اصابکم من مصیبة فما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر) یعنی جو تم تک کوئی بلا و مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ بہت سے گناہ تو خدا معاف کر دیتا ہے بس اگر کوئی فوراً استغفار اور توبہ کریگا تو وہ دنیا اور آخرت کی عقوبت اور سزا سے محفوظ ہو جائے گا نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "لا خیر فی الدنیا الا لرجلین رجل اذنب ذنوبا فهو یتدارک ها بالتوبة ورجل یسارع فی الخیرات" یعنی دُنیا میں بھلائی دوسروں کے لیے ہے ایک وہ مرد جو گناہ کرنے کے بعد اُس کا تدارک اور ازالہ توبہ کے ساتھ کرے اور دوسرا جو خیرات اور نیکیوں کی طرف جلدی کرے۔ ایک اور جگہ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں میں تمہیں

https://www.shiabookspdf.com/

پانچ چیزوں کے متعلق نصیحت کرتا ہوں۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ خدا کے سوا کسی کے ساتھ کوئی اُمید نہ باندھنا۔ اور اپنے گناہوں کے سوا کسی اور چیز سے نہ ڈرنا کیونکہ جو گناہ سے ڈرتا ہے وہ تو گناہ نہیں کرے گا اور اگر کر بیٹھا تو فوراً توبہ اور اعمال صالح انجام دے گا۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ گناہوں کا کفارہ تین چیزوں یا طریقوں میں سے ایک کے ذریعے ہوتا ہے ایک طریقہ استغفار اور حقیقی توبہ کرنے سے اور استغفار کے لیے حضرت امیر المومنینؑ نے چھ شرطیں بیان کی ہیں ایسے استغفار کے ذریعے سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور بہت سے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں ان فوائد کی طرف اشارہ خدا سورہ نوح آیت 10 تا 12 میں ارشاد فرماتا ہے (**فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدراراً وعدوکم باموال وبنین و یجعل لکم جنات ویجعل لکم انهاراً**)

ایک اور چیز جو انسان کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہے وہ ہے اعمالِ صالح بجا لانا۔ خاص طور پر پانچ وقت کی نماز ادا کرنا۔ جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے (**واقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفامن الیل ان الحسنات یذهبن السئیات**) اس آیت میں جنات کی تفسیر پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ کی گئی ہے۔ کتاب صافی میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا" **ان اللّٰه یکفر بکل جنة سیئة**" خدا ہر نیکی کے بدلے ایک گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کچھ حسنات تو ایسی ہیں جو گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں جیسے کہ رجب میں تین دن روزہ رکھنا اور شعبان میں دو دن روزہ رکھنا۔ جیسے کے امالی شیخ صدوق اور بحار الانوار میں ہے اسی طرح سید

https://www.shiabookspdf.com/

الشہدا ؑ کے مصائب اور حضرت کی زیارت بھی اُن حسنات میں ہیں۔

جیسے کہ شیخ جعفر شوستری خصائص الحسینیہ میں لکھتے ہیں کہ چالیس کے قریب ایسی حدیث موجود ہیں جن میں آئمہ اطہار علیہم السّلام نے فرمایا کہ جوکوئی امام حسینؑ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اُس کے گذشتہ اور آئندہ والے تمام گناہ معاف کردے گا مؤلف فرماتے ہیں کہ کچھ روایات میں تو یہاں تک ہے کہ جو شخص معرفت کے ساتھ حضرت کی زیارت کرے اور آپ کو امام واجب الاطاعة جانتا ہو تو خدا اس کی طرف سے ستر گناہگاروں کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ بلکہ بعض روایات میں تو ہزار اشخاص کی شفاعت قبول فرمانے کا ذکر ہے۔

بلکہ بحارالانوار ج 101 ص27 ب 4 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن منادی ندا دے گا کہاں ہے زائر حسینؑ تو اُس وقت بہت سے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ تم جیسے چاہتے ہو اُس کا ہاتھ پکڑ و اور جنت کی طرف لے جاؤ پس ہر ایک مرد جسے پسند کرتا ہوگا اسے جنت کی طرف لے جائے گا یہاں تک کہ لوگوں میں سے ایک شخص اٹھے گا اور اُن زائرین امامؑ میں سے ایک مرد سے کہے گا کہ اے فلاں تو نے مجھے پہچانا نہیں ہے میں فلاں ہوں اور تیرے لیے کھڑا ہوا تھا۔ پس وہ اُسے بھی جنت میں لے جائے گا۔

تیسری چیز جو گناہوں کو معاف کرنے کا سبب بنتی ہے وہ دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا ہے بہت سی احادیث اسی بات کی طرف واضح راہنمائی کرتی ہیں کہ دنیا کی مصیبتیں گناہوں کے معاف اور محو ہونے کا سبب بنتی ہیں۔ اصول کافی ج 2 ص444 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب ایک

https://www.shiabookspdf.com/

بندۂ خدا کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور کوئی ایسا عمل بھی نہ ہو جو اُس کے گناہوں کے محو و معاف ہونے کا سبب بنے تو خدا اس بندے کو مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ گناہوں کا کفارہ بن سکیں اور گناہ معاف ہو سکیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

این بلای دوست تطہیر شما است
علم او بالای تدبیر شما است
چونکہ غم دیدی تو استغفار کن
غم بہ امر خالق آید کارکن

یعنی جو بلا اور مصیبت تیرے اوپر آئے تو وہ تمہاری دوست اور تمہیں گناہوں سے پاک کرنے کے لیے ہے تم نہیں جانتے خدا بہتر جانتا ہے جب کوئی غم و بلا آئے تو خدا سے مغفرت طلب کرو ہر بلا حکم خدا سے آتی ہے تم اپنا کام جاری رکھو۔ کافی اور بحار میں ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے لوگوں گناہ تین طرح کے ہیں ایک وہ گناہ جو بخش دیئے جائیں گے۔ ایک وہ گناہ جو بخشے نہیں جائیں۔ ایک وہ گناہ جو بین بین ہے۔ یعنی خوف اور اُمید کے درمیان ہیں۔ وہ گناہ جو بخشا جائے گا یہ اُس بندے کا گناہ ہے جس کو خدا اُس کے گناہ پر دنیا میں سزا دے لہذا البعید ہے کہ خدا ایک بار دنیا میں عقاب و سزا دے کر دوبارہ آخرت میں بھی اُسے عقاب کرے۔ کیونکہ وہ حلم اور کرم کا مالک ہے کسی طرح بھی اپنے بندے کو دوبارہ سزا نہ دے گا۔

پس دنیا میں بلاؤں کا آنا گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے یا اُن کو

https://www.shiabookspdf.com/

خواب غفلت سے بیدار کرنا ہوتا ہے تاکہ توبہ کریں اور خدا کی طرف توجہ کریں۔ اور کچھ بلائیں ثواب اور اجر میں اضافہ کے لیے نازل ہوتی ہیں جیسے کہ انبیاء اور اولیاء پر بلاؤں اور مصیبتوں کا آنا اُن کے اجر میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ صافی اور بحار الانوار ج 44 ص 276 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا نے اپنے خاص بندوں کے لیے مصائب اس لیے خاص کیئے ہیں تاکہ انہیں اجر دے اُن مصائب پر حالانکہ اُنھوں نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا ہوتا۔ جیسے کہ قرآن میں سورہ ہل اتٰی آیت 12 میں فرماتا ہے (وجزائهم بما صبر واجنة وحريرا) بحار الانوار میں مروی ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا "ان فی الجنة لمنزلة لا يبلغها العبد الا ببلاء فی حبسد" یعنی بہشت میں ایک خاص مقام ہے جو بندوں کو اُس وقت تک نہیں ملتا جب تک بدن بلاؤں میں مبتلا نہ ہو علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنت کے کچھ درجات اور مقام علم کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں اور کچھ ایسے درجات اور مقامات ہیں جن تک اُس وقت تک پہنچنا ممکن نہیں جب تک بندہ بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا نہ ہو۔ پس جس بندے کو خدا بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے تو وہ اپنے بندے پر احسان کرتا ہے تاکہ ان درجات تک پہنچ جائے۔

بحار الانوار میں اصول کافی سے نقل کرتے ہیں راوی کہتا ہے میں نے حضرت صادق علیہ السّلام سے بدن میں درد کی شکایت کی آپ نے فرمایا۔ اگر مومن بندے کو پتہ چل جائے کہ بلا اور مصیبت آنے پر بندے کو کتنا اجر وثواب ملتا ہے تو وہ خواہش کرے گا کہ اس اجر وثواب کے لیے اس کے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔ بہت سی کتب مقاتل میں موجود ہے کہ جب سید الشہداء علیہ السّلام مدینے سے جانے لگے تو

https://www.shiabookspdf.com/

اپنے نانا رسولؐ خدا کی قبر پر آئے اور سینے سے قبر کو لگا لیا۔ خواب میں آپ نے اپنے نانا کو دیکھا جو فرما رہے تھے۔ کہ اے حسینؑ جنت میں تیرے لیے درجات ہیں جو صرف تجھے شہادت کے ساتھ ملیں گے یہی وجہ تھی کہ بہت سے قریبوں اور دوستوں نے آپکو عراق کی طرف سفر کرنے سے روکا لیکن آپ نہ رکے۔ محمد حنفیہ آپکی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ بھائی آپ میرے نزدیک تمام مخلوق سے محبوب ترین اور عزیز ترین ہے اس لیے مکہ واپس چلے جاؤ اور وہیں رہو۔ یا یمن کی طرف چلے جائیں کیونکہ اہل یمن آپکے نانا اور بابا کے مددگار ہیں۔ اور بڑے مہربان اور دل پسند لوگ ہیں اور یمن کے شہروں میں دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ نعمتیں ہیں اور اگر وہاں بھی نہ رہ سکوں تو بیابانوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر کرنا یہاں تک کہ دیکھو کیا راہ حل نکلتا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے میرے بھائی اگر کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانہ مجھے نہ ملا تو میں پھر بھی یزید بن معاویہ کی بیعت نہیں کرونگا محمد حنفیہ نے امامؑ کی بات کو سن کر گریہ کرنا شروع کر دیا۔ امامؑ اور محمد حنفیہ کچھ دیر تک مل کر روتے رہے اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا آپکو جزا دے خیر دے تو نے میری خیر خواہی کی ہے۔ میں اپنے اہل بیتؑ اور دوستوں شیعوں کے ساتھ مکہ جانا چاہتا ہوں تو مدینہ میں میرے نمائندہ کے طور پر موجود رہو تا کہ ان سے معاملہ پوشیدہ نہ ہو۔

شیخ مفید کے مطابق اتوار کی رات اٹھائیس رجب کو حضرت نے مدینہ چھوڑا اور آپ مدینے سے نکلتے وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے (فخرج منها خائفا يترقب قال رب نجني من القوم الظالمين) یہ حضرت موسیٰؑ کی دعا ہے جب وہ مصر سے فرعونیوں کے خوف سے باہر جا رہے تھے۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام اپنے تمام خاندان بنی ہاشم کو یعنی بھائیوں، بہنوں اور اُن کی اولاد اور

https://www.shiabookspdf.com/

اپنی بیٹیوں کو ساتھ لیکر چلے سوائے فاطمہ صغریٰؑ کے انھیں مدینے میں رہنے دیا۔
بحر المصائب میں لکھتے ہیں کہ فاطمہ صغریٰؑ کے ساتھ وعدہ کیا کہ جب میں عراق پہنچوں گا تو علی اکبرؑ کو تجھے لینے کے لیے بھیجونگا (مع اختلاف روایات)

الا لعنة اللّٰه علیٰ القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 29

خداوند قدوس سورۂ ذاریات آیت 56 میں فرماتا ہے (وما خلقت الجن والانس الالیعبدون) میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت کے لیے اس آیۂ کریمہ اور چند دیگر آیات میں خدا نے لفظ جن کو انسان پر مقدم کیا ہے جیسے کہ خدا سورۂ انعام آیت 130 میں فرماتا ہے (یا معشر الجن والانس) حالانکہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہے کہ انسان جن سے افضل ہے۔ اگرچہ بشر کے فرشتوں سے افضل ہونے کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ کچھ علماء بشر وانسان کے افضل ہونے کے قائل ہیں۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ فرشتے افضل ہیں اور ہر گروہ نے اپنی اپنی دلیل آیات وروایات سے پیش کی ہیں ان تمام دلیلوں کو علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے ہم اس گفتگو میں پڑنا نہیں چاہتے بلکہ ہماری گفتگو اس میں ہے کہ قرآن میں خدا نے بہت سی آیات میں لفظ جن کو انس پر مقدم کیوں کیا ہے۔ بعض اس بات کے قائل ہیں کیونکہ جن انسانوں سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ اس لیے اُن کو مقدم کیا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ انعام آیت 127 میں فرماتا ہے۔ (یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس) اے گروہ جن تم انسانوں سے کثرت میں ہو۔ اسی طرح بحار الانوار ج 57 ص 318 ب 2 میں مجمع البحرین سے لفظ

https://www.shiabookspdf.com/

ملک کی تفسیر و معنی میں حدیث ہے امامؑ فرماتے ہیں "ان بنی آدم عشر الجن" یعنی جن انسانوں سے دس گنا زیادہ ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ جن کو اس لئے مقدم کیا گیا ہے کیونکہ خلقتِ جن خلقتِ انسان سے پہلے ہوئی ہے تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ خدا نے جنوں کو انسانوں سے ساٹھ ہزار سال پہلے خلق کیا ہے ایک اور حدیث بحار الانوار میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ خدا نے آدمؑ کو پیدا کرنے سے پہلے ستر ہزار سال قبل دو گروہ اور قومیں پیدا کی تھیں۔ ایک قوم جن اور دوسری قوم نسانس۔ نسانس ایسی مخلوق ہے جو انسانوں کے ساتھ شباہت رکھتی ہے لیکن بنی آدم نہیں ہیں۔ اُن کا ایک ہاتھ اور ایک ہی پاؤں ہے۔ منہ کی بجائے اُنکی چونچ ہے اور جانوروں کی طرح چارا کھاتے ہیں۔ ان دونوں قوموں کا آپس میں جھگڑا رہتا تھا۔ اور زیادہ تر جن جھگڑا کرتے اور زیادتی کرتے تھے خدا نے فرشتوں کی ایک جماعت کو بھیجا تھا جنوں کے ساتھ جنگ کریں انہوں نے جنوں کے ساتھ جنگ کی اور اُن کے سردار شیطان ملعون کو گرفتار کرلیا۔ اور اُسے آسمان کی طرف لے گئے۔ شیطان نے وہاں جا کر عبادت شروع کردی اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے اتنا بلند مقام حاصل کرلیا کہ ملائکہ کے لیے بھی معاملہ مشتبہ ہوگیا اور اُسے اپنی ہی جنس سے خیال کرنے لگے اور اُس کا احترام واکرام ہونے لگا آخر کار امتحان کا وقت آ گیا۔ خدا نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور ملائکہ سے فرمایا "اسجدو الآدم" یعنی آدمؑ کو سجدہ کرو یعنی اُسے اپنا قبلہ قرار دے کر خدا کو سجدہ کرو۔ فسجدو االاّ ابلیس کان من الجن" بس تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ گروہ جن میں سے تھا۔ اس امتحان میں شیطان کا کفر و نفاق اور فساد و تکبر واضح ہوگیا اور وہ رسوا و ذلیل ہوا۔

https://www.shiabookspdf.com/

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں "عندالامتحان مکرم او یھاؤن" امتحان کے وقت ہی انسان کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں فرماتے ہیں کہ کچھ علماء کا خیال ہے۔ کہ جن کی جنس اور ہے اور شیطان بھی جن ہی کی جنس سے ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو مومن ہیں انھیں جن کہتے ہیں اور جو کافر ہیں انہیں شیطان کہتے ہیں۔ اور علامہ فرماتے ہیں کہ دونوں کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکہ خدا جن کے بارے میں فرماتا ہے "والجان خلقناه من قبل من نار السموم" ہم نے جان کو جو جنوں کا باپ ہے خالص آگ سے پیدا کیا ہے۔ کتاب منہج میں لکھتے ہیں کہ جان اسم جنس ہے یعنی تمام جنوں کو ہم نے آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان کے بارے میں فرماتا ہے (کان من الجن) اور دوسری جگہ پہ فرماتا ہے کہ شیطان نے کہا (خلقتنی من نار) پس اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ جن اور شیطان ایک ہی جنس سے ہیں فرق صرف عمل اور اخلاق کا ہے مجمع البحرین میں لفظ مَلک کا معنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ جن، شیطان اور فرشتوں کی ایک نوع ہے ان میں فرق صرف اعمال وافعال کا ہے جو ہمیشہ نیک کام کرتے ہیں انہیں ملک بھی فرشتے بھی کہتے ہیں اور جو ہمیشہ بُرے کام اور شرانگیزی کرتے رہتے ہیں وہ شیطان ہیں اور جو کبھی اچھے اور کبھی بُرے کام انجام دیتے ہیں وہ جن کہلاتے ہیں اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ (کان من الجن) اور کبھی اُسے ملائکہ میں شمار کیا جارہا ہے (فسجدو الملائکة کلهم اجمعون الاابلیس استکبر) جب تک عبادت کرتا رہا ملائکہ میں شامل تھا جیسے ہی غرور وتکبر ظاہر کیا تو اُس کے جن ہونے کے بارے میں معلوم ہوگیا۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان ملائکہ میں سے تھا یا ملائکہ کی شکل میں تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس میں ایک اور اختلاف ہے کہ کیا جن جو عبادت کرتے ہیں اُن کو ثواب ملے گا اور وہ جنت میں داخل ہونگے یا نہ۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اُن کا ثواب بس اتنا ہے کہ وہ آتش جہنم سے نجات پائیں گے۔ اس کی دلیل وہ اس آیت کو پیش کرتے ہیں جس میں خدا فرماتا ہے۔(ویجر کم من عذاب الیم" سورہ احقاف آیت 31 بحار میں روایت ہے کہ امامؑ سے سوال کیا گیا کیا جن بھی جنت میں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا۔نہیں لیکن خدا نے جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام پیدا کیا ہے جہاں پر جنوں اور فاسق وفاجر شیعوں کو لے جائیں گے بعض کہتے ہیں کہ جن اس لیے جنت میں نہیں جائیں گے کیونکہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں اور جنت نور سے آگ اور نور ایک جگہ پر جمع نہیں ہوسکتے۔ اور جو جن کافر اور فاسق ہونگے وہ یقیناً جہنم میں جائیں گے جیسے خدا تعالیٰ سورہ ص آیت 85 میں فرماتا ہے "لأملأن جهنم منك ممن تبعك منهم اجمعين" اور اسی کی تفسیر کرتے ہوئے امیر المومنینؑ دعائے کمیل میں فرماتے ہیں " اقسمت ان تملأها من الكافرين من الجنة والناس اجمعين" یعنی تو نے قسم کھائی ہے کہ تو جہنم کو پُر کرے گا تمام جنوں اور انسانوں میں سے کافروں سے۔

بحار الانوار میں روایت ہے۔ کہ ایک شامی مرد نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا۔ کیا خدا نے قوم جن کی طرف کوئی رسول بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اُن کی طرف خدا نے ایک پیغمبرؑ بھیجا تھا جس کا نام یوسف تھا انہوں نے اُسے قتل کردیا اور فسق وفجور میں مشغول ہوگئے۔ اور اسی حال میں رہے یہاں تک کہ خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم النبینؐ کو مبعوث فرمایا۔ تو قوم جن میں سے نونفر جو سردار تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنہوں نے قرآن سنا اور واپس جا کر اپنی قوم کو عذاب

https://www.shiabookspdf.com/

وعقابِ خدا سے ڈرایا اس کے بعد وہ سب آپکی خدمت میں آئے اور آکر اسلام قبول کیا۔ جس کے بارے میں خدا سورہ جن آیت 1 اور 2 میں ارشاد ہے۔ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآناً عجباً یھدی الٰی الرشد فآمنا بہ ولن نشرک بربنا احداً" کہدو۔ کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ چند نفر جن آئے جنہوں نے قرآن سنا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے عجیب وغریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے پس ہم اُس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ کتاب جناب الخلود کے آخر میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا کے پاس دو جن آئے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپؐ نے ایک کا نام عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام عبدالقادر رکھا۔ عبدالرحمٰن کے ماتحت تنتیس ہزار جن بادشاہ ہیں جن کے ماتحت لامحدود جنات ہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہمارے پیغمبرؐ خاتم النبینؐ ہیں جن کو جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور یہ خصوصیت صرف اور صرف ہمارے ہی نبیؐ میں ہے کسی اور میں نہیں حضرت سلیمانؑ اگرچہ جنات پر اختیار رکھتے تھے لیکن اُن کو دعوت دینے پر معمور نہیں تھے جنات حضرت سلیمانؑ کے لیے مختلف قسم کے کام انجام دیتے تھے۔ منہج الصادقین میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جنوں نے حضرت سلیمانؑ کے لیے سونے اور ریشم سے ایک لمبا چوڑا فرش بنایا جس کا طول اور عرض تقریباً سات سات میل تھا۔ اُس فرش پر تیس لاکھ کرسی سونے اور چاندی سے بنی ہوئی لگائی جاتیں۔ انبیاّء سونے کی کرسیوں پر اور علماء چاندی کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے خدا تعالیٰ سورۂ سبا آیت 13 میں فرماتا ہے "یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان

https://www.shiabookspdf.com/

کالجواب" یعنی جن ہر وہ کام انجام دیتے تھے جو سلیمان چاہتے تھے۔ عالیشان محلات اور کمرے پتھروں کے برتن بڑے بڑے حوض بڑی بڑی دیگیں پتھروں سے بناتے جن میں ایک یا ایک سے زیادہ اونٹ پکائے جاتے تھے سورہ ص آیت 37 اور 38 میں ہے۔ "والشیاطین کل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد" یعنی شیاطین مکانات تعمیر کرتے۔ دریاؤں میں غوطے لگا کر ہیرے جواہرات نکالتے تھے۔ مسجد بیت المقدس کو جنات نے تعمیر کیا تھا۔ جس کی تمام دیواریں اور فرش طرح طرح کے جواہرات سے مزین و مرصع تھا۔ باوجود اس کے کہ جنات حضرت سلیمانؑ پر ایمان نہ رکھتے تھے لیکن خدا نے اُن کو حضرت سلیمان کے مطیع بنایا تھا۔ اور جو جن سرکشی یا نافرمانی کرتا تو حضرت سلیمانؑ اُس کے پیچھے جنات کو بھیجتے جو اُسے گرفتار کر کر کے زنجیروں میں باندھ کر اُن کے سامنے پیش کرتے۔ اور کچھ جن تو ایسے سرکش تھے کہ اُن کو مولا امیر المومنینؑ نے حضرت سلیمانؑ کا مطیع بنایا تھا۔ جیسے کہ مدینۃ المعاجز ج 20 ص 25 میں ہے کہ ایک جن حضرت پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں وہاں امیر المومنینؑ تشریف لے آئے جن رسولؐ خدا کی پناہ تلاش کرنے لگا اور کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اس جوان سے بچایئے آپ نے فرمایا بتاؤ کیا بات ہے اس جوان نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا میں نے حضرت سلیمانؑ کے سامنے سرکشی کی اور اُن کی اطاعت نہ کی۔ سلیمانؑ نے بہت سے جن مجھے پکڑنے کے لیے بھیجا لیکن میں اُن سے قابو میں نہ آیا۔ اتنے میں یہی جوان نمودار ہوا اور میرے ایک ضرب لگائی جس کا نشان ابھی تک موجود ہے اور جو زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا۔ مدینۃ المعاجز ص 21 پر لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا "یا علی ان اللہ ایدک بالنبیین سراً وایدنی بک جھراً) یا علیؑ خدا نے تیرے ذریعے انبیاءؑ کی

https://www.shiabookspdf.com/

مدد باطن میں کی اور میری مدد تیرے ذریعے سے ظاہراً کی ہے تمام علماء اہل سنت اور شیعہ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا تمام جن وانس کے لیے مبعوث ہوئے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ جنات پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ با جماعت نماز پڑھا کرتے تھے۔اور کبھی کبھی وہ آیاتِ قرآن اور احکام اسلامی فراموش کر دیتے تھے تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک جن کو بھیجتے تا کہ وہ آپؐ سے پوچھے اور واپس آ کر دوسروں کو بتائے بحار الانوار جلد 43 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا ایک دن بیمار تھے فاطمہ علیہا السّلام نے حسنینؑ کو اپنے ساتھ لیا تا کہ حضورؐ کی عیادت کریں۔آپؐ سوئے ہوئے تھے۔حسنینؑ بھی حضورؐ کے ساتھ سو گئے فاطمہ علیہا السّلام اپنے گھر واپس چلی گئیں۔شہزادے رسولؐ خدا کے بیدار ہونے سے پہلے بیدار ہو گئے جب ماں کو وہاں نہ دیکھا تو ماں کی تلاش میں گھر سے باہر نکل آئے۔رات کا وقت تھا۔بادل چھائے ہوئے تھے اور بجلی چمک رہی تھی بادل گرج رہے تھے بارش بھی ہو رہی تھی رات اندھیری تھی حسنینؑ کے سامنے ایک نور چمکتا ہوا آگے آگے چل رہا تھا اور وہ اُس کے پیچھے چلتے چلتے بنی نجار کے باغ تک چلے گئے اور راستہ گم کر بیٹھے۔انہیں راستہ نہ ملا کہ کدھر جائیں وہیں دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالیں اور سو گئے جب پیغمبرؐ نیند سے بیدار ہوئے تو حسنینؑ کی تلاش میں اپنے گھر سے فاطمہ علیہا السّلام کے گھر آئے۔شہزادے نظر نہ آئے۔حضورؐ وہاں سے باہر نکلے۔تو آپ کے چہرۂ مبارک سے ایک نور روشن ہو رہا تھا آپ چلتے چلتے بنی نجار کے باغ تک پہنچ گئے آپ نے کیا دیکھا کہ حسنینؑ بانہوں میں بانہیں ڈال کر سوئے ہوئے ہیں اور بارش بھی تیز برس رہی ہے لیکن ایک قطرہ بھی اُن پر نہیں پڑ رہا۔اور ایک اژدھا جس کے دو پر تھے اُن کے پاس سویا ہوا ہے۔ایک پر کے

https://www.shiabookspdf.com/

ساتھ حسنؑ اور دوسرے پر کے ساتھ حسینؑ کو چھپایا ہوا ہے آپؐ نے تھوڑی سی آواز نکالی تو سانپ سن کر دور ہٹ گیا۔ آپ نے فرمایا اے سانپ تو کون ہے؟ سانپ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں جن ہوں جنوں کی طرف سے آپکی طرف آیا ہوں آپ نے فرمایا تم جنوں کے کس گروہ سے ہو؟ اُس نے عرض کیا میں نصیبین کے جنات میں سے ہوں۔ انہیں قرآن کی ایک آیت بھول گئی ہے۔ مجھے آپکے پاس بھیجا ہے تا کہ اُس آیت کو یاد کروں۔ میں اس جگہ جب پہنچا تو ہاتف کی آواز آئی کہ یہ رسولؐ خدا کے نواسے ہیں ان کی حفاظت کرو۔ میں ان کی حفاظت کرر ہا تھا۔ اور اب وہ دونوں صحیح وسالم آپکے پاس موجود ہیں۔ اس کے بعد اُس جن نے اپنا سبق لیا اور واپس چلا گیا۔

جنات بھی ہماری طرح تمام عبادات اور اعمال بجالاتے ہیں نماز، روزہ حج اور جہاد فی سبیل اللہ زیارت کرتے ہیں اور حضرت سید الشہداؑء کی عزاداری بھی کرتے ہیں روتے ہیں مجلس برپا کرتے ہیں اور مرثیہ ونوحہ بھی پڑھتے ہیں جیسے کہ علامہ مجلسی بحار الانوار کی دسویں جلد میں ان کے بہت سے مرثیے ذکر کرتے ہیں۔ کچھ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جنات بھی عناصر اربعہ سے مرکب ہیں۔ پانی، ہوا، مٹی، اور آگ لیکن ان میں آگ کا غلبہ ہے اس لیے خدا نے ان کی حفاظت کی نسبت آگ کی طرف دی ہے۔ اور انسان میں بھی عناصر اربعہ ہیں لیکن ان میں مٹی کا غلبہ ہے۔ اس لیے جنوں کے بارے میں خدا فرماتا ہے "**والجان خلقناه من قبل من نار السموم**" اور انسان کے بارے میں فرماتا ہے۔ "**فانا خلقنا کم من تراب**" ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ جنات بہت سی چیزوں میں انسانوں کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ انسانوں کی طرح شادی ونکاح کرتے ہیں ان کی اولاد ہوتی ہے انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں بحار الانوار میں ہے کہ جنات میں بھی سنی، شیعہ،

https://www.shiabookspdf.com/

یہودی اور عیسائی ہیں مؤلف فرماتے ہیں کہ جو جنات امیرالمومنینؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے وہ شیعہ ہیں۔ مدینۃ المعاجز ص 165 میں ہے ابن عباس کہتے ہیں ایک دن میں نے امیرالمومنینؑ کو مدینے کے کوچوں میں دیکھا وہ جا رہے ہیں اور آگے سے کوچے کا راستہ بند ہے اور آپ چلے گئے۔ میں نے واپس آ کر رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابن عباسؓ علیؑ علم ہدایت ہے اور ہدایتِ دنیا اُس کا کام ہے ابن عباس کہتا ہے کہ تین روز گذر گئے اور آپ نے آ کے تین دن کے بعد چوتھے روز رسولؐ خدا نے ہمیں بھیجا تا کہ علیؑ کا پتہ کریں میں اُسی کوچہ کی طرف گیا تو کیا دیکھا کہ آپ اُس کوچہ سے آ رہے ہیں علیؑ نے جسم پر سورج کی طرح چمکتی ہوئی زرہ پہنی ہوئی ہے۔ میں نے واپس آ کر پیغمبرؐ کو اطلاع دی۔ آپ اُٹھے اور علیؑ کا استقبال کیا اور آگے بڑھ کر ملاقات کے بعد ان کی زرہ اُتاری اور جسم کو ادھر اُدھر سے دیکھنے لگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ تو علیؑ کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے وہ جنگ سے فارغ ہو کر واپس آیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا اے عمر بن خطاب اللہ کی قسم چالیس ہزار قبیلوں نے علیؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور جان لو۔ شجاعت کے دس حصے ہیں اُن میں سے نو علیؑ کے پاس ہیں اور باقی لوگوں کے پاس ایک حصہ ہے۔ پس یہ سب جن جو مسلمان ہوئے تھے شیعہ مسلمان تھے اور آپ نے ان سے عہد لیا کہ میرے چاہنے والوں اور دوستوں کو کوئی تکلیف اور اذیت نہ پہنچائیں گے بلکہ اُن کی نصرت اور مدد کریں گے انہوں نے قبول کیا تھا۔

بحارالانوار ج44 ص 330 ب37 میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے۔ جب سید الشہداؑ مدینے سے جانے لگے تو بہت سے جن آپکی مدد کے لیے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپکی اور میری وعدہ گاہ کربلا ہے جنوں نے آ کر کہا

https://www.shiabookspdf.com/

آ قاؑ ہم آ پکے شیعہ اور مددگار ہیں آپ جو چاہیں ہمیں حکم دیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم سب دشمنوں کو ہلاک کر دیں اور آپ یہیں مدینے میں ہی رہیں۔ آپ نے فرمایا خدا آ پکو جزائے خیر دے کیا تم نے وہ آیت نہیں پڑھی جو خدا نے میرے نانا رسولؐ خدا پر نازل فرمائی ہے جس میں فرماتا ہے ''تم جہاں بھی ہو موت تم تک پہنچ جائے گی اگر چہ تم مضبوط ترین قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر میں ادھر مدینے میں رہ جاؤں تو یہ ہلاک ہونے والے لوگ کس طرح آزمائے جائیں گے اور ان کا امتحان کس طرح ہوگا۔ اور کربلا میں خدا نے جو میرے لیے قبر تیار کی ہوئی ہے اُس میں کون سوئے گا۔ جس کو خدا نے میرے شیعوں اور ماننے والوں کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے جس کے ذریعے سے اُن کے اعمال اور عبادات قبول ہونگے اُن کی دعائیں مستجاب ہونگی اور ہمارے شیعہ وہاں سکونت اختیار کریں گے۔ اور اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں امان ہے لیکن آپ اب چلے جائیں عاشور کے دن میرے پاس آنا جس دن مجھے قتل کیا جائے گا اور میرے اہل بیتؑ اور ساتھیوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا سب قتل کر دیئے جائیں گے اور اُس دن میرا سر کاٹ کر یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا جائے گا۔ جنوں نے عرض کیا۔ مولاؑ اگر آپکے حکم کی اطاعت ہم پر واجب نہ ہوتی تو ہم آپکی مخالفت کرتے اور آپکے تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیتے آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہمارے پاس تم سے بھی زیادہ طاقت ہے لیکن ہم تو لوگوں پر حجت تمام کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ طریحی اور سید بحرینی اور دیگر کتب مقاتل والے نقل کرتے ہیں کہ کربلا میں جن حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا حسینؑ ہم آپکے شیعہ ہیں ہمیں حکم فرمائیں ان سب کو ہلاک کر دیں۔ آپ نے اُن سے فرمایا خدا آپکو جزائے خیر دے۔ میں اپنے نانا کے حکم کی مخالفت نہیں کرونگا کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں

https://www.shiabookspdf.com/

بہت جلد اُن کے پاس چلا جاؤں ابھی میں نے اپنے نانا کو خواب میں دیکھا ہے جنہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور پیشانی کا بوسہ دے کر فرمایا۔ اے حسینؑ خدا تجھے شہید دیکھنا چاہتا ہے تیرے محاسن کو خون کے ساتھ خضاب دیکھنا چاہتا ہے اور تجھے پسِ گردن ذبح ہوتا دیکھنا چاہتا ہے اور تیری مستورات کو اونٹوں پر قیدی دیکھنا چاہتا ہے اور میں صبر کرونگا تا کہ وہ خود حکم جاری کرے اور وہ بہترین حکم جاری کرنے والا ہے۔

الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 30

خداوند قدوس سورہَ آل عمران آیت 96 میں فرماتا ہے "ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین" سب سے پہلے جو گھر لوگوں کے لیے بنالیا وہ مکہ میں ہے جو بابرکت اور عالمین کے لیے ہدایت ہے علامہ مجلسیؒ بحارالانوار جلد 14 اور سید جزائری انوارنعمانیہ میں نقل کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے زمین کو خلق کرنا چاہا تو پہلے ایک جوہر کو پیدا کیا اور اُس جوہر کی طرف جب خدا نے ہیبت کی نظر سے نگاہ ڈالی تو وہ جوہر پانی بن گیا اور اُس پانی سے بخارات بلند ہوئے اور اُن بخارات سے آسمانوں کو خلق فرمایا۔ اس کے بعد ہوا کو حکم دیا کہ پانی کے اندر موجیں پیدا کرے جب پانی میں موجیں پیدا ہوئیں تو پانی کے اوپر جھاگ پیدا ہوئی حکم خدا سے وہ جھاگ منجمد ہوگئی اور اس طرح خانہ کعبہ خلق ہوا۔ منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ پانی کے اوپر جو گھر بنا وہ خانہ کعبہ ہے جسے خدا نے آسمانوں اور زمینوں کی خلقت سے دوہزار سال قبل سفید جھاگ سے پیدا کیا ہے۔ خانہ کعبہ کے خلق ہونے کے بعد خدا نے اس کے نیچے سے زمین کو پھیلانا شروع کیا جو پانی کے اوپر پھیلتی گئی اور بنتی گئی جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ نازعات آیت 30 میں فرماتا ہے "والارض بعد ذالک واحھا) یعنی اس کے بعد خدا نے زمین کو بچھایا۔ اور

https://www.shiabookspdf.com/

یہ دحوالارض کا عمل ذالقعدہ کی پچیس تاریخ کے دن رونما ہوا ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلی رحمت جو خدا کی طرف سے آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوئی وہ اسی دن ہوئی۔

خدا تعالیٰ خانہ کعبہ کے متعلق سورہ آل عمران آیت 97 میں فرماتا ہے (فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان آمنا) یعنی خانہ کعبہ میں نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم ہے اور جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ محفوظ ہے۔

خدا تعالیٰ کے لیے آسمان میں دو گھر اور حرم ہیں اور زمین میں چار گھر اور حرم ہیں۔ اگرچہ تمام مکانات کی نسبت خداوند قدوس کی طرف مساوی اور برابر ہے خداوند عالم کسی خاص مقام یا جگہ میں نہیں ہے۔ لیکن کوئی جگہ اس سے خالی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے سورہ مجادلہ آیت 7 (ما یکون من نجویٰ ثلاثۃ الاھو رابعھم و لا خمسۃ الاھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الاھو معھم اینما کانوا) کوئی تین ایسے آدمی نہیں ہیں جو راز کی باتیں کررہے ہوں مگر چوتھا اُن کے ساتھ خدا ہے اور کوئی ایسے پانچ نہیں ہیں مگر چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے نہ اس سے کمتر اور نہ زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں مگر یہ کہ خدا ان کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی اسی کے مطابق عقیدہ رکھتا ہو تو اس سے گناہ کبھی سرزد ہی نہ ہو بحارالانوار ج 67 ص 293 ب 14 خصال صدوق ص 269 میں ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا مومن کی پانچ علامتیں ہیں اُن میں سے پہلی الورع فی الخلوۃ۔ خلوت میں گناہوں سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ مومن خدا کو ہر جگہ حاضر وناظر جانتا ہے اس لیے اُس کی موجودگی میں گناہ نہیں کرتا۔ جامع الاخبار ص 130

https://www.shiabookspdf.com/

میں ہے کہ ایک جوان امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں گناہگار ہوں اور میرا گناہوں سے چھٹکارا مشکل ہے۔ امام علیہ السّلام نے پانچ کلمات کے ذریعے سے اس کو ایسے نصیحت فرمائی کہ اُس نے توبہ کر لی اور گناہوں سے منحرف ہو گیا آپ نے فرمایا۔ "طلب موضعاً لا یراک اللّٰہ واذنب ماشئت" ایسی جگہ چلے جاؤ کہ جہاں خدا تجھے نہ دیکھے پھر جیسے چاہو گناہ کرتے رہو۔ خدا کے یہ گھر اور حرم اس لیے ہیں تا کہ اُس کے دربار میں حاضر ہوں اور اپنی عبودیت اور ذلت کے اُس کے سامنے اظہار کریں۔ اور اُس سے اپنی حاجات طلب کریں کیونکہ ان مقامات پر اُس کی نظر کرم و رحمت زیادہ ہے۔ اور خدا کے ان گھروں میں اُس کی قدرت کے آثار نمایاں اور واضح طور پر ظاہر و روشن ہیں۔

آسمانوں میں خدا کا پہلا گھر اور حرم عرش ہے جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ جس کے متعلق خداوند کریم نے فرمایا۔ (وربّ العرش العظیم) بحار الانوار ج 58 ص 34 ب 4 ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔ "الاشیاء کلھا فی العرش کحلقة فی فلاة" یعنی تمام چیزیں عرش کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے ایک بیابان میں کوئی حلقہ پڑا ہوا ہو۔

علماء، حکماء، اور مفسرین کا عرش اور کرسی کے بارے میں اختلاف ہے کہ عرش اور کرسی اور ہی چیز ہے یا دو مختلف چیزیں ہیں کیا یہ دونوں چیزیں مجسم ہیں یا عرش سے مراد خدا کا علم، قدرت اور قہر و غلبہ ہے۔ جیسے کہ آیت شریفہ "الرحمٰن علی العرش استوٰی" میں استوٰی سے مراد استولیٰ لیا ہے یعنی استیلا، معنی کیا ہے جیسے کہ بحار الانور میں موجود ہے جب سے خدا نے عرش خلق کیا ہے کسی کا پاؤں اس پر نہیں پڑا

https://www.shiabookspdf.com/

صرف ایک ہستی ایسی ہے جن کے قدم عرش سے بھی اوپر گئے ہیں اور وہ ہیں خاتم النبین حضرت محمدؐ جیسے کہ خدا سورہ نجم آیت 9 میں اس کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ "ثم دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ"

مقامِ قرب چنان تنگ شدر محمدراؐ
کہ خواست حک کند از صفحہ میہم احمدرا

آسمانوں میں خدا کا دوسرا گھر اور حرم بیت المعمور ہے جو چوتھے آسمان میں ہے۔ اور خانہ کعبہ کے بالمقابل ہے۔ اور بیت المعمور عرش کے بالمقابل ہے اور عرش و بیت المعمور دونوں کے اردگرد ملائکہ طواف کرتے ہیں جیسے کہ زمین پر خانہ کعبہ کا لوگ طواف کرتے ہیں بحار میں ہے کہ ستر ہزار فرشتہ روزانہ بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں پھر نکل جاتے ہیں اور قیامت تک وہ فرشتے دوبارہ بیت المعمور میں داخل نہیں ہوتے۔ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "خدا نے ملائکہ سے بڑی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔

آپ نے فرمایا ہر روز ستر ہزار ملائکہ بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اس کے بعد زمین پر نازل ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں وہاں سے فارغ ہو کر قبر رسولؐ پر سلام کرتے ہیں وہاں سے نجف جا کر قبر امیر المومنینؑ پر سلام کرتے ہیں کربلا قبر حسینؑ پر حاضری دیتے ہیں اس کے بعد آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک ہر روز ستر ہزار ملائکہ نازل ہوتے رہیں گے۔ شیخ صدوق کی کتاب علل الشرائع میں ہے کہ خانہ کعبہ کے طواف میں سات چکر کیوں لگائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خدا نے فرمایا۔ "انی جاعل فی الارض خلیفة" تو ملائکہ نے اعتراض

https://www.shiabookspdf.com/

کیا اور کہا "اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء" یعنی زمین میں تو اُس کو اپنا خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ تو خدا نے جواب میں فرمایا "انی اعلم مالا تعلمون" جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد خدا نے ملائکہ کو سات ہزار سال تک اپنے نور سے محروم رکھا۔ اور سات ہزار سال تک ملائکہ نے عرش کی پناہ لی اور توبہ کرتے رہے۔ اس کے بعد خدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی توبہ قبول کی۔ اور بیت المعمور کو چوتھے آسمان میں ان کے لیے مقام امن اور عبادت گاہ بنایا۔ اسی وجہ سے ہر ہزار سال کے بدلے میں طواف کے لیے ایک چکر لازم قرار دیا۔ بحارالانوار کی حدیث کے مطابق بیت المعمور کو ملائکہ نے خانہ کعبہ کی جگہ پر تعمیر کیا تھا۔ جب طوفان نوحؑ آیا تو اُسے اُٹھا کر چوتھے آسمان پر لے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اسی جگہ پر دوبارہ خانہ کعبہ تعمیر کیا۔

بحارالانوار میں ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ کعبہ کو کعبہ کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیونکہ یہ مربع شکل میں ہے۔ پوچھا کہ مربع شکل کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کیونکہ یہ بیت المعمور کے بالمقابل ہے اور بیت المعمور مربع شکل میں ہے سوال کیا کہ بیت المعمور کے بالمقابل سے اور بیت المعمور مربع شکل میں ہے سوال کیا کہ بیت المعمور مربع شکل کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کیونکہ وہ عرش کے بالمقابل ہے اور عرش مربع شکل ہے سوال ہوا کہ عرش مربع شکل کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کیونکہ اُن کلمات کی تعداد چار ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے اور وہ یہ ہیں "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" بحارالانوار غایۃ المرام اور زادالمعاد میں حضرت امام رضاؑ سے ایک مفصّل روایت ذکر کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ عید غدیر کے دن ہر سال خدا تعالیٰ جبرائیل کو حکم فرماتا ہے کہ بیت المعمور

https://www.shiabookspdf.com/

کے سامنے کرامت کی کرسی لگائے اور وہ اُس کرسی کے اوپر جاتا ہے تمام آسمانوں کے ملائکہ اُسی کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ کی شان بیان کرتے ہیں۔ امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ کے ماننے والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ کتاب وقایع الایام میں ہے کہ خدا نے بیت المعمور کو اہل آسمان کی توبہ کے لیے اور خانہ کعبہ کو اہل زمین کی توبہ کے لیے خلق فرمایا ہے۔ اور وہ چار گھر جو خدا کے لیے زمین میں ہیں اُن میں سے ایک مساجد ہیں جیسے کہ بحار الانوار ج 83 ص 373 ب 8 میں ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے کہ زمین میں میرے گھر مساجد ہیں۔ پس خوش قسمت ہے وہ بندہ جو اپنے گھر میں وضو کرے اور میرے گھر میں میری زیارت کرے پس جس کی زیارت کے لیے وہ جاتا ہے اُسکا حق بنتا ہے کہ زیارت کرنے والے کی عزت و احترام کرے۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد میں وضو کی حالت میں داخل ہونا مستحب ہے مسجد میں داخل ہونے والے کے احترام و اکرام کے بارے میں بحار اور عین الحیات وغیرہ میں ابوذر سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا اے ابوذر جب تک تم مسجد میں بیٹھتے ہو۔ تو تیرے ہر سانس کے عوض جنت میں تجھے ایک درجہ عطا کرتا ہے اور دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ معاف کرتا ہے۔ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کا جو مقام ہے وہ دوسرے کے لیے نہیں ہے ایک شخص بازار کی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو بارہ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اگر محلے یا قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھے تو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اگر جامع مسجد ہو تو سو نمازوں کا اگر مسجد کوفہ ہو یا مسجد اقصیٰ ہو تو ایک ہزار نماز کا اگر مدینے کی مسجد ہو تو دس ہزار نمازوں کا ثواب اور اگر مسجد الحرام ہو تو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے ایک اور حدیث کے مطابق مسجد الحرام

https://www.shiabookspdf.com/

میں ہزار ضرب ہزار نمازوں کا ثواب ہے۔ اور اگر گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو ہر رکعت کے بدلے چالیس سال کی نمازوں کے برابر ہوگا۔

خصال صدوق میں ص 343 پر ہے کہ سات طرح کے لوگ ایسے ہیں جو عرش کے سایہ میں ہونگے ایک وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور اُس کی نیت میں ہو کہ دوبارہ مسجد میں آئے گا۔ کیونکہ مومن کا مسجد کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے "المومن فی المسجد کسمک فی الماء" مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔

اور خدا کا گھر زمین پر قلب مومن ہے جیسے کہ علامہ مجلسی نے عرش سے مراد انبیاء اوصیاء اور کامل مومنین کا دل لیا ہے کیونکہ ان کا دل خدا کی محبت و معرفت کی جگہ ہے جیسے کہ حدیث ہے "ان قلب المومن عرش الرحمان" مومن کا دل رحمٰن کا عرش ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں ہے۔ "لم یسعنی سمائی ولا ارضی ووسعنی قلب عبد المؤمن" میری زمین اور آسمان میں میری گنجائش نہیں ہے لیکن میرے مومن بندے کے دل میں میں آ جاتا ہوں اور وہاں جگہ ہے۔

اصول کافی ج 67 ص 189 روایت 5 میں ہے کہ خدا نے حضرت داؤد کی طرف وحی نازل فرمائی "اِنَّ العبد من عبادی لیأتینی بالحسنة فأبیحة جنتی فقال داوٗد یا رب حق لمن عرفک ان لا یقطع رجائہ منک" یقیناً میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ایک نیکی بجالاتا ہے تو میں اُس کے لیے جنت مباح کر دیتا ہوں۔ داؤد نے عرض کیا اے پروردگار وہ کونسی نیکی ہے خدا نے فرمایا۔ کہ جو میرے ایک مومن بندے کو خوش کرے اگر چہ ایک کھجور کے ساتھ داؤدؑ نے عرض کیا

https://www.shiabookspdf.com/

اے میرے پروردگار جو بندہ معرفت حاصل کر لیتا ہے اُس کا حق ہے کہ وہ تجھ سے اپنی امید منقطع نہ کرے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "المؤمن اعظم حرمةً من الکعبة۔ مومن کی حرمت کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔

کتاب اثنیٰ عشریہ میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے خطاب ہوا "هل عملت لی عملاً صالحاً قال نعم صليت لک وصمت لک سمت وهللت لک" کیا تو نے میرے لیے کوئی نیک عمل انجام دیا ہے؟ موسیٰؑ نے عرض کیا ہاں مولا۔ میں نے تیرے لیے نماز پڑھی تیرے لیے روزہ رکھا۔ تیری تسبیح اور تہلیل کی۔ خطاب ہوا۔ تو نے نماز اس لیے پڑھی ہے تا کہ پل صراط سے گذرے روزہ رکھا تا کہ آتش جہنم کے لیے ڈھال حاصل کرے۔ میری تسبیح و تہلیل کی تا کہ جنت میں تیرے درجات حاصل ہوں۔ حضرت موسیٰؑ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا میرے مولا مجھے بتایئے وہ کون سا عمل ہے جو خالصتاً تیری ذات کے لیے ہے۔ خدا نے فرمایا۔ "هل نصرت مظلوماً هل كسوت عرياناً هل سقيت عطشاناً هل اكرمت عالماً هذا لی عمل خالص" کیا تو نے کسی مظلوم کی مدد کی ہے؟ کیا کسی ننگے کو لباس پہنایا ہے؟ یا تو نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہے؟ کیا تو نے کسی عالم کا احترام کیا ہے؟ یہ ہے میرے لیے خالص عمل۔ اور اگر کوئی کسی مومن کا دل خوش کرنے کی بجائے اُس کا دل توڑے اُس کا کیا حال ہوگا۔ زمین میں خدا کا تیسرا گھر پیغمبرؐ اور آپ کی اہل بیتؑ کے گھر اور حرم ہیں خدا تعالیٰ سورہ نور آیت 36 میں اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے (فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه) سید بحر العلوم اپنی منظومہ میں فرماتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اکثر من الصلوٰة فی المشاهد

خیر بقاع افضل المعابد

وهی بیوت اذن اللّٰه بأن

ترفع حتّٰی یذکرو اسمه الحسن

یعنی زیادہ تر پیغمبرؐ اور آئمہؑ کے حرم میں نماز پڑھا کرو کیونکہ یہ عبادت کے لیے بہترین مقام ہیں۔ کیونکہ یہ وہ گھر ہیں جن میں خدا نے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں "الصلوٰة عند قبر امیر المومنینؑ مأة الف صلوٰة" امیر المومنین علیہ السّلام کی قبر کے نزدیک ایک نماز دو لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے پس نجف خدا کا حرم ہے اسی طرح کربلا کاظمین، مشہد مقدس سب کے سب خدا کے حرم اور گھر ہیں خاص طور پر زمین کربلا۔ جیسے کہ بحار الانوار میں حضرت زین العابدینؑ سے روایت ذکر کرتے ہیں آپ نے فرمایا خدا نے زمین کربلا کو اپنے لیے حرم اور امن کا مبارک گھر قرار دیا ہے اور یہ کام خدا نے زمین کعبہ کو پیدا کرنے اور اُس کو اپنے لیے حرم بنانے سے چار ہزار سال پہلے کیا ہے بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا خدا کے فرمان "شاطئی الواد الایمن" سے مراد فرات کا پانی اور زمین کربلا ہے۔ زمین میں خدا کا چوتھا گھر اور حرم زمین مکہ ہے کیونکہ سورہ بقرہ آیت 125 میں فرماتا ہے۔(وعهدنا الٰی ابراهیم و اسماعیل ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین) ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے لیے پاک کریں۔

روایات میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے خانہ کعبہ بنایا۔ ملائکہ پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر لا کر رکھتے تھے ایک پتھر اتنا وزنی تھا کہ تیس مرد اُسے

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ اس کے بعد طوفان نوحؑ میں وہ گھر یعنی خانہ کعبہ ختم ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اس گھر کو بنایا۔ کتاب وقایع الایام میں ریاض الجنتہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو کچھ پتھر وہاں زیادہ آ گئے تھے خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اُن پتھروں کو اُٹھا کر زمین میں مختلف جگہوں پر گرا دیا جہاں جہاں وہ پتھر گرا وہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے جہاں چھوٹا پتھر گرا وہاں چھوٹی مسجد اور جہاں بڑا پتھر گرا وہاں جامع مسجد بنی ہے خدا نے اپنے گھر خانہ کعبہ کے لیے ایک خاص احترام اور رتبہ معین کی ہے مومن کو چاہیے کہ اُس کی حرمت کا خیال رکھے۔ حضرت امیر المومنینؑ نہج البلاغہ خطبہ قاصعہ میں فرماتے ہیں "الا تـــرون ان اللّٰـه سبـحـانـه اختبـر الاولین من لدن آدمؑ الٰی الاخرین من هذا العالم بـاحـجـار لا تـضـرو ولا تـنفع ولا تسمع ولا تبصر فجعلها بيةالحرام الذى جعله الله للناس قياماً" کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے آدمؑ سے لے کر تمام مخلوق کا اُس گھر کے ذریعے سے امتحان لیا ہے جس کو اُس نے پتھروں سے بنایا ہے۔ جو نہ نقصان دیتے ہیں نہ فائدہ نہ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھتے ہیں۔

خدا نے اپنے اس گھر کے لیے جو ایک اور حرمت اور مرتبہ رکھا ہے وہ یہ کہ اس کے اردگرد مسجد الحرام ایک معین جگہ تک قرار دی ہے جو ہر شخص اور چیز کے لیے امن کا مقام ہے جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے "مَنْ دخله كان آمناً" مہیج الاحزان میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ روایت ہے جو درندہ اور پرندہ مسجد الحرام میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اُسے کچھ نہ کہا جائے اُسے باہر نہ نکالا جائے نہ اُسے تکلیف دی جائے مسجد الحرام کے درخت کو نہ کاٹا جائے۔ حرم میں اگر کوئی گھاس وغیرہ ہے تو اُسے کاٹا نہ جائے بلکہ فرماتے ہیں اگر کسی درخت کی شاخیں مسجد الحرام میں جاتی ہے اور جڑ

https://www.shiabookspdf.com/

اگر چہ باہر ہے تو اُس کو بھی نہ کاٹا جائے ایک روایت میں ہے کہ مسجد الحرام میں گمشدہ چیز کو اُٹھانا حرام ہے۔ مگر اُس وقت جب اُس چیز کا مالک اعلان کرے۔ فرماتے ہیں اگر ہرن یا کبوتر حرم میں آ جائیں تو کوئی اُسے باہر نہ نکالے حتیٰ کہ اُس کی طرف اشارہ بھی نہ کرے۔ اور اگر ایسا کام کرے جن سے منع کیا گیا ہے تو فقہاءؒ نے اُس کے لیے کفارہ بھی معین کیا ہے۔ خدا کا حرم ہر کسی کے لیے امن کی جگہ ہے۔ لیکن نواسۂ رسولؐ کو بنی اُمیہ نے خدا کے اس حرم میں بھی نہ رہنے دیا۔ 28 رجب کو مدینۂ رسولؐ چھوڑ کر تین شعبان کو مکہ میں آنے والے حسینؑ اس لیے مکہ آئے تھے کہ شاید بنی اُمیہ خدا سے ہی شرو حیا کریں۔ اور انہیں خدا کے حرم میں رہنے دیں۔ لیکن یزید ملعون خدا پر ایمان نہ رکھتا تھا بنی اُمیہ میں سے تین آدمیوں کو حج کا بہانہ بنا کر حاجیوں کے لباس میں تلواریں احرام کے نیچے چھپا کر اُن کو حکم دیا کہ حسینؑ کو قتل کر دیں۔ دراصل وہ خدا کے گھر کی حرمت کو توڑ کر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ آئندہ کوئی اس گھر میں پناہ نہ لے اس لیے امام علیہ السّلام نے ارادہ فرمایا کہ خدا کے حرم کی حرمت کو پامال نہ ہونے دیں گے اور خود مکہ سے چلیں جائیں گے۔ اس لیے آپ نے حج کے احرامِ کو عمرہ میں تبدیل کیا۔ اور آٹھ ذالحجہ ترویہ کے دن خدا کے حرم امن سے باہر چلے گئے۔ آپ نے جب مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو محمد حنفیہ آپکے بھائی آپ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ یہ مکمل داستان اور روایت گذشتہ مجلس میں بیان ہو چکی ہے۔

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر آپکے پاس آئے تا کہ آپکو سفر کوفہ سے روکیں آپ نے جواب میں فرمایا "ان رسولؐ اللہ قد امرنی یا مرونا ماض فیہ" میرے نانا رسول خدا نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے اور میں اُس پر عمل کرنے نکل پڑا ہوں عبداللہ بن عمر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ بنی اُمیہ سے صلح کر لیں۔ اور انہیں

https://www.shiabookspdf.com/

قتل سے ڈرایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہا تجھے معلوم نہیں؟ دنیا اس حد تک پست اور گری ہوئی ہے۔ کہ حضرت یحییٰؑ کا سر ایک بدکار عورت کے لیے ہدیہ پیش کیا گیا۔ بحارالانوار کی روایت کے مطابق جب عبداللہ بن عمر نے سنا کہ آپ مکہ سے باہر چلے گئے ہیں تو سوار ہو کر آپکے پیچھے گیا اور ایک منزل پر جا کر آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اے رسولؐ خدا کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا۔ عراق کی طرف۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ اپنے نانا رسولؐ خدا کی حرم کی طرف واپس چلے چلیں۔ آپ نے انکار کیا جب عبداللہ بن عمر نے دیکھا کہ آپ واپس نہیں جائیں گے تو عرض کیا۔ یا حضرت وہاں سے کپڑا اوپر کریں جہاں سے رسولؐ خدا آپکے نانا بار بار بوسہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے سینے کے نیچے والی جگہ سے کپڑا ایک طرف کیا عبداللہ بن عمر نے تین مرتبہ بوسہ دیا اور رونے لگا۔ پھر عرض کیا اے ابوعبداللہ میں نے تجھے خدا کے سپرد کیا آپ اس سفر میں قتل کر دیئے جائیں گے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا سید الشہدؑ کے جسم سے چار جگہ کا بوسہ دیا کرتے تھے۔ آپکی ناف۔ پیشانی۔ گلہ۔ اور لب مبارک شائد ناف کو اس لیے چومتے تھے کہ اُس جگہ تین شعبہ تیر لگنا تھا۔ اور پیشانی اس لیے چومتے تھے کیونکہ ایک ملعون ابوالحتوق جعفی کا تیر لگنا تھا۔ اور گلے کا اس لیے بوسہ دیتے تھے کیونکہ اس پر شمر ملعون کا خنجر چلنا تھا۔ اور شاید لبوں کا بوسہ اس لیے لیتے تھے۔ کہ یزید ملعون نے ان لبوں پر خیزران کی چھڑی مارنی تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

یزید چوب مزن برلبان عطشانم

من غریب بہ تونورسیدہ مہمانم

اگر تو چوب زنی درخفا بزن ظالم

مگر نمی شنوی نالۂ یتیمانم

یعنی اے یزید میرے پیاسے ہونٹوں پر چھڑی نہ مار میں تیرے پاس نیا نیا مہمان آیا ہوں اگر مارنا ہی چاہتا ہے تو چھپ کر مار میرے یتیم بچے تجھے روتے ہوئے سنائی نہیں دیتے؟ حسینؑ نے ایک مرتبہ اب اپنا قمیض اٹھایا اور دوسری مرتبہ عاشور کے دن جب آخری وقت اپنی بہن سے پرانا کفن مانگا۔

الالعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 31

خدا تعالیٰ سورہ آل عمران آیت 97 میں فرماتا ہے (وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین۔ اسلام میں ایک عظیم اور افضل عبادت حج ہے جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس پر لازم اور واجب ہے کہ ایک دفعہ خانہ خدا کی زیارت کے لیے مکہ جائے اور اس کام میں عذر شرعی کے بغیر تاخیر نہ کرے کیونکہ تمام علماء کے فتویٰ کے مطابق حج میں عذر شرعی کے بغیر تاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہے اور حج کا ترک کرنا شرک وکفر کا موجب بنتا ہے۔ جیسے کہ بحار الانوار ج 72 ص 121 ب 99 رسولؐ خدا کی وصیت جو انہوں نے امیر المومنین سے کی اُس میں آپ فرماتے ہیں اس امت میں سے دس طرح کے لوگ خدا عظیم کے ساتھ کفر کرتے ہیں اُن دس کو آپ نے شمار کیا اور فرمایا اُن میں سے ایک وہ ہے جو استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرے اور مر جائے۔ بحار الانوار میں ایک اور روایت ہے حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔ جو شخص حجۃ الاسلام کو ترک کرے اور کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو تو وہ دین یہودی پر یا دین نصرانی پر مرنا چاہتا ہے اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حج کو ترک کرنے والا کافر ہے اور اسی چیز کی طرف خدا تعالیٰ زیر بحث آیت کے آخر میں اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔" ومن کفر فان

https://www.shiabookspdf.com/

اللّٰہ غنی عن العالمین۔

آیت کریمہ"ویحشرہ یوم القیامہ" کی تفسیر میں صافی اور بحار میں حضرت صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ حج کوترک کرنے والا شخص اس آیت کا مصداق ہے۔یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہم حج نہ کرنے والے کو قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے پھر آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت کے راستے سے اندھا ہوگا اور اُسے بہشت کی راہ نہ ملے گی۔ بحار میں علل الشرائع سے ابوبصیر کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔"اَمـاَ ان الناس لوترکو احج ھذالبیت لنزل بھم العذاب وما نوطروا" خبردار بے شک لوگ اگر خانہ خدا کے حج کوترک کردیں گے تو اُن پر حتمی طور پر عذاب نازل ہوگا اور انہیں مہلت نہ ملے گی۔بحارالانوار ج42 ص249 ب127 میں امیرالمومنینؑ کی وصیت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔"اللّٰہ اللّٰہ فی بیت ربکم فلا یخلو منکم مابقیتم فانہ ان ترک لم تناظروا" خداکو یادرکھو جب تک زندہ ہو اپنے پروردگار کے گھر کو خالی مت چھوڑو۔اگرتم نے حج کوترک کردیا تو تمہیں مہلت نہ ملے گی اور تم پر عذاب نازل ہوجائے گا۔

جو شخص حج جیسی عظیم عبادت بجالاتا ہے تو دنیا وآخرت میں اُس کے لیے فوائد اور ثمرات ازطرف خداوندقدوس موجود ہوتے ہیں۔

حج کے فوائد اور ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ حاجی کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ حاجی اس طرح ہوجاتا ہے جیسے کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ بلکہ بعض روایات میں ہے کہ حج کے بعد چار مہینے تک اُس کے

https://www.shiabookspdf.com/

گناہ نہیں لکھے جاتے۔ اور حاجی کی دعا بھی مستجاب ہوتی ہے بحارالانوار ج42 ص249 ب127 میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمہارے پاس ابوقبیس پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ تم راہ خدا میں خرچ کرے تو حج کے ثواب کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور حاجی سفر حج میں جو ایک درہم خرچ کرتا ہے تو یہ راہ خدا میں خرچ کئے ہوئے دو ہزار ضرب ہزار درہم کے برابر ہے۔ ایک اور حدیث حضرت صادق علیہ السّلام سے ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ایک واجب نماز کا ثواب خدا کے نزدیک ایک ہزار حج اور اور ایک ہزار عمرۂ مقبولہ کے برابر ہے۔ اور حج کی اتنی فضیلت ہے کہ یہ بہتر ہے ایک سونے سے بھرے ہوئے گھر کو یا سونے سے بھری ہوئی پوری دنیا کو راہ خدا میں خرچ کرے۔ مرحوم فیض اپنی کتاب وافی میں لکھتے ہیں روایت میں مذکور حج سے مراد مستحب حج ہے کیونکہ واجب حج میں واجب نماز بھی ہوتی ہے اور حدیث میں امام علیہ السّلام پانچ وقت کی نمازوں کی طرف ترغیب دلانا چاہتے ہیں کیونکہ اکثر طور پر حاجی واجب نماز کو یا ترک کردیتے ہیں یا پانی ہونے کے باوجود تیمم کے ساتھ پڑھتے ہیں یا نماز کی دوسری شرائط کا خیال نہیں رکھتے۔ کتاب ثواب الاعمال اور بحارالانوار میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ جو شخص حج پر یا عمرہ پر جاتا ہے تو اُس کے ہر ہر قدم کے برابر ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں سو ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور سو ہزار درجات لکھے جاتے ہیں۔

اسی وجہ سے آئمہؑ اور بزرگ علماء پیدل حج پر جایا کرتے تھے۔ بحارالانوار ج43 ص331 ب16 میں ہے کہ امام حسنؑ پیدل حج کے لیے جایا کرتے تھے اور کبھی کبھی ننگے پاؤں حج کا سفر کرتے تھے۔ بحار میں ہے کہ حضرت علی بن حسین علیہما السّلام نے پچیس حج پیدل کیئے اور اُونٹ وغیرہ اُن کے ساتھ ساتھ خالی جایا کرتے تھے

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار اور معانی الاخبار میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا۔ جوکوئی ایک ہی دفعہ ہزار بار ماشاء اللہ کہے تو اُسی سال وہ حج پر جائے گا اور اگر اُس سال نہ جاسکا تو خدا اُس کی موت کو ٹال دے گا تا کہ وہ حج پر جاسکے۔

حج کی دوسری عبادات کی طرح خصوصیات ہیں ایک خصوصیت یہ ہے کہ باقی عبادات میں قصدِ قربت واجب ہے لیکن حج قصد قربت کے بغیر بھی فائدہ دیتا ہے اور قبول ہوجاتا ہے وسائل الشیعہ میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ نے جبرائیل سے پوچھا کہ جو شخص قصد قربت کے بغیر اور مال حلال کے بغیر حج کرتا ہے اُس کا کیا اجر ہے؟ جبرائیل نے کہا مجھے معلوم نہیں اپنے پروردگار سے پوچھوں گا۔ خدا کی طرف سے جبرائیل کو خطاب ہوا کہ موسیٰؑ سے کہو میں ایسے شخص کو اپنے حق کے صدقے میں معاف کردونگا اور تمام مخلوق کو اس سے راضی کردونگا۔ موسیٰؑ نے فرمایا اے جبرائیل جو شخص قصد قربت کے ساتھ حج کرے اُس کا کتنا اجر ہے؟ خدا نے جبرائیل سے فرمایا کہ موسیٰؑ سے کہو کہ میں ایسے شخص کو صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ محشور کرونگا اور یہ میرے بہترین دوست ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حج پر نہ جاسکتا ہو تو چند عمل ایسے ہیں جن کے بجالانے سے حج کا ثواب حاصل ہوتا ہے اُن میں سے ایک عمل مومن کی حاجت پوری کرنا امالی شیخ صدوق میں ہے راوی کہتا ہے میں ایک سال حج سے واپس آیا تو حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں مشرف ہوا آپ نے فرمایا تو کہاں تھا؟ میں نے عرض کیا حج پر گیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے معلوم ہے کہ حج پر جانے کا کتنا

https://www.shiabookspdf.com/

ثواب واجر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ بہتر جانتے ہیں اور مجھے بھی بتائیں۔آپ نے فرمایا۔ جب ایک بندہ خدا کے گھر کے ساتھ چکر لگا کر طواف کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو خدا اُس کے لیے چھ ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے چھ ہزار گناہ معاف فرماتا ہے اور چھ ہزار درجات بلند کرتا ہے چھ ہزار دنیا و آخرت کی حاجات پوری کرتا ہے میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں یہ تو بہت زیادہ ثواب ہو جاتا ہے۔آپ نے فرمایا تمہیں ایسے عمل اور عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں جس کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔آپ نے فرمایا۔کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا دس حج کے ثواب سے افضل ہے۔

بحار الانوار ج74 ص285 ب20 میں روایت ہے راوی کہتا ہے میں نے حضرت صادق کو فرماتے ہوئے سنا۔ایک مومن کی حاجت کو پورا کرنا ایک ہزار مقبول حج ایک ہزار غلام کو آزاد کرنا اور ایک ہزار گھوڑوں کو راہ خدا میں لجام اور زین سمیت دینے سے بہتر ہے۔ایک اور چیز اور عمل جس کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے وہ مہربانی سے ماں باپ کی صورت دیکھنا۔ بحار الانوار ج74 ص80 ب2 میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جو بچہ اپنے والدین کی طرف پیار و محبت کے ساتھ دیکھتا ہے تو ہر نظر کے بدلے میں اُسے ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگر چہ وہ روزانہ سو مرتبہ نظر کرے آپ نے فرمایا۔ہاں۔اللہ اکبر واطیب۔

ایک اور عمل جو حج اور عمرہ کے ثواب کے برابر ہے وہ عید غدیر کے دن روزہ رکھنا ہے بحار میں حضرت صادق علیہ السّلام کا فرمان ہے کہ جو کوئی عید غدیر کے دن زوال سے آدھا گھنٹہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے جس کی ہر رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ سورہ

https://www.shiabookspdf.com/

قل هو اللّٰہ دس مرتبہ انا انزلناہ اوردس مرتبہ آیت الکرسی پڑھے توان دورکعتوں کا ثواب خدا کے نزدیک ایک لاکھ حج اور ایک لاکھ عمرہ کے برابر ہے اور خدا اُس کی تمام دنیاوی وآخروی حاجات پوری فرمائے گا۔

ایک اور عمل جوحج وعمرہ کا ثواب رکھتا ہے وہ حضرت رضا علیہ السّلام کی زیارت ہے بلکہ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ رجب کے مہینے میں حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت ہزار ہزار حج مقبول کے برابر ہے اسی طرح سید الشہد اعلیہ السلام کی زیارت کا ثواب بھی حج وعمرہ کے ثواب کے برابر ہے کتاب کنز المصائب میں عبداللہ بن مارد سے نقل ہے کہتا ہے میں حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ تکیہ لگائے ہوئے ہیں میں نے سلام عرض کیا اور کہا مولا اُس شخص کا کتنا ثواب ہے جو آپکے جد حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے؟ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ جو شخص اپنے گھر سے حسینؑ کی زیارت کے لیے نکلے تو اُس کے ہر ہر قدم کے بدلے میں اُسے حج مقبولہ اور عمرہ مبرورہ کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا۔ ہر ہر قدم کے بدلے میں ایک حج اور عمرے کا ثواب آپ نے فرمایا۔ دو حج اور دو عمرے کا ثواب میں نے عرض کیا دو حج اور دو عمرے۔ آپ نے فرمایا تین حج اور تین عمرے کا ثواب حتیٰ کہ آپ نے فرمایا۔ ہر ہر قدم کے بدلے میں ستر حج اور ستر عمرے کا ثواب ملے گا۔

پس بعض روایات میں زیارت قبر حسینؑ کا ثواب بیس حج کسی میں ستر حج اور حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق رسولؐ خدا نے فرمایا نوے حج کا ثواب ہے اور نوے عمرے کا جو قبول ہوں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ کچھ ایام اور اوقات ایسے ہیں جن میں زیارت حسینؑ کا

https://www.shiabookspdf.com/

ثواب زیادہ ہو جاتا ہے حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں جو شخص عرفہ کے دن حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے گا۔ تو خدا اُس کے لیے ہزار ہزار حج جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ انجام دیئے ہوں اور ہزار ہزار عمرے جو رسولؐ خدا کے ساتھ بجالایا ہو کا ثواب عطا کرے گا ہزار ہزار غلاموں کو آزاد کرے اور ایک ہزار گھوڑوں کو راہ خدا میں لجام و زین سمیت دینے کا ثواب دے گا۔ بلکہ کامل الزیارۃ بحارالانوار اور خصائص الحسینیہ میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے بشیر دہان سے فرمایا جو کوئی عرفہ کے دن آب فرات سے غسل کرے اور قبر حسینؑ کی طرف اس حال میں جائے کہ وہ آپ کو حقیقی اور واجب الاطاعۃ امام بھی مانتا ہو۔ تو خدا اُسے ہر قدم کے بدلے میں ایک سو حج مقبولہ اور ایک سو عمرہ مبرورہ کا ثواب دے گا۔ اور پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ کئے ہوئے سو جہاد کا ثواب اُس کے لیے لکھے گا۔ آپ نے فرمایا۔ اے بشیر سنو اور اُس تک پہنچادو جس کا دل اس بات کو قبول کرے جو کوئی عرفہ کے دن حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جائے تو وہ اس کی طرح ہے جس نے عرش کے نیچے خدا کی زیارت کی ہو۔

بحارالانوار اور وسائل الشیعہ میں ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا جو عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو قیامت کے دن خدا کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ دو ہزار حج دو ہزار عمرہ کا ثواب لیے ہوئے ہوگا۔ جو رسولؐ خدا کے ساتھ انجام دیئے ہونگے۔ خدا نے زیارت امام حسین علیہ السلام اور زائر حسینؑ کو جو اتنی فضیلت عطا کی ہے کہ اُنکی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا ہے اور قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والوں کو اپنے حرم کی زیارت انجام دینے والوں سے بھی افضل قرار دیا ہے حتیٰ کہ حدیث میں وارد ہے کہ عرفات کے دن خدا پہلے زائرین قبر حسین علیہ السلام کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرف اپنی نظر کرم فرماتا ہے اور بعد میں عرفات والوں کی طرف نظر کرتا ہے شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ حسینؑ نے خدا کے گھر کی حرمت کو محفوظ رکھنے کے لیے خدا کے حرم کو چھوڑا اور حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کیا۔ کیونکہ اگر خدا کے حرم میں شہید ہو جاتے تو خدا کے اس امن والے گھر کی حرمت اور امنیت ختم ہو جاتی اس لیے اس ظاہری حرم سے نکل کر باطنی حرم یعنی سرزمین کربلا کی طرف رخ کیا۔

جب آپ مکہ سے باہر آئے تو عرب کے مشہور شاعر جو اپنی ماں کے ساتھ حج پر آیا ہوا تھا نے دیکھا کہ آپ مکہ سے جا رہے ہیں تو عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ کس چیز نے آپکو مجبور کیا ہے کہ حج کو ادھورا چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر میں جلدی نہ کروں تو مجھے گرفتار کرلیں گے۔ سید ابن طاؤس لہوف میں فرماتے ہیں کہ منزل ثعلبیہ پر ایک شخص نے آپکے ساتھ ملاقات کی جس کی کنیت ابو ہرہ اسدی تھی۔ اس نے سلام کیا اور سلام کے بعد عرض کیا۔ یا بن رسولؐ اللہ کس چیز نے آپکو خدا کے حرم سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ اور پیغمبرؐ کے حرم سے باہر نکالا ہے؟ آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر۔ بنی اُمیہ نے میرا مال غصب کیا میں نے صبر کیا مجھے گالیاں دیں میں نے صبر کیا اب وہ میرا خون بہانا چاہتے ہیں بس اس لیے میں نکل پڑا ہوں اور خدا کی قسم میں قتل ہو جاؤں گا اور خدا ان کو ذلت کا لباس پہنائے گا۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے کربلا میں حاجیوں کی طرح اعمال انجام دیئے۔ جیسے حاجی حج کے لیے احرام باندھتا ہے حسینؑ نے بھی عاشور کے دن احرام کی مثل ایک مخصوص لباس پہننے کے لیے اپنی بہن زینبؑ سے فرمایا پرانا لباس لائیے تا کہ اپنے لباس کے نیچے پہن لوں جب میرا لباس لوٹا جائے تو اس پرانے لباس کو چھوڑ

https://www.shiabookspdf.com/

جائیں جب زینبؑ نے پرانا لباس دیا تو آپ نے اُسے جگہ جگہ سے پارہ پارہ کر دیا۔ اور اپنے لباس کے نیچے پہن لیا لیکن جب حضرت کی شہادت ہوگئی تو ظالموں نے اس پرانے لباس کو بھی لوٹ لیا۔ حاجیوں کا ایک اور عمل منیٰ میں قربانی دینا ہے ہر حاجی ایک یا دو جانوروں کی قربانی دیتا ہے لیکن حسینؑ نے راہ خدا میں بہتر قربانیاں دیں۔

حاجیوں کا ایک اور عمل صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے حسینؑ بھی اتمام حجت کی خاطر کئی بار میدان کربلا اور خیموں کی طرف لوٹے اور آخری مرتبہ آ کر فرمایا

"علیکن منی السلام"

ایک اور حاجیوں کا عمل کنکریاں مارنا ہے لیکن یہ برعکس ہوا۔ کربلا میں اشقیاء نے حسینؑ کو پتھر مارے سید ابن طاؤس لکھتے ہیں کہ سید الشہداءؑ تھوڑی دیر کے لیے ایک جگہ پر آرام کرنے کے لیے ٹھہرے ایک ملعون آیا جس نے پتھر اُٹھا کر آپکی پیشانی پر مارا۔ ایک اور حاجیوں کا عمل وقوف در منیٰ ہے۔ یعنی تین دن تک منیٰ میں قیام کرنا۔ حسینؑ نے بھی شہادت کے بعد تین دن تک قیام کیا اور آپکی لاش تین دن تک سرزمین کربلا پر خاک آلود برہنہ پڑی رہی بلکہ بعض روایات کے مطابق دس دن تک خاک کربلا پر برہنہ پڑی رہی۔

ایک اور حاجیوں کا عمل تقصیر کرنا ہے یعنی سر کے بال کٹوانا۔ لیکن حسینؑ نے سر کے بال کٹوانے کی بجائے راہ خدا میں اپنا سر ہی کٹوا دیا۔ اور کچھ حاجی ناخن کٹواتے ہیں لیکن حسینؑ نے تو پوری انگلی ہی کٹوا دی اور حضرت کا لباس ایک چٹائی تھی جو بنی اسد لیکر آئے تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے آپکے بدن مبارک کو اُس پر رکھ کر قبر میں دفن کر دیا۔ اس روایت کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس کو علامہ مجلسی نے

https://www.shiabookspdf.com/

بحار میں ذکر کیا ہے کہ متوکل نے ابراہیم دیزج کو حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کو نبش کرنے کے لیے بھیجا وہ گیا اور قبر کو اُکھاڑا وہ کہتا ہے میں نے ایک نئی چٹائی دیکھی جس پر حسینؑ ابن علیؑ علیہ السلام کا بدن تھا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 32

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی سورہ آل عمران آیت 96-97 ''ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدیً للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم''

صافی اور مجمع البحرین میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جنت سے تین پتھر آئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر۔ صافی میں روایت ہے جب موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کے ساتھ جنگ کے لیے جارہے تھے جاتے جاتے جب وادی تیہ میں پہنچے تو آپ کے لشکر کو بھوک لگی خدا نے اُن کے لیے من وسلوٰی نازل فرمایا جب انہوں نے کھایا تو بھوک ختم ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت موسیٰ سے پیاس کا اظہار کیا۔ آپ نے خدا سے دعا کی اور پانی مانگا۔ خدا اس بارے میں سورہ بقرہ آیت 60 میں فرماتا ہے ''واذاستسقٰی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتٰی عشرۃ عیناً'' اُس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ ہم نے کہا اپنا عصا پتھر پر مارو تو اُس پر بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ خلاصۃ المنہج میں لکھتے ہیں کہ جبرئیل جنت سے

https://www.shiabookspdf.com/

ایک پتھر لے کر آئے۔ جو مربع شکل اور آدمی کے سر کے برابر تھا۔ جبرئیل نے کہا یا موسیٰ خدا فرماتا ہے اپنا عصا اس پتھر پر مارو تا کہ اس سے بارہ چشمے جاری ہوں۔ حضرت موسیٰ نے پتھر پر عصا مارنے کے لیے اُٹھایا اور عرض کیا "الٰھی بحق محمد سید الانبیاء وبحق علی سید الاوصیاء وبحق فاطمة سیدة النساء وبحق الحسن سید الاولیاء وبحق الحسین افضل الشھداء وبحق عترتھم وخلفائھم سادة الازکیاء لما سقیت عبادک ھؤلاء" جب آپ نے عصا مارا تو خدا کی قدرت کاملہ کے صدقے میں بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ مجمع البحرین میں ہے کہ حضرت موسیٰ کے لشکر میں چھ لاکھ افراد تھے ہر روز اس پتھر سے پانی پی کر سیراب ہوتے تھے اور اُن کے جانور وغیرہ بھی پیتے تھے جب سب پانی پی لیتے تو حضرت موسیٰ پھر عصا مارتے اور پانی بند ہو جاتا تھا روایات میں ملتا ہے کہ یہ پتھر اس وقت حضرت صاحب الزمان مہدی علیہ السلام کے پاس ہے۔ اصول کافی ج1 ص231 میں ہے کہ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا حضرت قائم علیہ السلام مکہ سے باہر آئیں گے تو ایک منادی لوگوں کے درمیان ندا دے گا کہ خبردار تم میں سے کوئی بھی اپنے ساتھ کھانا یا پانی ساتھ لیکر نہ آئے آپ حضرت موسیٰ والے پتھر کو ایک اونٹ پر لاد کر اپنے ساتھ لائیں گے جس منزل پر اتریں گے اُس پتھر سے پانی جاری ہوگا۔ تمام لشکر اور اُن کے گھوڑے وغیرہ پئیں گے اور اُنکو نہ بھوک لگے گی اور نہ ہی پیاس۔ بلکہ سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ اس پتھر سے پانی کھانا اور جانوروں کا چارہ نکلے گا۔

دوسرا پتھر جو جنت سے آیا وہ حجر الاسود ہے بحار الانوار، خصال شیخ صدوق اور

https://www.shiabookspdf.com/

اکمال الدین میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد ایک یہودی عالم حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سات سوالات کیئے اور اُن کے جواب سن کر مسلمان ہو گیا۔ اُن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون سا پتھر ہے جو سب سے پہلے زمین پر رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہودی لوگوں کا گمان ہے کہ جو پتھر بیت المقدس میں ہے وہ سب سے پہلا پتھر ہے وہ غلط کہتے ہیں بلکہ سب سے پہلے جو پتھر زمین پر آیا وہ حجر الاسود ہے جسے حضرت آدمؑ اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔ اس کا رنگ برف سے بھی زیادہ سفید تھا اولاد آدمؑ کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا۔ اُس یہودی عالم نے کہا کہ ہاں ایسے ہی ہے حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو اس طرح لکھوایا تھا۔ بحار میں مروی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا حجر الاسود اصل میں ایک عظیم ترین ملائکہ میں سے تھا جنہوں نے سب سے پہلے عالم عہد و میثاق میں خدا کی وحدانیت محمدؐ کی نبوت اور علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کیا تھا خدا نے اس فرشتے کو اپنا امین بنایا تھا اور تمام مخلوق کے اقرار کی لسٹ اُس کے سپرد کی تھی۔ اس کے بعد خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی تو اس فرشتے کو ایک سفید ترین پتھر کی شکل میں ڈھال کر ہندوستان میں آدمؑ کی طرف نیچے گرایا جب آدم علیہ السلام نے اس پتھر کو دیکھا تو انہیں اس سے محبت ہو گئی لیکن وہ اُسے پہچانتے نہ تھے۔ خدا نے اس پتھر کو زبان عطا کی وہ بولا اور کہنے لگا اے آدمؑ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ آدم نے فرمایا نہیں اس کے بعد وہ پتھر اپنی اصلی شکل میں فرشتہ بن گیا اور حضرت آدمؑ سے کہا اے آدمؑ کہاں ہے وہ عہد اور میثاق؟ پس آدم علیہ السلام کو جب عہد و میثاق یاد آیا تو اُٹھے اور اُسے چوم کر رونے لگے۔ اور ایک بار پھر اپنے عہد و میثاق کی تجدید کی۔ اسی کے بعد وہ فرشتہ

https://www.shiabookspdf.com/

دوبارہ سفید دُرّ کی طرح ایک صاف وشفاف پتھر بن گیا۔ حضرت آدمؑ نے اُس کا احترام کیا اور اپنے کندھوں پر اُٹھالیا جہاں جاتے اُسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور جب تھک جاتے تھے تو جبرئیل اُن کی مدد کرتا اور اُٹھالیتا تھا۔ یہاں تک کہ اُسے مکہ لے آئے اور اُس جگہ پر نصب کر دیا۔ قیامت کے دن یہ پتھر آئے گا جس نے اس کی زیارت کی ہوگی تو بول کر اُس کے بارے میں گواہی دے گا اور چشم بینا کے ساتھ اُس کی تصدیق کرے گا جس نے حج کیا ہوگا۔ حجر اسود کی چند خصوصیات ہیں جو کسی اور کے لیے نہیں ہیں ایک خصوصیت یہ ہے کہ ارکان حج میں سے ہے۔ اور اس کا مس کرنا بعض علماء کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ اور یہ پتھر بمنزلہ دستِ خدا ہے یعنی جو خدا کے ساتھ بیعت کرنا چاہے تو اس پتھر کا سلام کرے اور بوسے دے دوسری خصوصیت قیامت کے دن حج کرنے والوں کی گواہی دے گا۔

تیسری خصوصیت حجر اسود کی یہ ہے کہ اسے صرف معصومؑ ہے نصب کرسکتا ہے جب سے یہ پتھر بہشت سے آیا ہے اور حضرت آدمؑ نے اس نصب کیا ہے کئی مرتبہ گرا ہے اور ہر مرتبہ پیغمبر نے یا امامؑ نے اسے نصب کیا ہے جب طوفان نوحؑ آیا تو اُس وقت خدا نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ حجر اسود کو ابوقبیس پہاڑ میں چھپا دے تا کہ یہ غرق ہونے سے محفوظ رہے اور یہ اسی طرح چھپا رہا جب حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ کعبہ تعمیر کیا تو خدا کے حکم سے اس پتھر کو لائے اور جس جگہ اب موجود ہے اس جگہ نصب کر دیا۔ دوسری مرتبہ بعثت پیغمبرؐ سے پہلے مکہ میں ایک بہت بڑا اسیلاب آیا جس کی وجہ سے خانہ کعبہ کو نقصان پہنچا اور حجر اسود اپنی جگہ سے گر گیا قبائل عرب حجر اسود کو نصب کرنے کے لیے آپس میں جھگڑنے لگے ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ ہم اسے نصب کریں

https://www.shiabookspdf.com/

جب کسی فیصلے پر نہ پہنچے تو یہ طے پایا کہ ہم اُس کے فیصلے کو قبول کریں گے جو بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوگا اس کے بعد اس دروازے سے رسولؐ خدا وارد ہوئے جب ان سب نے آپکو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امین آ گیا کیونکہ اہل مکہ بعثت سے پہلے حضرت محمدؐ کو امین کہتے تھے۔ سب نے حجر اسود کا معاملہ آپکے سامنے پیش کیا آپ نے اُن کے اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اپنی عبا بچھائی اور حجر اسود کو اُس میں رکھ کر فرمایا۔ تمام قبائل اس عبا کے کونے پکڑ کر اُٹھائیں جب نصب کرنے کی جگہ پر پہنچے تو آپ نے پکڑ کر اُسے نصب کر دیا اسی چیز کی طرف حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے شام کی جامع مسجد میں اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے "انا بن من حمل الرکن ماطراف الرداء"

تیسری مرتبہ اُس وقت اپنی جگہ سے گرا جب عبداللہ بن زبیر نے مکہ سے خروج کیا اور عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی کو عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ میں پناہ لے لی حجاج ملعون نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کو اُس کے اوپر گرا دیا جائے جس سے حجر اسود اپنی جگہ سے گر گیا جب اُسے نصب کرنے لگے تو وہ نصب نہ ہوا حتیٰ کہ تمام علماء زاہد اور قاضی حضرات نے کوشش کی لیکن وہ اپنی جگہ سے گر جاتا تھا۔ اسی دوران حضرت امام زین العابدین علیہ السلام وہاں تشریف لائے اُن سے حجر اسود کو پکڑ کر بسم اللہ پڑھکر اُس کی جگہ نصب کر دیا۔

آخری مرتبہ جب حجر اسود اپنی جگہ سے گرا اور اُسے نصب کیا گیا جس کے بعد وہ دوبارہ کبھی نہیں گرا حضرت صاحب الزمانؑ کی غیبت صغریٰ ہے۔ یہ واقعہ کچھ اس طرح

https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ قرامطہ حجر اسود کو چوری کر کے لے گئے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کرلیا اس کے بعد اُن کے درمیان کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جس کی سبب انہوں نے ٹکڑوں کو جمع کیا اور مکہ واپس لے آئے لیکن اُسے اُس کی جگہ پر نصب نہ کر سکے۔

کشف الغمہ ، مدینۃ المعاجز اور غایۃ المرام میں ابن قولویہ جو شیخ مفید کے اُستاد ہیں سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں امامؑ کی غیبت کے سینتیس سال بعد حج کے لیے مکہ کی طرف گیا یہ وہ سال تھا جب قرامطہ حجر اسود کو دوبارہ مکہ واپس لائے تھے۔ ہر بات ہر طرف مشہور ہو چکی تھی کہ قرامطہ حجر اسود کو لے گئے ہیں اور حجر اسود کو صرف حجتِ خدا یعنی نبیؐ یا امامؑ ہی نصب کر سکتا ہے جب میں بغداد پہنچا تو ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ میری زیادہ تر یہ کوشش تھی کہ مکہ جا کر دیکھوں اس پتھر کو کون نصب کرتا ہے لیکن میں اس مرض سے گھبرا گیا اور مکہ نہ جا سکا میں نے ایک شخص بنام ابن ہشام کو اپنی طرف سے نائب بنایا اور اُسے ایک خط دیا جس پر مہر لگائی اُس میں میں نے پوچھا تھا کہ میری عمر کتنی ہے؟ اور کیا میں اس مرض سے شفا پا سکوں گا یا نہیں؟ میں نے ابن ہشام سے کہا کہ میری یہ کوشش ہے کہ یہ میرا خط اُس تک پہنچانا جو حجر اسود کو اُس کی جگہ پر نصب کرے۔ اُس سے جواب لینا۔ تجھے میں صرف اس مقصد کے لیے بھیج رہا ہوں۔ ابن ہشام کہتا ہے میں جب مکہ پہنچا تو حرم میں داخل ہوتے وقت خادم حرم کو کوئی چیز دی تا کہ وہ مجھے حرم کے اندر کسی ایسی جگہ پر بیٹھنے دے جہاں سے میں حجر اسود نصب کرنے والے کو دیکھ سکوں۔ میں ایک جگہ پر بیٹھ گیا جو کوئی بھی اس پتھر کو نصب کرنے آتا اور اُسے نصب کرتا تو پتھر اپنی جگہ سے لرز کر گر جاتا تھا۔ اسی اثنا میں میں نے ایک گندمی رنگ خوب صورت چہرے والے جوان کو دیکھا جس نے آ کر حجر اسود کو

https://www.shiabookspdf.com/

اُٹھا کر اُس کی جگہ پر رکھا تو آرام سے اُس جگہ ٹھہر گیا اور ایسے لگ رہا تھا جیسے کبھی گرا ہی نہ ہو۔ لوگوں نے یہ دیکھتے ہی شور مچانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وہ جوان مسجد الحرام سے باہر چلا گیا۔ میں بھی اُٹھا اور اُس کے پیچھے چل پڑا وہ آگے آگے اور میں اس طرح اُس کے پیچھے جلدی جلدی لوگوں کو ادھر اُدھر کرتے ہوئے چل رہا تھا کہ لوگوں کے خیال میں میری دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اور میں ایک پاگل شخص ہوں لوگ مجھے راستہ دیتے جارہے تھے اور میں اُس جوان کے پیچھے جاتے جاتے اُس جگہ پہنچ گیا جہاں سوائے اُس کے اور میرے کوئی نہ رہا۔ وہ جوان رکا اور فرمایا مجھے خط دو۔ میں نے خط دیا۔ تو خط کو پڑھے بغیر فرمایا۔ اُس سے کہنا اس بیماری کا تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے اور ابھی تیس سال اور زندگی تیری باقی ہے اور اسی طرح ہوا ابوالقاسم جعفر بن قولویہ تیس سال اور زندہ رہے بیمار ہونے کے بعد 67 سال کی عمر میں وفات پائی۔

تیسرا پتھر جو بہشت سے آیا وہ مقام ابراہیمؑ والا پتھر ہے۔ یہ پتھر خدا کی آیات اور بینات میں سے ہے۔ جو خدا کے گھر اور حرم میں ہیں۔ سورہ آل عمران آیت 97 میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ "فیہ آیات بینات مقام ابراھیم" یہ پتھر خدا کی نشانی اس لحاظ سے ہے مجمع البحرین میں لکھتے ہیں جب یہ پتھر بہشت سے نیچے آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے قدم اوپر رکھے اُن کے قدم پتھر کے اندر دھنس گئے۔ اور اب تک وہ نشان قدم موجود ہیں۔ یہ پتھر اُس وقت آسمان سے نیچے آیا حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو خدا کا حکم ہوا لوگوں کو حج کے لیے بلاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ میری آواز تمام لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔ خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ تم بلاؤ آواز پہنچانا میرا کام ہے۔ اتنے میں

https://www.shiabookspdf.com/

جبرئیل اس پتھر کو لیکر نیچے آئے تا کہ ابراہیم اس پتھر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو آواز دیں۔ حضرت ابراہیم جب اس پتھر پر آواز دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو پتھر اتنا بلند ہوا کہ تمام پہاڑوں سے بھی اوپر چلا گیا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ ''ایھا الناس کتب علیکم الحج الی البیت العتیق فاجیبوا ربکم" اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ اپنے پروردگار کے حکم پر لبیک کہو۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس آواز کو سن کر سات سمندروں کے نیچے، مشرق و مغرب میں اور زمین کے نیچے اور اطراف میں جتنی مخلوق تھی حتیٰ کہ ماں اور باپ کے رحموں اور صلبوں میں جو روحیں تھیں سب نے اُن کا جواب دیا۔ اور لبیک کہا۔ اسی لیے جو بھی حاجی جاتا ہے وہ لبیک ضرور کہتا ہے۔

حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ جو شخص دس مرتبہ لبیک کہتا ہے۔ تو وہ دس دفعہ حج پر جاتا ہے۔ اور جو پانچ مرتبہ لبیکؑ کہتا ہے وہ پانچ دفعہ حج پر جاتا ہے اور جو لبیک نہیں کہتا وہ حج پر نہیں جاتا۔ شیخ محمد علی واعظ تبریزی اپنی کتاب جواہر الاخبار میں نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے تمام مخلوق کے جواب دینے کے موقع پر آخر میں بڑے غمزدہ آوازیں سنیں جو لبیک اللّٰھم لبیک کہہ رہی تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا پروردگارا یہ کون ہیں جن کی میں آوازیں سُن رہا ہوں؟ جواب ملا یہ محمدؐ کی اُمت کی آوازیں ہیں جو بہترین اُمت ہے۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ اے پروردگار میں ان کو اپنا مہمان بنانا چاہتا ہوں۔ خطاب ہوا۔ کہ کافور کی ایک مٹھی اُٹھاؤ تا کہ میں اُن کو تیری طرف سے مہمان بناؤں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک مٹھی کافور کی لی اور ابوقبیس پہاڑ پر چلے گئے۔ اور اُس کے اوپر پھینک دی۔ خدا نے ایک ہوا چلائی

https://www.shiabookspdf.com/

جس نے کافور کو ادھر اُدھر مشرق و مغرب کی طرف پھیلا دیا۔ جس جس جگہ وہ کافور گرا وہاں نمک بنتا چلا گیا۔ پس یہ جو ہم اپنے کھانوں میں نمک استعمال کرتے ہیں یہ حضرت ابراہیم کی طرف سے ہماری مہمانی ہے۔ مؤلّف فرماتے ہیں کہ ہر کسی نے حضرت ابراہیم کی اس دعوت کا اپنی اپنی معرفت کے مطابق جواب دیا۔ اسی لیے روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت زین العابدین علیہ السّلام کے پاس ایک ناقہ تھی جس کے ساتھ آپ چالیس مرتبہ حج پر گئے تھے، اور آپ نے اُس ناقہ کو کبھی ایک تازیانہ تک نہیں مارا تھا۔ اور اکثر روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ سفر حج میں پیدل چلا کرتے تھے۔ منہج الصادقین میں آیہ شریفہ "فاذکرونی اذکرکم" کی تفسیر میں عبداللہ مبارک سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت کو پیدل اور خوراک کے بغیر دیکھا۔ پوچھا کہ نہ آپکے پاس سواری ہے اور نہ ہی کھانے پینے کا سامان؟ تو آپ نے فرمایا میں ہمیشہ اسی طرح سفر کرتا ہوں۔

مَنۡ لایحضرہ الفقیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ پیدل ایک حج ستر سوار حج کے برابر ہے۔ بحار الانوار میں حضرت صادق علیہ السلام کی روایت ہے۔ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام جب بھی حج پر جاتے تو پیدل جاتے تھے بعض اوقات ننگے پاؤں سفر کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حسنؑ نے پچیس پیدل حج کیے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے شرم آتی ہے جب میں خدا سے ملاقات کروں تو ننگے پاؤں نہ ہوں۔ حضرت امام حسینؑ کے حالات میں مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بھی پچیس حج پیدل انجام دیئے۔ اور آپ کے ساتھ اعلیٰ نسل کے گھوڑے خالی چل رہے تھے۔ بحار الانوار ج 44 ص 203 ب 26

https://www.shiabookspdf.com/

میں حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام عمرہ کے لیے سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں مریض ہو گئے۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو اطلاع ملی جبکہ آپ مدینے میں تھے تو آپ حسین علیہ السلام کے پیچھے آئے۔ جب اُن کے پاس آئے کیا دیکھا کہ وہ مریض ہیں آپ نے فرمایا۔ کہاں تکلیف ہو رہی ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا میرے سر میں علی علیہ السلام نے اونٹنی کا بچہ منگوایا اور اُس کا صدقہ دیا اور آپکے سر کے بال کٹوائے اور واپس مدینہ چلے گئے۔ جس وقت حسین علیہ السلام صحت مند ہوئے تو دوبارہ عمرے پر گئے۔ حسینؑ کو حج اور عمرہ بجالانے کا بڑا شوق تھا۔ لیکن خدا لعنت کرے بنی اُمیہ پر جنہوں نے آپکو بندھے ہوئے احرام توڑنے پر مجبور کیا کیونکہ وہ خدا کے حرم کی حرمت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے اُنہیں اس بات کی مہلت نہ دی اور خود خانۂ کعبہ خدا کو الوداع کر کے مکہ سے کوفہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ آپکے جانے کی خبر ہر طرف پھیلی تو محمد حنفیہ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر آپکے پاس آئے تا کہ جانے سے روکیں لیکن آپ نہ رکے۔ مہیج الاحزان میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس آیا اور نہ جانے کا اصرار کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ استخارہ کرتا ہوں جو حکمِ خدا ہوگا اُسی پر عمل کیا جائے گا جب استخارہ کیا تو قرآن کی یہ آیت نکلی "کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم" جب آپ نے اس آیت کو دیکھا تو فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون" صدق اللہ وصدق رسولہ" اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے ابن عباس اب اصرار نہ کرنا کیونکہ جو قضاءِ الٰہی میں لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہنا ہے۔ ابن عباس چپ ہو گیا۔ اور آپکو الوداع اور واحسیناہ کہتے ہوئے باہر چلا گیا۔ تقریباً بیس آدمیوں نے آپکو کوفہ کی طرف جانے سے منع کیا

https://www.shiabookspdf.com/

اور کوفیوں کی بیوفائی سے ڈرایا۔ لیکن آپ نے ان کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور چل پڑے۔ شیخ مفید ارشاد میں لکھتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن جعفر نے آپکو خط لکھا اور اپنے دو بیٹے عونؑ و محمدؑ کو آپکے پاس بھیجا اور خط میں لکھا کہ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جیسے ہی میرا خط آپکے پاس پہنچے تو واپس لوٹ آؤ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ قتل نہ ہو جائیں اور اگر قتل ہو گئے تو زمین کا نور ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ ہدایت حاصل کرنے والوں کی علامت اور مومنین کی اُمید ہیں۔ پس جانے میں جلدی نہ کرنا اس خط کے پیچھے پیچھے میں خود بھی آپکی خدمت میں آ رہا ہوں۔ اس کے بعد عبداللہ بن جعفر والیٔ مدینہ عمر بن سعد کے پاس گئے اور اُس سے امان نامہ کی گذارش کی۔ عمر بن سعد نے آپکے لیے امان نامہ لکھ دیا۔ وہ امان نامہ عبداللہ بن جعفر اور عمر بن سعد کا بھائی یحییٰ بن سعد لے کر حضرت کے پاس پہنچے۔ آپ نے اُس خط کو پڑھا۔ اور اُن کی طرف سے روکنے اور کوفہ کی طرف نہ جانے کی باتیں سنی تو آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے جنہوں نے مجھے اس طرح جانے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا مکمل خواب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خواب نہ میں نے کسی کو بتائی ہے اور نہ ہی کسی کو بتاؤں گا یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں۔ جب عبداللہ بن جعفر نے دیکھا کہ حضرت واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہیں تو آپ نے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو آپکے ساتھ ساتھ جانے کا حکم دیا اور کہا کہ آپکے ساتھ جہاد کریں۔

پس پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کی طرف جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور آپ بھی شوق شہادت میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ خدا کی طرف سے درجات عالیہ اور مقامات عظیمہ شہادت کے ساتھ ہی حاصل

https://www.shiabookspdf.com/

ہو نگے۔ اگر آپ کر بلا میں شہید نہ ہوتے تو کیا بنی اُمیہ کے کفر و نفاق اور اہل کوفہ کی بے وفائی کا پتہ چلتا؟ اگر آپ شہید نہ ہوتے تو لاکھوں کروڑوں محبانِ حسینؑ اور عاشقانِ سیّد الشہداؑ آپ پر گریہ نہ کرتے۔ آپکی زیارت سے مشرف نہ ہوتے۔ آپکے جوار میں دفن نہ ہوتے اور آپکی عزاداری میں نوحہ و مرثیہ برپا کرنے سے بہشت میں جائیں گے۔ بحارالانوار اور امالی شیخ صدوق میں ابوعمارہ منثور سے روایت ہے کہ صادقؑ آل محمدؐ نے فرمایا۔ اے ابوعمارہ حسین علیہ السلام کی مصیبت میں کوئی شعر پڑھو۔ ابوعمارہ کہتا ہے میں نے شعر پڑھے تو آپ رونے لگے۔ میں نے اور شعر پڑھے آپ نے اور گریہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے گھر سے بھی رونے کی آوازیں آنے لگیں آپ نے فرمایا۔ اے ابوعمارہ جو کوئی غمِ حسینؑ میں شعر پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رلائے تو اُس پر بہشت واجب ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا۔ جو کوئی شعر پڑھ کر ایک آدمی کو رلائے اُس پر جنت واجب ہے۔ اور جو کوئی شعر پڑھ کر خود روئے اُس پر جنت واجب ہے۔ اسرار الشہادۃ اور جواہر الایقان میں علامہ دربندی نقل کرتے ہیں۔ کہ بیابان میں ایک بادشاہ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا جسے پیاس اور بھوک لگی ہوئی تھی چلتا ہوا ایک بوڑھی عورت کے خیمے میں چلا گیا۔ اُس عورت کے پاس ایک بکری تھی۔ اُس نے ذبح کی اور پکا کر بادشاہ کو پیش کی۔ اس کے بعد بادشاہ کی فوج آ گئی اُس بوڑھی عورت کو بادشاہ اپنے ساتھ شہر لے گیا بادشاہ نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے مشورہ کیا۔ کہ اس عورت کو انعام میں کیا دینا چاہیئے؟ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ بادشاہ نے کہا کہ اس بوڑھی عورت نے اپنا تمام کچھ جو اُس کے پاس تھا مجھے دے دیا انصاف تو یہ ہے۔ میں بھی اسے اپنی تمام شاہی دے دوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس کربلا میں حسینؑ نے خدا کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیا۔ تو اب خدا جو سید الشہدا کو عطا فرمائے گا اُس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنے خزانے سے حسینؑ کو ہر چیز عطا کرے گا۔

حسینؑ کے پاس ایک چھ مہینے کا بچہ تھا اُسے بھی خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ ادھر اصغرؑ کے تیر لگا اور فضا میں ایک آواز گونجی۔ کہ حسینؑ اس کو ہمارے پاس آنے دو جنت میں اس کے لیے دودھ پلانے والی موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حسینؑ ہم نے تیری اس قربانی کو قبول کر لیا ہے۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 33

پروردگار عالم سورۂ نساء آیت 78 میں فرماتا ہے "اینما تکونو ایدر کم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة" تم جہاں بھی ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ تم مضبوط ترین قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو ہر کسی کو مل جاتی ہیں وہ جس جگہ بھی ہو یا جس زمانے میں بھی ہو وہ انسان ہو یا حیوان وہ بادشاہ ہو یا گدا۔ عورت ہو یا مرد، امیر ہو یا فقیر۔ بلکہ ہر ذی روح چیز کو یہ تین چیزیں ضرور ملتی ہیں۔ اُن چیزوں میں سے ایک رزق مقدر ہے خدا سورہ ہود آیت 6 میں فرماتا ہے۔ "وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها" یعنی زمین پر کوئی ذی روح ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اُس کا رزق خدا کے ذمے ہے۔ سورہ عنکبوت آیت 60 میں فرماتا ہے "وکاین من دابة لا تحمل رزقها اللہ یرزقها وایا کم" کتنے ایسے ذی روح ہیں جو اپنا رزق اٹھا نہیں سکتے خدا انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے۔ علماء فرماتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں کہ وہ رزق جس کی ضمانت خدا نے لی ہے وہ اتنا ہے جس کے ساتھ انسان یا حیوان اپنی زندگی باقی رکھ سکتا ہے اور وہ مرتا نہیں ہے۔ یہ رزق خدا کی طرف سے اُسے ضروری ملے گی وہ کسبِ روزی کرے یا نہ کرے۔ اور اگر اس مقدار سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہو۔ تو پھر اُسے کوشش کرنی پڑے گی۔ بحارالانوار ج 70 ص 96 ب 46 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جبرئیل امین نے مجھے یہ بتایا کہ کوئی بھی اُس وقت تک نہیں مرے گا مگر یہ کہ وہ اپنے حصے کی روزی کھا لے گا۔ اس لیے خدا سے ڈرو۔ اور روزی کے طلب کرنے میں حریص نہ بنو۔

بعض کتابوں میں اس شعر کی نسبت امام حسینؑ کی طرف دی گئی ہے۔

وان تکن الا رزاق قسما مقدراً
فقلۃ سعی المرء فی الکسب اجمل

اگر خدا نے روزی مقدر کردی ہے تو انسان کو روزی کے حاصل کرنے میں کم کوشش کرنی چاہئے۔ بحارالانوار ج 70 ص 96 ب 47 میں روایت ہے "انّ ارزاقکم یطلبکم آجانکم" تمہاری روزی اس طرح تمہارے پیچھے پیچھے ہے جس طرح تمہاری موت تمہارے پیچھے ہے۔ ایک اور حدیث میں رسولؐ خدا فرماتے ہیں۔ اے ابوذر آدم کی اولاد سے روزی جتنا دور بھاگے وہ اس کو مل کر رہے گی جیسے کہ موت اُس کے پاس ضرور آجاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ "الرزق یطلب العبد اشد طلباً من اجلہ" یعنی رزق انسان کو موت سے بھی زیادہ طلب کرتا ہے۔ مثنوی میں ہے۔ کہ ایک شخص نے رسولؐ خدا سے سنا کہ ہر انسان کا رزق اُسے ضرور مل کر رہے گا تو وہ شخص مدینے سے صحرا کی طرف نکل گیا۔ وہ بھوک پیاس

https://www.shiabookspdf.com/

سے مرنے لگا۔ ایک پہاڑ کے پاس سوگیا۔ اور راستہ بھی بھول گیا۔ اتفاق سے ایک قافلہ وہاں سے گذرا۔ قافلے والوں میں سے ایک شخص نے کہا یہ کوئی چور لگتا ہے۔ ایک نے کہا یہ تو مرا ہوا ہے۔ ایک اور شخص نے کہا کہ بیچارہ بیمار ہے۔ اُس کو بڑی آوازیں دیں لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز دو۔ انہوں نے اُس کے لیے شوربہ تیار کیا اور روٹی کے ٹکڑے اُس میں ڈال کر اُسے دینے لگے اور اُس کے منہ میں ڈالنے لگے تو اُس کا منہ نہیں کھل رہا تھا۔ ایک شخص نے چھری کے ذریعے سے اُس کا منہ کھولنے کی کوشش کی تو اُس نے منہ کھول لیا اور کھانا کھانے لگا۔ شاعر کے کیا خوب کہا ہے۔

بعد از آن بگشاد آن مسکین دهن
گفت کردم امتحان رزق من
ہرچہ را گفتشت رسولؐ پاک حبیب
ہست حق ونیست دروی ہیچ ریب

یعنی اس کے بعد اُس بیچارے نے اپنا منہ کھول کر کہا میں نے تو اپنے رزق کا امتحان لیا تھا۔ رسولؐ پاک نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ حق ہے اور اُس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ کائنات کا نظام اور بنی آدم کی زندگی کا سلسلہ ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت اور میل جول پر مبنی ہے۔ اس لیے حکمتِ خداوندی کے تقاضا کی بنا پر ہر کسی کی روزی بغیر زحمت و مشقت اور محنت کے اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ کسب روزی ضروری ہے۔ جیسے کہ معصوم کا فرمان ہے۔ "لو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ

https://www.shiabookspdf.com/

لبغوا فی الارض" یعنی اگر خدا ہر بندے کے لیے روزی اور رزق کو وسیع کر دیتا تو وہ سرکش ہو جاتے۔ اور پھر وہ خدا کی نافرمانی زیادہ کرتے۔ کیونکہ بیکار انسان کو شیطان زیادہ گناہوں میں گرفتار کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کو کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا چاہیے تاکہ زندگی دنیا کا نظم محفوظ رہے۔ کوئی سبزی فروش ہو۔ کوئی روٹی پکانے والا۔ کوئی لوہار اور کوئی کمہار کوئی زراعت کرے اور کوئی تاجر ہو۔ جیسے کہ انبیاء میں سے حضرت آدمؑ نے زراعت کی اور حضرت داؤدؑ زرہ سازی کا کام کرتے تھے۔

حیات القلوب میں ہے کہ حضرت داؤدؑ کو خطاب ہوا۔ اے داؤدؑ تم بہت اچھے بندے ہو اگر بیت المال سے روزی نہ لیتے تو" داؤدؑ نے جب یہ سنا تو کئی دنوں تک گریہ کرتے رہے۔ اور خدا سے دعا کی کہ وہ اُسے کوئی ہنر وکسب کی تعلیم دے۔ پس خدا نے داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کرنے کی طاقت عطا کر دی۔ ہر روز ایک زرہ بناتے اور ہزار درہم میں فروخت کرتے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے تین سو چھیاسٹھ زرہ تیار کی۔ حضرت سلیمانؑ نبی اتنی بڑی سلطنت کے باوجود محنت وکسب کا کام کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ بکریاں چراتے تھے۔ اور ہمارے پیغمبرؐ بعثت سے پہلے تجارت کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ بھی اپنے کام خود کرتے تھے۔ اور آپ نے بہت سے غلام آزاد کیے۔ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے مزدوری کر کے ہزار غلام آزاد کیے۔ کشف الغمہ اور تذکرہ الخواص میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک دن مجھے سخت بھوک لگی۔ میں مدینے سے باہر گیا۔ تاکہ اطراف مدینہ میں کوئی کام تلاش کروں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو چند پتھروں کو (یا ڈھیلوں کو) تر کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس عورت سے معاملہ کیا کہ میں ان ڈھیلوں کو تر کرتا ہوں تو مجھے ہر ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور دینا۔ کام مکمل ہونے کے بعد اُس نے مجھے

https://www.shiabookspdf.com/

سولہ پانی کے ڈول لانے پر سولہ کھجوریں دیں میں اُن کھجوروں کو لایا اور رسولؐ خدا کے ساتھ مل کر اُن کو کھایا۔

اصول کافی میں ہے۔ کہ ایک شخص آیا کہ پیغمبرؐ اکرم کی خدمت میں اپنے فقر کا اظہار کرے۔ اُس نے آپکو فرماتے ہوئے سنا۔"من سألنا اعطیناه ومن استغنٰی اغناه اللّٰہ" جو ہم سے سوال کرے ہم اُسے عطا کرتے ہیں اور جو سوال نہ کرے خدا اُسے غنی کر دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص واپس لوٹ گیا۔ اپنے گھر جا کر بیوی کو بتایا۔ اُس کی بیوی نے کہا۔ پیغمبرؐ بھی بشر ہے جا صحیح صورت سے آگاہ کرو۔ واپس آیا تو پھر آپ کو وہی کہتے ہوئے سنا حتیٰ کہ تین مرتبہ اس طرح ہوا۔ آخر کار وہ گیا اور ایک کلہاڑا اور رسی لے کر ایک صحرا کی طرف نکل گیا۔ وہاں جا کر لکڑیاں جمع کی۔ اور لا کر فروخت کیں۔ دوسرے دن بھی اسی طرح کیا۔ ایسے کرتے کرتے اُس نے ایک غلام اور گدھا خرید لیا۔ اور کافی سارے پیسے اُس کے پاس آ گئے اور وہ شخص مالدار ہو گیا۔ ایک دن پیغمبرؐ اسلام کے پاس آیا اور اپنی صورتِ حال سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا۔ جو سوال کرے گا اُسے دونگا اور جو سوال نہ کرے گا۔ خدا اُس کو بے نیاز کر دے گا۔ ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں خدا جن کو بغیر محنت اور مشقت کے رزق عطا کرتا ہے اُن میں سے ایک بچہ ہے رحم مادر میں چار مہینوں کے بعد بچے کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بغیر خدا کے اس مقام پر کوئی اور اُسے خوراک دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور وہ بھی حیض کے خون کو خدا اپنی قدرت کاملہ سے اُس بچے کی غذا بنا دیتا ہے۔ ایک اور شخص جسے رزق بغیر محنت و مشقت کے ملتا ہے وہ جو خدا پر توکل کرے۔ جیسے کہ سورہ طلاق آیت 3-2 میں فرماتا ہے۔(ومن یتق اللّٰہ یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللّٰہ فهو حسبه)

https://www.shiabookspdf.com/

وہ شخص جو خدا سے ڈرے تو خدا اُس کے لیے باہر نکلنے کا راستہ خود بخود پیدا کر دیتا ہے۔ اور اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا۔ جو خدا پر بھروسہ کرے وہی اُس کے لیے کافی ہے۔

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ خدا اُسے دنیا و آخرت کے غم واندوہ سے نجات دیتا ہے یا یہ کہ جو کوئی حرام سے پرہیز کرے خدا اُسے حلال کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔

بحار الانوار جلد پانچ اور حیات القلوب جلد دوم میں روایت ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک فقیر شخص تھا۔ جس نے خدا سے رزق طلب کیا۔ خواب میں اُسے کہا گیا۔ کہ حلال کے دو درہم پسند کرو گے یا حرام کے ہزار درہم؟ اُس نے کہا حلال کے دو درہم۔ اُسے کہا گیا کہ تیرے سرہانے کے نیچے ہونگے۔ جب بیدار ہوا تو سرہانے کے نیچے سے دو درہم اُٹھائے اور بازار چلا گیا۔ وہاں سے ایک درہم کی مچھلی خریدی گھر لا کر پیٹ چاک کیا تو ہیرا اُس کے اندر تھا۔ اُسے بازار لے گیا اور چالیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص حرام سے بچتا ہے خدا اپنے خزانہ غیب سے اُسے عطا فرماتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اہل توکل وتقویٰ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور کسی معجزے کی انتظار میں رہیں۔ بلکہ انہیں چاہیے کہ رزقِ حلال کی تلاش میں کوشش کریں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جب آیت (من یتق اللّٰہ) نازل ہوئی تو ایک جماعت پیغمبرؐ اسلام کے اصحاب میں سے گئے اور اپنے اپنے گھر بند کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے۔ جب آپؐ کو اطلاع ملی تو ان تمام کو بلوایا اور فرمایا۔ تمہیں کس نے اسطرح کرنے کو کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا خدا نے ہماری

https://www.shiabookspdf.com/

روزی کی ضمانت خود لے لی ہے۔ اس لیے ہم عبادت میں مشغول ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ جو اس طرح کرے گا۔ اُس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ (علیکم بالطلب) تم پر روزی کا طلب کرنا فرض ہے۔

ایک اور شخص جس کو رزق محنت و مشقت کے بغیر ملتا ہے۔ وہ جو بیابان میں تنہا رہ گیا ہو۔ یا اُسے چوروں نے قید کر رکھا ہو۔ یا پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھنس کر رہ گیا ہو۔ ایسے شخص کو خدا اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے سے ایسے ایسے راستوں سے رزق پہنچاتا ہے کہ انسانی عقول حیران رہ جاتی ہیں۔

سید جزائری انوار نعمانیہ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار دستر خوان پر بیٹھا تھا پکا ہوا مرغ بھی اُس کے سامنے موجود تھا۔ اچانک ایک پرندہ اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کے سامنے پڑا ہوا مرغا اپنی چونچ میں لیا اور اُڑ گیا۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا۔ تیر کمان پکڑا اور اپنے ارکان حکومت کو ساتھ لے کر صحرا کی طرف نکل پڑا اور کہا کہ یہ پرندہ جہاں بھی جائے اور بیٹھ کر اس مرغ کو کھانے لگے تو تیر کے ذریعے سے اس کا شکار کر لو۔ بادشاہ اور اُس کے ساتھی پرندے کے پیچھے چلتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ پرندہ پہاڑ کے پیچھے چلا گیا۔ بادشاہ اور اُس کے ساتھی جہاں تک ممکن ہو سکا سواریوں پر پہاڑ کے اوپر چڑھتے گئے۔ جب سواریاں اوپر نہ چڑھ سکیں۔ تو پیدل چلنے لگے۔ حتیٰ کہ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے جب اوپر جا کر انہوں نے نیچے دیکھا ایک آدمی کو دیکھا جس کے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے تھے وہ پرندہ اُس کے سر پر بیٹھ کر اپنی چونچ کے ذریعے سے اُس آدمی کے منہ میں وہ مرغ ڈال رہا تھا۔ اس کے بعد وہ پرندہ اڑا اور نزدیک ایک چشمے سے اپنی چونچ میں پانی لایا اور اُس کے منہ میں ڈالتا رہا پرندے نے کئی بار

https://www.shiabookspdf.com/

اس طرح پانی لا کر اُس کے منہ میں ڈالا۔ پھر وہ پرندہ پرواز کر گیا بادشاہ اور اُس کے ساتھی اُس آدمی کے پاس گئے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں کھولے اور پوچھا تم کون ہو؟ اور تیرا یہ حال کیسے ہوا؟ اُس آدمی نے کہا میں ایک تاجر ہوں۔ اپنی تجارت کا مال لے کر جا رہا تھا جب میں یہاں پہنچا تو ڈاکوؤں نے مجھے پکڑ لیا میرا مال لوٹ کر مجھے اس حالت میں باندھ کر چلے گئے۔ اور کئی دن ہو گئے ہیں میں اس حالت میں ہوں۔ یہ پرندہ دن میں دو مرتبہ آتا ہے اور مجھے اس طرح کھانا پانی پہنچا جاتا ہے۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو اپنی بادشاہت کو چھوڑ کر کسی گوشہ میں جا کر عبادت میں مشغول ہو گیا اور آخر کار اس دنیا سے چلا گیا۔

ایک اور چیز جو ہر کسی کو ضرور ملتی ہے وہ ہے اپنے عمل کی جزا۔ آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر عمل کی جزا اس دنیا میں یا آخرت میں مل کر رہتی ہے یا دنیا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے۔ سورہ زلزال آیت 8-7 میں خدا فرماتا ہے۔ "فمن یعمل مثقال ذرة خیراً یره ومن یعمل مثقال ذرة شراً یره" اور حدیث میں ہے۔ "الناس یحزون باعمالھم ان خیر فخیراً وان شراً فشرٌ" لوگوں کو اُن کے اعمال کی جزا دی جائے گی اور عمل خیر ہو گا تو جزا خیر ملے گی اور اگر عمل برا ہو گا تو جزا بُری ملے گی۔

مومن کو اس کے بُرے اعمال کی سزا اس دنیا میں بھی مل جائے گی۔ مصائب اور بلاؤں کی شکل میں۔ مومن کو نیک اعمال کی جزا اُسے آخرت میں ملے گی۔ جیسے کہ خدا سورہ دھر آیت 12 میں فرماتا ہے "وجزاھم بما صبروا جنة وحریراً" جو انہوں نے صبر کیا ہے اُس کی جزا جنت میں اور حریر ہے۔ سورہ زمر آیت 10 میں فرماتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے "انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب" صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مومن اپنے نیک اعمال کی جزا اس دنیا میں بھی پاتا ہے جیسے کہ امیر المومنینؑ اپنے صدقات و خیرات کی جزا اکثر طور پر اس دنیا میں پالیتے تھے جیسے کہ حضرت نے ابو جبلہ انصاری سے ایک دینار قرض لیا تھا تا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں راستے میں مقداد کو دیکھا اُس کا حال پوچھا تو جب اُس نے اپنا حال بتایا آپ نے وہ دینار مقداد کو دے دیا۔ اور اب شرم کے مارے آپ گھر نہیں جا رہے تھے۔ آپ مسجد گئے وہاں جا کر نماز رسولؐ خدا کے ساتھ پڑھی نماز سے فارغ ہو کر رسولؐ خدا کے ہمراہ جب گھر آئے تو دیکھا فاطمہ زہرا علیہا السلام کی دعا سے جنت سے کھانا آیا ہوا تھا بحار الانوار میں ہے کہ رسولؐ خدا اس کھانے کو تناول بھی فرما رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ کر مسکرا بھی رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کھانا کھاتے ہوئے بڑی تعجب سے فاطمہ علیہا السلامؑ کی طرف دیکھ رہے تھے پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ یا علیؑ کھایئے اور فاطمہؑ سے کوئی سوال نہ کریں۔ یا علیؑ یہ کھانا اُس دینار کے بدلے میں ہے جو تو نے قرض لیا تھا اور راہ خدا میں عطا کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا خدا نے تجھے اس قرض کے بدلے میں پچیس نیکیاں عطا کیں ہیں۔ اور یہ جنت سے جو کھانا آیا ہے اُن نیکیوں میں سے ایک ہے اور باقی چوبیس نیکیاں اور اجر خدا نے تیرے لیے اپنے پاس محفوظ کر لیے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ایک عربی شخص اونٹنی لے کر آیا اور اُس اونٹنی کو حضرت علیؑ کے پاس ایک سو درہم اُدھار پر فروخت کر دیا۔ ایک دوسرا عربی آیا اُس نے ایک سو ستر درہم سے اس اونٹنی کو خرید لیا آپ نے وہ ایک سو ستر درہم لیے اور اُس عربی کی تلاش میں نکل پڑے۔ جس نے سو درہم کی آپکو بیچی تھی۔ راستہ میں رسولؐ خدا سے ملاقات ہوئی

https://www.shiabookspdf.com/

آپ مسکرائے اور فرمایا یا علیؑ وہ شخص جس نے اونٹنی تجھے بیچی تھی۔ وہ جبرئیل تھا۔ اور جس نے اونٹنی خریدی ہے وہ میکائیل تھا اور اونٹنی بھی جنت کی تھی۔ اور درہم خدا کی طرف سے تھے ایک دن فاطمہ زہرا علیہا السلام مریض تھی۔ اُن کا انار طلب کرنا۔ حضرت علیؑ کا شمعون یہودی سے چار درہم کے بدلے میں انار کا خریدنا اور راستے میں واپس آتے ہوئے پورا انار ایک مریض اور اپاہج کو کھلا دینا اور پھر خدا کی طرف سے ایک انار کے بدلے میں فاطمہ زہراؑ کے لیے دس انار کا آنا۔ کافر کو اُس کے گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی اور اُس کے اچھے کاموں کی جزا اس دنیا میں مل جائے گی۔ جیسے کہ خدا سورہ ہود آیت 16-15 میں فرماتا ہے۔ "من کان یرید الحیٰوۃ الدینا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون اولئک اللذین لیس لھم فی الاخرۃ الاالنار وحبط ماصنعو فیھا و بطل ما کانو ایعملون" جو دنیا اور اُس کی زینت کا طلبگار ہوتا ہے ہم اُس کے اعمال کی جزا اُسے دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور اُن کو دنیا میں پورا حصہ دیا جاتا ہے آخرت میں سوائے آگ کے اُس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں کیا ہوگا وہ حبط اور باطل ہے۔

بہرحال چند عمل ایسے ہیں کہ انہیں جو کوئی بھی بجالائے چاہے مومن ہو یا کافر اس دنیا میں اُسے ضرور سزا مل کر رہے گی۔ جیسے کہ بحارالانوار ج 73 ص 373 ب 138 میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ تین گناہ ایسے ہیں جن کی سزا اس دنیا میں ہی مل جائے گی آخرت کی نوبت نہ آئے گی ایک عاقِ والدین۔ دوسرا کسی پر ظلم کرنا۔ تیسرا خدا اور اُس کی مخلوق کی نعمتوں کا کفران کرنا۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کسی پر ظلم کرتا ہے تو خدا کسی کو معین کرتا ہے جو اُس پر یا اسی کی اولاد پر ظلم کرے۔

https://www.shiabookspdf.com/

تفسیر صافی میں روایت ہے۔ کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یتیم کا مال کھانے والا اس دنیا اور آخرت میں سزا پائے گا۔ دنیا میں تو ایسے شخص کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ (وَیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریة ضعافاً خافوا علیھم" اُن کو ڈرنا چاہئے۔ جو اپنے بعد چھوٹی اولاد چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ یتیم کا مال کھائیں گے تو دوسرے لوگ اُن کی اولاد کا مال کھائیں گے۔ اور آخرت کے بارے میں خدا فرماتا ہے (ان الذین یأکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یأ کون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیرا) یعنی جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو اُن کے پیٹ آگ کھائیں گے۔ اور آخر کار اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اینجا چنین کند مکافات تا دیگر
احوال ظالمان بہ صف حشر چون شود

یعنی ظالم لوگ اس دنیا میں جو کرتا ہیں پس قیامت کے دن اُن کو حساب دینا ہوگا۔ ایک اور چیز جو ہر کسی کے پاس ہر جگہ اور ہر زمانے میں پہنچ جائے گی وہ ہے موت جیسے کو خدا فرماتا ہے۔ (کل نفسٍ ذائقة الموت) (کل من علیھا فانٍ) (اینما تکون یدرککم الموت) تم کو موت ہر جگہ آلے گی۔ اور فرماتا ہے (قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم) ان سے کہد وہ موت جس سے تم بھاگ رہا ہے وہ تم کو آملے گی۔ اور فرماتا ہے۔ (قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکلّ بکم ثم الی ربکم ترجعون) کہد و تمہیں ملک الموت مارتا ہے جس

https://www.shiabookspdf.com/

کو تمہارے اوپر مؤکل قرار دیا ہے پھر تم سب کو تمہارے رب کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔سورہ زمر میں فرماتا ہے (اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا) موت کے وقت خدا روحوں کو کھینچتا ہے ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت ہر کسی کو آنا ہے۔حتیٰ کہ ملائکہ۔جن حیوانات اور باقی تمام مخلوقات۔نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "الم ترالی الماضیین منکم لایرجعون والی الخلف الباقین لایبقون" کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم میں سے جو جان چکے وہ واپس نہیں آئیں گے۔(اور جو باقی ہیں وہ موجود نہیں رہیں گے۔خدا سورہ زمر آیت 30 میں فرماتا ہے (انک میت وانھم میتون) اے محمدؐ تجھے موت آنی ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے سورہ ابنیاء آیت 34 میں فرماتا ہے (افائن مِتَّ فھم الخالدون) اگر تجھے موت آنی ہے۔تو کیا یہ باقی رہیں گے۔حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں۔موت اولاد آدمؑ کے لیے اس طرح لکھ دی گئی ہے جس طرح گلے میں گلو بند ہوتا ہے جوان عورتوں کی اور گذرے ہوئے بزرگان کی ملاقات کا اس طرح شوق رکھتا ہوں جیسے یعقوبؑ کو یوسفؑ کی ملاقات کا شوق تھا۔اور میرے لیے ایک قتل گاہ معین کی گئی ہے۔جس کی ملاقات میرے لیے ضروری ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بدن کے اعضاء کوفے کے بھیڑیے کربلا کے میدان میں ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔اور میری دشمنی سے اپنے پیٹ پُر کر رہے ہیں۔اس دن سے فرار نہیں ہے۔جس دن میں ہماری اور ہر کسی کی تقدیرات لکھی جا چکی ہیں۔ہم خدا کی رضا میں راضی ہیں ہم اُس کی طرف سے آنے والی مصیبت پر صبر کریں گے اور خدا بھی صبر کرنے والوں کو اجر عطا کرتا ہے پیغمبرؐ اسلام کے جگر کے ٹکڑے اُن سے جدا نہیں ہونگے وہ سب جنت میں اُن کے پاس جمع ہونگے۔اس کے بعد آپ نے فرمایا جو کوئی ہماری مدد کرنے میں

https://www.shiabookspdf.com/

اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور خدا کی ملاقات کا طالب ہے۔ پس ہمارے ساتھ کوچ کرے کل انشاء اللہ ہم کوچ کرنے والے ہیں۔ بحار الانوار اور مقتل کی دیگر کتب میں ہے کہ ابو محمد واقدی اور زرار ابن صالح کہتے ہیں حضرت کے عراق کی طرف جانے سے تین دن پہلے ہم آپکی خدمت میں مشرف ہوئے اور عرض کیا کہ اہل کوفہ کے دل تو آپکے ساتھ ہیں لیکن تلواریں آپکے خلاف یہ دونوں اشخاص کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا آپ نے آسمان کی طرف اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ کیا۔ آسمان سے اتنے فرشتے نازل ہوئے کہ جن کی تعداد کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر کچھ چیزیں ایک دوسرے کے نزدیک نہ ہوتی اور اجر کے ختم ہونے کا ڈر نہ ہوتا۔ تو ان فرشتوں کے ذریعے سے میں اہل کوفہ کے ساتھ جنگ کرتا۔ لیکن مجھے اپنے اور اپنی اولاد اور اصحاب کے قتل ہونے کی جگہ معلوم ہے۔ کہ وہی سرزمین ہے جہاں میرے اصحاب اور اولاد میں سے سوائے میرے بیٹے علیؑ کے قتل ہونے سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ بحار الانوار میں علامہ مجلسی بیان کرتے ہیں کہ عاشور کے دن ہزار فرشتے آپکی مدد کے لیے آئے۔ ایک روایت کے مطابق پانچ ہزار اور ایک تیسری روایت کے مطابق ستر ہزار فرشتے آئے۔ اگر چہ چار ہزار والی روایت متواتر ہے لیکن آپ نے اُن کو جنگ کی اجازت نہ دی۔ اور وہ واپس لوٹ گئے۔ جب دوبارہ آئے تو آپ شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ فرشتے حکم خدا سے آپکی قبر پر قیامت تک خاک آلود گریہ کرتے رہیں گے۔ روایات میں ہے۔ کہ یہ فرشتے قبر حسینؑ کے زائرین کا استقبال کرتے ہیں۔ اگر کوئی مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرتے ہیں اور اگر کوئی مرجائے۔ تو اس کی تشییع جنازہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

عاشور کے دن جب حسینؑ شہید ہو گئے۔تو جبرئیل آواز دے رہا تھا۔(الاقتل الحسینؑ کربلا) اورآ یک یہ کہتا ہوا خیموں کی طرف آیا۔(اظلیمة الظلمة من امة قتلت ابن بنت نبیها) کتنی ظالم اُمت ہے جس نے اپنے نبی کے نواسے کو قتل کر دیا۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 34

خداتعالیٰ سورۂ اسراء آیت 70 میں فرماتا ہے۔ "ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا هم فی البرّ والبحر ورزقنا هم من الطیبات وفضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا"، ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے اور ہم نے ان کو صحرا اور بیابان میں جو پاؤں پر اور سمندر میں کشتی پر سوار کیا۔ اور ان کو پاک ولذیذ کھانے دیئے اور ہم نے ان کو باقی تمام مخلوق پر فضیلت دی جیسے فضیلت دی جاتی ہے۔

علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ انسان تمام حیوانوں سے افضل ہے اور یہ فضیلت عقل وشعور۔ شکل وصورت اور کئی دوسری وجوہات سے ہے۔ لیکن علماء اہل سنت اور شیعہ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ آیا انسان افضل ہے یا فرشتے ؟ کچھ اس کے قائل ہیں کہ انسان فرشتوں سے افضل ہیں اور بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ فرشتے انسان سے افضل ہیں۔

علماء امامیہ کا اتفاق ہے۔ کہ انبیاءؑ اور آئمہؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ علماء اس بارے میں فرماتے ہیں کہ عام مومنین عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور خاص ملائکہ عام

https://www.shiabookspdf.com/

مومنین سے افضل ہیں ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے (**لهم قلوب لا یفقهون بها**) کے ضمن میں نقل کرتے ہیں۔ محمد بن سنان حضرت سے سوال کرتا ہے۔ ''ملائکہ افضل ہیں یا انسان''؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا خدا نے ملائکہ میں عقل کو شہوت کے بغیر رکھا ہے۔ حیوانات میں فقط شہوت رکھی ہے عقل نہیں ہے۔ اور انسانوں میں خدا نے عقل اور شہوت دونوں کو رکھا ہے۔ ''**فمن غلب عقله شهوته فهو خير من الملائكة ومن غلب شهوته عقله فهو شر من البهائم**'' جس کی عقل شہوت پر غالب آ گئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر غالب آ گئی وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ پس معلوم ہوا انسان اگر عقل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے علم حاصل کرے اور عبادت کرے تو ملائکہ سے بھی افضل ہے۔ اور اگر شہوت کے تابع ہو کر صرف حیوانات کی طرح عمل کرتا رہا تو ایسا انسان جانوروں سے پست تر ہوگا۔ اور اس آیت کا مصداق ہوگا۔ (**ان هم الا كالانعام**)(**ويأكلون كما تأكل الانعام**) ان آیات میں خدا ان نے لوگوں کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ میں اچھے اچھے لذیذ کھانے کھانے کے لیے پیدا نہیں ہوا اُن حیوانوں کی طرح جو بندھے ہوئے ہیں اور اُن کی کوشش صرف یہ ہوتی ہے کہ اُن کو چارہ ملے۔ ایسے اشخاص کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ ''**لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لايبصرون بها ولهم آذان لايسمعون بها اولٰئك كالانعام بل هم اضلّ اولٰئك هم الغافلون**'' اُن کے لیے دل تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ اُن کی آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں ہیں۔ اُن کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں ہیں۔ ''**صمّ بكم عمی**

https://www.shiabookspdf.com/

فھم لا یعقلون" یہ لوگ گونگے، بہرے اور اندھے ہیں ان کے پاس عقل نہیں ہے۔ ایسے انسانوں سے تو حیوانات بہتر ہوتے ہیں۔ بلکہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ عام طور پر اکثر انسانوں سے حیوان زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ پہلی چیز خدا کو جانتے ہیں اور اُس کی معرفت رکھتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و عبادت کرتے ہیں جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ "کل قد علم صلاته و تسبیحه" دوسری چیز یہ کہ حیوانات نبی اور امامؑ کو پہچانتے ہیں۔ تیسری چیز اپنے دشمن کو جانتے ہیں۔ چوتھی چیز یہ کہ وہ یہ جانتے ہیں کس چیز میں فائدہ ہے اور کس چیز میں نقصان ہے۔ لیکن وہ انسان جو کالانعام ہیں اس چیز سے غافل ہیں بلکہ خود اس طرف جاتے ہیں جہاں نقصان ہوتا ہے اور وہ کام کرتے ہیں جس میں ضرر ہوتا ہے اور اُن چیزوں کی طرف جاتے ہیں جن میں ہلاکت ہوتی ہے۔ ایسے کاموں سے دور بھاگتے ہیں۔ جن میں اُن کا فائدہ ہو اور زندگی ملے۔ جس سے دنیا اور آخرت دونوں بنتی ہو۔ مثلاً جہاں کوئی وعظ نصیحت کی گفتگو کر رہا ہو وہاں سے دور بھاگیں گے اور جہاں مسخرہ بازی فضول ولغو باتیں ہو رہی ہوں وہاں ضرور جائیں گے۔ بحار الانوار اور نہج البلاغہ میں روایت کرتے ہیں کمیل بن زیاد نخعی کہتا ہے ایک رات میں نے عشاء حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ پڑھی۔ حضرت جب مسجد سے باہر آئے تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم کوفہ سے باہر آ گئے۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے صحرا میں پہنچ گئے۔ راستے میں حضرت نے میرے ساتھ کوئی گفتگو نہ کی۔ صحرا میں پہنچ کر آپ نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی۔ اور فرمایا "یا کمیل بن زیاد ان ھذہ القلوب اوعیة فخیر اوعاھا" اے کمیل، یہ دل علوم و معارف حقہ سے لبریز ہیں۔ اور ان میں سے بہترین وہ دل ہے جس کی ظرفیت ان علوم و معارف حقہ کے لیے بہتر ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ جو میں تجھے کہتا ہوں اُس کو یاد

https://www.shiabookspdf.com/

کرلو۔ "الناس ثلاثة فعالم ربّانی و متعلم علی سبیل نجاة و همج رعاع" لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک عالم ربّانی۔ دوسرا راہ نجات کا متعلم اور تیسرا وہ جو عوام ہیں۔ بحارالانوار میں ہے۔ کہ جوہری کہتا ہے۔ عالم ربانی اُسے کہتے ہیں۔ جو اپنے علم پر عمل کرے۔ دین کے امور کا خیال کرے اور خدا کی اطاعت کرے۔ ایسا عالم نبیؐ اور امامؑ کا نائب ہوتا ہے۔ ایسے عالم کا سونا اور جاگنا عبادت ہے۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھنا بلکہ اس کے گھر کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

بحارالانوار ج1 ص 205 ب4 روایت 33 میں امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ علماء کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھنا ہزار سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اور مجھے زیادہ پسند ہے عالم کی طرف دیکھنا خدا کے بیت الحرام میں ایک سال اعتکاف بیٹھنے سے علماء کی زیارت کرنا خدا کو کعبہ کے اردگرد ستر طواف کرنے سے زیادہ پسند ہے اور ستر حج و عمرہ مقبولہ سے افضل ہے۔

خداتعالیٰ عالم بے عمل کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ سورہ جمعہ آیت 5 میں فرماتا ہے۔ (مثل الذین حملوا التورٰة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا" اور ایک مقام پر عالم بے عمل کو کتے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ فمثله کمثل الکلب" پس جو عالم بھی اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ ان آیات کا مصداق ہے۔ حقیقت میں اکثر لوگ علم رکھتے ہیں۔ لیکن عمل نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا بُرا ہے اور اس کا گناہ ستر زنا کے برابر ہے۔ سود کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ اور خدا اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ سود کے ہر درہم کے بدلے میں ستر زنا کا گناہ ملتا ہے جو خانہ کعبہ میں اپنے محارم کے ساتھ کئے ہوں۔ سب جانتے ہیں کہ مسلمان کو

https://www.shiabookspdf.com/

اذیت اور تکلیف دینا حرام ہے۔ غیبت کرنا اور گالی دینا حرام ہے۔ ملاوٹ کرنا حرام ہے۔ اس کے باوجود انجام دیتے ہیں۔ پس جو کوئی بھی علم رکھنے کے باوجود عمل نہ کرے تو عالم بے عمل ہوگا۔ اور وہ آیات گذشتہ کا مصداق ہوگا۔ لوگوں کا دوسرا گروہ وہ متعلم جو راہ نجات کا متعلم ہے۔ یعنی خود تو نہ عالم ہے اور نہ ہی مجتہد لیکن علماء اور مجتہدین کی مجلس میں آتا ہے اُن سے محبت رکھتا ہے۔ اور اُن سے علم سیکھتا ہے۔ اصول کافی ج 1 ص 17 روایت 12 میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یا ھشام لانجاۃ الا باالاطاعۃ والطاعۃ بالعلم والعلم بالتعلیم والتعلیم بالعقل" اے ہشام نجات صرف اطاعت میں ہے۔ اور اطاعت علم سے ہوتی ہے۔ علم تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اور تعلیم عقل سے ہے۔ بحار الانوار ج 1 ص 170 ب 1 روایت 66 میں متعلم کی فضیلت میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جو کوئی ایک مسئلہ یاد کرے گا تو خدا قیامت کے دن اُس کی گردن میں نور کے ہزار ہار پہنائے گا۔ اُس کے ہزار گناہ معاف کرے گا اور اُس کے بدن کے ہر بال کے برابر اُس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب ملے گا۔ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی اپنے گھر سے اس لیے نکلے تا کہ علم کا کوئی باب سیکھے جس سے وہ خود فائدہ اُٹھائے اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تو ہر قدم کے برابر اُسے ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ جس کے دنوں میں اُس نے روزہ رکھا ہو اور راتوں کو عبادت باالقیام کی ہو۔ اور خدا اُس کے لیے ستر صدیقوں کے درجات عطا فرمائے گا۔ جو تمام دنیا سے جو آخرت کے لیے قرار دی ہو زیادہ ہونگے۔ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ انسان اگر نہ جانتا ہو تو اُسے سوال کرنے میں کوئی شرم نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں سے سوال کرنا اچھا نہیں ہے مگر چند مقامات ایسے ہیں جہاں سوال کرنا چاہیئے۔ ایک مقامِ

https://www.shiabookspdf.com/

تعلیم میں سوال کرنا سود مند ہے۔ بحار الانوار میں ہے۔ کہ امامؑ نے فرمایا جو علم کے سیکھنے میں ایک گھنٹہ ذلت ورسوائی برداشت نہیں کرسکتا تو وہ شخص ہمیشہ جہالت ونادانی کی ذلت ورسوائی میں پڑا رہتا ہے۔ اسی طرح حضرت فرماتے ہیں۔ "یوجر فی العلم اربعة. السائل والمتکلم والمستمع والمحب لهم" علم میں چار اشخاص کو اجر دیا جائے گا۔ سوال کرنے والا۔ کلام کرنے والا۔ سننے والا۔ اور ان سے محبت کرنے والا۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔ "العلم فضل ومفتا حها السوال" علم تالا ہے اور اس کی چابی سوال کرنا ہے۔ بحار الانوار میں ہے حضرت نے فرمایا۔ "لا خیر فی العیش الا لرجلین عالم مطاع اومستمع واع" صرف دو آدمیوں کی زندگی میں خیر و بھلائی ہے۔ ایک اطاعت کرنے والا عالم اور دوسرا وہ سننے والا جو مسائل علمیہ کو یاد کرتا ہے۔ لوگوں کا تیسرا گروہ وہ ہیں جو ثابت قدم نہیں ہیں۔ جن کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جدھر کی ہوا چلتی ہے۔ اُدھر چل پڑتے ہیں۔ یہ لوگ علم سے روشنی حاصل نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کسی مستحکم ستون کا سہارا لیتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جہالت کی وجہ سے اور اعتقادات حقہ میں ثابت قدم اور مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے یہ کبھی کسی کے مرید بن جاتے ہیں اور کبھی کسی کے کیونکہ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علماء عاملین کا دامن پکڑنا چاہئے۔ ایسے علماء اور فقہاء جن کے بارے میں امام زمان علیہ السلام نے فرمایا۔ "اما الحوادث الواقعه فارجعوا فیها الٰی رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجة الله علیهم" مسائل جدید میں تم ہمارے محدثین کی طرف رجوع کرو وہ تم پر حجت ہیں اور میں اُن پر اللہ کی حجت ہوں یہ وہ راستہ ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے (وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولاتتبعواا السبل فتفرق

https://www.shiabookspdf.com/

بکم عن سبیلہ) یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو مختلف راستوں کی اتباع نہ کرو وگرنہ تم حق کے راستے سے جدا ہو جاؤ گے۔ بحارالانوار ج22 ص454 ب14 میں روایت ہے پیغمبرؐ اکرم نے فرمایا۔ عنقریب میری اُمت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ علماء سے اس طرح بھاگیں گے جیسے بکریاں بھیڑیے سے بھاگتی ہیں۔ خدا اُن کو تین چیزوں میں مبتلا کر دے گا۔ ایک اُن کے اموال سے برکت ختم ہو جائے گی دوسرا اُن پر ظالم بادشاہ مسلط کر دے گا۔ تیسرا وہ دنیا سے ایمان کے بغیر جائیں گے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ لوگ آج کے دور میں کیا کیا بنے بیٹھے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں مرشد ہوں کوئی کہتا ہے میں قطب ہوں۔ کسی کا دعویٰ ہے کہ میں بزرگ ہوں۔ کوئی کہتا ہے میرے پاس نیابت ہے کوئی کہتا ہے میرے پاس ولایت ہے۔ یہ سب لوگوں کو دھوکہ دینے میں مشغول ہیں۔ اور اُن کو گمراہ کر رہے ہیں۔ "اللّٰھم انا نشکو الیک فقد نبینا صلواتک علیه و آله وغیبة ولینا و کثرة عدونا وقلّة عددنا وشدة الفتن بنا وتظاهر الزمان علینا" اے اللہ ہم تجھ سے تیرے نبیؐ کے چلے جانے کی شکایت کرتے ہیں اور تیرے ولی کے غائب ہونے کی شکایت کرتے ہیں ہم شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے دشمن زیادہ ہیں ہم تھوڑے ہیں۔ فتنہ وفساد سخت ہے زمانہ ہم پر غالب آچکا ہے۔

جو لوگ دین میں ثابت قدم نہیں ہیں اُن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ (ومن الناس من یعبد الله علیٰ حرف) تفسیر صافی میں اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یعنی وہ دین کے ایک طرف ہو کر خدا کی عبادت کرتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ دین میں وہ ثابت قدم نہیں ہوتے وہ اس کی طرح ہوتے ہیں جیسے کوئی شخص لشکر کے ایک طرف کھڑا ہو اگر کامیابی ہوئی تو کھڑا رہے گا اور اگر ناکامی ہوئی تو بھاگ نکلے گا۔ ایسے اشخاص کے متعلق خدا فرماتا ہے۔(فان اصابه خیرنِ اطمان به وان اصابته فتنة نِ انقلب علیٰ وجهه خیر الدنیا والاخرة ذالک هو الخسران المبین) اگر اُن تک خیر و بھلائی پہنچے تو مطمئن ہوتے ہیں اور اگر کوئی بلا آ گئی تو اُلٹے پاؤں واپس چلے جاتے ہیں یہ شخص دنیا اور آخرت میں نقصان اُٹھائے والا ہے اور یہ ایک کھلم کھلا نقصان ہے اہل کوفہ کی بھی یہی حالت تھی۔ جب اُن کو پتہ چلا کہ معاویہ مر گیا ہے اور یزید ملعون تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہے تو سب سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے۔ اُن کو پتہ چلا کہ حضرت مکہ تشریف لا چکے ہیں وہاں سلیمان بن صرد خزاعی نے تمام جمع ہونے والوں کو صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم حسین علیہ السلام کے باپ کے شیعہ ہو۔ اگر تم چاہتے ہو تو اُن کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرو۔ اور اُنھیں خط لکھو کہ وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔ اور اگر ڈرتے ہو تو اُن کو دھوکہ نہ دو اور انہیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ تمام نے مل کر کہا ہم اُن کے دشمن کے ساتھ جنگ کریں گے اور اُن پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ سلیمان نے کہا پس اُنہیں خط لکھو تا کہ وہ تشریف لے آئیں۔ پھر سب نے مل کر اس مضمون کا خط لکھا۔ یہ خط ہے حسین بن علی علیہما السلام کی طرف از طرف سلیمان بن صرد خزاعی۔ مسیّب بن نجبہ، رفعہ بن شداد البجلی، حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے دوسرے مومنین اور شیعہ۔ اما بعد۔ الحمد للّٰہ کہ خدا نے آپکے دشمن کو ہلاک کیا۔ جس نے غصب اور دشمنی کے ساتھ لوگوں کے مال کو استعمال کیا۔ اور لوگوں پر اُن کی مرضی کے بغیر حکومت کرتا رہا۔ جس نے اچھے اور نیک لوگوں کو قتل کیا اور بُرے لوگوں کو باقی

https://www.shiabookspdf.com/

رکھا۔ اور بیت المال کو ظالم لوگوں کے درمیان بے دریغ تقسیم کیا اس وقت ہمارا کوئی امام اور پیشوا نہیں ہے۔ آپ تشریف لے آئیں۔ شائد خدا آپکی برکت سے ہم لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دے۔ اس وقت دارالامارہ میں نعمان بن بشیر ہے۔ ہم اُسے اپنا امیر نہیں مانتے۔ اُس کے ساتھ جماعت اور عید کی نمازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ اگر ہم کو پتہ چلے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں تو ہم اُسے کوفہ سے باہر نکال دیں گے۔ تا کہ وہ شام والوں کے ساتھ جا ملے۔ اس خط کو انہوں نے دو آدمیوں کو دیا۔ وہ جلدی جلدی مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رمضان المبارک کی دس تاریخ کو مکہ پہنچے۔ خط حضرت کو دیا۔ ان دو آدمیوں کے جانے کے دو دن بعد قیس بن مصھر صیداوی کو دیگر دو آدمیوں کے ساتھ ایک سو پچاس خط دیگر روانہ کیا۔ ہر خط دو یا چار آدمیوں کی طرف سے تھا۔ آپ نے تمام خطوط کو پڑھا اور جواب نہ دیا آپ کوفہ جانا نہیں چاہتے تھے۔ سیّد بن طاؤس لکھتے ہیں۔ کہ ایک دن میں چھ سو خط اہل کوفہ کی طرف سے آپ تک پہنچے۔ پے در پے خط آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ بارہ ہزار خط آپکے پاس جمع ہو گئے۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق بعض خطوط میں لکھا ہوا تھا۔ جلدی آیئے لوگ آپکی انتظار میں ہیں۔ اُن کے لیے آپکے سوا کوئی امام نہیں ہے۔ جلدی کیجئے۔ جلدی کیجئے پھر جلدی کیجئے۔ شیث بن ربعی، حجار بن ابجر۔ عروہ بن قیس اور عمرو بن حجاج زبیدی جو اشراف کوفہ میں سے تھے انہوں نے اپنے خطوط میں لکھا تھا۔ باغ سرسبز ہو گئے میوے پک چکے ہیں۔ درختوں پر پتے اُگ آئے ہیں۔ زمین پر سبزہ اُگ آیا ہے۔ آپ تشریف لائے لشکر آپکے لیے تیار ہے۔ شیخ مفید فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے آپکو لکھا کہ ایک لاکھ تلواریں آپکے لیے تیار ہیں۔ دیر نہ کریں۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا آپکے خطوط مجھ تک پہنچے میں آپکی باتوں سے مطلع ہوا۔ یہ جو

https://www.shiabookspdf.com/

تم نے لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ شائد آپکی برکت سے ہم کو خدا ہدایت بخشے۔ "انا باعث الیکم اخی و ابن عمی وثقتی من اھل بیتی مسلم بن عقیل" میں تمہاری طرف اپنی اہل بیت میں سے قابل اعتماد اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں۔ اور میں خود بھی بہت جلد آ جاؤنگا۔ اس کے بعد آپ نے مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف اپنا نائب بنا کر روانہ کیا۔ جب حضرت مسلم کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ مسلم کے پاس جمع ہو گئے ایک روایت کے مطابق اٹھارہ ہزار دوسری روایت کے مطابق پچیس ہزار اور تیسری روایت کے مطابق ستر ہزار لوگوں نے مسلم بن عقیل کی بیعت کی اور جب ابن زیاد کوفہ آیا تو اُس نے چند سپاہی بھیجے تا کہ ہانی بن عروہ جس کے گھر میں مسلم بن عقیل ٹھہرے ہوئے تھے۔ کو پکڑ کر لائیں اُنہیں پکڑ کر لایا گیا۔ اور بعد میں قتل کر دیا۔ سید بن طاؤس لکھتے ہیں کہ جب مسلم بن عقیل کو پتہ چلا کہ ہانی بن عروہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ گھر سے باہر نکلے اور دوسرے بیعت کرنے والوں کے ساتھ دارالامارہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیادہ نے پچاس دوسرے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ دروازہ بند کر لیا۔ اور دارالامارہ کے اوپر سے مسلم بن عقیل کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ اُن میں سے کچھ لوگ اوپر سے مسلم بن عقیل کے ساتھیوں کو ڈراتے تھے کہ شام سے ایک بہت بڑا لشکر آ رہا ہے۔ جو تم سب کو ختم کر دے گا۔ یہ سن کر شام ہونے تک مسلم بن عقیل کے ساتھی انہیں چھوڑ چھوڑ کر جانے لگے۔ کچھ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ہمیں کیا فتنہ وفساد اور جنگ کے ساتھ ان کو چھوڑ و اور اپنے اپنے گھروں کو جاؤ تا کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔ گھروں سے عورتیں آ کر اپنے شوہروں اور بیٹوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر گھر لے گئیں۔ اور مرد آ کر اپنے بھائیوں اور باپوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ اور یہ کہہ رہے تھے۔ کہ کل شام سے ایک بڑا لشکر آ رہا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ ہم اُن کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ سید بن طاؤس فرماتے ہیں کہ مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے۔ مسلم مسجد کی طرف گئے تا کہ نماز پڑھے نماز سے فارغ ہوئے تو وہ دس آدمی بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ مسجد سے اکیلے باہر آئے۔ ایک کوچہ سے دوسرے کوچہ کی طرف جاتے تھے آخر کار ایک بوڑھی عورت طوعہ کے دروازے پر آئے۔ بالآخر مسلم بن عقیل گرفتار ہوئے اور شہید کر دیئے گئے۔ ابن زیادہ نے لشکر تیار کیا اور وہ ملعون جنہوں نے امام حسینؑ کو خط لکھے تھے اُس لشکر میں موجود تھے۔ ابو مخنف اپنی کتاب مقتل میں لکھتا ہے کہ اسی ہزار سوار کوفہ سے جنگ کرنے آئے تھے۔ اور اُن میں "لیس فیھم شامی ولا حجازی" یہ جو امامؑ کے ساتھ جنگ کرنے آئے تھے سب کوفی تھے نہ کوئی شامی تھا اور نہ کوئی حجازی شیخ مفید لکھتے ہیں وہی عمرو بن حجاج زبیدی جس نے امام علیہ السلام کو خط لکھا تھا سات محرم الحرام کو عمر سعد کے حکم سے پانچ فوجیوں کو لے کر دریائے فرات پر پانی بند کرنے پر مامور ہوا۔ اور عاشور کے دن عمر سعد کے لشکر کے میمنہ کا سردار بنا۔ اور شبیث بن ربعی ملعون پیدل فوجیوں کا سربراہ تھا۔ اور ایک روایت کے مطابق چار ہزار سوار فوجیوں کا سالار بنا۔ اسی طرح عروہ بن قیس بھی چار ہزار سواروں کا سالار بنا۔ اسی طرح تمام اشقیاء جنہوں نے حضرت کو خط لکھے تھے چار چار ہزار سواروں کے سالار بنے۔ اور امامؑ کے ساتھ انہوں نے جنگ کی۔ ہاں جنہوں نے اہل کوفہ میں سے سید الشہداء علیہ السلام کو خط لکھے اُن میں سے تین یا چار آدمی آپکی مدد کے لیے کربلا آئے۔ اُن میں سے ایک حبیب بن مظاہر ہے۔ کتاب اسرار الشہادۃ کی روایت کے مطابق امام علیہ السلام نے حبیب بن مظاہر کو خط لکھا۔ اور اُسے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ دوسرے مسلم بن عوسجہ اور زہیر بن قین کو امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ میرے آگے کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں

https://www.shiabookspdf.com/

نماز پڑھ سکوں۔ یہ دونوں آپکے آگے کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے بدنوں کو آپ کے لیے ڈھال قرار دیا تاکہ دشمنوں کی تلواریں اور تیر آپ تک نہ پہنچ سکیں اور آپ نماز پڑھ سکیں۔ نماز پڑھنے کے دوران اس قدر زخم ان دونوں کے جسموں پر لگے کہ وہ زمین پر گر پڑے اور اُن دونوں میں سے ہر ایک کے جسم پر تلواروں کے زخموں کے علاوہ تیرہ تیر لگے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ پانچ نفر اور بھی اہل کوفہ سے آپ کی مدد کے لیے کوفہ سے باہر آئے۔ بحارالانوار ج45 ص240 میں لکھتے ہیں کہ اہل کوفہ میں سے پانچ آدمیوں نے حسین بن علی علیہ لسلام کی مدد کا ارادہ کیا اور کوفہ سے نکلے اور چلتے ہوئے شاہی نام کے گاؤں پہنچے۔ اچانک دو مرد اُن کے پاس آئے۔ اُن میں سے ایک بوڑھا تھا اور دوسرا جوان انہوں نے سلام کیا۔ بوڑھے شخص نے کہا۔ میں ایک جن ہوں اور یہ جوان میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ ہم حسین علیہ السلام کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس بوڑھے مرد نے کہا کہ میرا مشورہ آپکے لیے یہ ہے کہ میں پرواز کر کے جاتا ہوں اور حالات سے آگاہی حاصل کر کے آتا ہوں تاکہ حالات سے آگاہ ہو کر حضرت کے پاس جائیں اُن پانچ افراد نے کہا آپکا مشورہ ٹھیک ہے۔ اُس بوڑھے مرد نے پرواز کی اور ایک دن رات غائب رہا۔ دوسرے دن انہوں نے اُس بوڑھے مرد کو تو نہ دیکھا۔ لیکن ایک آواز سنی کہہ رہا تھا کہ

فواللّٰہ ماجئتکم حتّٰی بصرت بہ

بالطّف منعفر الخدین منحوراً

خدا کی قسم میں تمہاری طرف نہیں آیا مگر میں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام کا جسم خاک کربلا پر پڑا ہے اور آپ شہید ہو چکے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

شائد اس جن کو افسوس ہوا ہو کہ جلدی کیوں نہ پہنچ سکا۔ لیکن پھر بھی اگر شہادت سے پہلے پہنچ جاتا تو اُسے مدد کرنے کی اجازت نہ ملتی جیسے کہ فرشتوں کو بھی اجازت نہ ملی اور اسی طرح اُن جنوں کو بھی مدد کرنے کی اجازت نہ دی جن کا سردار زعفر زاہد جن تھا جس نے آ کر عاشور کے دن سلام کیا تو حضرت نے فرمایا تو کون ہے جو اس حالت میں مجھ پر سلام کر رہا ہے اُس نے کہا میں زعفر جن ہوں۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 35

خدا تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل آیت 34 میں ارشاد فرماتا ہے۔"اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولاً"۔اپنے عہد کے ساتھ وفا کرو یقیناً عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت دو طرح سے عہد کے پورا کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ایک یہ کہ اس میں امر یعنی حکم ہوا ہے دوسرا یہ کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور سوال صرف اُس چیز کے بارے میں کیا جاتا ہے جو واجب ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ عہد کے ساتھ وفا کرنا اور اُسے پورا کرنا واجب ہے۔خدا سورہ مؤمنوں آیت 8 میں مومنین کے علامات اور صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔"والذين هم لامانتهم وعهد هم راعون"یعنی مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ منافق اس کے برعکس ہے۔کتاب اثنیٰ عشریہ میں روایت ہے رسولِ خداؐ نے فرمایا۔"يا علي للمنافق ثلاث علامات: اذا حدث كذب واذا وعد خلف واذا تمن خان" یاعلی منافق کی تین علامتیں ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اور تمام دنیا میں اہل کوفہ سے بڑا کوئی بے وفا نہیں ہے جنہوں نے اپنے آقا اور مولا حسین علیہ السلام کے ساتھ کیئے ہوئے وعدوں کو پورا نہ کیا جب امام نے اپنا مسلم بن عقیلؑ کو اپنا نائب بنایا اور اُنہیں کوفہ بھیجا لیکن کوفیوں نے انہیں دھوکہ دیا اور اکیلا چھوڑ گئے ابتدا میں ایک بڑی تعداد نے مسلم بن عقیل کی بیعت کی تھی۔ یزید کے حامیوں نے مثل عمر بن سعد حرامی وغیرہ نے یزید کو خط لکھے کہ اگر تو کوفہ کو بچانا چاہتا ہے تو نعمان بن بشیر کی جگہ کسی ایسے شخص کو امیر بنا کر بھیج جو حالات کو سنبھال سکتا ہو۔ یزید ملعون نے سرحون غلام جو ایک بوڑھا شخص تھا اور معاویہ کے زمانے سے وزیر کے عہدے پر فائز تھا کو بلایا اور اُس کے ساتھ اس بارے میں مشورہ کیا۔ سرحون نے کہا اگر معاویہ زندہ ہو جائے اور قبر سے نکل کر تجھے حکم دے تو تو قبول کرے گا؟ یزید نے کہا ہاں میں اطاعت کرونگا۔ سرحون نے ایک خط نکال کر یزید کو دیا جو معاویہ کا لکھا ہوا تھا کہ کوفہ کی حکومت عبیداللہ بن زیاد کو دے دے۔ سرحون نے کہا کہ اس پر عمل کرو۔ یزید ملعون نے اس مشورے کو پسند کیا۔ اور ایک خط ابن زیادہ کی طرف لکھا جو اس وقت بصرہ کا گورنر تھا۔ اس خط میں یزید نے لکھا کہ میرے دوستوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ مسلم بن عقیل کوفہ آ گیا ہے تو کوفہ جا کر اُسے قتل کر دے یا کوفہ سے باہر نکال دے۔ یہ خط یزید نے مسلم بن عمرو باہلی کو دیا کہ جا کر ابن زیاد کو پہنچا دے۔ ناسخ التواریخ کے مطابق یزید نے ایک اور خط لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل کوفہ نے حسین بن علی

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ السلام کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے۔ میرا خط پہنچتے ہی تیاری کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو جا۔ کسی طرح بھی تیری طرف سے دیر قابل قبول نہیں ہے۔ اور یاد رکھ نسلِ علیؑ میں سے کسی کو زندہ مت چھوڑو۔ مسلمؑ کو تلاش کر کے قتل کر اور اُس کا سر میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ خط بصرہ میں ابن زیاد کے پاس پہنچا تو اُس نے اپنے بھائی عثمان بن زیادہ کو بصرہ میں اپنا نائب بنایا اور کوفہ کی طرف اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو وہاں دو گھنٹے تک انتظار کیا جب رات کو ہوئے دو گھنٹے گذر گئے تو ابنِ زیاد ملعون گھوڑے پر سوار ہوا۔ سفید لباس پہنا اور سر پر سیاہ عمامہ رکھا۔ اور منہ پر نقاب ڈال کر کوفہ میں داخل ہوا تا کہ اُسے کوئی پہچان نہ سکے۔ اہل کوفہ نے سنا ہوا تھا کہ امام حسینؑ تشریف لا رہے ہیں انہوں نے خیال کیا کہ نواسۂ رسولؐ آ گئے ہیں۔ تمام لوگ آپکو خوش آمدید کہہ رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارک بادی دے رہے تھے۔ کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ یا بن رسولؐ اللہ ہم چالیس ہزار آدمی ہیں آپ پر ہماری جانیں قربان۔ ابن زیاد سب کچھ دیکھتا اور سنتا رہا کسی کے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ صرف لوگوں کے سلام کا جواب دے رہا تھا جب دارالامارہ کے قریب پہنچا تو لوگ آگے آگے بھاگتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ کہ اے نعمان بن بشیر دارالامارہ کو کھولو فرزند رسولؐ تشریف لائے ہیں۔ لوگ اُسے بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ نعمان نے حکم دیا کہ دارالامارہ کو اچھی طرح بند کر دو اور چند لوگوں کو دروازے کے پیچھے معین کر دیا تا کہ کوئی دروازہ کھول نہ سکیں۔ اور خود چھت کے اوپر جا کر بلند آواز سے کہنے لگا یا بن رسولؐ اللہ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ دارالامارہ سے دور ہو جاؤ۔ یہ میرے

https://www.shiabookspdf.com/

پاس امانت ہے اور میں امانت میں خیانت نہیں کرونگا۔ اور میرے آپکے ساتھ جنگ کا بھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اپنے منحوس چہرے سے نقاب اُٹھایا اور آواز دی اے نعمان بن بشیر آ کر دروازہ کھولو۔ اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے ابن زیاد کی آواز سن کر اُسے پہچان لیا۔ اور واپس جاتے ہوئے دوسروں سے کہنے لگا خدا کی قسم یہ ابن مرجانہ ہے۔ عمرو بن باہلی نے آواز دی کہ لوگو چلے جاؤ اب تمہارا امیر ابن زیاد ہے لوگ ابن زیاد پر لعنت کرتے ہوئے ادھر اُدھر چلے گئے۔ نعمان بن بشیر نے دروازہ کھول دیا۔ ابن زیاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دارالامارہ میں داخل ہو گیا۔ رات وہاں گذاری۔ صبح ہوئی تو اُس نے حکم دیا کہ سب لوگ نماز جماعت کے لیے حاضر ہوں۔ ابن زیاد دارالامارہ سے باہر گیا اور مسجد میں منبر پر گیا اور ایک خطبہ دیا اور کہا کہ یزید نے مجھے تمہارے شہر کا والی بنایا ہے۔ اور مجھے تمہارے بیت المال کا اختیار دیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ مظلوم کا حق ظالم سے لیکر دوں۔ اور محروم کو اُس کا حق دوں۔ اور اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ایک مہربان باپ کی طرح پیش آؤں۔ اور اُس پر احسان کروں۔ میری تلوار اور تازیانہ اُس کے لیے ہے جو میری مخالفت کرے گا۔ اور میری بیعت کو توڑے گا۔ پس لوگوں کو میری نافرمانی کرنے میں ڈرنا چاہیئے اور اس ہاشمی مرد کو بتا کہ میرے غضب سے ڈرے۔ اس کے بعد وہ منبر سے نیچے آیا۔ اور حکم دیا کہ ایک منادی تمام عرب کے قبائل کے درمیان ندا دے کہ یزید بن معاویہ کی بیعت پر باقی رہیں ورنہ شام سے لشکر آ رہا ہے۔ جو تمہارے مردوں کو قتل کر دے گا اور عورتوں کو قیدی۔ اہل کوفہ نے جب یہ بات سنی تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اہل

https://www.shiabookspdf.com/

خلافت وسلطنت کے ساتھ ہمیں کیا سروکار ہم اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالیں؟ پس انہوں نے مسلمؑ بن عقیلؑ کی بیعت توڑ کر یزید کے ساتھ بیعت کر لی۔

مسلمؑ بن عقیلؑ مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر میں تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ابن زیادہ آ گیا ہے اور لوگوں نے اُن کی بیعت کو توڑ کر ابن زیادہ کی بیعت کر لی ہے تو انہوں نے مختار کے گھر میں رہنا مناسب نہ جانا۔ وہاں سے باہر آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر تشریف لے گئے۔ ہانی بن عروہ اہل کوفہ میں سے ایک مغرز شخص تھا اور مسلمؑ بن عقیلؑ کی عزت اور اکرام اور میزبانی میں حد سے آ گے تھا۔ جب کوفہ کے شیعوں کو معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل ہانی کے گھر میں ہے تو راتوں کو چھپ کر آپکی خدمت میں آ کر بیعت کرتے تھے۔ ابن زیاد نے بڑی کوشش کی کہ پتہ لگائے مسلمؑ بن عقیلؑ کہاں ہے لیکن کامیاب نہ ہوا اس کا ایک غلام تھا جس کا نام معقل تھا اُسے بلایا۔ اور تین ہزار درہم اُسے دیئے کہ جا کر مسلمؑ بن عقیلؑ کا سراغ لگائے اس نے یہ درہم لیے اور مسجد کوفہ میں گیا وہاں اُس نے مسلم بن عوسجہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اُس نے سنا تھا کہ وہ مسلم بن عقیل کے دوستوں میں سے ہے معقل مسلم بن عوسجہ کے پاس آیا۔ جب مسلم نماز سے فارغ ہوا تو اُس نے کہا۔ میں شام کا رہنے والا ہوں خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ اور میں اہل بیت علیہم السلام اور اُن کے ماننے والوں سے محبت کرتا ہوں یہ کہتے ہوئے ساتھ بناوٹی گریہ کرر ہا تھا۔ اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کوفہ میں اہل بیتؑ کا ایک شخص آیا ہوا ہے تا کہ وہ حسینؑ کی طرف سے بیعت لے۔ میں نے تین ہزار درہم کی نذر کی ہے کہ اُن تک پہنچاؤں۔ لیکن مجھے اُن کے بارے میں کوئی بتا تا

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ محبّ اہل بیتؑ ہیں۔ اور اُن کے بارے میں آپکو اطلاع ہے۔ آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ یہ تین ہزار درہم مجھ سے لے لو اور مجھے اُن کی خدمت میں لے جاؤ۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا الحمدللہ کسی محبت اہل بیتؑ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی ہے اُسے ہانی کے گھر میں لایا اور اُس نے مسلم بن عقیل سے ملاقات کی اور درہم اُن کی خدمت میں پیش کیے اور اُن کے سامنے بڑی محبت اور خلوص کا اظہار کیا۔ چند دنوں تک صبح آتا اور شام تک مسلم بن عقیل کی خدمت میں رہتا۔ اس طرح وہ تمام رازوں سے باخبر ہوگیا اور اُن کے تمام ساتھیوں کے بارے میں اطلاع حاصل کرلی۔ اس طرح وہ ابن زیاد کے پاس جاکر تمام خبریں دیتا اور اُسے ہر بات سے آگاہ کرتا۔ نتیجۃً ابن زیاد تمام حالات سے مطلع ہوگیا کہ ایک دن اہل مجلس سے پوچھتا ہے کہ ہانی ہماری مجلس میں کیوں نہیں آتا؟ کسی نے کہا وہ مریض ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ میں نے سنا ہے وہ ٹھیک ہوگیا ہے اور اپنے گھر کے دروازے کے سامنے بیٹھتا ہے۔ اس نے کچھ لوگوں کو ہانی کے پاس بھیجا۔ اور وہ اُسے دھوکے سے ابن زیادہ کے پاس لے آئے جب ابن زیادہ نے ہانی کو دیکھا تو اُس کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ پیش آنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ اے ہانی یہ کیسی خلاف ورزیاں کررہے ہو۔ تم فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہو مسلم بن عقیل کو اپنے گھر لے گئے ہو۔ اور اس کے لیے لشکر اور اسلحہ جمع کررہے ہو۔ ہانی نے انکار کیا تو ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو پیش کیا۔ ہانی سمجھ گیا کہ یہ ملعون جاسوس تھا۔ اب ہانی انکار نہ کرسکا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم مسلم کو میں خود اپنے گھر لے کر نہیں گیا۔ بلکہ رات کو میرے پاس آیا کہ میری امان

https://www.shiabookspdf.com/

حاصل کرے مجھے اُسے واپس لوٹاتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔ میں نے اُسے اپنا مہمان بنالیا اگر تو مجھے اجازت دے تو میں اُسے اپنے گھر سے باہر نکال دیتا ہوں جہاں جانا چاہے چلا جائے۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم میں اُس وقت تک تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک تو مسلم بن عقیل کو میرے حوالے نہ کردے۔ ہانی نے کہا خدا کی قسم میں ایسی رسوائی کبھی بھی اپنے سر نہیں لونگا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ میں اپنے مہمان کو تیرے سپرد کردوں تا کہ تو اُسے قتل کردے۔ ابن زیاد اس بات پر اصرار کررہا تھا کہ مسلم بن عقیل کو میرے حوالے کردے وگرنہ تیری گردن اُڑا دونگا۔ ہانی نے کہا اگر تو یہ کام کرے گا تو تلواریں نکل آئیں گے اور تجھے جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ابن زیاد غصے میں آ گیا اور کہنے لگا تو مجھے ڈراتا ہے؟ ابن زیاد نے کہا ہانی کو میرے پاس لاؤ جب اُسے لائے تو اُس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی اُسے کے سر اور منہ پر اس قدر ماری کہ ہانی کا ناک ٹوٹ گیا چہرے کا گوشت پھٹ گیا اور سر و چہرے سے خون بہنے لگا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے اتنا مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی۔ یہ چیز اگر چہ اہل بیت علیہم السلام کے محبوں کے لیے دردناک اور غمگین مسئلہ ہے کہ آل محمد علیہم السلام کے ایک دوست کے ساتھ ابن زیاد ملعون نے اس طرح کیا لیکن اس ملعون نے تو اس سے بھی بڑھکر جسارت کی کہ جب مظلوم کربلا کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنی خاص تلوار کے ذریعے سے حضرت کے لبوں پر ماری زید بن ارقم نے آواز دی اے ابن زیاد اپنی تلوار کو ان لبوں سے دور ہٹالو۔ خدا کی قسم میں نے رسولؐ خدا کو ان ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہوا دیکھا ہے۔ آخر کار ہانی کو لیجا کر دارالامارہ کے

https://www.shiabookspdf.com/

ایک حجرے میں قید کر دیا۔ جب یہ خبر ہانی بن عروہ کے قبیلے والوں کو ملی تو چار ہزار مسلح لوگوں نے ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کرلیا۔ ابن زیادہ نے شریح قاضی کو زندان میں بھیجا تا کہ وہ ہانی کو دیکھ کر اُس کے قبیلے والوں کو بتائے کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہے قاضی شریح بھی گیا اور اُس کے قبیلے والوں کو بتایا کہ ہانی زندہ ہے امیر کے ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا ہے اور امیر اُس کے ساتھ مشورہ کر رہا ہے۔ بہت جلد فارغ ہو کر تم تک پہنچ جائے گا۔ قاضی شریح کی ان باتوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔

دوسری طرف ابن زیادہ ملعون نے اپنے آدمی اِدھر اُدھر پھیلا دیئے اور وہ کوفہ میں خبر نشر کر رہے تھے کہ شام سے لشکر آرہا ہے جو اُن لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے جنہوں نے یزید کی بیعت توڑی ہوگی۔ اس خبر سے تمام اہل کوفہ اس قدر پریشان ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے رشتہ داروں میں سے پکڑ پکڑ گھر لے جا رہا ہے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ تم لشکر شام کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے پس وہ تمام لوگ جو مسلم بن عقیل کے ساتھ بیعت کر چکے تھے ایک ایک کر کے انہیں چھوڑ گئے۔

ناسخ التواریخ میں اعثم کوفی سے نقل ہے کہ جب مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے تا کہ رات کی تاریکی میں کوفہ سے باہر چلے جائیں۔ لیکن کوفہ کے دروازہ کا راستہ نہ جانتے تھے کہ کدھر ہے۔ پریشان حال اِدھر اُدھر جا رہے تھے کہ اچانک سعید بن احنف جو آپ کے دوستوں میں سے تھا سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے پوچھا مولاؑ کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کوفہ سے باہر جانا چاہتا ہوں۔ شائد

https://www.shiabookspdf.com/

میرے ساتھ بیعت کرنے والے میرے ساتھ آملیں اور میری مدد کریں۔ سعید بن احنف نے کہا مولا آپ باہر کہاں جا سکتے ہیں ہر طرف ابن زیاد کے سپاہی آپکی تلاش میں ادھر اُدھر پھر رہے ہیں تا کہ آپکو قید کر سکیں۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ پھر کیا کرنا چاہیئے؟ سعید نے کہا آپ آئیں تا کہ میں آپکو ایک محفوظ جگہ پر پہنچاؤں پس وہ آپکو محمد بن کثیر کے گھر لے آیا جو محبان اہل بیت علیہم السلام میں سے تھا۔ سعید نے محمد بن کثیر کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اُس کی نظر حضرت مسلم بن عقیل پر پڑی تو فوراً آپکے ہاتھ پاؤں چومنے لگ گیا اور کہا شکر ہے کہ مسلم میرے گھر آئے ہیں وہ اُنہیں اپنے گھر لے گیا۔ دوسری طرف ابن زیاد ملعون کے جاسوسوں کو خبر ملی کہ مسلم محمد بن کثیر کے گھر میں ہیں تو انہوں نے ابن زیاد کو اطلاع دی۔ اس نے اپنے بیٹے خالد کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جنہوں نے آ کر محمد بن کثیر کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ کیونکہ محمد بن کثیر کے ساتھ کوئی مددگار نہ تھے۔ اس لیے محمد اور اُس کے بیٹے کو گرفتار کر کے ابن زیادہ کے پاس لے گئے۔ محمد کے پورے گھر کی تلاشی لی گئی لیکن مسلم بن عقیل نہ مل سکے۔ بالآخر خالد مجبوراً دارلامارہ واپس آ گیا۔ دوسری طرف جب سلیمان بن صرد خزاعی اور مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کو محمد بن کثیر کے متعلق اطلاع ملی تو ایک جماعت کے ساتھ مل کر عہد کیا کہ دارو الامارہ جائیں اور وہاں سے محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کو لائیں اور بعد میں سب مل کر امام حسین علیہ السلام کے پاس چلے جائیں۔ اور اُن کے ہمراہ آپکے دشمن کے ساتھ جنگ کریں۔ لیکن اُسی رات صبح طلوع ہونے سے پہلے عامر بن طفیل دس ہزار فوجیوں کے ساتھ شام سے کوفہ آ پہنچا جس سے ابن زیاد بڑا خوش ہوا اور اُس میں

https://www.shiabookspdf.com/

جرأت پیدا ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے محمد بن کثیر کو بلایا اور اُس کے ساتھ بُرا پیش آنے لگا۔

اچانک شور برپا ہوا اور دارالامارہ کے اردگرد چالیس ہزار لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد کو غصہ آ گیا۔ اور محمد بن کثیر سے کہنے لگا۔ اے کثیر کے بیٹے یزید کے سر اور جان کی قسم اور اس سے بڑھ کر کوئی قسم نہیں ہے۔ اگر تو نے مسلم بن عقیل کو میرے سپرد نہ کیا تو میں تیرا سر بدن سے جدا کر دونگا۔ چند سوال و جواب کے بعد ابن زیاد نے کہا۔ اے محمد مجھے بتاؤ تجھے اپنی جان زیادہ عزیز ہے یا مسلم کی؟ محمد نے کہا مسلم کا خدا حافظ ہے اور میرے مددگار وہ تیس ہزار لوگ ہیں جو دارالامارہ کے اردگرد محاصرہ کیئے ہوئے ہیں۔ ابن زیاد کو یہ بات سن کر بڑا غصہ آیا اُس کے سامنے دوات پڑی ہوئی تھی اُٹھا کر محمد بن کثیر کی پیشانی پر ماردی جس سے اُس کی پیشانی زخمی ہوگئی اور خون جاری ہوگیا۔ محمد نے وہاں پڑی تلوار کو ہاتھ میں لیا اور ابن زیاد ملعون پر حملہ کر دیا تا کہ اُسے جہنم واصل کرے ابن زیاد کا غلام معقل آگے بڑھا تا کہ اُسے پکڑے محمد بن کثیر نے اُسکی کمر پر ایسی تلوار ماری کہ اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ابن زیاد کے محافظ دوڑے تا کہ اُسے پکڑیں اتنے میں محمد نے دو آدمی اور ہلاک کر دیئے آخر کار ہر طرف سے ابن زیاد ملعون کے سپاہی محمد بن کثیر پر حملہ آور ہوئے اور انہیں قتل کر دیا۔ محمد بن کثیر کا بیٹا بھی تلوار پکڑے ہوئے جنگ کر رہا تھا۔ اور لڑتے لڑتے بیس آدمیوں کو قتل کیا۔ بالآخر اُسے بھی ابن زیاد کے سپاہیوں نے قتل کر دیا۔ دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو جدا کر کے دارالامارہ سے باہر لوگوں کے درمیان پھینک دیا لوگ یہ دیکھ کر ادھر اُدھر چلے

https://www.shiabookspdf.com/

گئے۔ جب مسلم بن عقیل کو محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو آپ اُس کے گھر سے چھپ کر باہر نکل آئے آپ ادھر اُدھر محلوں اور کوچو

ں میں جار ہے تھے تا کہ کوفہ سے باہر نکل سکیں لیکن جدھر جاتے آگے ابن زیادہ کے نمک خوار کتے موجود تھے۔ بصرہ بن نعمان حاجب ابن زیادہ کو مسلم بن عقیل کا پتہ چل گیا۔ پچاس سپاہیوں کو گھوڑوں پر بھیجا تا کہ اُنہیں گرفتار کر لیں۔ حضرت مسلم کو جب علم ہوا کہ سپاہی میری گرفتاری کے لیے آ رہے ہیں تو آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور گھوڑے کو ایک طرف چلتا ہوا چھوڑ کر آپ دوسری طرف چلے گئے ابن زیاد کے سپاہیوں نے جب خالی گھوڑا دیکھا تو جا کر ابن زیاد کو اطلا دی دی۔ شیخ مفید اور علامہ مجلسی کی روایت کے مطابق ابن زیادہ ملعون منبر پر گیا۔ اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ اس بیوقوف آدمی نے کس طرح لوگوں کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے آگاہ ہو جائے جس نے بھی مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دی وہ خدا کے ذمہ سے باہر ہے۔ اور جو کوئی بھی اُسے میرے پاس لیکر آئے گا اُس کو انعام ملے گا۔ یعنی ایک ہزار اشرفی اُسے دونگا۔ اس کے بعد حصین بن نمیر کو آواز دے کر کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اگر کوئی کوچہ بغیر سپاہیوں کے رہا یا مسلم شہر سے باہر چلا گیا میں نے تجھے اختیار دیا ہے کہ تمام کوفہ کے گھروں کی تلاشی لو اور اُسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ صاحب ناسخ کی روایت کے مطابق جو اعثم کوفی سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت مسلم طوعہ نامی عورت کے دروازے پر پہنچ گئے جو اپنے دروازے پر کھڑی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی حضرت مسلم وہاں کھڑے ہوئے اور اُس عورت پر سلام کیا اور فرمایا۔ "یـــا امۃ اللّٰـــہ

https://www.shiabookspdf.com/

استقینی'' اے کنیزِ خدا مجھے پانی پلاؤ۔ وہ بڑھیا گئی اور پانی لائی حضرت نے پانی پیا اُس بڑھیا نے برتن لیا اور گھر چلی گئی جب واپس آئی تو دیکھا حضرت مسلم ابھی کھڑے ہیں۔ پوچھا۔ اے بندۂ خدا پانی پی لیا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُس نے کہا پھر اپنے گھر کی طرف جلدی چلے جاؤ۔ حضرت مسلم خاموش ہو گئے۔ اُس نے دوبارہ آواز دی اور کہا اپنے گھر جاؤ یہاں رکنا تیرے لیے بہتر نہیں ہے۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ اے کنیزِ خدا میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ میرا یہاں کوئی نہیں ہے۔ تو میری کوئی خدمت کر سکتی ہے ہو سکتا ہے کہ بعد میں میں تیرے اس احسان کا کوئی بدلہ دے سکوں۔ اُس بڑھیا نے کہا۔ تو کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں مسلم بن عقیل ہوں کوفہ والوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ مجھے دھوکہ دیا اور مجھے باہر نکال دیا ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ آپ مسلم بن عقیل ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُس نے کہا میرے گھر کے اندر آ جاؤ۔ جناب مسلم اُس کے گھر چلے گئے۔ وہ انہیں اپنے گھر کے ایک علیحدہ حجرے میں لے گئی۔ آپ کے لیے کھانا اور پانی لائی۔ آپ نے تناول فرمایا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اُس کا بیٹا بھی آ گیا۔ اُس کی ماں اس حجرے میں بار بار جاتی تھی اُس نے ماں سے سبب پوچھا۔ لیکن اُس نے کچھ نہ بتایا۔ جب بیٹے نے اصرار کیا تو ماں نے اُس سے وعدہ لیا کہ کسی کو بتائے گا نہیں۔ اور کہا کہ مسلم بن عقیل ہے۔ جو دشمنوں کے ڈر سے ہمارے گھر میں پناہ لیے ہوئے ہے۔ اس بڑھیا کے بدذات اور بدخصلت بیٹے نے ماں کی مخالفت کی اور صبح ہوتے ہی جا کر ابن زیاد کو اطلاع کر دی۔ ادھر بڑھیا نے صبح سویرے حضرت مسلم کو وضو کے لیے پانی لا کر دیا۔ اور کہا مولا آپ ساری رات سوئے

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں ہیں۔آپ نے فرمایا۔ میں تھوڑی دیر کے لیے سویا تو اپنے چچا حضرت امیر المومنینؑ کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرما رہے تھے۔ ''الوحاء الوحاء العجل العجل''یعنی جلدی کرو جلدی کرو میرے خیال میں آج میرا آخری دن ہے۔ جب ابن زیاد کو مسلم بن عقیل کا پتہ چلا تو محمد بن اشعث کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ حضرت مسلم بن عقیل کو پکڑنے کے لیے بھیجا۔ جب بڑھیا نے گھوڑوں کے ہنہنانے اور ہتھیاروں کی آوازیں سنیں تو حضرت مسلم کو مطلع کیا۔ حضرت مسلم نے اپنی زرہ پہنی اور ہاتھ میں تلوار لیکر گھر سے باہر نکل پڑے اور جنگ کرنے لگے۔ بحار الانوار ج44 ص354 ب35 میں ہے کہ حضرت مسلم شیر کی مانند حملہ کر رہے تھے۔اشقیاء میں سے ایک کو پکڑتے اور چھت کے اوپر پھینک دیتے تھے۔ ابی مخنف کی روایت کے مطابق حضرت مسلم نے ایک سو اسی ملعونوں کو جہنم واصل کیا۔ جب محمد اشعث نے حضرت مسلم کی اس شجاعت و بہادری کو دیکھا تو ابن زیاد کو پیغام بھیجا کہ میری طرف اور سپاہی بھیجو۔

ابن زیاد نے پانچ سو سپاہی اور بھیجے حضرت مسلم نے ان میں سے بھی بہت سے لوگوں کو جہنم واصل کیا۔ محمد بن اشعث نے اور مدد طلب کی۔ ابن زیاد نے پیغام بھیجا۔ کہ مسلم ایک آدمی ہے تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر مسلم سے بھی شجاع ترین آدمی کے مقابلے میں یعنی حسین بن علی علیہ السلام ہو تو پھر تیرا کیا حال ہوگا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو پیغام بھیجا کہ تیرے خیال میں تو نے مجھ کوفے کے کسی سبزی فروش کے مقابلے میں بھیجا ہے۔ اے امیر تجھے معلوم ہونا چاہیئے تو نے مجھے ایک بہادر اور شجاع شیر اور ایک ایسی کاٹنے والی تلوار کے مقابلے میں بھیجا ہے جو ایک باقوت اور

https://www.shiabookspdf.com/

شجاع مرد کے ہاتھ میں ہے اور جو بہترین خاندان یعنی آل محمدؐ کا فرد ہے ایک دوسری روایت کے الفاظ میں ہے کہ تو نے مجھے رسولؐ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے مقابلے میں بھیجا ہے۔ اس کے بعد پھر ابن زیاد نے پانچ سو سپاہی اور بھیجے اور محمد بن اشعث کو پیغام بھیجا۔ کہ مسلم بن عقیل کو امان کا وعدہ دو۔ وگرنہ وہ تم سب کو ہلاک کردے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے مسلم کو آواز دی کہ تجھے امان دی جاتی ہے۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ اے خدا کے دشمنوں مجھے تمہاری امان کا یقین نہیں ہے پھر آپ نے حملہ کیا اور بہت سے ملعونوں کو جہنم واصل کیا۔ نورالعیون میں ہے کہ حضرت مسلم نے اس قدر جنگ کی کہ دشمنوں کے پانچ سو آدمی جہنم واصل کیے۔ جب ان نامردوں نے دیکھا کہ ہم مسلم بن عقیل کا اس طرح مقابلہ نہیں کرسکتے تو چھتوں پر چڑھکر حضرت مسلم کو پتھر مارنے لگے۔ اور کچھ ملعون آپ کے اوپر آگ پھینکنے لگے۔ ناسخ التوارنخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسلم نے فرمایا اے بدبختو مجھ پر پتھر کیوں مارتے اور مجھ پر آگ کیوں پھینکتے ہو؟ جیسے کافروں پر پھینکی جاتی ہے تمہیں معلوم نہیں میں آل رسولؐ میں سے ہوں۔ اس کے بعد ان بدبختوں نے ایک گھڑا کھودا اور لکڑیاں وغیرہ رکھ کر اُسے ڈھانپ دیا اور اوپر مٹی ڈال دیا اور خود ملعون پیچھے ہٹتے گئے حضرت مسلم نے جب اُن پر حملہ کیا تو اُس گھڑے میں گر گئے اور کوفیوں نے اطراف سے آپکو گھیر لیا اور اس قدر آپ پر پتھر اور لکڑیاں ماری کہ آپ میں حرکت کرنے کی سکت نہ رہی۔ محمد بن اشعث نے آپکے چہرے پر تلوار ماری۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 36

پروردگار عالم سورۂ صف آیت 10 میں فرماتا ہے۔ "یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم" ۔اے اہل ایمان کیا تمہیں ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں استفہام تقریری ہے۔ گویا خدا چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اقرار کریں اس مطلب کے ساتھ۔ سورہ صف آیت 11 میں فرماتا ہے "تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم" تفسیر صافی اور منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ کچھ مسلمانوں نے کہا اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ بہترین اعمال کیا ہیں تو ہم اپنی جان و مال اور اولاد اُس کے لیے قربان کردیں۔ تو اُس وقت یہ گذشتہ آیت نازل ہوئی کہ تم ایمان لے آؤ خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اور راہ خدا میں اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرے۔ "ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون" یعنی یہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

فرماتے ہیں۔ کہ افضل ترین چیز جس کے ذریعے سے توسل حاصل کرنے والے توسل حاصل کرتے ہیں وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ پس اس آیت میں جس کو موضوع مجلس قرار دیا ہے۔ اس بات کی وضاحت ہے۔ کہ خدا اپنے بندوں کو اس دنیا میں تجارت کے لیے لایا ہے۔ اور انہیں بڑا قیمتی سرمایہ عطا کیا ہے۔ تاکہ وہ اس سرمائے سے ایسا مال خرید سکیں جو قیامت کے دن اُن کے لیے فائدہ مند اور مطلوب ہو۔ اس تجارت میں بندہ تاجر ہے۔ سرمایہ اُس کی عقل اور عمر ہے۔ اس کے اعضاء جوارح اور مال و جان تجارت کا مال ہے۔ ایمان اور اعمال صالح بائع بندہ ہے۔ خدا مشتری ہے۔ اور پیغمبرؐ دونوں کے درمیان تجارت کا معاملہ کرنے والا ہے۔ قرآن درمیان میں سند ہے۔ مقام تجارت دنیا اور اس معاملے کی مدت تا حیات ہے۔ اس تجارت کا نفع اور فائدہ دردناک عذاب سے نجات اور بہشت میں داخل ہونا ہے۔ "فاستبشروا یعیکم الذی بایعتم به" یعنی اے مومن تم اپنی تجارت سے خوش ہو جاؤ۔ ایسی تجارت کہ جس میں کوئی خوف اور نقصان نہیں ہے۔ جیسے کہ

سورہ فاطر آیت 30-29 میں فرماتا ہے۔ "ان الذین یتلون کتاب اللّٰہ واقاموا الصلٰوۃ وانفقوا ممارزقنا ھم سراً وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور لیوفیھم اجور ھم و یزید ھم من فضلہ انہ غفور شکور" پس معلوم ہونا چاہیے۔ کہ وہ ایمان جو جہنم سے نجات اور بہشت میں داخلے کا سبب بنتا ہے وہ کونسا ایمان ہے۔ اس بارے میں خدا سورہ حجرات آیت 14 میں فرماتا ہے۔ "قالت الاعراب آمنّا قل لم تو منوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم" اعراب نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں اے رسولؐ اُن سے کہہ دو تم ایمان

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں لائے بلکہ کہو ہم اسلام لائے ہیں ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔اس آیت سے دو نکتے معلوم ہوتے ہیں ۔ایک نکتہ یہ کہ اسلام زبان سے کلمہ شہادتین کا اقرار کرنا ہے۔اور ایمان اس سے اعم ہے۔یعنی دل کے ساتھ اعتقاد رکھنا اُن چیزوں کا جن کا زبان نے اقرار کیا ہو یعنی توحید، نبوت، اور دوسرے برحق اعتقادات کا زبان کے اقرار کے ساتھ اعتقاد بالقلب ہو۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کے چار جز ہیں۔نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''**الایمان معرفة بالقلب وعمل بالارکان**'' یہی حدیث حضرت امام رضا علیہ السلام نے بھی اپنے اجداد سے نقل کرتے ہوئے اُس وقت ارشاد فرمائی تھی۔جب آپ نیشاپور آئے تھے اور لوگوں نے آپ سے حدیث کی درخواست کی۔ایک اور مقام پر نہج البلاغہ میں حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ ''**بالصالحات یستدل علی الایمان**'' یعنی اچھے اعمال ایمان کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔علامہ مجلسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ آئمہ اطہارؑ سے روایت ہے کہ عمل ایمان کا جزء ہے۔یعنی جو عمل نہیں کرتا اُس کے پاس ایمان نہیں ہے۔بلکہ اُس کا ایمان ناقص اور نامکمل ہے اور ایمان کا سب سے بڑا جزء ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور آپکی معصوم اولاد کی ولایت کا اقرار ہے۔کوئی عمل اور عبادت اس کے بغیر قابل قبول نہیں ہے۔بلکہ کوئی عمل اور عبادت صحیح ہی نہیں ہے۔ تفسیر صافی میں آیت ''**حبّب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم**'' میں ایمان کی تاویل ولایت کے ساتھ کی گئی ہے۔امالی شیخ صدوق میں حضرت صادق علیہ السلام سے ایک مفصّل روایت ہے۔جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب

https://www.shiabookspdf.com/

سے فرمایا۔ کہ تم میں سے کون ہے جو روزانہ ایک قران ختم کرتا ہو۔ سلمان فارسی نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں ہوں۔ بعض اصحاب نے اعتراض کیا کہ ہم اکثر طور پر اسے دیکھتے ہیں کہ خاموش بیٹھا ہوتا ہے سلمان نے کہا میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ آپ حضرت علی علیہ السلام سے فرما رہے تھے۔ یا علیؑ تیری مثال میری اس امت میں قل ھو اللہ احد کی مانند ہے جو کوئی اس سورہ کو ایک دفعہ پڑھ لے اُس نے ایک ثلث قرآن ختم کیا جس نے دو مرتبہ پڑھا اُس نے دو ثلث ختم کیا اور جس نے تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھا تو اُس نے تمام قرآن ختم کیا۔ اور یا علیؑ اس طرح جس نے زبان سے تجھ پر ایمان کا اقرار کیا اُس نے ایک ثلث قرآن ختم کیا۔ اور جو تجھ پر دل اور زبان کے ساتھ ایمان لائے اُس کا دو ثلث قرآن ختم ہو گیا اور جو تجھ پر دل زبان اور ہاتھ کے ساتھ ایمان لائے اُس نے پورا قرآن ختم کیا۔ اس کے بعد فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے مجھے برحق نبی مبعوث فرمایا "لو احبک اھل الارض کمحبة اھل السماء لک لما عذب احد باالنار" اگر اہل زمین اُس طرح تجھ سے محبت کرتے جس طرح اہل آسمان کرتے ہیں تو خدا کسی کو بھی جہنم میں داخل نہ کرتا۔

تفسیر صافی اور بحار میں ہے کہ اس آیت میں "ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون" الحسنیٰ سے مراد ولایت ہے۔

آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہشت خدا نے امیر المومنینؑ کے چاہنے والوں کے لیے بنائی ہے۔ اور جہنم آپکے دشمنوں کے لیے۔ سید جزائری اپنی کتاب نور الانوار میں اردبیلی کی کرامت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اُنہیں کسی مجتہد نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام کے حرم سے باہر آ رہے ہیں اور ایک

https://www.shiabookspdf.com/

خوبصورت حالت میں ہیں پوچھا کس عمل نے آپکو اس بلند مقام پر پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بلند مقام تک صرف اس صاحب قبر کے صدقے میں پہنچا ہوں۔ ایمان کی علامات میں سے ایک علامت مسلم بن عقیل پر گریہ کرنا ہے۔ علامہ مجلسی بحارالانوار میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس سے روایت ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے رسولؐ خدا سے پوچھا کیا آپ عقیل سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ "والله الی لاحبه حبین حباً له و حباً لحب ابیطالب له" خدا کی قسم میں اُسے دو لحاظ سے محبت کرتا ہوں۔ ایک تو میں خود اُس سے محبت کرتا ہوں اور دوسرا اس لیے کے ابوطالبؑ اس سے محبت کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا کی قسم عقیل کا بیٹا تیرے بیٹے کی راہ میں قتل ہوگا۔ اُس پر مومنین کی آنکھیں گریہ کریں گے اور خدا کے مقرب فرشتے روئیں گے۔ اُس پر درود و سلام ہو۔ اس کے بعد رسولؐ خدا اتنا روئے کہ آنسو آپکے سینے پر گرنے لگے۔ پھر فرمایا۔ میں اپنی اولاد پر آنے والی تکلیفوں اور اُن کے قتل کیئے جانے کی خدا سے شکایت کرتا ہوں۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر مومن حضرت مسلم بن عقیل کی مظلومی اور شہادت پر گریہ کرے۔ اور اُن پر گریہ کرنا سنتِ رسول بھی ہے اور روایات کے مطابق ہر غریب الوطن پر ملائکہ گریہ کرتے ہیں اور خاص طور پر مسلم بن عقیل جیسے پردیسی اور مظلوم پر۔ اور اُن کی شہادت پر بلکہ اس سے بڑھکر ابن زیاد ملعون جو زبان کے زخم لگا رہا تھا۔ وہ سب سے بڑھ کر مظلومیت ہے۔ کتب مقاتل میں لکھتے ہیں۔ کہ جب مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے ابن زیادہ کے پاس لائے تو ایک سپاہی نے کہا تو نے امیر کو سلام نہیں کیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ اگر وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو کیسا سلام اور

https://www.shiabookspdf.com/

اگر قتل نہ کیا تو وقت باقی ہے۔ ابن زیاد نے کہا سلام کر یا نہ کر میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔ مسلم نے فرمایا اگر تو مجھے قتل کرے گا تو کیا ہوا تجھ سے بدتر نے مجھ سے بہتر کو قتل کیا ہے۔ ابن زیاد یہ سن کر غصے میں آ گیا اور گالی دینے لگا۔ حضرت امیر المومنین کے بارے میں اور امام حسینؑ کے متعلق ناسزا کلمات کہنے لگا۔ حضرت مسلم نے فرمایا کہ خدا تیرے منہ کو آگ سے پُر کرے۔ ابن زیاد نے بکر بن حمران کو بلایا یہ وہ ملعون ہے جس کو حضرت مسلم نے زخمی کیا تھا۔ اس سے کہا کہ تجھے مسلم نے زخمی کیا تھا۔ اس کے بدلہ میں تو اسے دارالامارہ کی چھت کے اوپر لے جا کر قتل کر دے۔ حضرت مسلم نے کہا مجھے وصیت کرنے دو۔ ابن زیاد نے کہا جس سے کرنا چاہتے ہو کرو۔ مسلم نے ادھر اُدھر دیکھ عمر سعد نظر آیا۔ آپ نے اُس سے کہا اے عمر سعد میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری ہے۔ مجھے تیرے ساتھ کام ہے۔ عمر سعد نے ابن زیاد کی خوشی کی خاطر مسلم کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔ ابن زیاد نے کہا مسلم کی بات سننے سے کیوں انکاری ہو۔ سنو تو کیا کہتا ہے۔ عمر سعد اٹھا اور مسلم کے ساتھ ایک کونے میں چلے گئے مسلم بن عقیل نے فرمایا۔ میری تین وصیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میرے ذمے اس شہر میں سات سو درہم قرض ہے میری تلوار اور زرہ بیچ کر قرض ادا کر دینا۔ دوسری یہ کہ کسی کو نواسۂ رسولؐ کی طرف بھیجو تا کہ اُن کو پیغام لے جائے کہ وہ کوفہ تشریف نہ لے آئیں۔ کیونکہ میں نے اُن کو خط لکھا تھا کہ کوفہ والوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ اور آپ اپنی اہل بیتؑ کے ساتھ کوفہ کی طرف آ رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی میری طرح مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔

تیسری وصیت یہ ہے کہ جب مجھے قتل کر دیں تو تو ابن زیاد سے اجازت لیکر میرے بدن کو دفن کر دینا۔ جب ابن زیاد نے حضرت مسلم کی وصیتوں کو سنا تو کہنے لگا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ہمیں مسلم کے مال کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے جس کو دینے کی وصیت کی ہے دے دو۔ اور اُس کا بدن تو جب ہم اُسے قتل کر دیں گے تو ہمارا کوئی کام نہیں اُس کے بدن کے ساتھ۔ رہی بات حسین ابن علی علیہما السلام کی تو اگر انہوں نے ہمیں نہ چھیڑا تو ہمارا اُن کے ساتھ کوئی کام نہیں۔

عزادارو۔ ابن زیاد ملعون نے خود کہا تھا کہ قتل کے بعد مسلم کے بدن کے ساتھ ہمارا کوئی کام نہیں۔ لیکن اس حرامزادے کو نواسۂ رسولؐ کے ساتھ خدا جانتا ہے کیا کینہ اور دشمنی تھی کہ قتل کے بعد آپکے جسم پر گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا اس کے بعد بکر بن حمران حضرت مسلم کو دارالامارہ کی چھت کی طرف لے چلا آپ چل بھی رہے تھے اور خدا کی حمد وثنا اور پیغمبرؐ پر درود بھیج رہے تھے۔ روضۃ الشہداء ریاض القدس اور مخزن ابکاء کی روایت کے مطابق جب آپ دارالامارہ کی چھت پر پہنچے تو مکہ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ "السلام علیک یا بن رسول اللہ" کیا آپکو اپنے چچازاد کے بارے میں پتہ ہے کہ اُس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے پروردگار۔ ہمارے اور اُن کے درمیان حکم فرما اور فیصلہ کر جنہوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہمارے ساتھ جھوٹ بولا او ہماری مدد نہ کی۔ بکر بن حمران آپکو قتل کرنے لگا۔ تو اُس کے ہاتھ خشک ہو گئے۔ اور حرکت نہ کر سکے۔ ابن زیاد نے ایک اور شخص کو بھیجا جب وہ قتل کرنے لگا تو پیغمبرؐ کی صورت کو دیکھا۔ اور گر کر مر گیا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ ابن زیاد نے ایک شامی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ اُس نے آپکو قتل کیا اور سر و بدن کو اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ ابومخنف اور ریاض الشھادۃ منتخب التواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ اس ملعون نے حضرت مسلم کو اوپر سے نیچے گرا دیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

https://www.shiabookspdf.com/

مسلم کے سر کو ایک یا دو ضرب سے جدا کیا۔لیکن ہائے افسوس علامہ مجلسی بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ نواسۂ رسولؐ کے سر کو بارہ ضربتوں کے ساتھ جدا کیا۔اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی بن عروہ کو قید خانے سے باہر لایا جائے۔اُسے لا کر قتل کر دیا اور پاؤں میں رسی باندھ کر گلی کوچوں اور بازار میں پھیراتے رہے۔اور آخر میں قصابوں کے بازار میں لٹکا دیا۔روضۃ الشہداء اور دمعۃ الساکبہ میں ہے کہ جب مسلم اور ہانی کے قتل کی خبر ہانی کے قبیلے والوں کو ملی تو قبیلہ مذحج کے سوار آئے اور دونوں کی لاشوں کو لے گئے۔اور غسل وکفن دے کر دفن کر دیا۔لیکن قربان جائیں نواسۂ رسولؐ کا بدن تین دن تک بغیر کفن ودفن کے خاک کربلا میں آلودہ پڑا رہا۔ابن زیاد نے مسلم اور ہانی کے سر کو شام بھیج دیا۔یزید ملعون نے حکم دیا کہ ان کے سروں کو شام کے دروازے پر لٹکا دیا جائے حسینؑ مظلوم کے شیعہ سن نہیں سکیں گے۔مسلم اور ہانی کے سر کو بازار کے دروازے پر لٹکایا گیا لیکن نواسۂ رسولؐ کے سر کو یزید ملعون نے اپنے گھر کے دروازے پر لٹکایا۔اور اس سے بڑھکر شیعوں کا دل جل جائے گا یہ سن کر کہ یزید ملعون نے سید الشہداءؑ کے سر مطہر کو سامنے رکھا ہوا تھا اور ایک چھڑی منگوائی جس کو پکڑ کر حضرت کے دانتوں پر مارنے لگا۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 37

حجاب چہرۂ جان می شود غبار فللکنم
خوشا دی کہ از آن چہرۂ پردہ ہر فللکنم
چنین قفس نہ سزای چومن خود الحانیست
روم بن گلشن رضوانکہ مرغ آن چمنم

سورۂ بقرہ آیت 94 میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔"قل ان کانت لکم الدار الاخرہ عند اللّٰہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین" تفسیر میں ہے کہ یہودی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بہشت خدا نے ہمارے لیے پیدا کی ہے۔اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اے محمدؐ کہدو۔اگر تمہارا گمان ہے کہ جنت صرف تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تمہارے سوا کسی کو نہیں ملے گی تو موت کی تمنا کرو۔یعنی دعا کرو کہ خدا تمہیں جلدی موت دے تا کہ دنیا کی تکلیفوں سے نجات حاصل کرسکو۔اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کیونکہ جو یقین رکھتا ہے کہ وہ لازمی جنت میں داخل ہوگا۔وہ موت کی تمنا کرتا ہے۔ اس لیے ہمارے آئمہؑ کو یقین تھا تو وہ موت سے ڈرتے نہیں تھے بلکہ ہمیشہ موت کی تمنا

https://www.shiabookspdf.com/

کرتے تھے جیسے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔"واللہ لابن ابیطالب آنس بالموت من الطفل بثدی امه" اللہ کی قسم ابن ابیطالبؑ کو موت کے ساتھ اس طرح محبت ہے جیسے بچے کو ماں کے پستان کے ساتھ

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

چنانکہ عاشق اویم زمرگ نندیشم
کہ مرگ آب حیات است ودوست دریشیم
چہ وصل دوست میسر نگر درم بی مرگ
زبعر چنان نوش طالب چنین نیشم

کیونکہ میں موت کا عاشق ہوں اس لئے موت سے ڈرتا نہیں ہوں کیونکہ موت آبِ حیات ہے اور میرے سامنے میرا دوست ہے کیونکہ موت کے بغیر ملاقات نہیں ہوسکتی اس لیے موت کا پیالہ پینا پڑے گا۔ تفسیر صافی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ خدا کی ملاقات کو کیوں پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں نے دیکھا کہ خدا نے میرے لیے دین ملائکہ اور اپنے رسولوں کو میرے لیے اختیار کیا ہے تو میں جان گیا کہ جو خدا مجھے اتنی عزت دے رہا ہے وہ مجھے فراموش نہیں کرتا اس لیے میں بھی اپنے خدا کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ بحار الانوار میں ہے کہ جب ابن ملجم مرادی نے آپکے سر مبارک پر زہر آلود تلوار ماری تو آپ نے اُسے نہ کھینچا اور زہر آلود تلوار کا درد محسوس نہ کیا اور فرمایا۔ "فزت برب الکعبة" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسر جنگ بھی کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج میں محمدؐ کے دوستوں اور اُن کی

https://www.shiabookspdf.com/

جماعت کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرونگا۔ پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے نیک اور صالح بندوں کا مطمع نظر قتل ہونا اور اس دنیا سے جانا تھا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ حیات ابدی اور ہمیشہ کی زندگی درحقیقت موت اور قتل ہونے کے بعد ہے۔

حضرت سید الشہدا علیہ السلام کے اصحاب بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں جو شہادت کا شوق رکھتے تھے۔ اسی طرح میثم تمار حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے ایک ایسا خاص صحابی تھا جسے خود حضرت نے شہادت کی بشارت دی تھی حتیٰ کہ شہید ہونے کی کیفیت سے بھی آ گاہ کیا تھا۔ کہ تجھے کس طرح اور کس حال میں شہید کیا جائے گا۔ اور میثم کو اپنی شہادت کا اس طرح یقین تھا کہ انتظار کرتا تھا بحار الانوار ج42 ص124 روایت 7 ب،122 میں لکھتے ہیں کہ میثم ایک عورت کا غلام تھا جو بنی اسد سے تھی حضرت امیر المومنینؑ نے اُسے خرید لیا اور اُس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کیا سالم۔ آپ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تیرے باپ عجم نے تیرا نام میثم رکھا ہے اُس نے عرض کیا خدا اور رسولؐ نے سچ کہا ہے خدا کی قسم میرے باپ نے میرا نام میثم ہی رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا جو نام رسولؐ خدا نے تیرے لیے بتایا ہے وہی نام رکھو۔ پس اس نے اپنا نام میثم رکھ لیا اور کنیت ابو سالم تھی۔ ایکؑ دن حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ اے میثم اُس وقت تیرا کا حال ہوگا۔ جب ابن زیاد ملعون تجھے گرفتار کرلے گا۔ اور تجھے تکلیف دے گا۔ کہ مجھ سے بیزاری کا اظہار کر۔ میثم نے عرض کیا خدا کی قسم میں آپ سے کبھی بھی بیزاری کا اظہار نہ کرونگا۔ آپ نے فرمایا وہ تجھے قتل کردے گا اور تختہ دار پر لٹکائے گا۔ میثم نے کہا میں صبر کرونگا یہ تمام چیزیں راہ خدا میں میرے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں آپ نے فرمایا کہ اے میثم پھر تو تیرا درجہ

https://www.shiabookspdf.com/

میرے ساتھ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے ایک دن میثم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ میثم نے بلند آواز سے کہا "ایھا النائم واللّٰہ لتخضبن لحیتک من راسک" اے سونے والے اللہ کی قسم آپکی ریش مبارک آپکے سر کے خون کے ساتھ خضاب ہوگی حضرت اُس وقت بیدار ہوئے اور فرمایا تونے سچ کہا ہے۔ "وانت واللّٰہ لیقطعن یداک ورجلاک ولسانک" اورخدا کی قسم تیرے بھی ہاتھ پاؤں اورزبان کوکاٹا جائے گا۔ اور کھجور کا وہ درخت جوکوفہ کے بازار کناسہ میں ہے اُس کی ایک شاخ پر تجھے دوسری پر حجر بن عدی تیسری پر محمد بن اکثم اور چوتھی پر خالد بن مسعود کو پھانسی دی جائے گی۔ میثم کہتا ہے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ حضرت غیب کے متعلق خبر دے رہے ہیں اس کے بعد عرض کیا یا امیر المومنین علیہ السلام کیا ایسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں رب کعبہ کی قسم مجھے پیغمبرؐ نے خبر دی ہے میثم نے عرض کیا مولا میرے ساتھ ایسا کیوں کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ حرامزادہ عبید اللہ بن زیاد تجھے گرفتار کرے گا اور میرے ساتھ محبت کی وجہ سے تجھے اس طرح قتل کرے گا۔ میثم کہتا ہے کہ حضرت مجھے کبھی کبھی اس درخت کے نیچے لے جاتے اور فرماتے اے میثم تجھے اس درخت کے ساتھ کام ہے اور تعلق ہے۔ راوی کہتا ہے جب ابن زیاد ملعون کوفہ کا حاکم بنا اور کوفہ وارد ہوا تو جب اس درخت کے پاس سے گذرا اُس کا جھنڈا اس کے ساتھ پھنس کر پھٹ گیا۔ اس سے ابن زیاد نے فال بد نکالی۔ اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ ایک ترکھان نے اس درخت کو خرید لیا اور کاٹ کر چار ٹکڑے کیا۔ میثم نے اپنے بیٹے صالح سے کہا لوہے کی ایک میخ لے جاؤ اور اس پر میرا اور میرے والد کا نام

https://www.shiabookspdf.com/

لکھ کر درخت کے ایک ٹکڑے میں لگا دو۔ چند دنوں کے بعد بازارِ کوفہ سے کچھ لوگ آئے اور مجھے کہا کہ آؤ امیر کے پاس جائیں اور اُس سے کہیں کہ بازار کے عامل کو تبدیل کر کے کسی اور کو مقرر کرے۔ پس ہم ابن زیاد کے پاس گئے میں اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ ابن زیاد نے میری فصاحت و بلاغت سے تعجب کیا۔ عمر بن حریث ملعون نے ابن زیاد سے کہا اے امیر کیا اس شخص کو جانتے ہیں؟ اُس نے کہا یہ کون ہے؟ ملعون نے کہا کہ یہ جھوٹا علیؑ ابن ابیطالبؑ کا غلام ہے یہ سن کر ابن زیاد سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہا تم کیا کہہ رہے ہو؟ میثم کہتا ہے میں نے کہا اے امیر میں سچا اور سچے کا غلام ہوں۔ علی ابن ابی طالبؑ مومنوں کے امیر اور بادشاہ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ علیؑ سے بیزار کا اظہار کرو اور عثمان کی دوستی کو اختیار کرو۔ وگرنہ تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان کو کاٹ کر تختہ دار پر لٹکا دونگا۔ میں نے یہ سن کر گریہ شروع کر دیا۔ ابن زیاد نے کہا ابھی تو میں نے تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان کو کاٹا نہیں ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں اس وجہ سے نہیں رو رہا جو تو میرے ساتھ کرے گا یا نہیں کرے گا۔ بلکہ میرا گریہ تو اُس شک کی وجہ سے ہے جو میرے اندر پیدا ہوا تھا اُس وقت جب میرے مولاؑ نے مجھے اُس چیز کے متعلق خبر دی تھی جو تو نے کہی ہے۔ میرے مولاؑ نے فرمایا تھا کہ زانیہ عورت کا بیٹا حرامزادہ عبید اللہ بن زیاد تیرے ساتھ اس طرح کرے گا۔ ابن زیاد یہ سن کر غصے میں آ گیا۔ اور کہا تیرے ہاتھ پاؤں قطع کرونگا اور تیری زبان نہیں کاٹوں گا۔ تا کہ تیرے مولا کی بات جھوٹ ثابت ہو۔ ایک روایت کے مطابق میثم کو مختار کے ساتھ قید کیا گیا میثم نے مختار سے کہا تو قید خانے سے رہائی پائے گا۔ پھر خروج کرے گا اور خون حسینؑ کا انتقام لے گا۔ اور اس ملعون کو قتل کرے گا۔ جب مختار کو قتل کرنے کے لیے قید خانے

https://www.shiabookspdf.com/

سے باہر لے گئے تو یزید کی طرف سے ایک قاصد آیا جس نے ابن زیاد کو خط دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ مختار کو چھوڑ دو۔ مختار کو چھوڑ دیا گیا۔ اور حکم دیا میثم کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ جب میثم کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر لٹکا دیا گیا تو اُس نے آواز دی اور کہا جو علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا خفیہ علم سننا چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے لوگ میثم کے اردگرد جمع ہو گئے۔ میثم حضرت کے اسرار مکنونہ اور غیب کی خبریں لوگوں کو بتانے لگے۔ اسی دوران حریث وہاں سے گذرا لوگوں کو جمع دیکھ کر کہنے لگا یہ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا میثم حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی غیب کی خبیریں اور اسرار مکنونہ کو بیان کر رہا ہے فوراً ابن زیاد ملعون کے پاس گیا اور کہا میثم کی زبان کاٹنے کا حکم دو ورنہ لوگ اُس کی باتیں سن سن کر تیرے خلاف احتجاج کریں گے۔ ابن زیاد نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک ملعون کو کہا جا کر میثم کی زبان کو کاٹ دو۔ وہ شخص میثم کے پاس آیا اور کہا میثم اپنی زبان باہر نکالو۔ میثم نے کہا کیا کرنا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا تیری زبان کاٹنی ہے میثم نے کہا یہ حرامزادہ مجھے اور میرے مولا کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا تھا۔ آ میری زبان پکڑو۔ اور اپنی زبان کو باہر نکال دیا۔ اُس معلعون نے زبان کو کاٹ دیا۔ ایک گھنٹے کے بعد میثم اپنے مولا کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ امام حسینؑ کے کربلا کے آنے سے دس روز قبل رونما ہوا۔

علامہ مجلسی نے بحار میں شیخ کشی سے روایت کی ہے۔ کہ جب میثم کا انتقال ہو گیا۔ تو سات آدمی جو میثم کے ساتھ کھجوریں بیچتے تھے رات کے وقت آئے جب محافظ جاگ رہے تھے اور آگ جلائے ہوئے تھے۔ لیکن خدا نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ اُنہوں نے آ کر میثم کی لاش کو وہاں سے اُٹھایا اور ایک نہر کے کنارے دفن

https://www.shiabookspdf.com/

کر دیا اور قبر کے اوپر سے پانی چھوڑ دیا۔ جب محافظوں کو پتہ چلا تو ادھر اُدھر میثم کی لاش تلاش کرنے لگے لیکن اُنہیں نہ ملی۔

مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہدا ؑ کے کربلا پہنچنے سے پہلے ابن زیاد ملعون نے آپکے شیعوں اور ماننے والوں میں سے سولہ آدمیوں کو قتل کیا۔ ایک میثم تمار ہے اور رشید حجری بھی اُن میں سے ایک ہے ان کو بھی میثم تمار کی طرح ہاتھ پاؤں کاٹ کر تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ میثم تمار کے ساتھ نو افراد کو شہید کیا گیا تھا۔ ایک اور شخص جن کو شہید کیا گیا وہ قیس بن مصہر صیداوی تھا۔ جو امام حسینؑ کا خط کوفہ والوں کی طرف لے کر آیا تھا۔ کچھ لوگوں نے اس جگہ عبداللہ بن یقطر جو امام حسینؑ کے رضاعی بھائی تھے کا نام ذکر کیا ہے۔ جب قیس بن مصہر صیداوی کوفہ کے قریب پہنچے تو ایک چوکی پر انہیں حصین بن نمیر نے گرفتار کر لیا۔ اور اُس کے پوچھ گچھ شروع کر دی قیس کو جب خطرہ محسوس ہوا تو امامؑ کا خط نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ملعون حصین بن نمیر اُسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے گیا اُس نے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں علی ابن ابی طالبؑ اور اُن کے بیٹے حسین علیہ السلام کا شیعہ ہوں۔ اُس نے پوچھا کس کا خط تھا اور کن کی طرف تھا۔ قیس نے کہا حسینؑ کا خط تھا۔ اہل کوفہ میں سے ایک جماعت کی طرف جن کے نام میں نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے کہا یا تو مجھے اُن لوگوں کے نام بتاؤ۔ یا منبر پر جا کر حسینؑ اُس کے بھائی اور باپ پر لعنت کرو وگرنہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔ قیس نے کہا کہ اُن لوگوں کے نام تو میں نہیں بتاؤنگا۔ لیکن منبر پر جا کر لعن کرتا ہوں۔ قیس منبر پر گیا۔ خدا کی حمد وثنا اور رسولؐ پر درود وسلام کے بعد حضرت امیر المومنینؑ اور اُنکے بیٹوں کی تعریف وثنا کی اور اُس

https://www.shiabookspdf.com/

کے بعد ملعون ابن زیاد یزید اُس کے باپ معاویہ اور تمام بنی اُمیہ پر لعنت کی اور کہا۔

"انا رسول الحسین الیکم وقد خلفته بموضع کذا فا جیبوہ" میں حسینؑ کا قاصد ہوں۔ میں نے انہیں فلاں جگہ پر چھوڑا ہے پس اُن کا جواب دو۔ جب ابن زیاد کو اس کو خبر ملی تو اُس نے حکم دیا کہ قیس بن مصہر صیداوی کو دارالامارہ کی چھت پر لے جا کر نیچے گرا دو۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق قیس کے بازوؤں کو باندھ کر نیچے گرا دیا گیا۔ جس سے اُس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں ابھی جان باقی تھی کہ ایک ملعون نے آ کر انہیں ذبح کر دیا۔ لوگوں نے اُس حرامی کی ملامت کرنا شروع کر دی کہ تو نے کیوں ذبح کر دیا۔ اُس نے کہا میں نے اُسے آرام دینے کے لیے ذبح کیا۔

"قال السید فاستعبر باکیاً قال اللّٰھم اجعل ولشیعتنا منزلاً کریماً واجمع بینا وبینھم فی مستقرمن رحمتک انک علیٰ کل شئی قدیر"

ابن زیاد ملعون نے جن شیعوں کو کوفہ میں قتل کیا اُن میں محمد بن کیثر اُس کا بیٹا اور ہانی بن عروہ بھی تھے۔ اور حضرت مسلم بن عقیل۔

شیخ مفید ارشاد میں فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے آٹھ ذالحجہ ترویہ کے دن مکہ سے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا اُسی دن کوفہ میں مسلم بن عقیل نے خروج کیا اور نو ذالحجہ کو آپکو شہید کر دیا گیا۔ ظاہراً امام کو حضرت مسلم اور ہانی کے قتل ہونے کی اطلاع نہ تھی۔ راستے میں ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا جو کوفہ سے آ رہا تھا۔ جب اُس شخص نے حسینؑ کو دیکھا تو راستہ چھوڑ کر تھوڑا سا دور ہو کر چلنے لگا۔ تاکہ حضرت سے ملاقات نہ ہو۔ امامؑ رُکے تاکہ اُس سے کچھ پوچھیں لیکن وہ گذر گیا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم دو آدمی اُس کی طرف گئے اُس پر سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دیا۔ ہم نے اُس

https://www.shiabookspdf.com/

سے پوچھا تو کس قبیلہ سے ہے۔ اُس نے کہا بنی اسد سے ہوں ہم نے کہا ہم بھی بنی اسد میں سے ہیں ہمیں کوفہ کے حال کے بارے میں بتاؤ۔ اُس نے کہا میں جب کوفہ سے چلا تو مسلم اور ہانی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اُن کے پاؤں میں رسی ڈال کر بازاروں میں پھیرایا جا رہا تھا۔ پھر ہم منزل ثعلبیہ پر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت پیدل ہوئے تو ہم نے جا کر آپکی خدمت میں سلام کیا اور عرض کی کہ ہمارے پاس ایک خبر ہے اگر چاہتے ہو تو سب کے سامنے کہیں اور اگر چاہتے ہو تو علیحدگی میں بتائیں حضرت نے ایک بار ہمیں اور اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا۔ میں ان سے کوئی چیز چھپانا نہیں چاہتا۔ ہم نے عرض کیا آپ نے اس شخص کو کل دیکھا تھا جو آپکی طرف آ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ ہم نے عرض کیا ہم نے اس سے کوفے کے حالات کے بارے میں سوال کیا۔ اُس شخص نے ہمیں بتایا۔ کہ مسلم اور ہانی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اور اُنہیں بازاروں میں پھیرایا جا رہا ہے۔ حضرت نے یہ سن کر کئی بار فرمایا۔ "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپکو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ یہیں سے واپس چلے جائیں کوفہ میں آپکی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت نے اولاد عقیلؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہارا کیا حال ہے مسلمؑ کو قتل کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے۔ مگر یہ کہ مسلمؑ کے خون کا بدلہ لیں یا سب قتل ہو جائیں حضرت نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا "لاخیر فی العیش بعد ھولاء" یعنی ان کے بعد دنیا کی زندگی بے معنی ہے۔

منتخب التواریخ، تظلم الزہراؑء، دمعۃ الساکبہ اور مخزن البکاءؑ میں طریحی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی ایک بیٹی گیارہ سال کی تھی جو آپ کے ہمراہ

https://www.shiabookspdf.com/

تھی۔ حضرت مستورات کے پاس آئے اور اُسے اپنے پاس بٹھایا اور اُس کے ساتھ پیار سے پیش آنے لگے اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ جیسے کہ یتیموں کے ساتھ کیا جاتا ہے اُس بچی نے عرض کیا۔ اس سے پہلے کبھی آپ نے اس طرح میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں یتیم ہوگئی ہوں اور میرا باپ قتل ہوگیا ہے آپ بچی کی بات سن کر برداشت نہ کر سکے اور زور زور سے رونے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ میری بیٹی آج سے میں تیرا باپ ہوں اور میری بیٹیاں تیری بہنیں ہیں۔ روضۃ الشہدا میں ہے کہ وہ بچی سولہ سال کی تھی آپ نے فرمایا۔ بیٹی پریشان نہ ہو۔ آج سے میں تیرا باپ زینبؑ تیری ماں اور میری بیٹیاں تیری بہنیں ہیں اور میرے بیٹے تیرے بھائی ہیں۔ لیکن عاشور کے دن جب مظلوم کربلا نے آخری الوداع کر کے میدان کربلا کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو پیچھے سے ایک آواز سنائی دی۔ بحر المصائب میں مفتاح البکاء سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو سکینہ بلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی بابا جلدی نہ کرو مجھے آپکے ساتھ کام ہے۔ امامؑ نے فرمایا بتاؤ کیا کام ہے۔ عرض کیا۔ بابا جب تک آپ نیچے نہیں اُتریں گے نہیں بتاؤنگی۔ حضرت گھوڑے سے نیچے آئے تو سکینہؑ نے عرض کیا بابا مجھے آخری بار اپنی گود میں بٹھالو۔ اور میرے سر پر ایک بار ہاتھ پھیرو۔ حضرت نے سکینہؑ کو گود میں بٹھایا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔

مقتل ابی مخنف میں ہے کہ حسینؑ نے سکینہؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور بوسہ دیا اور اپنی آستین سے سکینہؑ کے آنسو صاف کیئے۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 38

انبیاء گفتند نومیدی بداست
فضل ورحمتہای باری بی حدست
ازچنین محسن نشاید نا اُمید
دست درفتراک این رحمت زنید

یعنی انبیاءٔ کہہ گئے ہیں نا اُمید بُری چیز ہے۔ کیونکہ خدا کا فضل اور اُس کی رحمتیں بے حد ہیں۔ ایسے محسن سے نا اُمید اچھی نہیں ہے۔ بلکہ اس رحمت میں تجھے اپنا ہاتھ ڈالنا چاہیئے یعنی اس سے حصہ لینا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ سورۂ زمر آیت 53 میں فرماتا ہے "قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ انّ اللہ یغفر الذنوب جمیعاً"

دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے کہ خداوند قدوس غنیٔ مطلق ہے۔ یعنی کسی طرح بھی اپنی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔ اور اُس نے جو مخلوق کو خلق کیا ہے۔ تو اس کا مقصد صرف اور صرف مخلوق تک فیض پہنچانا ہے۔ یعنی خدا نے اپنی مخلوق کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اپنی رحمت اُن کے شامل حال کر سکے لیکن اس رحمتِ خدا کے شامل حال ہونے

https://www.shiabookspdf.com/

کے لیے قابلیت شرط ہے۔ بندہ جب تک اُس کے قابل نہیں بنے گا وہ رحمت اُس تک پہنچ نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا کی رحمت بارش کے قطروں کی طرح اور پانی کی طرح ہے مگر شورزار زمین میں بارش کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

باران کہ در طبعش خلاف نیست

در باغ، لالہ روید و در شورہ زار خس

بارش کی طبیعت میں اختلاف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود باغ میں پھول اُگتے ہیں اور شورزار زمین میں خاردار کانٹے۔

جیسے کہ کُر پانی اور جاری پانی نجس چیز کو پاک کرتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ نجس پاک ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ یعنی کتا، سور اور کافر نہ ہو۔ ان چیزوں کو ہزار مرتبہ بھی کُر اور جاری پانی میں نہلائیں کبھی پاک نہیں ہونگے۔ اس طرح خدا کی رحمت بھی بڑی وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے سورۂ اعراف آیت 156 "ورحمتی وسعت کلّ شیٔ فسأ کتبها للذین یتقون" میری رحمت ہر شئ پر وسیع ہے ہم اس رحمت کو عنقریب اُن کے لیے لکھ دیں گے جو متقی ہونگے۔ ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے "ان رحمة اللّٰه قریب من المحسنین" بے شک خدا کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

پس اگر قابلیت ہوگی تو خدا کی رحمت اُس کے شامل حال ہوگی ورنہ نہیں۔ آل اطہارؑ کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ چند حالتوں میں خدا کی وسیع رحمت بندے کے شامل حال ہوتی ہے۔ اُن میں سے ایک غربت کی حالت ہے۔ غربت سے مراد

https://www.shiabookspdf.com/

پردیس میں اور سفر میں ہونا۔ یعنی انسان اپنے گھربار اور اہل خانہ سے دور ہو۔ تو خدا اُس وقت اپنے بندے پر خاص رحمت نازل فرماتا ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ابوحمزہ ثمالی کی دعا میں فرماتے ہیں۔

"ارحم فی ھذا الدنیا غربتی" اس دنیا میں میری غربت پر رحمت فرما۔

کتاب نزہۃ المجالس میں مسافروں کی فضیلت میں چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ہے کہ نبیؐ اکرم نے فرمایا۔ "اکرموا الغرباء من اکرمھم فقد اکرمنی ومن اجھم فقد احبنی من اکرم غریباً فی غربته وجبت له الجنة" مسافروں کی عزت کرو جس نے اُن کی عزت کی اُس نے میری عزت کی جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی جس کسی نے کسی مسافر کی پردیس میں عزت کی اُس کے لیے جنت واجب ہے۔ ایک دوسری حدیث میں نبی اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"ارحموا الیتامٰی واکرموا الغرباء فانی کنت فی الصغر یتیماً وفی الکبر غریباً۔ یتیموں پر رحم کرو۔ اور مسافروں کی عزت کرو۔ میں بچپنے میں یتیم تھا۔ اور جب بڑا ہوا تو بے وطن ہوگیا۔ کلمہ طیبہ میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ پردیس میں موت شہادت ہے۔ جب پردیس میں مسافر مریض ہوتا ہے۔ اور اُس حال مین موت کا وقت قریب آجائے اور اپنے ادھر اُدھر دیکھے اور وہ اپنے قریبوں میں سے کسی کو نہ دیکھے اور افسوس سے درد بھری آہ نکالے تو ہر ایک آہ کے مقابلے میں ہزار نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔ اور اسی تعداد میں اُس کے گناہ معاف کردیتا ہے اور جب مرجاتا ہے تو شہادت کی موت مرتا ہے۔

دوسری حالت جب خدا کی رحمت بندے کے شامل حال ہوتی ہے وہ ہے جب

https://www.shiabookspdf.com/

انسان کا دل ٹوٹنے سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو جائیں۔ جیسے کہ بحار الانوار ج 93 ص 336 ب 19 مکارم الاخلاق ص 317 میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ لسلام نے فرمایا۔ "بکاء العیون وخشیة القلوب من رحمة اللّٰه تعالیٰ...... تلک الامة لبکاء ذالک العبد" آنکھوں سے آنسو بہنا اور دلوں کا خوف خدا کی رحمت ہے۔ اور یہ اُمت اُس بندے کے گریہ کرنے کا سبب باقی ہے۔ پس اگر یہ دو حالتیں تیرے اندر پیدا ہو جائیں تو اُس وقت دعا کرنے کو غنیمت جانو۔ پس جب ایک جماعت کے اندر ایک شخص گریہ کرنے والا ہو تو خدا اُس کے گریہ کی وجہ سے اُس جماعت پر رحمت نازل کرتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں البکاء من خشیة اللّٰه مفتاح الرحمة" خدا کے خوف میں گریہ کرنا رحمت کی کنجی ہے۔ قطب الدین راوندی کتاب لب اللباب میں لکھتے ہیں۔ کہ خدا نے حضرت داوودؑ سے فرمایا۔ " ادعونی بھذا الاسم یا حبیب البکائین" مجھے اس نام سے پکارو اے رونے والوں کے دوست۔

تیسری حالت جب خدا کی رحمت اپنے بندے کے شامل حال ہوتی ہے۔ وہ ہے جب انسان خدا کی کمزور مخلوقات میں سے کسی پر رحم کرے۔

رحم خواہی بر ضعیفان رحم آر
رحم خواہی رحم کن براشکبار

اگر رحم کرنا چاہتے ہو تو کمزور لوگوں پر رحم کرو۔ اگر رحم کرنا چاہتے ہو تو گریہ کرنے والے پر رحم کرو۔

"ارحم ترحم" رحم کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان

https://www.shiabookspdf.com/

کسی کمزور اور ضعیف جانور پر رحم کرتا ہے۔ اور خدا اس کے بدلے میں اُس بندے پر دنیا اور آخرت میں رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اُسے بلند درجات عطا فرماتا ہے۔ انوار نعمانیہ میں ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہیں نبوت کیوں دی گئی؟ موسیٰ نے عرض کیا۔ پرودگار تو بہتر جانتا ہے۔ خطاب ہوا۔ تجھے یاد ہے کہ تو فلاں جگہ پر بھیڑیں چرا رہا تھا؟ ایک بھیڑ ریوڑ سے بھاگ نکلی تو اُس کے پیچھے بھاگا وہ تھک کر رُک گئی اور اُس سے تو نے کہا۔ تو نے اپنے آپ کو اور مجھے زحمت میں ڈالا اور تو نے اُس بھیڑ کو کچھ نہ کہا اور اُسے سزا نہ دی بلکہ پیار و شفقت کے ساتھ اُسے واپس ریوڑ میں لے آیا۔ میں نے جب تیری طرف سے اس محبت اور شفقت کو دیکھا جو تو نے اُس بھیڑ کے ساتھ کی تو تجھے میں نے عہدۂ نبوت سے سرفراز کر دیا سلطان محمد سبکتگین بادشاہ بننے سے پہلے شکار کیا کرتا تھا۔ ایک دن ہرن کے زندہ بچے کا شکار کیا۔ اور گھر کی طرف آ رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے ساتھ ساتھ ہرنی بچے کی ماں آ رہی ہے۔ اور گویا اُس سے التماس کر رہی ہے کہ میرے بچے کو چھوڑ دے۔ سلطان کے دل میں رحم آ گیا۔ اُس نے بچے کو اُس کی ماں کے سامنے آزاد کر دیا۔ اُس ہرنی نے اپنے بچے سے پیار کیا اور اُٹھا کر چلی گئی۔ رات کو سویا ہوا تھا کہ خواب میں آواز آئی ہم نے تجھے ہرنی کے بچے پر رحم کرنے کی وجہ سے بادشاہت عطا کی ہے۔

کتاب دار السلام میں خزائن نراقی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک متقی اور صالح خدا کے بندے نے بتایا۔ میرا ایک دوست تھا۔ جو فوت ہو گیا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا۔ اُس سے میں نے پوچھا۔ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اُس نے کہا کہ مجھے حساب کے لیے روک لیا گیا اور کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ ہم نے تجھے کیوں بخشا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com/

میں نے کہا کہ میرے نیک اعمال کی وجہ سے۔ خطاب ہوا کہ نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا میرے فلاں عمل کی وجہ سے یا میرے فلاں عمل کی وجہ سے خطاب ہوا کہ ان میں سے کسی عمل کی وجہ سے نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کس عمل کی وجہ سے مجھے بخشا گیا ہے؟ خطاب ہوا تجھے یاد ہے۔ کہ ایک دن تو بغداد کے ایک کوچے سے گذر رہا تھا کہ وہاں ایک بلی کے بچے کو دیکھا۔ جو سردی کی وجہ سے راستے میں ایک طرف پڑا ہوا بے جان سا ہو چکا تھا۔ تو نے اُس کو اٹھایا اور اپنے کوٹ میں چھپالیا۔ تجھے اس بلی کے بچے پر رحم کرنے کی وجہ سے میں نے بخشا ہے۔ بس پتہ چلا کہ جو رحم کرتا ہے اُس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اور خاص طور پر جو قابل رحم ہوں اُن پر رحم کرنے کیوجہ سے انسان بے حد خدا کے رحم اور خوشنودی کا موجب بنتا ہے۔ خصال صدوق میں روایت ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ انی لَاَرْحم ثلاثاً و حق لھم ان یرحموا" میں تین اشخاص پر رحم کرتا ہوں۔ اور وہ رحم کرنے کے حقدار ہیں۔ اور پھر آپ نے اُن تین کو ذکر کیا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح جو رحم کرنے کے حقدار ہیں وہ چھوٹے بچے ہیں۔ اور خاص طور پر یتیم بچے۔ کیونکہ رسولؐ اکرم نے فرمایا۔ "وقرّو کبار کم وارحموا اصغار کم" بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹے بچوں پر رحم کرو۔ یتیم بچے پر رحم یہ ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو تو اُسے کھانا کھلاؤ۔ اگر پیاسا ہو تو پانی پلاؤ۔ اگر اُس کے پاس لباس نہ ہو تو لباس دو۔ اگر اُس کا دل ٹوٹا ہوا ہو تو اُسے تسلی دو۔ اور دلداری کرو اگر غمگین اور محزون ہو تو اُس کے ساتھ نوازش سے پیش آؤ اور اُس کے سر اور چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیرو۔

کلمہ طیبہ میں امام علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص

https://www.shiabookspdf.com/

پیار و محبت کے ساتھ کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو ہاتھ کے نیچے جتنے بال آتے گئے اُن میں سے ہر بال کے برابر اُسے جنت میں ایک محل عطا کرے گا۔ جو تمام دنیا سے وسیع ہوگا۔ اور اُس محل میں ہر وہ چیز ہوگی جسے دل چاہتا ہوگا۔ اور آنکھیں دیکھنا پسند کرتی ہونگی۔

کتاب دارالسلام میں روایت ہے کہ کسی نے رسولؐ خدا سے اپنے دل کی شقاوت کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب یتیم روتا ہے تو خدا کا عرش ہلتا ہے۔ اور اُس وقت خدا فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو کس نے رونے پر مجبور کیا ہے۔ جس کے والدین کو میں نے اس کے بچپنے میں چھین لیا۔ میری عزت و جلالت اور بلند مقام کی قسم جو کوئی بندہ مومن اس یتیم کو چپ کرائے گا اُس کے لیے جنت واجب کرونگا۔ کتاب اثنیٰ عشریہ میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے سوال کیا۔ جبرئیل سے۔ کیا ملائکہ ہنستے اور روتے ہیں۔ جبرئیل نے عرض کیا ہاں۔ ملائکہ تین مقامات پر تعجب سے ہنستے ہیں اور تین مقامات پر ترحم کرتے ہوئے روتے ہیں۔ ایک اُس شخص کے لیے ہنستے ہیں جو سارا دن لغو اور فضول کاموں میں گذار دے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد پھر اُسی کام میں مشغول ہو جائے۔ تو فرشتے کہتے ہیں اے غافل تو سارا دن کھیل کود سے سیر نہیں ہوا اب کیا ایک گھنٹے کی بازی سے سیر ہو جائے گا۔

دوسرا اُس وقت ملائکہ ہنستے ہیں جب ایک قوم بیلچے وغیرہ اُٹھا کر اپنی یا کسی اور کی زمین پر جائیں اور ظاہر یہ کریں کہ ہم اپنی زمین کو زراعت کے قابل کرنا چاہتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں تاکہ اُس میں فصل اچھی ہو۔لیکن اصل میں مقصد اُن کا یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی زمین کو اپنی زمین میں شامل کریں تو اُس وقت فرشتے ہنستے ہیں اور کہتے ہیں اے غافل زمین کے اُس ٹکڑے سے تیرا پیٹ نہیں بھرا جو تیرے پاس ہے دوسروں کی زمین پر قبضہ کر کے تو سیر ہو جائے گا۔تیسرا اُس وقت فرشتے ہنستے ہیں۔ جب ایک بے پردہ عورت مرتی ہے جب وہ زندہ تھی تو ننگے سر ادھر اُدھر پھرتی تھی۔اب جب مر چکی ہے تو اُسے کفن میں ڈھانپ کر دفن کرنے کے لئے لا رہے ہیں تو اُس وقت فرشتے ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت لوگ اُسے دیکھتے تھے اُس وقت تو اُسے چھپایا نہیں۔اب جب کوئی اُس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہے اور قبر میں ڈال رہے ہو تو چھپا دیا ہے۔

وہ تین مقامات جہاں فرشتے ترحم سے گریہ کرتے ہیں۔

اول: اُس وقت جب کوئی تحصیل علم کے لیے سفر کرے اور غربت و پردیس میں مارا جائے۔ دوم: اُس وقت جب کوئی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت خدا سے بچہ طلب کریں۔اور خدا اُن کو عطا کرے اور خوش ہیں کہ وہ بڑھاپے میں اُن کا سہارا ہوگا اور مرنے کے وقت ہماری تجہیز و تکفین کرے گا۔لیکن وہ بچہ اپنے والدین سے پہلے ہی مر جائے تو ملائکہ والدین سے پہلے اس بچے پر گریہ کرتے ہیں۔تیسرا: اُس وقت جب ایک یتیم بچہ نیند سے بیدا ہو اور گریہ کرے کہ اماں مجھے پانی دو۔اور اُسے یہ یاد نہ ہو کہ اُس کی ماں مر چکی ہے۔اور اُس کی دایہ اُسے کہے کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اُس وقت اُسے یاد آئے کہ میری ماں مر چکی ہے۔اور بڑی نا اُمیدی سے چپ ہو جائے۔اُس وقت اس یتیم بچے کی حالت پر فرشتے گریہ کرتے ہیں۔اور جب ملائکہ یتیم کے رونے پر گریہ کرتے ہیں تو خدا کا عرش لرز اُٹھتا ہے۔خدا جانتا ہے۔کہ فرشتے اُس وقت کتنا

https://www.shiabookspdf.com/

روئے اور عرش کتنا لرزا جب مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت ہوئی اور مسلمؑ کے یتیم گریہ کرر ہے تھے۔ خاص طور پر وہ دو یتیم جناب مسلمؑ کے جو ابن زیاد کی قید میں تھے۔ قید تنہائی میں اپنے بابا کو یاد کر تے روتے تھے۔ ناسخ التواریخ؟ روضۃ الشہداء اور ریاض الشہادۃ میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ مسلم بن عقیل کے دو چھوٹے بچے تھے۔ جن کا نام محمد اور ابراہیم تھا۔ ایک کی عمر سات سال اور دوسرے کی آٹھ سال تھی۔ مسلم ان دونوں بچوں سے بڑا پیار کرتے تھے۔ اور اپنے ساتھ کوفہ لائے تھے۔ جب آپ نے خروج کیا تو بچوں کو شریح قاضی کے گھر بھیج دیا وہ وہاں چھپے ہوئے تھے۔ جب مسلم کی شہادت ہوگئی تو ابن زیاد کو بتایا گیا کہ اُس کے دو بچے بھی ساتھ تھے۔ مسلم کے دوستوں نے اُنہیں چھپالیا ہے۔ ابن زیاد نے اعلان کروادیا کہ مسلمؑ کے بچے جس کسی کے بھی پاس ہیں وہ خود ہمارے پاس لے آئے وگرنہ اُس کے گھر کو تباہ کردیں گے مال لوٹ لیا جائے گا اور خود اُسے قتل کردیا جائے گا۔ جب شریح قاضی نے اعلان سنا تو اپنے گھر گیا اور اُن دونوں بچوں کے سامنے ہائے ہائے کرنے لگا بچوں نے سبب پوچھا تو اُس نے کہا آپکے باپ مسلم کو شہید کردیا گیا ہے۔ بچوں نے جب سنا تو گریہ کرنے لگے اپنے گریبان چاک کردیئے اور سر میں خاک ڈال دی۔ اور کہہ رہے تھے (وابتـاه واغـربتـاه) شریح قاضی نے بچوں سے کہا گریہ نہ کرو کیونکہ ابن زیاد نے تمہیں حاضر کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ آپکو کسی امین شخص کے سپرد کروں جو آپکو مدینے میں تمہارے رشتہ داروں تک پہنچا آئے۔ اس کے بعد شریح قاضی نے دونوں بچوں کو پچاس پچاس دینار دیئے اور اپنے بیٹے سے کہا۔ آج رات ایک قافلہ مدینے جا رہا ہے ان دو بچوں کو قافلہ والوں میں سے کسی امین شخص کے سپرد کرآ۔ بیٹے نے دونوں بچوں

https://www.shiabookspdf.com/

کو ساتھ لیا جب دروازہ کوفہ پر پہنچا تو وہ قافلہ جا چکا تھا۔ اور اُس کا نشان نظر نہ آرہا تھا۔ قاضی کے بیٹے نے کہا بچو جلدی کرو اور اس راستے پر چلتے ہوئے قافلے کے ساتھ جا ملو۔ بچے چل پڑے اور قاضی کا بیٹا واپس آ گیا بچے جتنا دوڑے لیکن قافلہ تک نہ پہنچ سکے آخر کار راستہ گم کر بیٹھے۔ جب صبح ہوئی تو اُن کو چند لوگوں نے دیکھ کر پہچان لیا اور پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ ابن زیاد نے بچوں کو قید کر دیا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار ج 45 ص 100 ب 38 میں اور صاحب عوالم لکھتے ہیں جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہو گئے تو ان کے لشکر سے دو بچے قید کیے گئے۔ اور انہیں ابن زیاد کے پاس لائے۔ ابو مخنف اپنی مقتل میں لکھتا ہے۔ کہ امامؑ کی شہادت کے بعد یہ دو بچے سرزمین کربلا سے ڈر کے مارے بھاگ نکلے اور چالیس دن رات صحرا اور بیابان میں سرگردان ادھر اُدھر پھرتے رہے جب بھوک لگتی تو درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ کھا کر گذرا کرتے۔ ایک چرواہے نے بچوں کو دیکھ کر پہچان لیا اور اُن کی عزت واکرام کیا۔ اتنے میں وہاں ابن زیاد کا غلام آیا اُس نے بچوں کو پہچان لیا اور پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیاد ملعون نے زندان کے داروغہ کو بلایا بچوں کو اُس کے سپرد کر کے کہا بچوں کی گردن اور پاؤں میں زنجیر ڈال کر رکھو۔ اور انہیں بھوک و پیاس کی سزا دو۔ فاضل استر آبادی اپنی کتاب مرشد الواعظین میں بھی اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ ابن زیاد ملعون نے زندان کے داروغے کو بلا کر کہا ان دو بچوں کو زندان میں لے جاؤ اور انہیں اچھا کھانا نہ دینا اور ان پر سختی کرنا زندان کا داروغہ محبّ اہل بیتؑ تھا۔ لیکن وہ نہ جانتا تھا کہ یہ بچے کون ہیں بچوں کو قید کر دیا اور روزانہ اُن بچوں کو دو سوکھی روٹیاں دیتا اور ایک پانی کا کوزہ پینے

https://www.shiabookspdf.com/

کے لیے رکھ دیتا اور ان بچوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا۔ ہر روز اسی طرح کرتا۔ اسی طرح ایک سال گذر گیا اور بچے زندان میں تھے۔ یہ دو بچے دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے۔ جودی خراسانی نے کیا منظر کشی کی ہے۔

چندی آن هر دو در آن گوشۂ زندان بودند
تشنہ وگرسنہ وخستہ ونالاں بودند
هر دو از شدت غم قالب بی جان بودند
مضطرب حال و گرفتار و پریشان بودند
اندر آن حال بدند آن دو گرفتار وملول
روز در روزه و شبها بہ عبادت مشغول

ایک دن ایک بچے نے دوسرے سے کہا ہمیں زندان میں ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ ہمارے بدن کمزور پڑ چکے ہیں۔ آج جب داروغہ آئے تو اُسے بتاتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ شائد ہمارے کھانے پینے میں وسعت کر دے۔ جب شام ہوئی تو وہ داروغہ بچوں کے لیے روٹی پانی لایا۔ تو چھوٹے بچے نے کہا اے شیخ کیا تو محمدؐ کو جانتا ہے؟ اُس نے کہا کیوں نہیں۔ وہ ہمارے پیغمبرؐ ہیں بچے نے پوچھا کہ کیا تو علیؑ ابن ابی طالبؑ کو جانتا ہے؟ اُس نے کہا کیوں نہیں وہ ہمارے پیغمبرؐ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ بچے نے کہا اے شیخ ہم اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے ہیں۔ اور مسلمؑ بن عقیلؑ کے بیٹے ہیں۔ جن کو تو نے قید کر رکھا ہے۔ اور اُن پر سختی کر رہے ہو۔ جب داروغے نے سنا تو بچوں کے پاؤں پر گر گیا۔ اور چومنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ میری جان آپ پر قربان۔ یہ زندان کھلا ہے جدھر جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ پس اُس نے بچوں کو کھانا وغیرہ دیا اور انہیں راستے

https://www.shiabookspdf.com/

پر لا کر کہا بچواب تم جاؤ۔ دیکھنا رات کو سفر کرنا اور دن کو چھپے رہنا خدا آپکو آپکے مقصد تک پہنچادے۔ پس ان دونوں بچوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے۔

ناسخ التواریخ میں روضۃ الشہداء سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ بچے صبح تک چلتے رہے اور راستہ گم کر بیٹھے۔ صبح ہوئی تو ابھی کوفہ کی پشت میں تھے۔ وہاں ایک کھجوروں کا باغ دیکھا۔ ایک درخت پر چڑھ کر شاخوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ حارث ملعون کی کنیز وہاں آئی اُس نے بچوں کو دیکھ لیا۔ وہ گھر گئی اور حارث کی بیوی اپنی مالکہ کو اطلاع دی۔ حارث کی بیوی آئی تو اُس نے پہچان لیا۔ اُن بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئی۔ اور چھپا کر اپنے گھر لے گئی۔ کھانا اور پانی پیش کیا۔ جب رات ہوئی تو حارث ملعون گھر آیا۔ بیوی نے پوچھا تو کہاں تھا؟ اُس نے کہا۔ مسلمؑ بن عقیلؑ کے بیٹے زندان سے بھاگ گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا ہے کہ جو اُن کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اُسے دو ہزار درہم انعام دونگا۔ میں صبح سے اب تک ان کی تلاش میں تھا۔ میرے گھوڑے نے تھک کر میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں نیچے گر گیا۔ اور مرنے کے قریب ہوں بھوک اور پیاس سے سارا دن پھرتا رہا لیکن وہ بچے نہ مل سکے۔ حارث ملعون نے کھانا اور پانی مانگا اور سو گیا۔ طفلان مسلمؑ بھی کچھ دیر کے لیے سو گئے۔ چھوٹا بھائی محمد نیند سے بیدار ہوا۔ اور اپنے بڑے بھائی ابراہیم کو جگایا۔ اور کہا بھیا جب ہم سوئے تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو بہشت میں پایا وہاں ہم نے رسولؐ خدا علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کو دیکھا۔ جب رسولؐ خدا نے ہمیں دیکھا تو ہمارے باپ مسلمؑ سے فرمایا۔ اے مسلمؑ تیرا دل کیسے راضی ہو گیا کہ تو اپنے بچوں کو دشمنوں کے درمیان چھوڑ آیا مسلمؑ نے عرض کیا وہ بھی کل آپکی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ ابراہیم

https://www.shiabookspdf.com/

نے کہا میرے بھیا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اس سے دونوں بچے سمجھ گئے کہ آج ہماری آخری رات ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ رونے کی آواز سن کر حارث ملعون جاگ گیا اور پوچھنے لگا یہ رونے کی آواز کس کی ہے۔ اور کہاں سے آ رہی ہے؟ حارث نے بیوی سے کہا چراغ روشن کرو۔ لیکن عورت نے بات نہ سنی۔ خود اُٹھا چراغ روشن کیا اور اُس طرف آیا جہاں بچے سوئے ہوئے تھے اور رونے کی آواز آ رہی تھی۔ کیا دیکھا کہ دو بچے گردن میں بانہیں ڈال کر رو رہے ہیں۔ پوچھا تم کون ہو؟ بچوں نے خیال کیا کہ شائد یہ گھر کا مالک ہے اور یہ بھی عورت کی طرح اہل بیت علیہم السلام کا شیعہ ہوگا۔ اُس کے جواب میں کہا ہم مسلم بن عقیل کے بیٹے ہیں۔ حارث ملعون نے کہا تم میرے گھر میں ہو۔ اور میں کل سے تمہیں تلاش کرتے کرتے اپنے گھوڑے اور خود کو ہلاکت میں ڈال رکھا ہے۔ بس اس کے بعد ملعون نے بچوں کو مارنا شروع کر دیا۔ شیخ طریحی لکھتے ہیں۔ کہ اس ملعون نے ایک بچے کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ زمین پر جا گرا اور چہرہ زخمی ہو گیا۔ اور منہ کے اندر کے دانت ٹوٹ گئے۔ اس کے بعد دونوں بچوں کے ہاتھ باندھ کر خود جا کر سو گیا۔ صبح ہوئی تو بچوں کو قتل کرنے کے لیے دریائے فرات کے کنارے لے چلا۔ حارث کی بیوی نے کہا انہیں قتل نہ کر زندہ ابن زیاد کے پاس لے جا۔ لیکن حارث ملعون نے اُسے ایک ضربت مار کر زمین پر گرا دیا۔ اور خود بچوں کو فرات کی طرف لے گیا۔ اور زمین پر لٹا کر دونوں کی گردن جدا کرنے لگا۔ جب بچوں نے دیکھا کہ یہ ہمیں قتل کر دے گا تو اُس سے کہنے لگے۔ اے مرد تو ہمیں بازار لے جا اور وہاں جا کر بیچ دے اور رقم حاصل کر لے۔ اُس ملعون نے کہا میں تمہیں قتل کرونگا۔ اور تمہارے سر

https://www.shiabookspdf.com/

ابن زیاد کے پاس لے جاؤنگا۔ اور دو ہزار درہم انعام حاصل کرونگا۔ بچوں نے حارث سے کہا ہمیں ابن زیاد کے پاس زندہ لے جاوہ خود جو حکم ہمارے بارے میں کرے گا ٹھیک ہے۔ اُس نے کہا میں تمہیں قتل کر کے امیر کے سامنے مقرب بننا چاہتا ہوں۔ بچوں نے کہا کیا تھوڑا سا بھی ہم پر رحم نہیں کرے گا۔ ملعون نے کہا خدا نے تھوڑا سا رحم بھی میرے دل میں تمہارے لیے پیدا نہیں کیا۔ آخر کار بچوں نے جب دیکھا کہ یہ ہمیں قتل کر کے رہے گا تو اُس سے کہا ہمیں چند رکعت نماز پڑھنے دو۔ حارث نے کہا پڑھ لو اگر تمہیں اس کا کوئی فائدہ ہو۔ پھر دونوں بچوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگے۔ ”یا حیّ یا حلیم یا احکم الحاکمین یااحکم بیننا و بینه باالحق“ ناسخ کی روایت کے مطابق ملعون نے نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی۔ تلوار اٹھائی اور ایک بھائی کا سر جدا کرنے لگا تو دوسرا بھائی دوڑ کر سامنے آ کر کہنے لگا۔ اے شخص پہلے مجھے مار میں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بھائی کو قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ آخر کار بحار الانوار کی روایت کے مطابق بڑے بھائی کا سر تن سے جدا کیا۔ اور گھوڑے کی کھرجین میں رکھ دیا چھوٹے بھائی نے اپنے آپ کو بڑے بھائی کی لاش پر گرا دیا۔ اور اپنے چہرہ اور سر کو خون سے آلود کر لیا۔ حارث ملعون آیا اور بچے سے کہا اُٹھ لیکن بچہ نہ اُٹھا۔ ”فوضع السیف علٰی قفاه فضرب عنقه“ ملعون نے پشتِ گردن سے تلوار ماری اور بچے کی گردن کاٹ دی۔

مشہور ہے کہ اسلام میں تین سر پشتِ گردن سے کاٹے گئے۔ ایک اس بچے کا سر دوسرا جبیر کا سر جسے متوکل ملعون نے کاٹنے کا حکم دیا تھا اور تیسرا سر مظلوم کربلا کا جو عاشور کے دن بارہ ضربتوں کے ساتھ کاٹا گیا۔ البتہ شیعوں کے دلوں کو جلا دینے والی

https://www.shiabookspdf.com/

بات یہ ہے کہ اس ملعون نے مسلمؑ کے بچوں کے سر گھوڑے کی کھر جین میں رکھے لیکن اس سے بھی بڑھکر یہ ستم اور ظلم کہ مظلوم کربلا کا سر خولی ملعون نے تنور کی راکھ میں چھپایا۔ مسلم کے بچوں کے سروں کو لے جا کر اُن کے بدنوں کے ساتھ ملحق کر دیا۔ لیکن نواسۂ رسولؐ کے سر کو نیزے پر بلند کیا گیا۔ اور کوفہ کے کوچہ و بازار میں پھیرایا گیا۔ اور آخر میں بازار صرافاں میں لٹکا دیا گیا۔ مدینۃ المعاجز اور دمعۃ الساکبہ میں ہلال بن معاویہ سے روایت ہے۔ کہتا ہے میں نے ایک مرد کو دیکھا جو حسین بن علی علیہ السلام کے سر مطہر کو گھوڑے کی کھر جین میں رکھا ہوا تھا۔ میرے کانوں نے اور دل نے سنا کہ سر سے آواز آئی تو نے میرے سر اور جسم کو جدا کیا ہے۔ خدا تیرے گوشت اور ہڈیوں کو جدا جدا کرے اور تجھے دنیا والوں کے لیے نشانی اور عبرت قرار دے۔ یہ سن کر ملعون نے پاس پڑی ہوئی چھڑی اُٹھائی اور اُس وقت تک مارتا رہا جب تک سر خاموش نہیں ہو گیا۔

امیر مختار نے اس ملعون کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ اُس کے بدن کے گوشت کو کاٹ کر کتوں کو ڈالا جائے۔ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا جب وہ بیہوش ہو جاتا تو رُک جاتے اور جب ہوش میں آتا تو ایک اور ٹکڑا کاٹ کر کتوں کو ڈالتے تاکہ انتقام کا اصل مزہ چکھ سکے۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 39

فرماتے ہیں کہ ظلم نہ کرو جب تم صاحب طاقت ہو۔ کیونکہ ظلم پشیمانی کا سبب بنتا ہے۔ تیری آنکھ سوئی ہوئی ہے۔ اور مظلوم بیدار ہے۔ اور تجھ پر لعنت کرتا ہے۔ اور خدا کو نیند نہیں آتی وہ تجھے ہر وقت دیکھتا ہے۔

چون ضعیفی درزمین خواہد امان
غلغل اُفتد درسپاہ آسمان
ای کہ تواز ظلم چاہی می کُنی
از برای خویش دامی می کُنی
گرد خود چون کرم پیلہ برقتیں
بھر خود چہ می کُنی اندازہ کُن
حملہ برخود می کُنی ای سادہ مرد
ہمچو آن شیری کہ بر خود حملہ کرد

یعنی جب کوئی کمزور اور ناتواں شخص کسی سے امان طلب کرتا ہے تو آسمان کی

https://www.shiabookspdf.com/

مخلوق میں ہلچل مچ جاتی ہے۔

اے وہ شخص جو ظلم کے ذریعے سے کسی کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ خود اپنے لیے گڑھا کھودتا ہے۔

مکڑی کی طرح اپنے اردگرد جالا نہ تن۔ بلکہ تجھے اندازہ ہونا چاہیئے کہ تو اپنے لیے کیا تیا کر رہا ہے۔

اے سادہ لوح مرد تو بھی اُس شیر کی طرح اپنے اوپر حملہ کر رہا ہے جس نے خود اپنے پر حملہ کیا تھا۔ مثنوی اور دوسری ادبی کتابوں میں بیان کرتے ہیں۔ کہ کافی سارے جانور ایک جگہ چر رہے تھے۔قریب کسی جگہ پر شیر اُنکی گھات میں چھپا ہوا تھا۔ اور ہر روز اُن پر حملہ کر دیتا اور ایک دو جانوروں کو پکڑ کر کاٹ کھاتا۔ایک دن وہ جانور اکٹھے ہو کر شیر کے پاس آئے اور اُس سے کہا آئندہ آپ تکلیف نہ کریں ہم خود ہر روز تیرا انتظار کئے بغیر تیرے پاس لے آیا کریں گے۔ شیر بھی اس بات پر راضی ہو گیا۔ وہ جانور ہر روز قرعہ اندازی کرتے جس جانور کا نام قرعہ میں آجاتا اُسے شیر کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ایک دن قرعہ خرگوش کے نام کا نکل آیا۔ جب خرگوش کو شیر کے پاس لے جانے لگے۔تو اُس نے کہا مجھے ایک گھنٹہ مہلت دیں۔ اور پھر دیکھنا کہ میں تمہارے لیے کیا کارنامہ انجام دیتا ہوں۔ سب جانوروں نے پوچھا کرنا کیا ہے؟ لیکن خرگوش نے کچھ نہ بتایا۔خرگوش اور لومڑی کی چالاکی تو آپ جانتے ہی ہیں۔ پس خرگوش شیر کے پاس ایک گھنٹہ دیر سے پہنچا۔تو لرزتا اور کانپتا ہوا شیر سے معذرت کرنے لگا۔ اور کہا کہ شیر جی قصور میرا نہیں ہے جو میں دیر سے آیا ہوں۔ بلکہ ہم دو خرگوش آپکی خدمت میں حاضری کے لیے آرہے تھے۔ کہ راستے میں ایک شیر نے

https://www.shiabookspdf.com/

ہمیں پکڑ لیا۔ اور ہمیں وقت پر آپکے پاس نہ آنے دیا۔ اور میرے ساتھی کو پکڑ کر کھا گیا۔ میں کس طرح اُس کے چُنگل سے بچ کر آیا ہوں۔ اب آپ پر لازم ہے کہ اُس شیر کو وہاں سے دور کر دو ورنہ آئندہ ہم میں سے کوئی بھی آپکے پاس پہنچ نہیں سکے گا۔ شیر نے جب یہ داستان سنی تو فوراً کھڑا ہو گیا اور کہا وہ شیر کہاں گیا؟ خرگوش نے کہا کہ فلاں کنویں میں گیا ہے۔ شیر نے کہا مجھے بتاؤ۔ خرگوش اُسے کنویں کے کنارے پر لے آیا۔ جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اور خود پیچھے کھڑا ہو گیا۔ شیر نے کہا آگے کیوں نہیں آتا مجھے آ کر اُس کے بارے میں بتا۔ خرگوش نے کہا تیرے سر کی قسم ڈر کی وجہ سے میری ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔ مجھے اپنی بغل میں لے لو تا کہ تجھے اس کے بارے میں بتاؤں۔ شیر نے خرگوش کو بغل میں لے لیا۔ اور اُس کنویں کے پاس آیا۔ کنویں میں دیکھا تو اُسے اپنا عکس نظر آیا شیر کو یقین ہو گیا۔ کہ خرگوش سچ کہہ رہا ہے۔ شیر نے خرگوش کو زمین پر رکھا اور خود چھلانگ لگائی اور کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا۔

پس اس داستان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ جو دوسروں پر ظلم کرتا ہے۔ تو وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ ظالم کی ظلم کی تلافی اور بدلہ دنیا اور آخرت میں اُسے مل کر رہتا ہے۔ بحار الانوار ج 75 ص 313 ب 79 میں اور عقاب الاعمال میں روایت کرتے ہیں۔ کہ جو کوئی کسی پر ظلم کرتا ہے۔ تو خدا کسی ایسے شخص کو اُس ظالم پر مسلّط کرتا ہے جو اُس پر یا اُس کی اولاد پر ظلم کرتا ہے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ نوشیروان سے پوچھا کہ عدالت کہاں سے سیکھی ہے؟ اُس نے کہا اس طرح کہ ایک دن بیابان میں میں نے کسی کو دیکھا کہ لکڑی مار کر کتے کے پاؤں کو توڑ دیا۔ اتنے میں گھوڑے پر ایک شخص آیا جس نے اُس پیدل شخص کے

https://www.shiabookspdf.com/

لات ماری اور اُس کی ٹانگ توڑ دی۔ وہ گھوڑے پر سوار شخص چند قدم آگے گیا تو گھوڑے کا پاؤں ایک سوراخ میں گیا اور ٹوٹ گیا۔ میں یہ صورت حال دیکھ کر سمجھ گیا کہ ظلم کا بدلہ ظلم ہے۔ اور خاص طور پر جب ظلم یتیموں پر اُن کا مال کھا کر کیا جائے تو آخرت میں بھی عذاب ملتا ہے۔ دنیا میں اُس کی سزا یہ ہے کہ یتیم کا مال کھانے والے شخص کے یتیموں کا مال کوئی اور شخص کھائے گا۔ جیسے کہ خدا سورہ نساء آیت 9 میں فرماتا ہے۔"ولیخش الذین لوترکوامن خلفھم ذریۃ ضِعافاً خافوا علیھم" جو لوگ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ کر جائیں تو اس چیز سے ڈریں کہ اُن کا مال کوئی کھائے گا یعنی اگر یتیموں کا مال کھائیں گے تو انہیں ڈرنا چاہیے۔ کہ اُن کے یتیموں کا مال کوئی کھائے گا۔ کتاب صافی میں اس آیت کے ذیل میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ذکر کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا۔ جو کوئی یتیم کا مال کھائے گا۔ تو اُس کی سزا اُسے دنیا و آخرت میں مل جائے گی دنیا میں سزا یہ ہے اس کے بعد آپ نے آیت مذکورہ کی تلاوت کی اور آخرت میں سزا کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔"ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یأ کلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیراً۔ وہ لوگ جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔ اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔

بحارالانوار ج 14 ص 6 ب 1 میں روایت ہے۔ کہ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا حضرت داوؑد نے سوال کیا اے پروردگار مجھے آخرت کے احکام میں سے کسی حکم کے بارے میں بتائیے۔ جبرئیل نے آکر کہا۔ اے داوؑد۔ تو نے ایسا سوال کیا ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

انبیاء میں سے کسی نے بھی خدا سے ایسا سوال نہیں کیا۔ آخرت کے احکام کے متعلق سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن تیری دعا قبول ہوگئی ہے۔ اور کل دو آدمی تیرے پاس فیصلہ کرانے آئیں گے اُن کے بارے میں ہم حکم آخرت جاری کریں گے۔ کل جو ہوئی حضرت داوڑ مجلس محاکمہ میں بیٹھے تو ایک بوڑھا شخص ایک جوان کے گریبان کو پکڑ کر لایا اور انگوروں کا ایک گچھہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے عرض کیا یا نبی اللہ اس نوجوان نے میرے باغ سے انگور توڑ کر کھایا ہے۔ اور یہ انگور کا گچھہ جو اس کے ہاتھ میں ہے یہ بھی میرے باغ کے درخت سے ہے۔ اور یہ اس کی چوری کی نشانی ہے۔ حضرت داوڑ نے اُس جوان سے پوچھا تو کیا کہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں۔ ایسے ہی ہے جو یہ بوڑھا شخص کہہ رہا ہے۔ اتنے میں جبرئیل نازل ہوئے اور داوٗد سے کہا اے داوٗڈ یہ بوڑھا شخص اس جوان کے باپ کے باغ پر قبضہ کیئے ہوئے ہے۔ اس نے اس جوان کے باپ کو قتل کر دیا ہے اور خود مالک بن بیٹھا ہے۔ اُس کے چالیس ہزار درہم بھی چھین کر باغ کے فلاں کونے میں چھپا رکھے ہیں۔ آخرت اور واقعی حکم تو یہ ہے۔ کہ اس جوان کو تلوار دو تا کہ اپنے باپ کے قصاص میں اس بوڑھے کو قتل کرے۔ اور پانچ درہم اس جوان کے سپرد کرو۔ حضرت داوڑ نے علماء کو جمع کیا اور انہیں اس حکم سے باخبر کی وہ سب گئے اور باغ و درہم وغیرہ اُس جوان کے حوالے کر دیئے گئے۔

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام تبلی السرائر ہے۔ یعنی ایسا دن جو رازوں کو فاش کرے گا۔ کہ کون ظالم تھا۔ اور کون مظلوم۔ کون مومن تھا اور کون منافق۔ کون فاسق تھا اور کون متقی۔ اس دنیا میں خدا نے اپنے بندوں کے اعمال پر پردہ

https://www.shiabookspdf.com/

ڈالا ہوا ہے تاکہ ذلیل ورسوا نہ ہو۔ ایک دعا کے الفاظ ہیں۔ "الحمدللّٰہ الذی ستر ذنوبی ولم یفضحنی بین الخلائق" حمد ہے اُس خدا کی جس نے میرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اور جس نے اپنی مخلوق میں مجھے رسوا نہیں کیا۔

حتیٰ کہ کسی کے عیب بیان کرنا اور غیبت کرنا حرام قرار دیا ہے۔ اور اس پر دردناک عذاب دینے کا وعدہ کیا ہے جو اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اسکے بندے دنیا میں رسوا نہ ہوں۔ اسی وجہ سے انبیاءؑ اور اولیاء لوگوں کے ساتھ عام بندوں کی طرح معاملہ کرتے اور زندی گذارتے۔ جو حکم واقعی اور باطنی ہو اُس کے مطابق معاملہ نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ وہ واقعی اور اصلی حکم جو خدا کے نزدیک ہو اُسے بھی جانتے تھے۔ کیونکہ اُن کو پتہ تھا کہ لوگ اس چیز کو برداشت نہیں کرسکتے۔ بلکہ بعض اوقات لوگ ایسے موقعوں پر جہاں حکم باطنی اور واقعی پر عمل کیا گیا ہو کافر ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت داؤدؑ نے بھی دو تین مرتبہ حکم واقعی جاری کیا تو لوگ چیخ اُٹھے اور ماننے کو تیار نہ تھے۔ حضرت کو دلیل اور برہان کے ساتھ ثابت کرنا پڑتا تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی ایک مرتبہ واقعی اور باطنی حکم جاری کیا تھا۔ اور اُن کے علاوہ کسی اور نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی کرے گا مگر امام زمان علیہ السلام کہ آپ اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہوئے ظالموں کو سزا دیں گے۔ اور اُن سے انتقام لیں گے۔ کافروں کو قتل کریں گے اور منافقوں کو ذلیل ورسوا۔ "اللّٰھم انا نرغب الیک فی دولۃ کریمۃ تعزبھا الاسلام واھلہ وتذل بھا النفاق واھلہ۔ اے اللہ ہم تجھ سے دولت کریمہ کے طلبگار ہیں۔ ایسی حکومت جس کے ذریعے سے تو اسلام کو عزت عطا فرما منافقوں اور اُن کے اہل کو ذلیل کر۔

https://www.shiabookspdf.com/

امام زمان علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو بنی اُمیہ اور اُن کے ہمنواؤں میں سے ستر ہزار لوگوں کو خون حسین علیہ السلام کے انتقام میں قتل کریں گے۔ خدا کیونکہ عادل ہے تو ظالم سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور اس دنیا میں ظالم کے لیے سزا مقرر کر رکھی ہے آخرت کی سزا اور عذاب جدا ہے۔ دنیا میں ظالم کی سزا یہ ہے کہ اُس پر ایک اور ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔ جو اُس پر یا اُس کی اولاد پر اُسی طرح ظلم کرے۔

دنیا میں ظالم کی دوسری سزا یہ ہے کہ اُس کے گھر کو خراب کر دیا جاتا ہے۔ اور صفحۂ ہستی سے اُس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ نمل آیت 52 میں فرماتا ہے۔ "فتلک بیو تھم خاویۃ بما ظلموا" یہ ہے کہ ظالموں کے گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے لوگوں پر ظلم کیا ہوتا ہے۔

ظالم کی تیسری سزا اس دنیا میں یہ ہے کہ اُس کی عمر کم ہو جاتی ہے اور نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ انعام آیت 45 میں فرمایا ہے۔ "فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین" جن لوگوں نے ظلم کیا ہوگا۔ اُن کی نسل منقطع کر دی جائے گی۔ اور تمام تعریفیں رب العالمین کے ساتھ خاص ہیں۔

خدا نے قرآن میں دو مقام پر اپنی خود مدح وتعریف کی ہے۔ ایک اس وقت جب انسان کی خلقت اور اُس کی صورت اور شکل کی ترکیب کا قصہ بیان کیا۔ تو فرمایا۔ "فتبارک اللہ احسن الخالقین" اور دوسری جگہ اس آیت میں جو گذر چکی ہے۔ اور ظالموں کے انجام کو بیان فرما رہا ہے۔

لیکن کبھی کبھی خدا بعض ظالموں کو مہلت دیتا ہے۔ اس میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ ایک مصلحت یہ ہوتی ہے کہ ظالموں کو اس لیے باقی رکھا جاتا ہے

https://www.shiabookspdf.com/

تا کہ کچھ اور ظالموں کو اُن کے ذریعے سے سزا دے سکے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے فقراء ومساکین اور سادات پر خمس وزکوٰۃ اور دیگر واجبات ادا نہ کرنے کی وجہ سے ظلم کیا ہو تو کسی ظالم حکومت کے ذریعے سے ایسے لوگوں کو حکومتی ٹیکس وغیرہ لگا دیا جاتا ہے۔ تا کہ اُس کا دس برابر ادا کریں۔ اور ابھی اُن کی گردن پر واجب پھر بھی باقی ہوگا جب تک ادا نہ کریں گے۔ اور کبھی اس لیے ظالم کو باقی رکھتا ہے اور مہلت دیتا ہے تا کہ وہ اپنے خواب اور اچھے کام انجام دے سکیں۔ کیونکہ خدا کسی کے عمل کو بھی ضایع نہیں کرتا جیسے کہ خدا سورہٗ آل عمران آیت 195 میں فرماتا ہے۔ "انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی" ہم تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ اگر کوئی شخص دنیا کے لیے از اوی ریا کاری پر بھی عمل کرے تو خدا اس دنیا میں ضرور اُس کا اجر عطا کرے گا۔

جیسے کہ خدا نے شیطان کو اُس کی عبادتوں کا اجر اس دنیا میں ہی دے دیا جو چاہا خدا نے وہ پورا کر دیا تا کہ دوبارہ کچھ نہ پا سکے۔ اسی چیز کو خدا چند آیات میں بیان فرماتا ہے۔ سورہ ہود آیت 15 "من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون" جو لوگ دنیا کی زندگی اور اُس کی زینتوں کے طلبگار ہیں تو ہم دنیا میں اُن کو پورا پورا اجر دیں گے وہ کسی خسارے میں نہ رہیں گے۔ سورہ بقرہ آیت 174 میں فرماتا ہے۔ "اُولٰئک ما یأکلون فی بطونھم الا النار" یعنی وہ لوگ اپنے پیٹوں میں سوائے آگ کے کچھ نہیں کھاتے۔ سورہ شوریٰ آیت 20 میں فرماتا ہے "مَنْ کَان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب" جو دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہو ہم اُسے عطا کریں گے اور آخرت

https://www.shiabookspdf.com/

میں اُس کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ایک اور وجہ ظالموں کی مہلت دینے کی یہ بھی ہوتی ہے تا کہ اور زیادہ گناہ کریں مظلوموں پر ظلم زیادہ کریں۔ جس کی وجہ سے مظلوم کے اجر میں اضافہ اور ظالم کے عذاب میں زیادتی ہو۔ جیسے کہ سورہ آل عمران آیت 178 میں خدا فرماتا ہے۔ "ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لاّ نفسھم انما نملی لھم لیز دادو ا اثماً ولھم عذاب مھین" تم گمان نہ کرو کہ ہم نے جو کافروں کو مہلت دے رکھی ہے۔ یہ اُن کے لیے بھلائی ہے۔ بلکہ ہم نے جو اُن کو مہلت دی ہے اس لیے تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کریں۔ اور آخرت میں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اسی آیت کو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یزید کے دربار میں تلاوت فرمائی تھا۔ تا کہ اُس کا کفر ثابت ہو جائے۔ پس یہ وہ مصلحتیں درکار ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ظالم کو مہلت دی جاتی ہے وگرنہ کبھی اُس کو مہلت نہ دی جاتی۔ اور خاص طور پر اگر کوئی دل شکستہ مظلوم روتے ہوئے ظالم کے لیے بددعا کرے تو فوراً ہلاک ہو جائے گا۔

کتاب خصال اور اثنیٰ عشریہ میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یا علی اربعۃ لا ترد لھم دعوۃ امام عادل ووالد لولدہ والرجل یدعو الا خیہ بظھر الغیب والمظلوم یقول اللہ عزوجل وعزتی وجلالی لا تنصرون لک ولو بعد حین" یا علیؑ چار طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک عادل امام۔ دوسرا والد کی دعا اپنے بچے کے لیے۔ تیسرا وہ جو اپنے دینی بھائی کے لیے اُس کی عدم موجودگی میں دعا کرے۔ چوتھا مظلوم کی دعا ظالم کے بارے میں۔ خدا فرماتا ہے مجھے میری عزت وجلالت کی قسم میں تیری طرف سے انتقام ضرور لونگا

https://www.shiabookspdf.com/

اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

آپ نے سُنا نہیں کہ خدا نے طفلان مسلم کا انتقام حارث ملعون سے کیسے لیا۔ کتب مقاتل میں ملتا ہے کہ حارث ملعون نے بچوں کے سر جدا کر کے اُن کے بدن دریائے فرات میں پھینک دیئے۔ بحار الانوار میں روایت ہے کہ جب ملعون نے ایک بچے کی لاش فرات میں پھینکی تو وہ پانی کے اوپر ٹھہر گئی۔ جب دوسرے بچے کی لاش کو پھینکا تو پہلی لاش پانی کو چیرتی ہوئی اُس کی طرف آئی اور اُسے اپنی بانہوں میں لیکر دریا کی لہروں میں چلی گئی۔ حارث ملعون نے آواز سنی بچے کہہ رہے تھے۔ اے پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ کہ اس ملعون نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے قیامت کے دن ہمارا انتقام اس سے لینا۔ اس ملعون نے بچوں کے سروں کو گھوڑے کی کھرجین میں رکھا اور ابن زیاد کے پاس لے آیا ابن زیاد ملعون کرسی کے اوپر بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ میں خیزرانی چھڑی تھی۔ حارث ملعون نے سروں کو نکال کر ابن زیاد ملعون کے سامنے رکھا۔ ملعون دیکھ کر تین بار اٹھا اور تین بار بیٹھا۔ اور کہا تو برباد ہو جائے ان کو کہاں پایا۔ اُس نے کہا ہماری ایک عورت نے ان کو مہمان بنایا ہوا تھا۔ ملعون نے کہا۔ مہمان کے حق کو پہچانا نہیں اور اُس پر عمل نہیں کیا۔ اُس نے کہا نہیں۔ ابن زیاد نے اُس سے کہا جب تو ان کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے تجھ سے کیا کہا تھا؟ حارث نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ہمیں بازار لے جا کر فروخت کر دے اور رقم حاصل کر لے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں تمہیں قتل کر کے تمہارے سر ابن زیاد کے پاس لے جاؤنگا۔ اور دو ہزار درہم انعام حاصل کرونگا۔ ابن زیاد نے اُس سے کہا کہ تو ان کو زندہ کیوں نہیں لایا تا کہ تیرے انعام کو میں دوگنا کر دیتا۔ اس نے کہا ان بچوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ابن

https://www.shiabookspdf.com/

زیاد کے پاس زندہ لے چل وہ ہمارے بارے میں اپنی مرضی سے حکم کرے گا۔لیکن میں نے کہا کہ میں تمہیں قتل کر کے امیر کے سامنے بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اور روایت کے مطابق اس ملعون نے کہا کہ میں اس بات سے ڈر گیا۔کہیں ان بچوں کے ماننے اور چاہنے والے آ کر مجھ سے چھڑا کر نہ لے جائیں ابن زیاد نے کہا تجھے چاہیے تھا کہ ان کو اپنے گھر میں حفاظت کے ساتھ رکھ کر میرے پاس آ تا میں نے یزید کو خط لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل کے دو بچے میری قید میں ہیں۔اب اگر یزید مجھ سے ان دو بچوں کے متعلق پوچھے گا تو میں کیا جواب دونگا۔حارث ملعون سر نیچے کر کے کھڑا ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔پھر ابن زیاد نے اس سے پوچھا خدا تجھے برباد کرے ان بچوں نے اور تجھ سے کیا کہا تھا؟ اُس نے کہا بچوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم پر تھوڑا سا رحم کر۔میں نے کہا کہ خدا نے میرے دل میں تمہارے متعلق اصلاً رحم پیدا نہیں کیا۔ ابن زیاد نے پھر کہا اور تجھ سے کیا کہا تھا؟ اُس نے کہا۔انہوں نے کہا تھا ہمیں چند رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے۔میں نے کہا پڑھ لو اگر نماز تمہیں کوئی فائدہ دیتی ہے۔بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے خدا سے عرض کیا۔ **"یا حی یا حلیم یا احکم الحاکمین احکم بیننا و بینہ باالحق"** ابن زیاد نے کہا کہ احکم الحاکمین نے تیرے لیے حکم کر دیا ہے۔ بحارالانوار کی روایت کے مطابق ابن زیاد کا نادر نامی ایک غلام تھا۔اُسے بلا کر کہا اس ملعون کے بازو باندھ کر اُسی جگہ لے جا کر اس کی گردن اُڑا دے اور خیال رکھنا اس کا خون بچوں کے خون سے مخلوط نہ ہو۔اس کا لباس بھی تیرا ایک ہزار درہم بھی تجھے دیتا ہوں اور آج سے تو آزاد ہے۔ ناسخ التواریخ اور منتخب التواریخ کی روایت کے مطابق ابن زیاد نے اپنے اس

https://www.shiabookspdf.com/

غلام کی طرف نگاہ کی جس کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ محبّ اہل بیت علیہم السلام ہے۔ اور اس سے کہا۔ اس ملعون کو اُس جگہ لے جا جہاں اس نے بچوں کو قتل کیا تھا اور تو جس طرح چاہتا ہے اس کو قتل کر دے اور بچوں کے سروں کو بھی لے جا جہاں اس نے بدنوں کو پھینکا تھا وہیں ان سروں کو پھینک دے۔ وہ مومن غلام کہتا ہے کہ میں اتنا خوش ہوا۔ اگر ابن زیاد مجھے پوری سلطنت دے دیتا تو میں تب بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ ناسخ التواریخ میں ہے کہ اُس مومن غلام نے حارث ملعون کے ہاتھ گردن کے پیچھے باندھے اور اُسے کوچہ وبازار سے گذارتا ہوا لے چلا۔ اور لوگوں کو ساتھ بتا رہا تھا۔ اور سروں کو دیکھ رہا تھا کہ اس ملعون نے ان دو بچوں کو شہید کیا تھا۔ تمام لوگ روتے بھی تھے اور حارث ملعون پر لعنت بھی کرتے تھے۔ اور اکٹھے ہو کر وہاں پہنچے جہاں حارث کا غلام اور بیٹا قتل ہوا پڑا تھا۔ اور بیوی زخمی تھی۔ لوگوں نے اُس عورت سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا؟ میں اس ملعون کی بیوی ہوں۔ اس نے میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اور مجھے زخمی کر کے پھینک دیا۔ لوگوں کو اس ملعون کی شقاوت سے اور زیادہ تعجب ہوا۔ مومن غلام اُسے اُس جگہ لے آیا جہاں بچوں کو قتل کیا تھا۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں قطع کیئے اس کے بعد اُس کی آنکھیں نکالیں اور کان کاٹے اُس کے پیٹ کو پھاڑا۔ اس کے بعد اُس کو بدن کے ٹکڑوں کے ساتھ دریا میں پھینک دیا۔ لیکن فرات کے پانی نے ملعون کی لاش کو قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا۔ روایت میں ہے کہ ملعون کے نجس بدن کو تین مرتبہ دریا میں پھینکا گیا لیکن دریا نے اُسے قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد ایک کنواں کھودا گیا اُس میں ڈال کر پتھروں اور لکڑیوں سے بھر دیا لیکن کنویں نے بھی قبول نہ کیا اور اُسے باہر پھینک دیا۔ تین مرتبہ اس طرح ہوا۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد اُسے آگ میں جلا کر اُس کی راکھ کو ہوا میں اُڑا دیا گیا۔ اور جب مسلم کے شہزادوں کے سروں کو پانی میں ڈالا گیا۔ تو دونوں کے بدن پانی کے اوپر آ گئے اور سر بدن کے ساتھ ملحق ہو گئے اس کے بعد دوبارہ دونوں بچوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور پانی کے اندر چلے گئے۔ ان دو بچوں کا ایک بھائی جس کا نام عبداللہ تھا کربلا میں شہید ہوا جسے عمرو بن صبیح صیداوی نے تیر مارا تھا۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 40

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْئَعْدَاءِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ
واِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَایَزَالُ

دیوان مولا علیؑ میں فرماتے ہیں۔ ہم پروردگار کی تقسیم سے راضی ہیں۔ جس نے ہمیں علم دیا ہے۔ اور ہمارے دشمنوں کو مال۔

یقیناً مال عنقریب فنا ہو جائے گا۔ اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

ہان عمل، دریاست بی غوص وکنار
طالب علم است غواص بحار
گر ہزاران سال باشد عمر او
می نگرد دسیر او از جستجو

یعنی عمل ایک ایسا دریا ہے۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اور طالب علم کے

https://www.shiabookspdf.com/

سمندروں میں غوطہ لگاتا ہے۔

طالب علم کی عمر اگر ہزاروں سال بھی ہو تو وہ علم حاصل کرنے سے تھکتا نہیں ہے۔ خداتعالیٰ سورۂ یٰسین آیت 12 میں فرماتا ہے۔ "وَکلَّ شیءٍ احصیناہ فی امام مبین" اور ہم نے ہر شئی کا علم امام مبین میں رکھ دیا ہے۔ مختلف کتابوں مثل بحارالانوار وغیرہ کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آئمہؑ اطہارؑ علوم اولین وآخرین کے حامل تھے۔ اور کئی قسم کا علم ان کے پاس موجود تھا۔ ایک تو آسمانی کتابوں کا علم جو یکے بعد دیگرے انبیاؑء سے اوصیاء تک پہنچا ہے اور وہ تمام کے تمام علوم ہمارے آئمہ علیہم السلام کے پاس موجود ہیں۔

دوسرا قرآن کے ذریعے سے جو رسولؐ خدا پر نازل ہوا کہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے "نبیاناً لکل شی ءٍ" ہر شئی کو بیان کرنے والا ہے۔ سورہ انعام آیت 59 میں فرماتا ہے۔ "ولا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین" سورہ آل عمران میں فرماتا ہے۔ "مایعلم تاویلہ الا اللّٰہ والراسخون فی العلم" یعنی قرآن کے باطنی معانی اور تاویل سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا۔ اور راسخون فی العلم سے مراد آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔ اور خاص طور پر امیرالمومنینؑ مراد ہیں جو علم کی کان، خزانہ اور شہرِ علم رسولؐ کے باب ہیں۔

مجمع البحرین میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مصحف زہراؑ قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ "فیھا کل مایحتاج الناس الیہ ولیس من قضیۃ الاھی فیھا حتّٰی ارش الخدش" اس میں ہر وہ چیز موجود ہے جس کی طرف لوگوں کی احتیاج ہے۔ حتیٰ کہ ایک خراش کا دیہ بھی لکھا ہوا موجود ہے۔ ایک اور حدیث میں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے کہ مصحف زہراؑ میں گذشتہ اور آئندہ کی خبریں موجود ہیں۔ اُس میں تمام مخلوق کی تعداد اہل بہشت اور اہل جہنم کی تعداد اور تمام زمین میں ہر ہر پتھر اور ذرّے کی تعداد موجود ہے۔

بحارالانوار ج 102 ص 132 ب 8 میں ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کے پاس تمام انبیاءؑ اور ملائکہ کے علوم موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ہر شب جمعہ بلکہ ہر روز اور ہر گھڑی اُن کے علوم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جیسے کہ زیارت جامعہ میں ہے۔ **"آتاکم اللّٰہ مالحم لم یؤت احداً من العالمین"** تمہیں خدا نے وہ عطا کیا ہے جو کائنات میں کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کے پاس جو علوم ہیں اُن میں سے ایک بلایا اور منایا کا علم ہے یعنی وہ جانتے ہیں کہ کون کس بلا میں مبتلا ہوگا اور کون کس وقت مرے گا اور کہاں دفن ہوگا۔ اور یہ خدا کی آیات کے سات منافات نہیں رکھتا۔ جیسے کہ خدا سورہ لقمان میں فرماتا ہے۔ **"وماتدری نفس بایّ ارض تموت"** یعنی وحی اور الہام کے بغیر کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مریگا۔ اور کل کیا کرے گا۔ لیکن ہمارے آئمہ علیہم السلام کو علوم غیب اور الہامات الٰہیہ عطا ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعے سے وہ تمام خصوصیات اپنے اور دوسروں کے حالات کے بارے میں کلی اور جزئی طور پر جانتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اپنے خاص اصحاب کو اطلاع بھی دیتے تھے۔ جیسے کہ سلمان، ابوذر، رشید ہجری، حجر بن عدی، میثم تمار، کمیل بن زیاد، حبیب بن مظاہر اور ان کی طرح دوسرے اصحاب یہ حضرات اپنے حالات سے آگاہ تھے اور دوسروں کو بھی مطلع کرتے تھے۔

علامہ مجلسی بحارالانوار جلد 9 میں خرائج راوندی سے اور رجال کشی روایت کرتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ کہ رشید حجری کی بیٹی کہتی ہے میں نے اپنے باپ سے سناوہ کہہ رہے تھے۔ مجھے میرے مولا علی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اُس وقت تو کیسے صبر کرے گا جب بنی اُمیہ کا حرامی ابن زیاد تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرے گا۔ میں نے عرض کیا یاامیر المومنینؑ ان تمام واقعات کا انجام بہشت ہے۔آپ نے فرمایا ہاں اے رشید تو اس دنیا میں اور آخرت میں میرے ساتھ ہے۔ رشید کی بیٹی کہتی ہے۔ کہ چند دن گذرنے کے بعد ابن زیاد ملعون نے میرے باپ کو بلایا تا کہ امیر المومنین علیہ السلام سے بیزاری اختیار کرے۔ میرے باپ نے انکار کیا۔ابن زیاد ملعون نے کہا تیرے مولاؑ نے تیرے مرنے کی صورت اور حالت کیسے بیان کی ہے۔اُس نے کہا میرے مولاؑ نے مجھے خبر دی تھی کہ تو مجھے اُس سے بیزاری کا حکم دے گا اور میں انکار کرونگا۔اور اس کے نتیجے میں تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کو قطع کرے گا۔ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم میں اُس کے جھوٹ کو ظاہر کرونگا۔ پھر ملعون نے میرے باپ کے ہاتھ اور پاؤں قطع کر دیئے اور زبان نہ کاٹی۔ میرے باپ کو معذور کر کے گھر چھوڑ گئے میں نے اپنے باپ سے پوچھا بابا جان کیا ہاتھ اور پاؤں کے قطع ہونے کا دکھ ہو رہا ہے۔ جیسے کسی شخص کو لوگوں کے مجمع میں دبا دیا گیا ہو۔ لوگ ہمارے گھر میں میرے باپ کو دیکھنے آتے تھے۔ تو وہ اُن سے کہتے دوات قلم اور کاغذ لے آؤ تا کہ میں تمہیں واقع ہونے والی چیزوں کے بارے میں خبر دوں جو میرے مولاؑ نے مجھے بتائی ہیں۔ لوگ لا کر دوات، قلم اور کاغذ دیتے اور وہ انہیں آئندہ ہونے والے واقعات بتاتے اور اس کی نسبت اپنے مولا امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیتے۔ اس بات کی خبر ابن زیاد کو ملی اُس ملعون نے کسی کو بھیجا کہ جا کر اُس کی زبان کاٹ دو۔ اس کے بعد وہ اُسی

https://www.shiabookspdf.com/

رات وفات پا گئے۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کا نام رشید البلایا رکھا تھا اور اُسے بلایا و منایا کا علم القا ہوا تھا۔ اپنی زندگی میں جب لوگوں سے ملتا تو کچھ کو کہتا تھا۔ اے فلاں شخص تو فلاں مرض میں مرے گا۔ کسی کو کہتا کہ تجھے اس طرح قتل کیا جائے گا۔ اور اُسی طرح واقع ہوتا تھا علامہ مجلسی ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میثم تمار جا رہے تھے۔ راستے میں حبیب ابن مظاہر سے ملاقات ہوگئی۔ دونوں ایک جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ حبیب ابن مظاہر نے کہا میں ایسے شخص کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں جس کے سر کے سامنے والے بال نہیں ہیں اور وہ خربوزے بیچتا ہے۔ اُسے ایک دن گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ اور اہل بیت علیہم السلام کی دوستی میں قتل کریں گے۔ اور اُس کا پیٹ پارہ کریں گے۔ اس سے حبیب بن مظاہر کی مراد میثم تھے۔ میثم نے کہا میں بھی ایک شخص کو جانتا ہوں۔ جس کا چہرہ سرخ ہے وہ اپنے گھر سے نواسۂ رسولؐ کی مدد کے لیے نکلے گا اور اُسے قتل کر دیں گے اس کے سر کو کوفہ میں پھیرایا جائے گا۔ اس سے میثم کی مراد حبیب تھا۔ اس کے بعد دونوں اُٹھ کر چلے گئے۔ وہاں موجود لوگ جو اُن کی باتیں سن رہے تھے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے ان دونوں سے بڑا کوئی جھوٹا نہیں دیکھا۔ ابھی وہ لوگ وہاں موجود تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے اسرار کا راز دار رشید حجری وہاں آ گیا۔ اُس نے حبیب اور میثم کے متعلق اُن سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ابھی دونوں یہاں تھے اور باہم اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ رشید نے اُن سے کہا کہ میثم پر خدا رحمت کرے وہ یہ کہنا بھول گیا کہ جو کوئی اُس کے سر کو لائے گا سو درہم اُسے زیادہ ملے گا۔ جب رشید چلا گیا تو وہ لوگ آپس میں

https://www.shiabookspdf.com/

کہنے لگے۔ یہ اُن دو سے بھی بڑا جھوٹا ہے۔ایک زمانہ گذرنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ میثم کو عمرو بن حریث کے گھر پر تختہ دار پر لٹکایا ہوا ہے۔اور حبیب بھی امام حسینؑ کی مدد کے لیے گیا۔اور اُسے شہید کر دیا گیا اُس کے سر کو کوفہ لایا گیا اور گلی کوچوں میں پھیرایا گیا۔علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ جس ملعون نے حبیب کو قتل کیا تھا۔اُس نے حبیب کے سر کو اپنے گھوڑے کے گلے میں لٹکا دیا جب کوفہ میں داخل ہوا تو حبیب کے بیٹے نے اپنے باپ کا سر پہچان لیا حبیب کا بیٹا ابھی چھوٹا تھا۔وہ اپنے باپ کے سر کی طرف لپکا ملعون نے اُسے قتل کر دیا اور اُس کا سر پکڑ لیا۔

پس جب اس خاندان کے ادنٰی نوکر علم المنایا رکھتے تھے تو امام بطریق اولٰی رکھتا ہے۔جیسے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام اپنی شہادت اور محل دفن کی خبر دیتے تھے اور خاص طور پر سید الشہداء علیہ السلام نے مدینہ سے لے کر کربلا تک اپنے سفر میں تقریباً بیس مرتبہ اپنے شہید ہونے اور دفن ہونے کے مقام کے بارے میں خبر دی۔ان میں سے ایک ام سلمہ کو مدینے میں خبر دی۔دوسری دفعہ ملائکہ کو خبر دی جب وہ مدینے سے باہر نکلتے وقت آپکی مدد کے لیے آئے تھے۔تیسری دفعہ مسلمان جنوں کو جو مدد کے لیے آئے تھے۔چوتھی مکہ میں محمد حنفیہ کو خبر دی پانچویں دفعہ مکہ سے باہر آنے سے تین روز قبل اُن دو آدمیوں کو جنہوں نے آپکو کوفہ کی طرف جانے سے منع کیا تھا۔چھٹے مکہ سے باہر آنے سے ایک دن قبل حاجیوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور انہیں خبر دی ساتویں منزل ثعلبیہ پر ابا ہرہ سے فرمایا۔اللہ کی قسم مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔آٹھویں بطن عقبہ میں بنی عکرمہ سے ایک بوڑھا شخص آپکی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہاں کا ارادہ ہے۔آپ نے فرمایا کوفہ کا اُس نے عرض کیا آپکو قسم دیتا ہوں خدا کی کہ واپس

https://www.shiabookspdf.com/

چلے جاؤ۔ کیونکہ خدا کی قسم دشمنوں کی تلواریں آپکے خلاف ہیں۔آپ نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں لیکن خدا کی مرضی یہی ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ مگر یہ کہ میرے دل کا خون بہائیں ۔ مرحوم شیخ جعفر شوستری خصائص الحسینیہ میں فرماتے ہیں کہ امامؑ کا یہ کلام اشارہ ہے اس مطلب کی طرف کہ آپکا دل دنیا کے مصائب سے خون رو رہا تھا۔ اور دل کا خون بہانے سے اشارہ اس تین شعبہ تیر کی طرف ہے جو آپکے دل پر لگا تھا۔ جس سے خون جاری ہوا اور آپ نے اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے چہرے اور داڑھی پر مل لیا۔

علامہ مجلسی بحار الانوار جلد دہم میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب امام حسین علیہ السلام عقبۃ البطن پہنچے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ "ما ارانی الا مقتولا" یعنی میں اپنے آپ کو مقتول دیکھ رہا ہوں اصحاب نے پوچھا آپ یہ خبر کہاں سے دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ کتے مجھ پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور اُن میں سے سخت ترین اور ظالم کتا دو رنگا اور ابلق تھا۔

اسی طرح آپ نے شب عاشور سحری کے وقت خواب میں دیکھا کہ کتوں نے آپ پر حملہ کر دیا ہے۔ ان دو خوابوں کی تعبیر اُس وقت ظاہر ہوئی جب آپ عاشور کے دن خاک کربلا پر پڑے ہوئے تھے۔ بدن سے خون بہہ چکا تھا۔ بھوکے اور پیاسے بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ اچانک جب ہوش آیا تو کیا دیکھا حرامزادہ شمر آپکے سینے پر سوار ہے۔

(الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 41

خدا سورۂ نساء آیت 97 میں فرماتا ہے۔ ''الم تکن ارض اللّٰہ واسعة فتھا جروا فیھا'' کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے۔ پس اس میں تم ہجرت کرو۔ دنیا کی سختیوں اور بلاؤں میں سے ایک سختی اور بلا سفر کو شمار کیا گیا ہے کیونکہ اکثر طور پر مسافرت اور پردیس میں رشتہ داروں اور دوستوں سے انسان دور ہوتا ہے۔ تھکاوٹ اور بے خوابی ہوتی۔ ہر وقت سواری پر بیٹھنے کی وجہ سے تکلیف میں ہوتا ہے۔ مال اور جان کے تلف ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ بھوک اور پیاس کا عمل دخل ہوتا ہے۔

اور خاص طور پر مسافرت اُس وقت بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے جب مسافر بیچارہ اور اور بے سہارا ہو۔ ساتھ خرچ کرنے کے لیے رقم نہ ہو۔ اور کوئی دوست اور مناسب ساتھی بھی نہ ہو۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔ ''السفر قطعة من السقر'' یعنی سفر جہنم کا ایک قطعہ ہے ہاں اگر سفر میں خرچ واخراجات کے لیے رقم ہو۔ سفر کے لیے سواری ہو۔ بہترین سفر کا ساتھی ہو۔ اور صحت وسلامتی بھی ساتھ ہو تو اس سے بڑھکر سفر کی لذت نہیں ہوتی۔

https://www.shiabookspdf.com/

دیوان علی علیہ السلام میں حضرت کی طرف منسوب اشعار ہیں۔

تغرّب عن الاوطان فی طلب العلی

وسافر ففی الاسفار خمس فوائد

تفرّج همّ واکتساب معیشة

وعلم وآداب وصحبة ماجد

یعنی سفر کرو کیونکہ سفر میں پانچ فائدے ہیں ایک سفر ہم وغم دور کرتا ہے انسان کا معاشِ زندگی منظّم اور مناسب ہوتا ہے۔ انسان کا علم اور تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔ انسان کے پاس ادب آتا ہے اور بزرگوں کی صحبت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ شاعر فارسی نے اسی مطلب کو ان اشعار میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

سفر، مربی است وآشیانہ جا

سفر خزینۂ مال واوستاد و ہنر

درخت، اگر متحرک شدی زجای بجای

نہ جور ارہ کشیدی ونی، جفای تیر

اکثر علماء مسافرت اور ہجرت کر کے ہی اجتہاد اور علم کے مراتب تک پہنچے ہیں۔ بلکہ تمام علماء اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے وطن میں تحصیل علم نہ کر سکے تو اس پر تحصیل علم کی خاطر دوسرے علاقوں اور شہروں کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے علماء یہ بھی فرماتے ہیں اگر کوئی کفر کی مملکت میں رہتا ہو اور اپنے شرعی واجبات کو ادا نہ کر سکے تو اُس پر واجب ہے کہ اسلامی مملکت کی طرف ہجرت کرے تا کہ احکام اسلامی پر عمل کر سکے۔ کیونکہ خدا سورہ عنکبوت آیت 56 میں فرماتا ہے "ان

https://www.shiabookspdf.com/

ارضی واسعۃ فایای فاعبدون" میری زمین وسیع ہے۔پس تم صرف میری عبادت کرو اسی طرح بہت سے تاجر لوگ تجارت کی غرض سے دوسرے بلاد اور ممالک کی طرف سفر کرنے کی وجہ سے ثروت مند ہوئے۔اسی طرح مکہ معظّمہ اور نجف و کربلا اور دیگر مزارات مقدسہ کی طرف سفر کے سبب مومنین ثواب عظیم کے مستحق ہوئے۔ بلکہ تمام انبیاءؑ اور اولیاءؑ اسی مسافرت کے سبب ترقی اور کمال تک پہنچے ہیں جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام سراندیب کے پہاڑ جو ہندوستان کے جزیرہ سیلان میں واقع ہے سے مکہ معظّمہ کی طرف سفر نہ کرتے تو اپنی زوجہ حواؑ تک نہ پہنچ سکتے۔حضرت آدمؑ کے آسمان سے زمین پر اُترنے کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ جو ذکر ہو چکا ہے اور دوسرا صحرا عرفات ہے اور معتبر یہی لگتا ہے۔اور حضرت نوحؑ جب تک کشتی پر سوار نہ ہوئے اور مصیبت طوفان پر صبر نہیں کیا۔اُس وقت تک اس آیت کے مصداق نہیں ٹھہرے۔جس میں خدا فرماتا ہے۔"انہ کان عبداً شکوراً" اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے جب تک مصر سے مدائن تک سفر نہیں کیا اور دس سال تک حضرت شعیبؑ کی بکریاں نہیں چرائیں اُس وقت تک مقام نبوت پر نہیں پہنچے۔

اور اسی طرح جب تک حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کی ملاقات کے لیے سفر نہیں کیا اُس وقت تک علوم لدنی اور اسرار غیبی کے عالم نہیں ہوئے۔اور خود حضرت خضرؑ نے جب تک ظلمات کا سفر نہیں کیا اُس وقت تک آب حیات تک نہیں پہنچ سکے۔اور حضرت یوسفؑ نے جب تک کنعان سے سفر نہیں کیا اُس وقت تک مصر کی بادشاہت اور مملکت حاصل نہیں ہوئی۔اور حضرت یعقوبؑ نے جب تک کنعان سے مصر کا سفر نہیں کیا اُس وقت تک اپنے بیٹے یوسفؑ سے ملاقات نہ

https://www.shiabookspdf.com/

کر سکے۔ اور جب تک حضرت ایوبؑ نے شہر سے صحرا کا رخ نہیں کیا اور مصیبتوں پر صبر نہیں کیا اُس وقت تک وہ بلند مقام حاصل نہیں ہوا جس کا ذکر خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ "انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اوّاب" اور جب تک حضرت یونسؑ شہر سے دریا کے کنارے اور وہاں سے مچھلی کے شکم میں نہیں گئے اُس وقت تک اس آیت کے مصداق نہیں ٹھہرے۔ "فاستجبنالہ ونجیناہ من الغم" ہمارے پیغمبرؐ جب تک معراج پر نہیں گئے۔ اُس وقت تک "فکان قاب قوسین اوادنیٰ" کی منزل تک نہیں پہنچے۔ اور "فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحیٰ" کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اسی طرح جب تک مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی اُس وقت تک مہاجر وانصار جمع نہیں ہوئے اور اسلام کا عَلم بلند نہیں ہوا۔ جب تک سلمان فارسی فارس سے پیغمبرؐ کی خدمت میں شرفیاب نہیں ہوا اور ایمان کامل کا تمغہ "السلمان منا اھل بیت" نہ پاسکا۔ اسی طرح انسان نے جب تک عالم رحم سے دنیا میں قدم نہیں رکھا اور کمالات کو حاصل نہ کرے تو مقام انسانیت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح انسان جب تک عالم طبیعت اور انسانیت ظاہری سے خدا کی طرف سیر نہ کرے اُس وقت تک مقامِ ملکیت اور ملکوتیت تک نہیں پہنچ سکتا۔

جناب امام حسین علیہ السلام نے بھی جب تک مدینہ سے خروج نہیں کیا اور کربلا میں پہنچ کر شہید نہیں ہوئے اُس وقت تک وہ ان مقامات ودرجات عالیہ تک نہیں پہنچ سکے جن کو پیغمبرؐ اسلام نے عالمِ رویا میں بتایا تھا۔ "ان لک فی الجنات درجات لن تنالھا الابا لشھادۃ" شائد اُن درجات میں سے ایک مقام شفاعت ہو جس کے سبب لاکھوں، کروڑوں اور عربوں شیعہ اور عزادارِ امام علیہ السلام کی بخشش

https://www.shiabookspdf.com/

ہو گی۔ پس امام علیہ السلام کا کربلا کی طرف جلدی آنے میں اصل مقصد یہی تھا جس لیے آپ نے منع کرنے والوں میں سے کسی کی نہ سنی۔ بلکہ اگر کوئی منع کرتا تھا تو آپ اور جلدی کرتے تھے۔ اور راستے میں بہت سے آپکے اصحاب باوفا آ کر آپکے ساتھ ملحق ہوئے جیسے کہ وہب بن عبداللہ کلبی جو نصرانی تھا آپکی خدمت میں مشرف ہوا۔ اپنی ماں اور زوجہ کے ساتھ اسلام اختیار کیا اور عاشور کے دن رکاب امام علیہ السلام میں اپنی زوجہ کے ساتھ شہید ہوا۔ اسی طرح زہیر بن قین بجلی بھی راستے میں آپکے ساتھ ملحق ہوا۔ جیسے کہ مقتل کی مفید کتابوں بحارالانوار عوالم، دمعۃ الساکبہ، ناسخ التواریخ وغیرہ میں موجود ہے کہ اعراب میں سے ایک جماعت نقل کرتی ہے ہم زہیر بن قین کے ساتھ حج سے فارغ ہو کر مکہ سے باہر نکلے اور امام حسین علیہ السلام جہاں جارہے تھے۔ وہاں تک پہنچے لیکن جہاں بھی امام منزل کرتے ہم اُس جگہ اُن سے تھوڑا سا دور اترتے تھے ایک جگہ اتفاقاً ایسا ہوا کہ جہاں امام علیہ السلام نے منزل کی اور اپنے خیمے لگائے تو ہم بالکل اُن کے سامنے اُترے۔ اسی دوران ہم دسترخوان لگا کر دوپہر کا کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ امام علیہ السلام نے اپنا ایک قاصد ہماری طرف بھیجا اُس نے آ کر سلام کیا اور کہا اے زہیر بن قین مجھے ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام نے تیری طرف بھیجا ہے۔ پس اُن کے پاس آؤ۔ پس یہ سن کر ہم میں سے ہر ایک کے ہاتھ سے لقمے چھوٹ گئے اور سر ایسے نیچے ہو گئے جیسے سروں پر کوئی پرندہ بیٹھا ہو۔ زہیر یہ سن کر نہ اُٹھا۔ اُس کی نیک اور صالح بیوی نے کہا۔ سبحان اللہ ابن رسولؐ نے تجھے بلایا ہے اور تو جا نہیں رہا۔ جاؤ دیکھو کیا کہتے ہیں اور پھر واپس آ جاؤ زہیر اُٹھا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد مسکراتا ہوا واپس آ گیا اور حکم دیا کہ خیمیں اُکھاڑ کر امامؑ کے خیموں کے ساتھ

https://www.shiabookspdf.com/

لگاؤ اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور جو کچھ اُس نے مانگا حق مہر وغیرہ وہ اُسے دے دیا۔ اور اُس سے کہا۔ اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تجھے کوئی تکلیف آئے یعنی میں نہیں چاہتا کہ تو میرے بعد قید ہو۔ میں نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جانے اور اپنی جان قربان کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ وہ نیک عورت اٹھی اور گریہ کرنے لگی۔ اور کہا خدا کی طرف سے تجھ تک خیر پہنچے۔ اور کہا کہ میری ایک حاجت ہے کہ قیامت کے دن حسینؑ کے نانا کے پاس میری شفاعت ضرور کرنا ناسخ التواریخ میں اعثم کوفی سے نقل کرتے ہیں کہ زہیر کی زوجہ نے کہا تو نواسۂ رسولؐ پر اپنی جان قربان کرنا چاہتے ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ بنتِ رسولؐ کی خدمت میں سرخرو ہوں۔ لیکن یہ نہیں لکھا کہ آیا زہیر کی زوجہ اُس کے ساتھ آئی یا نہیں۔ سید بن طاؤس لکھتے ہیں کہ زہیر نے اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کیا اور کہا جو چاہتا ہے میرے ساتھ آ جائے اور جو نہیں چاہتا وہ نہ آئے آج کے بعد یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ اس کے بعد زہیر نے کہا میں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک سفر میں ہم مسلمان دریا کے کنارے کفار کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ ہم نے کافروں پر فتح پائی۔ اور اُن کا بہت سا مال ہمارے ہاتھ میں آیا۔ سلمان فارسی نے ہمیں کہا کہ تم اس فتح اور مال سے بڑے خوش ہو۔ ہم نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا جب تم جوانانِ جنت کے سردار کے ساتھ ہوں گے تو اُس وقت تمہاری خوشی اور خوشحالی اس سے بھی بیشتر ہو گی۔ میں نواسۂ رسولؐ کی طرف جا رہا ہوں اور تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں تمہارا خدا حافظ۔

پس زہیر بن قین امامؑ کے ساتھ کربلا تک آیا اور عاشور کے دن آپکے ساتھ شہید ہوا زہیر نے راستے میں کئی بار اپنے خلوص اور جانثاری کا اظہار کیا ایک اُس وقت جب حر

https://www.shiabookspdf.com/

بن یزید ریاحی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آیا اور آپکے راستے میں کھڑا ہو گیا اور دونوں کے درمیان سخت گفتگو ہوئی۔ زہیر نے کہا آقا اس وقت ان کے ساتھ جنگ کرنا آسان ہے وگرنہ اس کے بعد اس قدر لشکر آئیں گے کہ اُن کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا میں ان کے ساتھ جنگ میں ابتدا نہیں کرنا چاہتا۔ دوسری مرتبہ اُس وقت جب آپ کربلا وارد ہوئے اور آپ اُٹھے اصحاب کے درمیان ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ اے لوگوں ہمارے اوپر وہ بلا نازل ہوئی ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ ایام بدل چکے ہیں زمانہ تغیر ہو چکا ہے۔ اور دنیا میں کچھ باقی نہیں رہا مگر اتنا جو کسی برتن کی تہہ میں باقی بچتا ہے اور امور سخت ہو چکے ہیں کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے روکا نہیں جارہا۔ تاکہ مومن اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت سمجھتا ہوں۔ پس یہ سن کر زہیر بن قین اُٹھا۔ اور عرض کیا یا بن رسولؐ اللہ آپ نے ارشاد فرمایا اور ہم نے سنا۔ بہرحال اگر دنیا ہمیشہ باقی رہنی والی ہوتی اور ہمیں ہمیشہ کے لیے زندہ رہنا ہوتا۔ تو ہم اس دنیا میں رہنے سے آپکی خدمت کرنے اور آپ کے ساتھ رہنے کو اختیار کرتے۔ تیسری مرتبہ اُس وقت زہیر نے اپنے خلوص کا اظہار کیا جب شب عاشور حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم جاسکتے ہو۔ اُس وقت آپکی اہل بیتؑ میں سے اور اصحاب میں سے ہر ایک نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور زہیر بن قین نے اٹھ کر عرض کیا۔ یا بن رسولؐ اللہ۔ خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں۔ کہ مجھے بار بار قتل کیا جائے حتیٰ کہ ہزار بار قتل کیا جائے اور پھر زندہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ آپکو آپکے بیٹوں اور بھائیوں کو اور اہل بیتؑ کو قتل ہونے سے بچالے۔

چوتھی مرتبہ اُس وقت زہیر نے اپنے خلوص کا اظہار کیا جب عاشور کے دن

https://www.shiabookspdf.com/

آپ نے نماز ظہر پڑھنے کا ارادہ کیا۔ زہیر بن قین کی طرف اور سعید بن عبداللہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا تم دونوں میرے آگے کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ پس یہ دونوں آپکے آگے کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے نماز خوف ادا کی۔

بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ جب زہیر بن قین میدان کی طرف گئے تو یہ اشعار پڑھے۔

انا زهير و انا ابن القين

اذبكم بالسيف عن حسينٌ

ان حسيناً احد السبطينٌ

ياليت نفسي قسمت قسمين

زہیر بن قین نے جنگ کی اور دشمن کے ایک سو بیس آدمی جہنم واصل کیئے۔ آخر کار دو آدمیوں نے مل کر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

زہیر نے اپنے رجز میں موت کی تمنا کی ہے تاکہ حسین علیہ السلام سے اس غربت اور پردیس میں موت ٹل جائے۔ یہ اُس وقت تھا جب آپ بھی زندہ تھے۔ لیکن زہیر کا اُس وقت کیا حال ہوگا۔ جب حسین علیہ السلام کا بدن پارہ پارہ تھا۔ اور خاک کربلا پر پڑا تھا۔ اور ہر ظالم آ کر آپکے سر اور بدن پر کوئی نہ کوئی ضربت مارتا تھا۔ زہیر تو شائد برداشت نہ کر سکتا لیکن زینبؑ نے دیکھا اور سنا بیمارِ کربلا اور تمام اہل بیتؑ نے دیکھا۔ اگر شیعو تم دیکھتے تو تم اپنے آپکو ہلاک کر لیتے لیکن انہوں نے کیا دیکھا کہ نواسۂ رسولؐ کا سر نیزے پر بلند ہے اور بدن خاک کربلا پر ٹکڑے ٹکڑے پڑا ہے اور شائد اہل بیتؑ نے یہ بھی دیکھا جب دس حرامزادوں نے بدن مطہر پر گھوڑا دوڑا دیئے۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 42

خدا تعالیٰ سورہ نساء آیت 65 میں فرماتا ہے۔ "**فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً ممّا قضیت ویسلموا تسلیما**" اے محمد تیرے رب کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ثابت نہ ہونگے جب تک یہ تمہیں اپنے درمیان حاکم قرار نہ دیں اُن چیزوں میں جن میں یہ جھگڑا کرتے ہیں اور جو تو حکم کرے اس سے دل تنگ بھی نہ ہوں اور تیرے حکم کو ایسے تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔

منہج الصادقین میں اس آیت کے ذیلیل میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ جو لوگ نماز پڑھیں روزہ رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور حج کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہیں کہ رسولؐ خدا نے یہ جو فلاں کام کیا ہے اگر نہ کرتے تو بہت اچھا تھا یا پیغمبرؐ کے کسی عمل سے دل تنگی کا اظہار کریں تو وہ مشرک ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مذکور بالا آیت کی تلاوت فرمائی۔

کیونکہ یہ بات واضح ہے پیغمبرؐ اسلام جب بھی حکم دیتے ہیں وہ خدا کے اذن

https://www.shiabookspdf.com/

سے ہوتا ہے۔ جو بھی فرماتے ہیں وہ وحی کے مطابق ہوتا ہے جیسے کہ خدا سورہ نجم آیت 3-4 میں فرماتا ہے۔"وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی" پس ایمان صرف کلمہ پڑھنے، نماز کا پابند ہونے اور روزہ رکھنے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی ایمان یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ اور خدا کی حجتوں کے تمام احکام اور ارشادات پر عمل کریں۔ اور دل وجان سے اُن کو قبول کریں۔ پس اگر کوئی اسلام کے واجبات اور ضروریات میں سے کسی ایک کا منکر ہو۔ اور اُسے بجانہ لائے یا خوشی کے ساتھ بجانہ لائے تو اُس کے اسلام وایمان میں شک پایا جاتا ہے۔ بلکہ تمام علماء اسلام ایسے شخص کو کافر اور مرتد کہتے ہیں۔

جواہر الاخبار اور بحارالانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "الایمان اربعة ارکان، التوکل علی اللّٰہ والرضا بقضاء اللّٰہ والتسلیم لامر اللّٰہ والتفویض الیٰ اللّٰہ" ایمان کے چار ارکان ہیں۔ خدا پر بھروسہ۔ اللہ کی قضا کے ساتھ راضی ہونا۔ اپنے پروردگار کے حکم کو تسلیم کرنا اور تمام امور کو اپنے خدا کی طرف پھیر دینا۔ توکل اور تفویض کا معنی نزدیک ہے اسی طرح رضا اور تسلیم بھی امر قلبی اور باطنی ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں

بحارالانوار اور اثنیٰ عشریہ میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "العبد بین ثلاثة" یعنی بندہ تین حالتوں کے درمیان ہے بلا، نعمت اور حکم خدا اگر بلا میں ہو تو اُس پر واجب ہے کہ صبر کرے۔ اگر نعمت کی حالت میں ہے تو اُس پر واجب ہے کہ شکر بجالائے اور احکام خدا کی صورت میں واجب ہے کہ تسلیم کرے۔ اور یہ تسلیم ورضا بندے کی طرف سے خدا کے ساتھ محبت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

بحارالانوار ج 67 ص 286 ب 14 میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔آپ نے فرمایا ایک سفر کے دوران چند سواروں نے آ کر رسولؐ خدا کے ساتھ ملاقات کی اور کہا۔ "السلام علیک یارسول اللّٰہ" آپ نے فرمایا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم مومن ہیں۔آپ نے فرمایا۔ "فما حقیقة ایمانکم"تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔انہوں نے عرض کیا۔ "الرضا بقضاء اللّٰہ والتفویض الی اللّٰہ والتسلیم لامر اللّٰہ۔ہم حکم خدا کے ساتھ راضی ہیں۔اپنے کام خدا کے سپرد کیئے ہوئے ہیں۔اور حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہیں۔آپ نے فرمایا۔ "علماء حکماء کادوا ان یکون من الحکمة انبیاء" قریب ہے علماء اور حکماء حکمت کے سبب انبیاؑء کے درجہ پر پہنچ جائیں۔پھر آپ نے فرمایا۔"فان کنتم صادقین فلا تبنوا مالا تسکنون ولا تجمعو امالا تاکلون واتقو اللّٰہ الذی الیه ترجعون" اگر تم سچ کہتے ہو تو وہ گھر نہ بناؤ جس میں تم رہتے نہیں ہو۔اور جو تم نے کھانا نہیں ہے اُس کا ذخیرہ نہ کرو۔اُس خدا سے ڈرو جس کی طرف تم نے جانا ہے۔

اسلام اور ایمان کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔آیا دونوں ایک چیز ہیں یا مختلف۔اکثر روایات یہ بتاتی ہیں۔کہ اسلام زبان سے کلمہ شہادتین پڑھنے کا نام ہے۔زبان کے ساتھ اقرار اور دل کے ساتھ اعتقاد بھی ہو۔اور بعض روایات میں عمل بالارکان کو بھی ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔یعنی نماز،روزہ،زکوٰۃ اور دیگر فروع دین کو جزء ایمان قرار دیا گیا ہے۔پس معلوم ہوا کہ ایمان اسلام میں شریک ہے لیکن اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔جیسے کہ خانہ کعبہ اور مسجد الحرام ہے۔جو کوئی مسجد الحرام میں داخل ہوگا وہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو۔لیکن جو خانہ کعبہ میں داخل ہوگیا وہ یقیناً مسجد الحرام میں بھی داخل ہوگیا۔اسی طرح ہر مومن مسلمان ہے۔لیکن ہر مسلمان

https://www.shiabookspdf.com/

مومن نہیں ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں مومن اُسے کہتے ہیں جو ولایت امیرالمومنین علیہ السلام رکھتا ہو۔ اور روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کامل صرف اور صرف امیرالمومنین علیہ السلام کے شیعوں کے پاس ہے۔

جیسے کہ اصول کافی ج2 ص21 اور 18 میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ "بنی الاسلام علٰی خمس الصلوٰۃ و الزکوٰۃ و الصوم و الحج و الولایۃ" اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ نماز روزہ، زکوٰۃ، حج اور ولایت اصول کافی ج2 ص46 ج4 ص362 میں روایت ہے معصوم فرماتے ہیں اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیتؑ کی محبت ہے۔ بحار الانوار ج68 ص311 ب25 اصول کافی ج2 ص45 میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "لانسبن الاسلام نسبۃ لم ینسبہ احد قبلی و لا ینسبہ احد بعدی" میں اسلام کے لیے ایسا معنی اور مفہوم بیان کرنے لگا ہوں جو نہ پہلے کسی نے بیان کیا ہوگا اور نہ ہی میرے بعد کوئی بیان کریگا۔ "الاسلام ھو التسلیم و التسلیم ھو الیقین و الیقین ھو التصدیق" اسلام سے مراد تسلیم ہے اور تسلیم سے مراد یقین ہے۔ اور یقین سے مراد تصدیق ہے۔ "و التصدیق ھو الاقرار و الاقرار ھو الاداء و الاداء ھو العمل الصالح" تصدیق سے مراد اقرار ہے۔ اقرار سے مراد ادا کرنا ہے اور ادا سے مراد عمل صالح ہے۔ پس مسلمان اور مومن حقیقی وہ ہے جو خدا رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام کی طرف سے تمام احکام کی دل کے ساتھ پیروی کرے۔ زبان کے ساتھ اقرار اور عمل بھی ہو۔ کیونکہ معصومؑ کا فرمان ہے۔ "بالصالحات

https://www.shiabookspdf.com/

یستدل علی الایمان" یعنی اعمالِ صالح کے ساتھ انسان کے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے۔

ان نماز و روزہ و حج و جہاد
ھم گواھی دادن است از اعتقاد
فعل و قول آمد گواھان ضمیر
زین دو باطن تو استدلال بگیر

یہ نماز، روزہ، حج اور جہاد تمام کے تمام بندے کے اعتقاد کی گواہی دیتے ہیں انسان کا فعل اور قول ضمیر کے گواہ ہیں ان دو سے اپنے باطن کو جان لو۔ گذشتہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کا مطلب یہ ہے مسلمان مقام تسلیم ورضا میں ہو۔ تمام تقدیرات واحکام تکلیفیہ وتکونیہ بلکہ پیغمبرؐ اور امامؑ کے تمام افعال اور اقوال کو تسلیم کرتا ہو۔ اور تعبداً قبول کرے۔ اور اُس کا عقیدہ ہونا چاہے کہ یہ حضرات جو بھی کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ خدا کی حکمت اور مصلحت کے مطابق کہتے اور کرتے ہیں ہاں اگر ان میں سے بعض احکام کی حکمت اور مصلحت کو جاننا چاہے تو جان سکتا ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اگر حکمت و مصلحت کا پتہ نہ چلے تو اُس کا منکر نہ ہو جائے اور اُسے رد نہ کرے۔ اور اُس پر اعتراض نہ کرے۔ کہ پیغمبرؐ نے ایسا کیوں کیا اور فلاں امامؑ نے ایسا کام یا فلاں کام کیوں کیا۔ یا ایسا کیوں نہ کیا؟ اس طرح کی باتیں کفر کی بو دیتی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام جانتے تھے۔ کہ ابن ملجم انہیں قتل کر دے گا تو اس کو آپ نے قتل کیوں نہ کیا؟ یا یہ کہ حضرت سید الشہدا علیہ السلام جب جانتے تھے کہ ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ تو کربلا کیوں گئے؟ علماء نے ان اعتراضات کے شافی

https://www.shiabookspdf.com/

جواب دیئے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ آئمہ جانتے تھے کہ خدا نے اُن کی موت اور شہادت کو اس طرح مقدر کیا ہے اس لیے خدا کی تقدیرات اور مقدرات کے سامنے سر تسلیم خم کیئے ہوئے تھے۔ اور اپنے خالق کی رضا میں راضی تھے جیسے کہ زیارت جامعہ میں ہے۔"وبذلتهم انفسكم في مرضاته...... وسلمتهم له القضاء" یعنی اُس کی رضا میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اور اُس کی قضاء کے لیے اپنے آپ کو حاضر کیا۔

مدینۃ المعاجز اور دمعۃ الساکبہ وغیرہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہتا ہے جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام عراق کی طرف عازم سفر تھے۔ تو میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولا آپؑ نواسہ رسولؐ ہیں میں اس میں صلاح دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے دشمنوں کے ساتھ صلح کر لیں۔ جیسے کہ آپکے بھائی حسنؑ نے صلح کی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔"یاجابر قدفعل اخی ذالک بامر الله ورسوله وانا ایضاً افعل باذن الله ورسوله" اے جابر میرے بھائی حسنؑ نے صلح خدا اور اُس کے رسولؐ کے حکم سے کی تھی۔ اور میں بھی جو کر رہا ہوں۔ یہ بھی اذن خدا اور رسولؐ سے ہے اے جابر کیا تو میرے نانا، بابا اور بھائی کو دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ خود تجھے بتائیں میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں وہ اُنکی مرضی اور حکم کے مطابق ہے۔ اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کیا دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں رسولؐ خدا امیر المومنینؑ امام حسنؑ اور حمزہ و جعفر زمین پر تشریف لائے ہیں میں یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے جابر کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا۔ اپنے بیٹے حسینؑ سے پہلے حسنؑ کے بارے میں کہ تیرا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک تو اپنے اماموں کے ہر کام اور عمل کو تسلیم نہ کرے اور اُن کے کسی فعل پر اعتراض نہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرے۔ کیا تو میرے بیٹے حسنؑ اور معاویہ کا اور میرے بیٹے حسینؑ اور یزید کا جو میرے بیٹے کا قاتل ہے کا مقام دیکھنا چاہتا ہے میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ "فضرب برجله الارض فانشقت" پس آپ نے زمین پر اپنا پائے مبارک مارا جس سے زمین طبقہ ہفتم تک اور سات سمندروں تک شگافتہ ہوگئی۔ جہنم کی آگ ظاہر ہوگئی۔ میں نے معاویہ اور یزید کو مغیرہ اور ابوجہل کو اُن کے ساتھی شیاطین کو دیکھا جن کو زنجیروں سے بندھا ہوا تھا کہ انکا عذاب تمام جہنمیوں سے سخت تر تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے جابر اپنا سر بلند کرو۔ میں نے سر بلند کیا تو دیکھا جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ رسولؐ خدا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس چلے گئے۔ آنحضرتؐ نے حسینؑ کو آواز دی اور کہا حسینؑ میرے پاس آ جاؤ۔ حسینؑ اُن کے پاس چلے گئے اور جنت میں اعلیٰ درجات میں پہنچ گئے۔ پھر رسول خدا نے میری طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں دیکر فرمایا۔ اے جابر یہ میرا بیٹا ہے یہاں میرے ساتھ ہے۔ اس کے امر کو تسلیم کرو تا کہ مومن بن سکو جابر بن عبداللہ کہتا ہے میری آنکھیں اندھی ہوجائیں اگر میں نے وہ نہ دیکھا ہو جو رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا اور میں نے کہا۔

کتب مقتل میں ہے کہ جب امام حسینؑ منزل خزیمیہ پر پہنچے تو ایک دن ایک رات وہاں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو زینب علیاؑ حضرت سید الشہداء کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ "یا اخی الا اخبرک بشیء سمعة البارحة" بھائی جان میں آپکو اس بارے میں خبر دوں جو میں نے گذشتہ رات کو سنا آپ نے فرمایا تو نے کیا سنا ہے؟ زینبؑ نے عرض کیا آدھی رات کو جب میں باہر آئی تو میں نے ان اشعار کو سنا ہاتف کہہ رہا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com/

الا یــا عیــن فــاحتــفلــی بــجهــد

ومــن یبــکــی عــلــی الشهــداء بعد

عــلــی قــوم تســوقهــم الــمنــایــا

بــمــقــدار الــی انــجــار وعــد

اے آنکھ گریہ کرو کیونکہ میرے بعد شہداء پر گریہ کریں گے۔ اُن کے لیے گریہ کرو جن کو موت اُن کی وعدہ گاہ کی طرف لے جا رہی ہے۔

حسینؑ نے فرمایا۔ "یا اختاہ کل الذی قضی فھو کائن" اے بہن جو مقدر میں ہے وہی ہوگا۔ آپ نے اپنی بہن کو تسلی دی حضرت نے ایک بار اور تسلی دی تھی اور یہ اُس وقت جب عاشور کے دن زینبؑ نے سنا کہ آپ دنیا کی بے اعتباری کی شکایت کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ "یا دھر اف لک من خلیل" اے زمانہ افسوس ہے تجھ پر تو اپنے ساتھی کے ساتھ وفا نہیں کرتا۔ زینبؑ یہ سن کر اپنے بھائی حسینؑ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا۔ "واثکلاہ لیت الموت أعد منی الحیٰوۃ" زینبؑ نے اپنا گریبان چاک کر لیا اور اپنے منہ پر طمانچہ مارا اور غش کر گئیں۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 43

خداتعالیٰ سورۂ جمعہ آیت 6 میں فرماتا ہے۔"ان زعمتم انکم اولیاء للّٰہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین"

بنی نوع انسان اور تمام چیزیں حتیٰ کہ ہر ذی روح زندگی اور حیات سے محبت کرتا ہے اور موت سے کراہت رکھتا ہے۔ یہودی اس بات کے قائل تھے کہ خدا نے بہشت اُن کے لیے خلق کی ہے۔ ہم خدا کے دوست ہیں اور خدا ہمیں دوست رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے یہودیوں اگر تم گمان کرتے ہو کہ تم خدا کے دوست ہو۔ تو موت کی تمنا کرو۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ کیونکہ خدا کے حقیقی دوستوں کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ موت سے کراہت اور ڈر نہیں رکھتے۔

امالی شیخ صدوق ص 196 میں روایت کرتے ہیں حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا ملک الموت حضرت ابراہیمؑ کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ "فھل رائیت خلیلاً یمیت خلیلاً" کیا تو نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست کسی

https://www.shiabookspdf.com/

دوست کو مارے۔ ملک الموت واپس چلا گیا۔ اور عرض کیا۔ اے خدا تو نے سنا ہے کہ خلیل نے کیا کہا ہے خطاب ہوا۔ واپس جاؤ اور جا کر کہو" رأیت حبیبًا یکره لقاء حبیبه" کیا تو نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دوست سے ملاقات نہ کرنا چاہتا ہو۔

بحارالانوار ج6 ص133 ب4 میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "من احبّ لقاء الله احب الله لقائه ومن کره لقاء الله کره الله لقائه" جو خدا کی ملاقات کا خواہش مند ہو تو خدا بھی اُس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو خدا کی ملاقات کو پسند نہ کرتا ہو تو خدا بھی اُس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔

کیونکہ خدا دوست موت سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب اس دنیا سے جائیں تو اپنے حقیقی محبوب کا وصال ہو جائے گا۔ اور انہیں ابدی زندگی مل جائے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا کے دوستوں کے لیے یہ دنیا مثل زندان ہے اور زندان سے انسان ہمیشہ باہر آنے کی خواہش کرتا ہے۔ اور خاص طور پر اگر زندان میں کسی نامناسب حالات کے ساتھ وقت گذارنا پڑ جائے۔ تو روح کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب الیم نہیں ہے بلکہ اُس وقت سب سے بڑھکر آرزو یہ ہوتی ہے کہ زندان کی زحمت اور تکلیف سے باہر نکلے اس لیے بحارالانوار ج6 ص133 ب4 مصباح الشریعہ ص171 ب81 میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں "فی الموت نجاة المخلصین و المجرمین" موت میں مخلص بندوں کے لیے نجات ہے اور مجرموں کے لیے ہلاکت ہے۔ جیسے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام خدا کے حقیقی دوست تھے۔ اور خدا کی ملاقات کا ہمیشہ شوق رکھتے تھے۔ جیسے کہ امیر المومنین علیہ السلام اپنے بیٹے امام حسنؑ سے فرماتے ہیں۔ "یا بنی انّ اباک لایبالی وقع علی

https://www.shiabookspdf.com/

الموت او وقع الموت علیه" اے بیٹے تیرے باپ کو پرواہ نہیں ہے کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اُس پر آن پڑے۔ آپ ہمیشہ موت کی تمنا کرتے تھے حضرت فاطمہ زہرؑا کی وفات کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔ جیسے کہ بحارالانوار میں روایت ہے۔

نَفْسِیُ عَلیٰ زَفَرَاتِهاَ مَحُبُوُسَته
یَا لَیُتَهَا خَرَجَتُ مع الزّفَرَاتِ
لَا خَیُرَ بَعُدکَ فِی الُحَیَاةِ وَاِنّمَا
یَبُکِیُ مَخَافَةً اَنُ تَطُوُلَ حَیَا تِیُ

میرا نفس اس دنیا میں قید ہے کاش میرا نفس بھی نکل جاتا۔ تیرے بعد زندگی بے معنی ہے۔ میں اس ڈر سے گریہ کررہا ہوں کہ کہیں تیرے بعد میری عمر لمبی نہ ہو جائے۔

جنگ صفین میں آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

اَلا ایھّا الُمَوُتُ الَّذِیُ لست تَارِکِیُ
ارحی فقد افینت کل خلیل
اراک بصیراً بالذین احبھم
فکانک تنحو نحوھم بدلیل

اے موت جو مجھے ترک نہیں کرے گی۔ آ اور مجھے آرام اور راحت دے کیونکہ تو میرے تمام دوستوں کو لے گئی ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اُن سے آگاہ ہو چکی ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں گویا

https://www.shiabookspdf.com/

ایسے ہے کہ کوئی تجھے بتارہا ہے۔اور میرے دوستوں کے بارے میں تجھے آگاہ کررہا ہے۔اسی طرح فاطمہ زہرعلیہا السلام نے بھی اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد مکرر موت کی تمنا کی اور فدک کے غصب ہونے کے سلسلے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے شکایت کرتے ہوئے فرمایا "لیتنی مت قبل هنيئيتي و ذلتي" کاش کہ میں اس ذلت سے پہلے ہی مرجاتی۔اسی طرح جب آپ پیغمبراسلام کی قبر پرتشریف لائیں تو گریہ کرنے کے بعد خدا سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا۔"الٰهی عجّل وفاتي سريعاً" اے میرے اللہ مجھے جلدی موت دے دے۔بحار الانوار ج38 ص39 ب2 کے مطابق صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا"یارب انی سئمت الحياة وتبرءِ ت باهل الدنيا فالحقني بابي" اے پروردگار میں زندگی سے سیر ہو چکی ہوں میں اہل دنیا سے بیزار ہوں۔مجھے اپنے والد کے ساتھ ملا دے۔

من زجان سیر آمدم اندر فراق

زنده بودن درفراق آمد نفاق

اسی طرح سید الشہد اعلیہ السلام فرماتے ہیں۔"وما اولهني الى اسلافي اشتياق يعقوب الى يوسف" میں اپنے بزرگوں کی ملاقات کا اس طرح اشتیاق رکھتا ہوں جیسے یعقوبؑ کو یوسفؑ کی ملاقات کا تھا۔

کربلا جاتے ہوئے راستے میں کئی بار اپنی شہادت کی خبر دی۔سید ابن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں کہ منزل زبالہ پر حضرت مسلمؑ بن عقیل کی شہادت کے بارے میں آپکو اطلاع ملی۔یہ خبر سن کر وہ لوگ اہل شک میں سے تھے یا کسی لالچ اور طمع کے ساتھ آئے تھے وہ آپکو چھوڑ کر چلے گئے۔آپکے ساتھ اہلبیتؑ اور آپکے وفادار اصحاب

https://www.shiabookspdf.com/

موجود ہے۔ اس مقام پر حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر سن کر قافلہ حسینی کا ہر فرد اس طرح رویا کہ گریہ کی صدا سے ہر طرف کہرام مچ گیا اور ہر چیز لرزنے لگی۔ ناسخ التواریخ میں ہے کہ مسلم بن عقیل کے بیٹوں نے اپنے باپ کی خبر شہادت سن کر اپنے عمامے سر سے اُتارے اور زور زور سے گریہ کرنے لگے۔ ان بچوں کو دیکھ کر تمام اہلبیتؑ بھی اُن کے ساتھ گریہ کرنے لگے۔ مسلمؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ بڑے غمزدہ رہنے لگے۔ اسی منزل زبالہ پر فرزدق شاعر نے حج سے واپسی پر آپ سے ملاقات کی۔ سلام کرنے کے بعد عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ آپ نے کس طرح گوارا کیا ہے کہ کوفہ کی طرف سفر کریں حالانکہ آپکے بھائی مسلمؑ بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ یہ سن کر گریہ کرنے لگے اور فرمایا "رحم اللّٰہ مسلماً فلقد صار الیٰ روح اللّٰہ وریحانہ و تحیتہ ورضوانہ" خدا رحمت کرے مسلم پر کہ وہ خدا کی رحمت اور رضوان کی طرف چلا گیا اور جو کچھ اُس کے لیے مقدر تھا وہ بجالایا اس کے کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

فان تکن الدنیا تعد نفیسة

فانّ ثواب اعلیٰ وانبل

وان تکن الابدان للموت انشأت

فقتل امرء اللّٰہ باالسیف افضل

اگر دنیا کو لوگ اچھا اور نفیس شمار کرتے ہیں تو خدا کے نزدیک جو ثواب ہے وہ اس سے بہتر اور بلند تر ہے۔

اگر بدن مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ تو راہ خدا میں تلوار کے ساتھ قتل ہونا

https://www.shiabookspdf.com/

سب سے افضل ہے۔

وان تکن الاموال للترک جمعها

فما بال متروک به الحر یبخل

اگر مال اس لیے جمع کیۓ جاتے ہیں تا کہ اُن کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ تو پھر ایسی چیز کے ساتھ بخل اور کنجوسی کیوں کی جائے جسے انسان چھوڑ کر چلا جائے گا حضرت کے تمام اصحاب بھی آپ ہی کی طرح ہر وقت موت کی تمنا کرتے تھے۔ اور خاص طور پر آپکے بیٹے علی اکبرؑ۔ سید بن طاؤس کہتے ہیں۔ کہ جب آپ منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو ظہر کا وقت تھا آپ نے تھوڑے سے آرام کے لیے سر نیچے کیا تو آپکو نیند آ گئی۔ جب بیدار ہوئے تو آپ۔ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی ہاتف ندا دے رہا ہے۔ "انتم تسرعون والموت تسرع بکم الی الجنة" تم جلدی جلدی جا رہے ہو۔ اور موت تمھیں بہشت کی طرف جلدی جلدی لے کر جا رہی ہے۔ ناسخ کی روایت کے مطابق جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو تین مرتبہ فرمایا۔ "الحمد للّٰہ انا للّٰہ وانا الیه راجعون" یہ سن کر آپکے شہزادے علی اکبرؑ نے عرض کیا بابا جان آپ حمد اور کلمۂ استرجاع کیوں پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے اپنے بیٹے کو اپنا خواب سنایا۔ خواب سن کر شہزادے نے عرض کیا "یا ابة افلیسنا علی الحق" بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس کی طرف تمام بندگانِ خدا کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں۔ شہزادے نے عرض کیا "یا ابتا اذاً لا نبالی بالموت" بابا جان پھر ہمیں موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے آپ نے فرمایا۔ "جزاک اللّٰه یا بُنی خیر اُما جزا ولداً عن والد" اے بیٹے خدا تجھے جزا دے خیر دے ایسی جزا جو ایک والد کی طرف سے بیٹے کے لیے ہوتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی لیے عاشور کے دن بنی ہاشم میں سے سب سے پہلے میدان جنگ میں جانے والا یہی شہزادہ تھا۔ جیسے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ میں ہے کہ امام زمانؑ نے اپنے ایک شیعہ کو لکھا کہ جب تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاؤ اور قبر حسین علیہ السلام کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو جائے وہاں علیؑ بن حسینؑ اکبرؑ کی قبر ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر قبلہ رخ منہ کر کے علی اکبرؑ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے یہ پڑھو۔ ''السلام علیک یا اول قتیل من نسل خیر سلل من سلالة ابراھیم الخلیل صلی اللّٰہ علیہ وعلٰی ابیک اذقال فیک قتل اللّٰہ قوماً قتلوک یا بنی ما اجرأھم علی الرحمٰن وعلٰی انتھاک حرمة الرسولؐ علی الدنیا بعدک العفا الٰی قولہ علیہ السلام وحکم اللّٰہ علٰی قاتلک مرہ بن منقذ بن النعمان العبدی لعنہ اللّٰہ'' یہ زیارت بحارالانوار میں اور عوالم و تظلّم میں موجود ہے شیخ مفید کی روایت جو ارشاد میں موجود ہے کے مطابق بھی علی اکبرؑ بنی ہاشم کے شہداء میں سے اول تھے۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 44

خدتعالی سورۂ محمد آیت 7 میں فرماتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا ان تنصرو اللّٰہ ینصر کم ویثبت اقدامکم" اے ایمان والو اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو مستحکم اور مضبوط کردے گا نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "استنصر کم ولہ جنود السمٰوات والارض واستقر منکم ولہ خزائن السمٰوات والارض" خدا تم سے مدد طلب کرتا ہے حالانکہ آسمانوں اور زمین کے لشکر اُس کے پاس ہیں۔

بحارالانوارج 11 ص 354 ب 4 میں معصوم فرماتے ہیں "ان للّٰہ جنوداً من الریاح یعذب بھا من یشاء ممّن عصاہ" خدا کے پاس ہواؤں کے لشکر ہیں جن کے ذریعے سے نافرمان بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

جیسے کہ قوم عاد کے بارے میں فرماتا ہے "وفی عاد اذ ارسلنا علیھم الریح العقیم ماتذرمن شیءٍ أتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم"

https://www.shiabookspdf.com/

اسی طرح ٹڈیوں میں سے بھی خدا کے لشکر ہیں۔ رجال کشی ص 72 میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یا علیؑ کیا تجھے معلوم ہے ٹڈیوں کے پروں پر جو سیاہ نقطے ہیں وہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ خدا اور اس کا رسولؐ بہت جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اُن پروں پر لکھا ہوا "انا اللّٰہ رب العالمین خلقت الجراد جنداً من جنودی اصیب به من اشاء من عبادی" میں ہوں عالمین کا پرودگار میں نے ٹڈیوں کو اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر خلق کیا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جن تک چاہوں ان کو پہنچا دیتا ہوں اسی طرح خدا کا ایک لشکر مچھر ہیں جو خدا کی کمزور ترین مخلوق ہیں۔ خدا نے اپنے دشمن نمرود کو مچھر کے ذریعے ہلاک کیا۔

اسی طرح خدا کے لشکر ملائکہ سے بھی ہیں جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے سورہ مدثر آیت 31 "وما یعلم جنود ربک الاھو" تیرے رب کی لشکروں کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ خود۔ اسی طرح خدا کا ایک لشکر جبرئیل ہے جب قوم لوط کو ہلاک کرنے لگا تو قوم لوط کے شہر کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اکھاڑ کر آسمان تک اوپر لے گیا روایت میں ہے کہ قوم لوط کے سات شہر تھے اور ہر شہر میں چار لاکھ جنگی سوار تھے۔ ان سات شہروں کو جبرئیل صبح تک اپنے ایک پر کے اوپر لیکر کھڑا رہا اور تھکا بھی نہیں اور جب صبح ہوئی تو اُن تمام شہروں کو اُلٹا کر کے نیچے پھینک دیا۔

ان تمام چیزوں کے علاوہ خدا کے پاس قدرتِ کاملہ بھی ہے فرماتا ہے۔ "اذا اراد شیا اُن یقول له کن فیکون" جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے "ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید" اگر خدا چاہے تو تمہیں ختم کردے اور از سر نو پیدا کردے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس باوجود اس کے کہ خدا کے پاس اس قدر لشکر اور قدرتِ کاملہ ہے پھر بھی اپنے کمزور اور عاجز بندوں سے مدد طلب کررہا ہے تو ایسے کیوں ہے؟ نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "فلم یستقر کم من ذل ولم یستقر منکم من قل استنصر کم الیٰ قولہ...... انما اراد ان یبلُوَکم ایکم احسن عملاً" خدا تم سے عاجزی اور ذلت کی وجہ سے مدد طلب نہیں کرتا۔ اور تم سے جو قرض طلب کرتا ہے وہ کسی کمی کی وجہ سے نہیں کرتا۔ بلکہ خدا چاہتا ہے تا کہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں سے بہترین عمل کون بجالاتا ہے۔

اور یہ بھی ہے کہ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو اُس کی مدد کرے گا وہ اُس کی مدد کرے گا۔ اور پھر خدا اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔ "ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد" بے شک خدا اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ سورۂ حج آیت 40 میں فرماتا ہے "ولینصرنّ اللّٰہ من ینصرہ" ضرور بضرور خدا اُس کی مدد کرے گا۔ جو اُس کی مدد کرتا ہے۔ اور خدا کی مدد کرنے سے مراد خدا کے دین کی مدد کرنا ہے۔ اُس کے رسول وصی اور مومن کی مدد کرنا ہے۔ جیسے کہ صافی میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے۔ خدا کے دین کی مدد چند طریقوں سے ہے ایک جہاد کرنے سے کافروں کے خلاف مشرکوں اور دشمنان دین کے خلاف اور یہ جہاد پیغمبرؐ امامؑ یا امامؑ کے نائب خاص کی اجازت سے ہونا چاہیے۔ ان تمام فضیلتوں کے باوجود اس جہاد بالسیف کو جہاد اصغر کہا جاتا ہے اور جہاد اکبر نفس امارہ کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ یہ وہ جہاد ہے جس کے بارے میں پیغمبرؐ اور امامؑ نے ہمیشہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "افضل الجھاد مجاھدۃ المرء نفسہ"

https://www.shiabookspdf.com/

افضل ترین جہاد انسان کا اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مردی گمان میر کہ بہ زور است و پر دلی
اگر جہاد کنی مرد کاملی

اے مرد تو یہ خیال نہ کر کہ زبردستی سے تو کچھ بن جائے گا۔ بلکہ جہاد بالنفس کرے گا تو مرد کامل بن جائے گا۔

خدا کی مدد کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ اُس کے دین کے احکام کو بیان کیا جائے اور حدود کو قائم کیا جائے۔ جن کو احکام دین سے آشنائی نہیں ہے اُن کو سکھلائیں ایک اور قسم خدا کی مدد کرنے کی یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے۔ اور یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے ساتھ دین کا استحکام اور قوام ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں نہ ہوں تو فاسق وفاجر لوگ اور دین کے دشمن آہستہ آہستہ دین کو ختم کردیں گے۔ اور نظامِ کائنات میں ہرج مرج پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بارے میں خدا سورہ آل عمران آیت 104 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "ولتکن امة یدعون الیٰ الخیر ویا مرون بالمعروف وینھون عن المنکر" تم مسلمانوں میں سے ایسے لوگ بھی ہونے چاہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

بحارالانوار ج 100 ص 94 ب 1 اور صافی میں روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ "لایزال الناس بخیرما امرو باالمعروف ونھواعن المنکر وتعاؤنو اعلی البرّ فاذا لم یفعلو ا نزعت عنھم البرکات وسلّط بعضھم علیٰ بعض ولم یکن لھم ناصر فی الارض ولا فی السماء" جب تک لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے اور ایک دوسرے سے تعاوُن کریں گے۔ تو

https://www.shiabookspdf.com/

ہمیشہ خیر اور بھلائی میں رہیں گے۔اور جب وہ ایسا نہیں کریں گے تو اُن کے درمیان سے برکتیں اُٹھ جائیں گی اور بعض دوسرے بعض پر غالب آ جائیں گے۔ زمین اور آسمانوں میں اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

امامؑ کی مدد کرنا بھی خدا کی مدد کرنا ہے۔جس نے امامؑ کی مدد کی اُس نے پیغمبرؐ کی مدد کی اور جس نے پیغمبر کی مدد کی اُس نے خدا کی مدد کی۔شہداء کربلا کی زیارت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے ''السلام علیکم یا انصار دین اللّٰہ، السلام علیکم یا انصار رسول اللّٰہ، السلام علیکم یا انصار امیرالمومنین، السلام علیکم یا انصار فاطمۃ الزھرا،السلام علیکم یا انصار حسن بن علی، السلام علیکم یا انصار ابی عبداللّٰہ الحسین'' امام حسین علیہ السلام کی نصرت کر کے شہدائے کربلا نے وہ اعلیٰ اور بلند مقام حاصل کیا ہے کہ ہر انسان کو چاہیے وہ اعلی ہو یا ادنی، شاہ ہو یا گدا اپنی گردن اور سر کو جھکائے ہوئے اُن کی قبروں کے سامنے کھڑا ہوتا رہے۔اور یہ کہتا رہے ''بابی انتم وامی طبتم وطابت الارض التی فیھا دفنتم وفزتم فوزاً عظیماً فیالتینی کنت معکم فأفوز معکم فوزاً عظیماً'' ان آخری کلمات کو انسان اگر صدق نیت اور خلوص کے ساتھ زبان پر لائے تو ریان بن شبیب کی حدیث کے مطابق شہداء کربلا کے ثواب میں شریک ہوگا۔لیکن وہ لوگ کتنے بدقسمت تھے جنہیں امام علیہ السلام نے اپنی مدد کے لیے بلایا لیکن وہ نہ آئے اور حضرت کو چھوڑ کر چلے گئے اُن میں سے ایک شخص عبداللہ بن حر جعفی یا حنفی ہے۔ بحارالانوار اور دیگر کتب مقتل میں ہے کہ جب حضرت نے منزل عذیب الھجانات سے کوچ کیا اور قصر بنی مقاتل پر پہنچے تو وہاں ایک خیمہ لگا ہوا

https://www.shiabookspdf.com/

دیکھا آپ نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ عبیداللہ بن حر جعفی کا خیمہ ہے آپ نے فرمایا اُس سے جا کر کہو میرے پاس آئے۔ آپ نے ایک شخص کو اُس کی طرف بھیجا وہ گیا اور کہا حسین بن علی علیہما السلام تجھے بلا رہے ہیں۔ عبیداللہ نے پیغام سن کر کہا "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" خدا کی قسم میں کوفہ سے باہر نہیں آیا مگر یہ کہ مجھے کراہت تھی اس بات سے کہ حسینؑ کوفہ میں آئیں اور میں خود کوفہ میں موجود ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے دیکھیں یا میں اُن کو دیکھوں۔ حضرت کے پیغام رساں نے آ کر بتایا کہ وہ اس طرح کہہ رہا ہے اور نہیں آیا یہ سُن کر حضرت خود اُٹھے اور اُس کے پاس آ کر اُسے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور اُسے اپنی نصرت و مدد کی دعوت دی۔ اُس نے جواب میں عرض کیا میری تلوار اور میرا گھوڑا آپکی خدمت میں حاضر ہے مجھے اپنی مدد کرنے سے معاف رکھیں۔

ذخیرۃ الدارین کی روایت کے مطابق اُس نے عرض کیا میرے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی محفوظ جگہ پر پہنچ جاؤ آپکے اہل وعیال اور بچوں کو آپ تک میں پہنچا دونگا۔ یا میں اور میرے اصحاب اُن کے سامنے قتل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا جب تو نے خود مدد کرنے سے انکار کیا ہے تو تیرے گھوڑے اور تلوار کی بھی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اب اگر تو میری مدد نہیں کر سکتا تو میرے خلاف جنگ کرنے بھی نہ آنا "فلا لنا ولا علینا کانہ من سمع و ادعتینا اھل بیت ثم لم یجبنا کبّہ اللّٰہ علٰی وجھہ فی نار جھنم" نہ ہماری مدد کر اور نہ ہی ہمارے خلاف جنگ کر۔ پس جس نے بھی ہم اہل بیتؑ میں سے کسی کی پکار کو سنا اور مدد نہ کی تو خدا اُسے اُلٹے منہ جہنم میں پھینکے گا۔

ذخیرۃ الدارین میں لکھتے ہیں یزید بن مرہ کہتا ہے عبیداللہ بن حر نے کہا حسین

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ السلام میرے پاس آئے۔ اُس دن حسین بن علی علیہ السلام پر میرے دل میں اتنا دکھ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی کسی کے بارے میں نہ ہوا تھا۔ اور اُس وقت اُن کے اطراف چالیس بچوں سے زیادہ نہ تھے۔ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن حر فرات کے کنارے اپنے گھر چلے گئے حسین علیہ السلام کربلا جا کر شہید ہو گئے امامؑ کے شہید ہونے کے بعد عبید اللہ بن حر کربلا جب شہداء کے پاس آیا تو اُن کے پاس کھڑے ہو کر شدید گریہ کیا۔ پھر امامؑ اور آپکے اصحاب پر مرثیہ پڑھا اور کہا۔

فیالک حسرة مادمت حیاً

ترد بین صدری والتراقیٰ

حسینؑ حین یطلب بذلی نصرتی

علیٰ اہل العداوۃ والشقاق

ولو انی اداسیہ بنسعی

لنلت کرامۃ یوم التلاق

فقد فاز الاولیٰ نصرواحسیناً

وخاب الاخرون اھل النفاق

یعنی جب تک میں زندہ ہوں یہ حسرت میرے دل میں ہمیشہ موجود رہے گی کہ حسینؑ مجھے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کے لیے پکارے اور میں نہ گیا۔ کہ اگر میں اپنے نفس کی پیروی نہ کرتا تو میں قیامت کے دن عزت و کرامت حاصل کر لیتا۔

بے شک جن لوگوں نے حسین علیہ السلام کی مدد کی وہ کامیاب ہو گئے اور اہل نفاق خسارے میں رہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک اور شخص جس کو امام علیہ السلام نے مدد کے لیے دعوت دی عمر بن قیس مشرقی تھا۔ بحار الانوار میں اور دیگر کتب مقاتل میں ہے عمر بن قیس مشرقی کہتا ہے میں اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ قصر بنی مقاتل پر امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کیا آپ نے فرمایا۔ کیا تو میری مدد کے لیے آیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں ایک بوڑھا آدمی ہوں میرے بال بچے ہیں لوگوں کی امانتیں بھی میرے پاس ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کی امانتیں میرے سے ضائع ہو جائیں میرے چچازاد کی بھی یہی مجبوری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پس یہاں سے دور چلے جاؤ اتنا دور کہ ہماری مدد کی پکار کی آواز تجھ تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جس تک بھی ہماری نصرت کی پکار کی آواز پہنچی اور پھر اُس نے ہماری مدد نہ کی اور جواب نہ دیا تو خدا پر لازم ہے کہ اُسے اَندھے منہ جہنم میں پھینک دے۔

بربادی ہو اہل کوفہ کے لیے کہ امام علیہ السلام کی آواز استغاثہ سنتے رہے لیکن مدد کرنے کی بجائے تیر و تلوار اور نیزوں سے حملہ کیا اور امام کے بدن کو پارہ پارہ کر دیا۔

یکی می زد بہ تیر و دیگری می زد بہ شمشیرش
ندانم زادهٔ زہراؑ چہ بودی جرم و تقصیرش

کوئی تیر مار رہا تھا اور کوئی تلوار معلوم نہیں زہراؑ جائے کا کیا قصور تھا

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 45

سورہ شوریٰ آیت 30 میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "ما اصابکم من مصیبة فما کسبت ایدیکم" جو مصیبت بھی تم تک پہنچتی ہے وہ تمہاری طرف سے کیئے گئے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

پس جو کوئی چاہتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں بھلائی اور خیر حاصل کرے تو وہ گناہوں سے بچنے کا علاج تلاش کرے۔

آیات اور اخبار سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ گناہوں کا علاج چند چیزوں سے ہوتا ہے۔اوّل توبہ حقیقی کے ذریعے سے جیسے کہ سورہ تحریم آیت 8 میں خدا ارشاد فرماتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیأتکم ویدخلکم جنات تجری من تحتھا الانھار"

https://www.shiabookspdf.com/

توبہ سے مراد اپنے کیئے ہوئے گذشتہ گناہوں پر پشیمانی اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا ہے۔ بہرحال ہر گناہ کی توبہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ واجبات کے ترک کرنے پر توبہ کرنا۔ اُن واجبات کا ادا کرنا ہے جو ترک ہو گئے ہوں حقوق الناس کے بارے میں تو اُن کا ادا کرنا ہے اور اُن کو راضی کرنا ہے اگر کوئی شرائط کے مطابق توبہ کرے تو ایسے ہوگا جیسے کہ اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ دوسری چیز جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ گناہان کبیرہ سے اجتناب کرنا ہے جیسے کہ خدا سورہ نساء آیت 31 میں فرماتا ہے۔ "**ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيأتكم**" اگر تم کبائر سے اجتناب کرو گے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ سیئات سے مراد گناہان صغیرہ ہیں۔

تیسری چیز جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہے وہ خفیہ صدقہ دینا ہے۔ جیسے کہ سورہ بقرہ آیت 271 میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔ "**ان تبدوا الصدقات فنعمّاهی**" اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو وہ اچھا ہے۔

چوتھی چیز جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہے دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا ہے جیسے کہ اصول کافی ج 2 ص 444 میں حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے۔ "**ان العبد اذا كثرت ذنو به ولم يكن عنده من العمل ما يكفرها ابتلاه بالحزن ليكفرها**" جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور اُس بندے کے پاس کوئی ایسا عمل نہ ہو جو اُن گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اُس بندے کو کسی غم و مصیبت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ گناہوں کا کفارہ بن سکے۔

پانچویں چیز جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ وہ اعمال صالحہ کا بجالانا ہے جیسے کہ

https://www.shiabookspdf.com/

سورہ دھر آیت 114 میں ارشاد ہے "ان الحسنات یذھبن السیات" یقیناً نیکیاں برائیوں کوختم کردیتی ہیں۔

تفسیر صافی ج2 ص475 میں امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے۔ "انّ اللّٰہ یکفر بکل حسنة سیّئة" بےشک خدا ہر نیکی کے ذریعے سے گناہ کوختم کردیتا ہے نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "من کفارة الذنوب العظام اغاث الملھوف و التنفیس عن المکروب" یعنی گناہان کبیرہ کے کفاروں میں سے ایک کفارہ یہ ہے کہ کسی بے کس اور مظلوم کی مدد کی جائے۔

بحارالانوار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جوکوئی اپنے دینی بے کس اور مظلوم بھائی کی مدد کرے گا تو خدا کے نزدیک بہتر نیکیاں رکھتا ہے ایک نیکی اور رحمت اُسے دنیا میں ملے گی جس سے اُس کے دیناوی اُمور سلجھ جائیں گے۔ اور باقی اکثر نیکیاں قیامت کی ہولناکیوں سے نجات دینے کے لیے محفوظ کرلی جائیں گی۔ بحارالانوار ج74 ص311 باب20 میں حضرت فرماتے ہیں۔ "مامن مؤمن یخذل اخاہ وھو بقدر علی نصرتہ الاخذ لہ اللّٰہ فی الدنیا و الاخرة" جو مومن قدرت رکھنے کے باوجود اپنے مومن بھائی کی مدد نہ کرے تو خدا اُسے دنیا اور آخرت میں رسوا کرے گا۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عذاب قبر اس وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مومن قدرت رکھنے کے باوجود اپنے مومن بھائی کی مدد نہ کرے۔

بحار ج6 حیات القلوب جلد اول میں روایت ہے حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے ایک شخص کو فرشتوں نے بٹھا کر روح اُس کے اندر واپس کردی اور کہا ہمیں خدا کی طرف سے حکم ہے کہ ایک سو تازیانہ تجھے

https://www.shiabookspdf.com/

ماریں۔ اُس نے کہا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے فرشتے تازیانوں کی تعداد کم کرتے چلے گئے آخر کار ایک تازیانہ بچ گیا۔ اُس نے کہا کہ میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ فرشتوں نے کہا اس کے مارے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اُس نے پوچھا کیوں مارنا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا۔ تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی۔ اور ایک مظلوم کے پاس سے گذرے تھے قدرت رکھنے کے باوجود تو نے اُس کی مدد نہ کی۔ فرشتوں نے ایک تازیانہ مارا اور اُس کی قبر آگ سے پُر ہوگئی۔

بحارالانوار ج14 ص502 ب32 میں روایت ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ بنی اسرائیل مین ایک بوڑھا شخص نماز میں مشغول تھا۔ دو بچوں کو دیکھا ایک پرندے کے پر کاٹ رہے ہیں۔ اُس بوڑھے نے کوئی پروہ نہ کی اور اُن بچوں کو منع نہ کیا۔ خدا نے زمین کو وحی کی کہ اُس بوڑھے شخص کو اپنے اندر دھنس لے۔ زمین نے اُسے اندر دھنس لیا اور قیامت تک اسی طرح وہ زمین کے اندر دھنس رہا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ جب کسی مظلوم کو دیکھے تو اُس کی مدد کرے۔ ہاتھ کے ساتھ مدد کرے یا مال کے ساتھ اگر نہ ہو سکے تو زبان کے ساتھ مدد کرے۔ اگر کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو خدا سے دعا کرے کہ وہ اس مظلوم کو ظالم کے چُنگل سے آزاد کرے۔

جیسے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے سنا کوفہ میں ایک مومنہ عورت کسی ظالم کے چُنگل میں گرفتار تھی۔ آپ نے یہ سن کر گریہ کیا اور مسجد سھلہ میں آ کر سجدے میں اُس مظلومہ عورت کے لیے دعا کی۔ دعا کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کو خبر ملی کہ اُس عورت کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود بے کس اور مظلوم کی مدد نہ کرے تو قبر اور قیامت کے دن عذاب کا مستحق ہوگا۔

بربادی ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنے امامؑ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ دیا۔ امامؑ استغاثہ بلند کرتے رہے لیکن انہوں نے مدد نہ کی۔

بحارالانوار ج 23 ص 419 ب 11 میں ہرثمہ بن مسلم سے روایت ہے کہتا ہے جنگ صفین سے واپسی پر ہم امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ واپس آ رہے تھے۔ جب ہم سرزمین کربلا پہنچے تو اُتر پڑے۔ حضرت نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی پھر تھوڑی سی مٹی اُٹھائی اور فرمایا۔ ''واھالک ایتھا التربة لیحشرون منک قوم یدخلون الجنة بغیر حساب'' اے مٹی تیری خوشبو کیا خوب ہے۔ تیرے اندر سے ایک جماعت قیامت کے دن اٹھے گی جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوگی ہرثمہ اپنی بیوی کے پاس واپس آ گیا۔ اُس کی بیوی مومنہ تھی۔ ہرثمہ نے سارا واقعہ اپنی بیوی کو بتایا اُس نے کہا اے مرد امیر المومنین علیہ السلام جو فرماتے ہیں وہ حقیقت ہوتا ہے اور ضرور رونما ہوتا ہے پھر ایک مدّت کے بعد حضرت سید الشہدا کربلا تشریف لائے۔

ہرثمہ کہتا ہے کہ میں بھی اُس لشکر میں تھا جو ابن زیاد نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا میں جب اُس لشکر کے ساتھ اُس جگہ پر پہنچا اور وہاں اُس درخت اور مقام کو دیکھا۔ تو مجھے اپنے مولا امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان یاد آ گیا۔ پس اُس وقت میں گھوڑے پر سوار ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو کر سلام عرض کیا۔ اور جو کچھ آپکے والد گرامی سے میں نے سنا تھا۔ آپ کے سامنے

https://www.shiabookspdf.com/

بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اب تو میری مدد کے لیے آیا ہے یا میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے۔ میں نے عرض کیا۔ نہ آپکے ساتھ جنگ کرونگا اور نہ ہی آپکی مدد کرونگا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے ان کے بارے میں ڈر ہے کہ ابن زیاد اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچائے آپ نے فرمایا۔ ایسی جگہ پر چلے جاؤ۔ جہاں سے مجھے دیکھ نہ سکو اور میری آوازِ استغاثہ سن نہ سکو۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جو کوئی بھی میری استغاثہ کی آواز سنے اور میری مدد نہ کرے تو قیامت کے دن خدا اُسے جہنم واصل کرے گا۔ مؤلف فرماتے ہیں یہ شخص بھی بے سعادت رہا اور حضرت کی مدد کرنے کے بغیر ہی واپس چلا گیا۔

ایک اور شخص جو حضرت کی مدد اور نصرت کی سعادت حاصل نہ کر سکا۔ ضحاک بن عبداللہ بن قین المشرقی ہمدانی تھا ابومخنف نے کربلا کے اکثر واقعات اسی شخص کے ذریعے نقل کیئے ہیں۔ ذخیرۃ الدارین میں لکھتے ہیں۔ ضحاک مالک بن نعر الارجی کے ساتھ منزل قصر بنی مقاتل میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُسے اپنی مدد کی دعوت دی مالک بن نصر نے معذرت کی۔ اور کہا میرے بال بچے ہیں اور لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائیں۔ ضحاک نے عرض کیا۔ آپکی مدد کرنے میں اگر میرا کوئی فائدہ ہو تو میں حاضر ہوں۔ وگرنہ میری بیعت مجھ پر حلال ہو۔ حضرت نے بھی قبول کرلیا۔ پس یہ شخص حضرت کے ساتھ کربلا آیا اور روز عاشور تک حضرت کی رکاب میں رہا۔

ضحاک کہتا ہے جب میں نے دیکھا حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے تمام اصحاب قتل ہو گئے ہیں اور سوائے دو کے یعنی سوید بن عمرو بن ابی المطاع الخثعمی اور بشیر

https://www.shiabookspdf.com/

بن عمرو الخضرمی کوئی باقی نہ رہا میں حضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا بن رسولؐ میں آپ پر قربان جاؤں میں نے آپ کے ساتھ شرط کی تھی کہ اگر میری مدد آپکو فائدہ دے گی تو میں مدد کرونگا لیکن اب ایسے لگ رہا ہے کہ میری مدد بھی آپکو فائدہ نہ پہنچائے گی۔ یعنی آپکو بھی شہید کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔ لیکن تو ان سے بچ کر کیسے نکلے گا۔ میں نے اپنی بیعت تیری گردن سے اٹھالی ہے ضحاک کہتا ہے میں نے اپنا گھوڑا خیمے میں چھپایا ہوا تھا۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے اہل بیتؑ اور اصحاب کے ایک سو چھتیس خیمے تھے۔ اُن میں سے ستر خیمے حضرت کے اہل بیتؑ اور دیگر بنی ہاشم کے ساتھ مخصوص تھے۔ اور دوسرے آپکے اصحاب کے تھے۔ میں پیدل میدان کی طرف گیا اور حضرت کے سامنے جنگ کی۔ اور عمر سعد کے لشکر سے دو آدمیوں کو قتل کیا اور ایک کا ہاتھ کاٹا۔ اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں مشرف ہوا۔ آپ نے مجھے جانے کی اجازت دی میں گیا اور خیمے سے اپنا گھوڑا لیا اُس پر سوار ہو کر تیز دوڑ کر عمر سعد کے لشکر کی طرف گیا۔ فوج نے مجھے راستہ دے دیا میں اُن کے درمیان سے نکل کر بھاگ گیا۔ عمر سعد کے لشکر سے پندرہ فوجی گھوڑے پر سوار میرے پیچھے لگ گئے۔ تا کہ مجھے پکڑ کر لائیں میں دریائے فرات کے کنارے ایک دیہات شغیہ پہنچ گیا یہ لوگ بھی میرے پیچھے وہاں پہنچ گئے انہوں نے مجھے پہچان لیا لیکن مجھے کچھ نہ کہا اور واپس چلے گئے۔

صاحب ذخیرہ والے لکھتے ہیں۔ جب حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے آخری دو ساتھی بھی شہید ہو گئے تو آپ نے استغاثہ بلند کیا۔ اور کہا۔ کوئی ہے مدد کرنے والا جو ہماری مدد کرے کوئی ایسا ہے جو حرم رسولؐ سے دشمنوں کو دور کرے یعنی

https://www.shiabookspdf.com/

کوئی ہے فاطمہؑ کی بیٹیوں کو قیدی ہونے سے بچائے۔ جب امام علیہ السلام کے استغاثہ کی آواز خیموں میں مستورات اور بچوں تک پہنچی تو سب نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔

سعد بن الحرث الانصاری اور اُن کا بھائی ابوالحتوف کوفہ سے عمر سعد کی فوج میں آئے تھے جب انہوں نے امام علیہ السلام کے استغاثہ کی آواز سنی تو اسلامی غیرت کی بنا پر جوان کے سینے میں تھی جاگ اُٹھی۔ ایک دوسرے سے دونوں کہنے لگے ہم کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور جو خدا کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اس وقت نواسۂ رسولؐ کی یہ حالت ہے کہ اُن کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہم اُن کے ساتھ جنگ نہیں کر سکتے قیامت کے دن کیسے اُمید کی جا سکتی ہے۔ کہ اُن کے نانا ہماری شفاعت کریں گے۔ اس کے بعد دونوں نے اپنی تلواریں نکالیں اور عمر سعد کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے کافی دیر تک جنگ کرتے رہے اور کافی سارے لوگوں کو جہنم واصل کیا اور کچھ کو زخمی کیا۔ پھر دونوں جنگ کرتے کرتے اکٹھے شہید ہو گئے۔

مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام نے چھ قسم کی ندائیں دیں۔ ایک ندا مدد کے لیے تھی۔ دوسری ندا "انا للہ و انا الیہ راجعون" کی تھی تیسری ندا دفاع کے لیے تھی۔ چوتھی ندا استغاثہ کی تھی۔ پانچویں ندا پانی کے لیے تھی اور چھٹی ندا نصرت کے طلب کرنے کے لیے تھی۔ جب حضرت نے استغاثہ بلند کیا تو گذشتہ مذکورہ دو آدمی حر بن یزید ریاحی کے ساتھی بڑے متغیر ہوئے اور حضرت کے استغاثہ نے ان پر بڑا اثر کیا۔ اور یہ تینوں عمر سعد کے لشکر سے نکل کر حضرت کے ساتھ آ کر مل گئے۔ اور درجۂ شہادت حاصل کیا۔ جب حضرت نے استغاثہ بلند کیا تو

https://www.shiabookspdf.com/

خیموں میں عورتیں اپنے بچوں سے کہتی تھیں جاؤ جا کر نواسۂ رسولؐ کی مدد کرو وہب کی ماں نے بھی جب استغاثہ کی آواز سنی تو اپنے بیٹے سے آقا کی مدد کے لیے کہا۔ وہب آیا اور اجازت طلب کی اور عرض کیا (امی امرتنی) یہ آواز سن کر خیموں میں گریہ اور رونے کی آواز بلند ہوئی۔ اور امامؑ کی ندا پر بیمار کربلا اپنے خیمے سے باہر آ گئے۔ اور عرض کیا۔ بابا جان آپکے استغاثہ نے میرے دل کے آرام کو ختم کر دیا۔ اور میرا ذہن پریشان کر دیا۔ میں چاہتا ہوں اپنی جان آپ پر قربان کردوں۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 46

خداوند کریم سورہ اعراف آیت 156 میں ارشاد فرماتا ہے۔

"ورحمتی وسعت کل شیء فسأ کتبھا للذین یتقون."

خدا کی دو رحمتیں ہیں ایک عام اور دوسری خاص۔ عام رحمت جو رحمانیت کی صفت ہے اس کے تحت خدا نے تمام مخلوقات کو خلق کیا ہے اور اُن میں سے چاہے وہ دوست ہیں یا دشمن مومن ہیں یا کافر سب کو روزی دیتا ہے۔ آیت مذکورہ میں بھی اسی رحمتِ عام کی طرف اشارہ ہے جو ہر شے پر وسیع ہے۔ اسی رحمت کے تحت خدا اپنے بندوں کے عیوب اور گناہ چھپاتا ہے اور انہیں دنیا میں رسوا نہیں کرتا بلکہ اس نے کسی کے عیب بیان کرنے کا حرام قرار دیا ہے جیسے کہ دُعائے کمیل میں موجود ہے۔

" وکنت انت الرقیب علیٰ من ورائھم والشاھد لما خفی عنھم وبرحمتک اخفیة وبفضالک سترته"

اے خدا تو اُن نگہبان فرشتوں کے پیچھے میرا نگران تھا اور میرے اُن اعمال کا شاہد تھا جو ملائکہ سے پوشیدہ تھے۔ تو نے اپنی وسیع رحمت کے ذریعے اُن کو چھپا دیا اور

https://www.shiabookspdf.com/

اپنے فضل سے اُن پر پردہ ڈال دیا اور خدا کی خاص رحمت جو رحیمیت کی صفت۔ یہ قیامت کے دن مومنوں کے ساتھ خاص ہے جیسے کہ سورہ احزاب آیت 43 اور سورہ اعراف آیت 56 میں فرماتا ہے۔

"وکان بالمومنین رحیماً"... "ان رحمت اللہ قریب من المحسنین"

رحمت ایک ایسی صفت ہے جو رحیم کے مقابلے میں خاص ہے جو صرف خدا کی صفت ہے اور اسی کا اسم ہے خا کے علاوہ کوئی بھی صفت رحمانیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس صفت کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے۔ جبکہ رحیم ایک ایسی صفت ہے جو خدا کے علاوہ دوسرے بھی اس کے ساتھ موصوف ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ اوصاف پیغمبرؐ میں خدا سورہ توبہ آیت نمبر 128 فرماتا ہے۔ "حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم" اسی طرح دُعائے جوشن کبیر میں ہے۔ "یا ارحم من کل رحیم" اے وہ ذات جو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والی ہے۔

سید بن طاوس رسالہ محاسبۃ النفس ص 35 میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو کوئی سجدہ کی حالت میں سات مرتبہ یہ کہے "یاارحم الرّحمین" تو خدا جواب میں فرماتا ہے۔ "ھا انا ارحم الرحمین سل حجتک" ہاں میں تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اپنا سوال کرو۔

یہ دو نام یعنی رحمان اور رحیم خدا کے اسماء الحسنٰی میں دو اسم ہیں اور ان دو میں سے ہر ایک کا علیحدہ اور مخصوص اثر ہے۔

بعض اہل عرفان فرماتے ہیں جو کوئی "الرحیم" کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے تو مخلوق اس پر مہربان ہو جاتا ہے اور مخلوق اُس پر مہربان ہو جاتی ہے۔ کتاب جنات الخلو د

https://www.shiabookspdf.com/

میں ہے کہ روزانہ سومرتبہ رحمٰن کہنے سے نسیان اور دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔

کتاب جواہر مکنونہ اور لئالی مخزونہ میں ہے کہ بیماروں کی شفا کے لیے اور قرض کی ادائیگی کے لیے تین ہزار تین سو تینتیس مرتبہ یہ ورد پڑھنا چاہیے۔ "فا اللّٰہ خیر حافظًا وّھو ارحم الرحمین" فرماتے ہیں کہ اس ورد میں یقیناً شفا ہے اس شرط کے ساتھ کہ ورد کے دوران کوئی دوسری بات نہ کرے۔

بحار الانوار جلد 4 ص 183 ، باب 2 اور غایۃ المرام میں تفسیر امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا نے اپنی رحمت کو سو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

"جَعَلَ مِنھَا رَحْمَۃً وَاحِدۃً فِی کُلِّھِم" یعنی اُن سو میں سے ایک حصے کو اپنی مخلوق کی خلقت میں قرار دیا ہے۔ جیسے کہ ماں اپنے بیٹے کے ساتھ رحم اور محبت رکھتی ہے۔ تمام مخلوقات آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور حیوانات اپنے بچوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن خدا تمام سو رحمتوں کے ساتھ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پر رحم اور مہربانی فرمائے گا۔

بحار الانوار ج 4 ص 183 میں ہے۔ "ثُمَّ یَشْفَعُھُمْ فِیمَنْ یُحِبُّوْنَ لَہُ الشَّفَاعَۃُ مِنْ اَھْلِ الْمِلَّۃِ" اس کے بعد وہ اہل اسلام میں سے جن کو پسند کریں گے۔ اُس کی شفاعت کریں گے۔

روایات اہلبیت علیہم السلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ "اِنَّ حَقِیْقَۃَ الرَّحْمَۃِ بِکِلَا الْمَعْنَیَیْنِ ھِیَ الْحَقِیْقَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃِ" یعنی رحمت اپنے دونوں معنوں کے ساتھ حقیقت میں حقیقت محمدیہ ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ حضور کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔

ومآ ارسلنٰک اِلَّا رحمۃ للعالمین"

https://www.shiabookspdf.com/

اور آپ کا رحمۃ للعالمین کا وصف اس لیے ہے کہ دشمنوں کی طرف سے اتنی زیادہ تکلیفیں اور اذیتیں دینے کے باوجود کسی کے لیے بددعا نہیں کی۔ بلکہ اُن کے لیے دعا کی۔

بلکہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کئی مرتبہ کافروں نے آپکی پیشانی کو زخمی کیا۔ آپ اپنی پیشانی کا خون پکڑ کر آسمان کی طرف پھینک دیتے تھے تاکہ کہیں زمین پر نہ گر جائے۔ اور اہل زمیں خدا کے عذاب میں مبتلاء نہ ہو جائیں۔ بحار الانوار ج 20 ص 96 ب 12 میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "وَاللّٰهُ لَوْسَقَطَ مِنْهُ شَيءٍ عَلَى الْاَرْضِ لَنَزَلَ الْعَذَابَ" اللہ کی قسم اگر حضورؐ کے خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاتا تو اللہ زمین پر ضرور عذاب نازل کرتا۔

رسولؐ خدا کے ساتھ ساتھ تمام اہل بیت علیہم السلام اُس رحمٰن اور رحیم کے مظہر ہیں۔ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ رحم وشفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ جیسے کہ جنگ جمل میں امیر المومنین علیہ السلام نے فتح کے بعد تمام اہل بصرہ کو معاف کر دیا اور اُن سے انتقام نہ لیا۔ حتیٰ کہ جنگ کے اصل مہرے یعنی طلحہ، زبیر اور عائشہ کو بھی معاف کر دیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں نے اہل بصرہ کو اس طرح معاف کیا ہے۔ جیسے نبی اکرمؐ نے اہل مکہ کو معاف فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ ابن ملجم ملعون کے ساتھ کس طرح مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آئے اس کے باوجود کہ آپ جانتے تھے۔ یہ میرا قاتل ہے۔

اسی طرح سید الشہداء علیہ السلام نے اہل کوفہ کو تین مرتبہ تین مقامات پر پانی پلایا۔ حالانکہ حضرت کو اُن کی شقاوت اور عداوت کا علم تھا۔ ایک مرتبہ اُس وقت جب کوفہ میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ یہ امیر المومنین علیہ السلام کی خلافتِ ظاہری کا زمانہ

https://www.shiabookspdf.com/

تھا۔لوگ حضرت کے پاس آئے۔اور دعا کے لیے عرض کیا۔آپ نے اپنے بیٹے حسین علیہ السلام سے فرمایا بیٹا دعا کرو۔آپ نے دعا کی جس سے اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہوگیا۔دوسری مرتبہ جنگِ صفین میں لشکرِ معاویہ نے فرات پر قبضہ کرر کھا تھا۔اور امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر پر پانی بند کیا ہوا تھا۔امام حسین علیہ السلام چند سپاہیوں کے ساتھ گئے اور فرات پر قبضہ کرلیا اور پانی اپنے قبضے میں کرلیا۔جب یہ خبر امیر المومنین علیہ السلام کو ملی تو آپ گریہ کرنے لگے اصحاب نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا۔مجھے وہ وقت یاد آ گیا ہے جب اسی دریا کے کنارے حسینؑ کو پیاسا قتل کریں گے۔اور حسینؑ کا گھوڑا چیخ چیخ کر کہے گا۔

"الظَّلِيمَةُ الظَّلِيمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْكَ ابْنَ بِنْتِ بَنِيِّهَا"

تیسری مرتبہ اُس وقت جب آپ کربلا کی طرف جارہے تھے۔جب منزل شراف یا اشراف پر پہنچے تو سحری کے وقت جانے کا ارادہ کیا۔آپ نے اپنے تمام ساتھیوں کو حکم دیا کہ پانی زیادہ سے زیادہ بھرلیں۔اس کے بعد وہاں سے چل پڑے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو اصحاب نے اللہ اکبر کی آواز بلند کی۔آپ نے فرمایا۔اللہ اکبر۔تکبیر کیوں کہہ رہے ہو؟ اصحاب نے عرض کیا ہمیں درختوں اور کھجوروں کے درخت نظر آرہے ہیں۔کچھ اصحاب نے کہا خدا کی قسم ہم نے اس جگہ پر کبھی کھجوروں کے درخت نہیں دیکھے۔آپ نے فرمایا۔پھر تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا۔یہ نیزوں کی نوکیں اور گھوڑوں کے کان ہیں۔آپ نے فرمایا میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔پھر آپ نے فرمایا۔یہاں کوئی پناہ گاہ ہے۔تاکہ وہاں چلے جائیں کسی نے عرض کیا کہ یہاں سے منزل ذو خشب بائیں طرف نزدیک ہے۔وہاں تشریف لے جائیں۔آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس منزل کی طرف رخ کیا۔جب سواروں

https://www.shiabookspdf.com/

نے دیکھا کہ آپ راستہ سے ہٹ گئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنا راستہ تبدیل کر لیا۔اور آپ کی طرف آ گئے۔حضرت کے اصحاب نے جلدی جلدی وہاں اپنے خیمے لگا لیے۔ اتنے میں حر بن یزید ریاحی۔ایک ہزار سواروں کے ساتھ آیا اور صف بستہ ہو گیا۔گرمی کا موسم تھا۔حُر کے لشکریوں کے چہروں سے پیاس کے آثار نمایاں تھے آپ نے اُن کی اس حالت کو دیکھ کر اپنے جوانوں سے فرمایا۔انہیں پانی پلا کر سیراب کرو۔اور ان کے گھوڑوں کو بھی آہستہ آہستہ پانی پلاؤ۔آپ کے اصحاب نے برتنوں میں پانی ڈالا اور تمام کے تمام کو پانی پلایا۔اُن کے گھوڑوں کو بھی پانی پلایا۔گھوڑوں کو تین تین چار چار یا پانچ پانچ مرتبہ برتن آگے رکھ کر پانی پلایا۔یہاں تک کہ تمام گھوڑے سیراب ہو گئے۔

علی بن طعان محاربی کہتا ہے۔میں حُر کے لشکر کا آخری سپاہی تھا جو وہاں پہنچا تھا۔سید الشہداؑ نے جب مجھے اور میرے گھوڑے کو پیاسا دیکھا تو فرمایا۔اونٹ کو بٹھاؤ میں نے بٹھا دیا۔آپ نے فرمایا۔پانی پیو۔میں اونٹ کے پاس گیا۔اور مشک اونٹ کے اُوپر بندھی ہوئی تھی میں نے پانی پینا چاہا۔پانی میرے منہ کے ادھر اُدھر سے گر جاتا اور میں آرام سے پانی نہ پی سکا۔آپ نے دیکھ کر فرمایا۔مشک کا منہ بند کر دو۔میں نے بند کر دیا۔حضرت خود میرے پاس تشریف لائے مشک کو اپنے مبارک ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا۔اب تم آرام سے پانی پیو۔میں نے آرام سے پانی پیا۔اور حضرت نے میرے گھوڑے کو بھی سیراب کیا۔حضرت نے جاننے کے باوجود کہ یہ لوگ میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں اُن کو پانی پلا کر سیراب کیا۔یہی وہ اشقیاء تھے جن کو حضرت نے پانی پلایا تھا۔دیکھ اور سن رہے تھے۔کہ سید الشہداؑ پانی طلب کر رہے ہیں۔لیکن ان ملعونوں نے پانی کے بدلے۔تیروں اور تلواروں کے ساتھ جواب دیا۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 47

وَاَفْضَلُ قِسْمُ اللّٰہِ لِلْمَرءِ عَقْلُہٗ

فَلَیْسَ مِنَ الْخَیْرَاتِ شَیٌٔ یُقَارِبُہٗ

اِذَا اَکْمَلَ الرَّحْمٰنُ لِلْمَرءِ عَقْلَہٗ

فَقَدْ کَمُلَتْ اَخْلَاقُہٗ وَتَجَارِبُہٗ

یعنی خدا نے کسی شخص کو سب سے اچھی چیز جو عطا کی ہے وہ اُس کی عقل ہے اچھی چیزوں میں سے عقل کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

خدا جب کسی شخص کی عقل کو مکمل اور کامل کر دیتا ہے تو اُس کا اخلاق اور تجربات کامل ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سورہ لقمان آیت 20 میں فرماتا ہے۔(وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعْمَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً) خدا نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ شمار

https://www.shiabookspdf.com/

نہیں کی جاسکتی۔ خدا کی نعمتوں کی معرفت حاصل کرے خدا کی نعمتیں چار طرح کی ہیں ظاہری باطنی، بڑی اور چھوٹی، انسان کو چاہیے کہ خدا کی طرف سے نعمتیں نازل ہوتی رہیں خاص طور پر بڑی نعمتوں پر زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ وگرنہ نعمتیں اُس سے سلب ہو جائیں گی۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ ابراہیم آیت 8 میں ارشاد فرماتا ہے۔ (وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ) اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ ہر انسان کے پاس دو نعمتیں ہمیشہ موجود ہوتی ہیں ایک خدا کا دیا ہوا وجود اور دوسری زندگی۔ باقی تمام نعمتیں ان دو نعمتوں کی فرع اور شاخیں ہیں یہ دو اصل اور جڑ ہیں۔ اگر انسان کے پاس زندگی نہ ہو تو باقی تمام نعماتِ دنیاوی بے اثر اور بے فائدہ ہیں۔ اس لیے انسان کی ایک دن کی زندگی بلکہ ایک گھنٹے کی زندگی کی قیمت تمام نعمتوں سے زیادہ ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر ممالک روی زمین بہ دست آری
بھائی مہلت یک روز زندگانی نیست

یعنی اگر تمام ممالک تیرے ہاتھ میں آ جائیں تو پھر ایک دن کی زندگی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

تمام نعمتوں میں افضل اور اکمل نعمت جس کا فائدہ سب سے زیاد ہے وہ عقل ہے۔ عقل درحقیقت ایک خزانہ اور دوسری نعمتوں کے لیے سرچشمہ اور اصل ہے۔ جس کے پاس عقل ہے۔ اُس کے پاس سب کچھ ہے۔ دنیا اور آخرت اُسی کی ہے۔ جس کے پاس عقل نہ ہو نہ دنیا اُس کے پاس ہے اور نہ ہی آخرت۔

https://www.shiabookspdf.com/

مُلا رومی نے کیا خوب کہا ہے۔

عقل من گنج است و من ویرانہ ام
گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

یعنی میری عقل ایک خزانہ ہے اور میں ایک بیابان ہوں۔ اگر خزانے کو میں حاصل کرلوں تو دیوانہ بن جاؤنگا۔

اصول کافی ج 1 ص 12 روایت 11 میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "مَا قَسَمَ اللّٰهُ لِلْعِبَادِ شَيْئاً اَفْضَلُ مِنَ الْعَقْلِ" خدا نے عقل سے افضل اپنے بندوں کو کوئی چیز عطا نہیں فرمائی۔

کتاب اثنا عشریہ میں روایت ہے کہ "اَلْعَقْلُ عَقْلاً، مطبوع و مسموع" یعنی عقل کی دو قسمیں ہیں، عقل مطبوعی اور عقل مسموعی۔

عقل مطبوعی خدا تعالیٰ ہر انسان کو اُس کی قابلیت کے مطابق عطا کرتا ہے۔ یہ عقل کم یا زیادہ نہیں ہوتی۔ عقل مسموعی تعلیم و تعلم اور تجربہ کے ساتھ کم و زیادہ ہو جاتی ہے۔

کچھ محققین کے خیال میں عقل ایک قوت اور ملکہ ہے جو خدا اپنے بندے کو اتمام حجت کے لیے عطا کرتا ہے۔ پس انسان اگر اس قوہ اور ملکہ کو حرص و لالچ، خواہشات نفسانی اور فریب و دھوکہ میں استعمال کرے گا تو ایسا شخص فریب کار، مکار اور دنیا دار شمار ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ عقل کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مَاعُبِدَبِهِ الرَّحْمٰنَ وَاكْتُسِبَ بِهَ الْجِنَانُ" عقل

https://www.shiabookspdf.com/

ایسی چیز ہے جس کے ساتھ خدا کی عبادت اور جنت حاصل کی جاتی ہے۔ روای نے سوال کیا پس معاویہ میں جو چیز تھی وہ کیا تھی؟ آپ نے فرمایا "تِلْکَ النکراء تلک الشیطٰنة وهي شبيهة بالعقل وليت بالعقل" معاویہ میں جو چیز تھی وہ ایک بُری اور شیطانی صفت تھی یہ عقل کے مشابیہ ہے لیکن عقل نہیں۔ باطنی ظاہری چیزوں کی طرح نہیں ہے جن کو معین کیا جاسکتا ہے اور جن کا وزن ہوسکتا ہے۔ باطنی چیزیں مثل کفر وایمان، عداوت، سعادت وشقاوت اور عقل وحماقت وغیرہ صرف علامات اور نشانیوں کے ذریعے سے پہچانی جاتی ہیں۔ عقل اور عقل کی علامات اور لوازم میں سے ایک یہ ہے کہ انسان علم اور معرفت کا طلبگار ہو۔ کیونکہ عاقل انسان جانتا ہے۔ کہ کوئی عمل علم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اور اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اصول کافی ج 1 ص 50 میں ہشام کی حدیث ہے۔ جس میں امام فرماتے ہیں۔ "لانجاة الا باالطاعة والطاعة باالعلم والعلم باالتعلّم والتعلّم بالعقل" نجات صرف اطاعت کے ساتھ اور اطاعت علم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور علم تعلم کے ساتھ ہوتا ہے اور تعلم عقل کے ساتھ۔

عاقل انسان کی علامات میں سے ایک علامت با ادب اور با اخلاق ہونا ہے جیسے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "الادب فی الانسان شجرة اصلها العقل" ادب انسان کے اندر ایک ایسا درخت ہے جس کی جڑ عقل ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ "حلی النساء الذهب وحلی الرجال الادب" عورتوں کی زینت سونا اور مردوں کی زینت ادب ہے۔

لیس الجمال باثواب تزینها

بل الجمال جمال العلم والادب

https://www.shiabookspdf.com/

خوبصورتی مزین کرنے والے لباس سے نہیں ہوتی بلکہ اصل خوبصورتی تو علم اور ادب کے ساتھ ہوتی ہے۔

انّما الفخر لعقل ثابت
وحیاء وعفات و ادب

یقیناً فخر عقل کے لیے ثابت ہے اور صاحب عقل کے پاس حیا پاکدامنی اور ادب ہے۔ جو کوئی بھی کسی ذلت اور رسوائی میں مبتلاء ہوا وہ بے ادبی کی وجہ سے اور کسی کو جو بھی اور جتنی عزت ملی وہ ادب کی وجہ سے ملی۔ شیطان جو لعنت کا مستحق ہوا وہ بھی اسی بے ادبی اور جسارت کی وجہ سے ہے۔ اور حضرت آدمؑ سعادت پر پہنچے تو با ادب ہونے کی وجہ سے۔ اسی طرح عمر سعد سید الشہداءؑ کے ساتھ بے ادبی کرنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا ہوا اور حر بن یزید حضرت کے سامنے با ادب ہونے کی وجہ سے نجات پا گیا۔ علامہ مجلسی بحار الانوار ج 44 ص 377 باب 37 میں اور دیگر کتبِ مقاتل میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حر بن یزید ریاحی نے ایک ہزار لشکر کے ساتھ امام حسین علیہ السلام اور آپکے اصحاب کا راستہ روکا تو آپ نے حُر کے تمام لشکر کو اور اُن کے گھوڑوں کو جو پیاسے تھے سیراب کیا۔ اس کے بعد آپ حُر کے سامنے آئے اور فرمایا۔ اے حر کیا ہماری مدد کے لیے آئے ہو۔ یا ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے؟ حُر نے جواب دیا۔ "بل علیک یا ابا عبداللّٰہ" بلکہ آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ "الموت ادنی الیک من ذالک" موت اس کام سے زیادہ تیرے نزدیک ہے۔ پھر ظہر کی نماز کا وقت ہوا آپ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم دیا اس کے بعد آپ خیمے سے باہر آئے اور حُر کے لشکر کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ میں تمہاری طرف صرف اس لیے آیا ہوں کیونکہ آپکے خطوط مسلسل میرے پاس آرہے تھے۔ جن میں تم نے لکھا تھا۔ کہ ہمارے پاس آجائیں کیونکہ ہمارا کوئی امام اور پیشوانہیں ہے۔ میں تو تمہارے بلانے کی وجہ سے آیا ہوں۔ اگر میرا آنا تمہیں پسند نہیں ہے۔ تو میں واپس پلٹ جاتا ہوں۔ جہاں سے آیا ہوں۔ تمام سن کر چپ ہوگئے۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا حضرت نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے حر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اگر تم چاہو تو اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھو۔ اُس نے عرض کیا ہم بھی آپکے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ حضرت نماز میں مشغول ہوگئے حُر اور اُس کے ساتھیوں نے بھی آپکے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ وہاں سے اُٹھے اور اپنے خیمے کے اندر چلے گئے۔ آپکے اصحاب آپکے اردگرد جمع ہوگئے۔ حُر بھی اپنے خیمے میں چلا گیا اُس کے پانچ سو ساتھی اُس کے اردگرد جمع ہوگئے اور باقی پانچ سو اپنی اپنی سواریوں کے لجاموں کو پکڑ کر کھڑے گھوڑوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔ یہاں تک کے عصر کی نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ اُٹھے اور اُن تمام کے ساتھ نماز ادا کی اور دوبارہ حُر اور اُس کے لشکر کی طرف مخاطب ہوکر خدا کی حمد وثناء بجالانے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو۔ ہم اہلبیتؑ اُن لوگوں سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں جو خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور تم پر ظلم وستم کرتے ہیں۔ اگر تمہاری رائی لکھے ہوئے خطوط کے برخلاف ہوچکی ہے تو ہم واپس پلٹ جاتے ہیں۔ حُر نے کہا۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کس نے آپکو آنے کے لیے خط لکھا ہے اور آپکو بلایا ہے۔ حضرت نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا۔ عقبہ بن سمعان نے اُن دو خرجبین کو لا کر خطوط سامنے گرادیئے۔ حُر نے عرض کیا۔ ہم میں سے وہ کوئی بھی نہیں ہے۔ جنہوں نے آپکو یہ

https://www.shiabookspdf.com/

خطوط لکھے۔ لیکن ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ جب ہم آپ ملاقات کریں تو آپکو ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں کوفہ نہیں آؤں گا۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ جب عورتیں اور بچے اور تمام اصحاب سوار ہو گئے۔ تو پھر آپ بھی سوار ہوئے۔ جب آپ واپس لوٹنے لگے تو حُر اور اُس کے لشکر نے آپکا راستہ روک لیا۔ حضرت نے حُر کی طرف منہ کیا اور فرمایا۔ "ثکلتکِ اُمُّکِ ماتوید" تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تم کیا چاہتے ہو؟ حُر نے عرض کیا۔ آپکو معلوم ہونا چاہئے۔ اگر عرب میں سے کسی اور نے میری ماں کا نام لیا ہوتا تو میں اُس کی ماں کا نام لیتا۔ لیکن ہم آپکی ماں کا نام نہیں لے سکتے۔ مگر اچھے الفاظ کے ساتھ۔ حضرت نے فرمایا۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ حُر نے عرض کیا میں آپکو امیر ابن زیاد کے پاس لے جاؤ نگا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تیرے پیچھے نہیں آؤ نگا۔ حُر نے عرض کیا میں بھی آپکا پیچھا نہیں چھوڑ ونگا۔ تین مرتبہ ایسے ہی سوال و جواب ہوئے آخر کار حُر نے عرض کیا۔ مجھے آپکے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ مجھے صرف یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ آپکو اکیلا نہ چھوڑوں۔ یہاں تک کہ آپکو کوفہ لے جاؤں۔ اگر آپ کوفہ نہیں جانا چاہتے۔ تو کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ تو کوفہ جاتا ہو اور نہ ہی مدینہ اور میں بھی لکھ دونگا۔ کہ میں نے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ شائد اس طرح میں آپکے ساتھ جنگ کرنے سے بچ سکوں۔ اس کے بعد دونوں لشکر سوار ہو کر جدا جدا چل پڑے۔ صبح تک چلتے رہے۔ پھر صبح کی نماز ادا کی جو سب نے آپکے ساتھ ملکر ادا کی۔ اس کے بعد فوراً سوار ہو کر حضرت سڑک کے دائیں طرف چلنے لگے اور آپ چاہتے تھے کہ حُر کے لشکر سے جدا ہو جائیں۔ اسی اثنا میں کوفہ کی طرف سے ایک مسلح شخص آ پہنچا۔ سب کھڑے ہو گئے تا کہ

https://www.shiabookspdf.com/

دیکھیں کون ہے۔ اور کیا خبر لایا ہے۔ اُس شخص نے آ کر حُر کو سلام کیا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام کو سلام نہ کیا۔ اور ابن زیاد کا ایک خط نکال کر حُر کو دیا۔ حُر نے خط کھولا۔ دیکھا اُس میں لکھا ہوا تھا۔ جب میرا خط تجھ تک پہنچے۔ اور میرا قاصد تیرے پاس آئے حسینؑ کے ساتھ سختی سے پیش آنا نرمی نہ دکھانا۔ اور اُن کو ایسی جگہ پر اتر نے دینا جہاں بیابان ہو اور پانی وغیرہ موجود نہ ہو۔ میرا قاصد اُس وقت تک تجھ سے جدا نہیں ہوگا جب تک تو میرے حکم کو جاری نہ کرے حُر نے خط کی تفصیل حضرت کے سامنے بیان کی اور آپکو اُترنے پر مجبور کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حُر کیا تو نے ہمیں یہ نہیں کہا کہ ہم اصلی راستے سے دور ہٹ کر چلیں اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیں؟ حُر نے عرض کیا ہاں میں نے ضرور کہا ہے لیکن ابھی امیر کا خط پہنچا ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ آپکے ساتھ سختی سے پیش آؤں۔ اگر میں آپکو چھوڑ دوں اور جانے دوں تو جاسوس ابن زیاد کو جا کر بتا دے گا کہ حُر نے آپکو جانے دیا شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ افسوس ہے تجھ پر۔ مجھے چھوڑ دو میں ان دیہات میں سے کسی ایک میں یا کسی آبادی میں چلا جاتا ہوں۔ حُر نے عرض کیا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا میرے پیچھے اس مرد کو یعنی جاسوس کو لگایا گیا ہے۔ سید ابن طاؤس لھوف میں فرماتے ہیں کہ حضرت سوار ہوئے تا کہ واپس لوٹ جائیں لیکن حُر اور اُس کا لشکر مانع ہوا کئی بار حضرت نے لوٹنے کی کوشش کی لیکن حُر کا لشکر مانع ہوا۔ آخر کار چلتے چلتے زمینِ کربلا پر پہنچ گئے۔ اور یہ دو محرم کا دن تھا۔ ابو مخنف کی روایت کے مطابق جب حضرت زمین کربلا پر پہنچے تو آپکی سواری نے۔ قدم اُٹھانا چھوڑ دیا۔ حضرت نے گھوڑا تبدیل کیا اُس نے بھی چلنے سے انکار کر دیا حضرت نے سات سواریاں تبدیل کیں کسی ایک نے بھی قدم نہ اُٹھایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت نے اپنے اصحاب سے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے؟ کسی نے کہا غاضریہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟ عرض کیا شطُ الفرات بھی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی اور بھی نام ہے؟ کہنے لگے اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسی جگہ ٹھہریں۔ اس جگہ سے کہیں نہ جائیں۔ آپ نے ایک لمبا سانس کھنچا اور فرمایا۔ ارض کرب وبلا۔ بحارالانوار کے مطابق حضرت نے فرمایا۔ یہ غصہ اور بلا کی زمین ہے یہ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہ ہمارے سامان رکھنے کی جگہ ہے۔ اس جگہ ہمارے مردوں کو قتل کیا جائے گا۔ اور ہمارا خون بہایا جائے گا۔ بحارالانوار میں ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹوں کو بھائیوں اور اہلبیت کو جمع کیا۔ جمع کرنے کے بعد اُن کے چہروں کی طرف دیکھا اور رونے لگ گئے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت کافی دیر تک روتے رہے۔ حضرت کو اس قدر گریہ کرتے ہوئے دیکھ کر جوانوں اور آپکے بھائیوں نے اور اُن کو دیکھ کر خواتین نے بھی رونا شروع کر دیا۔ شائد حضرت کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ اپنے جوانوں اور بھائیوں کو دیکھ کر وہ وقت یاد آ گیا۔ جب عصرِ عاشور اُن کے بدن زمین کربلا پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑے ہونگے۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 48

خداتعالیٰ سورہ عنکبوت آیت 2 میں فرماتا ہے۔ "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ"

خدا کی حکمت اور مصلحت کے تحت تمام مخلوق کو معرض امتحان قرار دیا گیا ہے تاکہ اس امتحان کے ذریعے سے جو کچھ اندر چھپا ہوا ہے کفر یا ایمان سچ یا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ تاکہ جو بہشت میں جائے یا دوزخ میں اُس پر حجت تمام ہو جائے۔ "لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ" یعنی تاکہ جو ہلاک ہو تو بینہ کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے تو وہ بھی بینہ پر زندہ رہے۔

عقل سلیم امتحان کے اچھے اور خوب ہونے کا حکم کرتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا مخلوق کا امتحان نہ کرے اور اپنے علم کے تحت کسی کو جنت میں اور کسی کو جہنم میں بھیج دے تو حجت تمام نہ ہوگی۔ اور اگر سب کو جنت یا سب کو جہنم میں پھینک دے تو یہ خلاف عدالت ہوگا۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا اپنی تمام مخلوق حتیٰ کہ انبیاء مرسلین اور

https://www.shiabookspdf.com/

ملائکہ مقربین کا امتحان لیتا ہے۔ نہج البلاغہ ج 13 ب 238 ص 156 خطبہ قاصعہ میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "الا ترون ان اللّٰہ سبحانہ اختبر الاولین من لدن آدم علیہ السلام ال الاخرین من ھذا العالم باحجار لاتفرو لا تنفع ولا تبصرو لا تسمع فجعلھا بیتہ الحرام الذی جعلہ اللّٰہ للناس قیاما" کیا تم دیکھتے نہیں کہ خدا نے تمام مخلوق کا آدمؑ سے لے کر آخر تک اس عالم سے پتھروں کے ذریعے سے امتحان لیا جو نہ فائدہ دیتے ہیں اور نہ ہی نقصان جو نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں اور اُن پتھروں کو مسجد الحرام قرار دیا ہے۔

گر تونقدی یافتی مگشا ھان
ہست درراہ سنگھای امتحان
لحظہ لحظہ امتحان می اسد
سرِّ دلھا می نماید درجسد

یعنی اگر تجھے کوئی مال و دولت مل جائے تو اتنا خوش نہ ہو کیونکہ اس کے ذریعے تیرا امتحان لیا جائے گا۔

امتحان آہستہ آہستہ آتے ہیں جن کے ذریعے جسم میں دلوں کے راز ظاہر ہوتے ہیں۔

بحار الانوار ج 32 ص 46 ب 1 علامہ مجلسی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کی وفات کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ امتحانات اور بلائیں اس طرح واپس آ گئیں ہیں۔ جس طرح پیغمبرؐ کے مبعوث ہونے کے وقت آئیں تھیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ تمہارا اس طرح

https://www.shiabookspdf.com/

امتحان لیا جائے گا۔ کہ تمہیں تہہ و بالا کیا جائے گا۔ یعنی جس طرح گندم اور جو کے دانے نکالنے کے لیے اوپر نیچے کیا جاتا ہے۔ اور اوپر سے دبایا جاتا ہے اس طرح تم میں سے کھرے اور کھوٹے کو علیحدہ کرنے کے لیے تمہارا امتحان صدق اور کذب کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو انبیآء کے ارسال اور کتب کے انزال کے ذریعے تمہارا امتحان کرے گا۔ تا کہ ہر ایک کے استحقاق کا پتہ چل سکے اور لوگوں کے خدا پر کوئی حجت نہ رہے۔ پس انبیآء اوصیآء اور علماء عاملین خدا کی طرف سے بندوں پر حجت ہیں۔

خدا اپنے بندوں کا مختلف طریقوں سے امتحان لیتا ہے۔ کسی کا مال و دولت کے ساتھ اور کسی کا فقر و فاقہ کے ذریعے سے۔ خدا سورہ فجر آیت 16-15 میں فرماتا ہے۔ "فامّا الانسان اذا ماابتلاہ ربہ فاکرمہ ونعّمہ فیقول ربی اکرمن و اما اذا ما ابتلاہ فقدّر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن" پس جب خدا انسان کو امتحان میں مبتلا کرتا ہے اور اُسے نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے خدا نے مجھے عزت بخشی ہے اور کبھی خدا انسان کا امتحان لیتا ہے اور اُس کا رزق تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے خدا نے میری توہین کی ہے۔

کسی انسان کا امتحان عزت و احترام اور حکومت دینے کے ذریعے سے لیتا ہے۔ کسی انسان کا امتحان اُس کی جان لینے سے لیتا ہے۔ پس جو شخص خدا کا بندہ ہے خدا اور اُس کے پیغمبرؐ پر خالص ایمان رکھتا ہے۔ تو وہ تمام امتحانات میں ثابت قدم رہتا ہے۔ اور جس کے دل میں ایمان خالص اور ثابت نہیں ہوتا بلکہ منافق ہوتا ہے تو وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ جیسے کہ اہل کوفہ جو ایمان کے لحاظ سے پکے نہ تھے۔ اس لیے سید الشہداء علیہ السلام کو خط لکھ کر خود بلایا اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ جب آپ

https://www.shiabookspdf.com/

آنے لگے تو اہل کوفہ نے جب حالات سنگین دیکھے اور اُنہیں اپنی جان اور مال کے تلف ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو جا کر ابن زیاد کی بیعت کر لی اور اُس سے انعامات کے ملنے کی حرص اور لالچ میں امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کربلا آ گئے اسی طرح کچھ وہ لوگ جو آپکے ساتھ مدینہ اور مکہ سے آئے تھے ایمان خالص نہ ہونے کی وجہ سے آپ سے جدا ہو گئے۔ کیونکہ یہ لوگ دینا کی لالچ میں آئے تھے۔ جب دیکھا کہ اِدھر دنیا کا نام ونشان نہیں تو چھوڑ کر چلے گئے۔

علامہ مجلسی بحارالانوار میں فرماتے ہیں کہ جب امامؑ کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو آپ نے اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین صرف ان کی زبان تک ہے۔ جب تک ان کے امور چلتے رہتے ہیں تو دین کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور جیسے ہی امتحان میں مبتلا ہوتے ہیں دیندار لوگ کم نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

امام علیہ السلام کا مبارک وجود بھی لوگوں کے لیے خود ایک بڑاامتحان تھا۔ جیسے کہ آپ نے جنوں کو جواب دیا تھا۔ کہ اگر میں مدینے سے نہ جاؤں اور ادھر ہی رہوں تو اس مخلوق کا امتحان کیسے ہوگا۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تین مرتبہ آپکے ساتھی آپ سے جدا ہوئے ایک دفعہ منزل زبالہ پر جب حضرت مسلم کی شہادت کی خبر آپکو دی گئی سید بن طاؤس فرماتے ہیں "فتفرق عنه اهل الاطماع والارتیاب" طمع اور لالچ رکھنے والے لوگ آپکو چھوڑ کر چلے گئے۔ دوسری مرتبہ شب عاشور جب حضرت نے فرمایا تھا۔ میں اپنی بیعت تم سے اُٹھالیتا ہوں اپنے اپنے قبیلہ اور خاندان کی طرف چلے جاؤ۔

بحارالانوار ج 11 ص 149 ب 2 میں ہے کہ معصومؑ نے فرمایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

"فامّا عسکره فصار قوه واما اهله الادنون من اقربائه فابو اوقالوا الا نفارقک" آپ کا لشکر آپ سے جدا ہو گیا۔ لیکن آپکے قریبی آپ سے جدا نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپکو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

تیسری مرتبہ اُس وقت جب حُر نے ایک ہزار لشکر کے ساتھ آپکا راستہ روکا۔ جیسے کہ مقتل ناسخ التواریخ میں نور العین سے نقل کرتے ہیں کہ سکینہؑ بنت الحسین فرماتی ہیں میں چاندنی رات میں اپنے خیمے میں بیٹھی ہوئی تھی اچانک میں نے خیمے کے پیچھے سے رونے کی آواز سنی۔ میں خیمے سے باہر آئی تو کیا دیکھا کہ میرے والد بزرگوار اپنے اصحاب کو جمع کیۓ ہوۓ ہیں اور اُن سے فرما رہے ہیں۔ اے لوگوں جو میرے ساتھ آۓ ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیۓ۔ کہ میں ایسے لوگوں کی طرف جا رہا ہوں جنہوں نے دل سے میری بیعت کی تھی۔ لیکن اب معاملہ اُلٹ ہو چکا ہے شیطان ان پر غالب آ چکا ہے اور وہ خدا کو بھول چکے ہیں۔ اب ان کا مقصد صرف اور صرف مجھے اور میرے اہل بیتؑ کو قتل کرنا اور میری خواتین کو قید کرنا ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں ڈر ہے تمہیں بھی معلوم ہونا چاہیے۔ شرم نہ کرو۔ ہم اہل بیتؑ کسی کو دھوکے میں نہیں رکھتے جو جانا چاہتا ہے چلا جاۓ۔ رات اندھیری ہے۔ راستہ بھی خطرناک نہیں ہے۔ موسم بھی معتدل ہے۔ میرے جد رسولؐ خدا نے فرمایا ہے میرا بیٹا حسینؑ زمین کربلا میں بے وطن اور اکیلا پیاسا شہید کر دیا جاۓ گا۔ "فمن نصره فقد نصرنی ونصره ولده القائم" جس نے اُس کی مدد کی بے شک اُس نے میری اور اُس کے بیٹے قائم کی مدد کی۔

سکینہؑ فرماتی ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ دس دس اور بیس بیس ہو کر لوگ جانے لگے۔ اور میرے والد کے ساتھ صرف اکھتر آدمی رہ گئۓ میں نے اُس وقت اپنے والد بزرگوار کو دیکھا کہ سر نیچے کیۓ بیٹھے تھے۔ میری

https://www.shiabookspdf.com/

چیخیں نکل گئیں میں ڈری کہ میرے رونے کی آواز اُن تک نہ پہنچ جائے میں اپنے سرکو اوپر اُٹھایا۔ اور چلے جانے والوں پر لعنت کی اور واپس اپنے خیمے میں آ گئی۔ جبکہ میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ میری پھوپھی ام کلثومؑ نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو رونے کا سبب پوچھا۔ میں نے تمام صورتِ حال سے اُن کو آ گاہ کیا پھوپھی نے سُن کر چیخ ماری اور کہا۔"واجداه واعلياه واحسيناه واقلة ناصراه ابن الخلاص من الاعداء" کتنے مددگار کم ہیں دشمنوں سے چھٹارا کیسے ہوسکتا ہے۔

مخزن البکاء میں لکھتے ہیں کہ ام کلثومؑ نے کہا کاش یہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے کہ ہمارے بھائی کے عوض ہمیں قتل کر دیں۔ یہ آواز اور گریہ و نالہ میرے بھائی حسینؑ نے سنا تو جلدی سے خیموں میں روتے ہوئے آئے اور فرمایا۔ یہ رونا کیسا؟ ام کلثومؑ نے عرض کیا۔ بھائی جان ہمیں نانا کے حرم کے پاس چھوڑ آؤ۔ حضرت نے فرمایا۔ میں مدینہ نہیں جا سکتا۔ تم دیکھ نہیں رہی کہ حُر نے کل سے ہمارا راستہ بند کر رکھا ہے۔ ام کلثومؑ نے عرض کیا اپنے نانا، بابا، اور ماں کی فضیلت ان کے سامنے بیان کریں۔ آپ نے فرمایا میں نے ان کو سب کچھ یاد دلایا ہے ان کو وعظ و نصیحت کی ہے۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور میرے قتل کرنے کے سوا ان کا اور کوئی ہدف نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں تقویٰ اور صبر کی وصیت کرتا ہوں تمہارے نانا رسولؐ خدا نے بتلایا ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور آنحضرتؐ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔ میں تمہیں خدا کے سہارے چھوڑتا ہوں۔

مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نے کئی بار اپنی اہل بیت کے ساتھ وداع کیا اور انہیں اپنی شہادت کی خبر سنائی۔ لیکن سب سے سخت اور دلخراش حالت اُس وقت تھی جب آپؑ نے آخری وداع کیا اور خیمے سے باہر آنے لگے۔ دمعۃ الساکبہ۔ مخزن البکاء اور ذریعۃ النجات میں ہے۔ کہ جب حضرت خیمے سے باہر آنے لگے۔ تو زینبؑ

https://www.shiabookspdf.com/

نے روتے ہوئے اُنہیں گلے لگالیا اور عرض کرنے لگی میرے بھیا مجھ سے آخری وداع کرتے جاؤ اور آخری بار ایسے ملتے جاؤ کہ کوئی عزیز کسی سے ایسے نہ ملا ہوگا۔ بہن اپنے بھائی سے ایسے ملی کہ کبھی بھائی کے پاؤں چومتی کبھی ہاتھ دوسری مستورات نے بھی آپکے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا تھا اور آپکے ہاتھ پاؤں چوم رہی تھیں۔ مصائب المعصومینؑ، بیت الاحزان اور بحرالمصائب میں لکھتے ہیں کہ امامؑ جب خیمے سے تھوڑی دور گئے تو پیچھے سے ایک ضعیف اور کمزور آواز سنائی دی حضرت نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سکینہؑ اپنے بابا کو بلا رہی تھی۔

جوہری نے کیا خوب کہا ہے۔

ہوای کیست پدر جان بگو بہ سرداری
شنیدہ ام کہ سر عالم دگرداری

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 49

مژده ای دل که مسیحا نفسی فی آید
که زانفاس خوشش بوی کسی می آید
از غم درد مکن ناله و فریاد که دوش
زده ام خالی و فریاد رسی می آید

خداتعالیٰ سورہ لقمان آیت 34 میں ارشادفرماتا ہے۔ "ان اللّٰہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بأی ارض تموت ان اللّٰہ علیم خبیر"۔

اس آیت شریفہ میں خداوندقدوس نے علم کی پانچ اقسام کی نسبت اپنی طرف دی ہے۔ایک علم ساعت یعنی قیامت کا علم۔کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا کہ قیامت کب آئے گی۔تو آیت نازل ہوئی سورہ اعراف آیت 187"یسئلونک عن الساعة ایّان مرسٰھاقل انما علمھاعندربی"

https://www.shiabookspdf.com/

تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی ان سے کہو قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ بعض روایات میں ساعت کی تاویل امام زمانہ کے ظہور کے ساتھ کی گئی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ خود حضرت امام زمان علیہ السلام بھی اپنے ظہور کے وقت کو نہیں جانتے۔ کچھ روایات میں ہے۔ عید نوروز کو اور کچھ میں ہے کہ عاشور کے دن ظہور فرمائیں گے لیکن یہ معلوم نہیں کہ سال کونسا ہوگا اور ہفتہ کونسا۔ دوسرا علم بارش کے نازل ہونے کا علم ہے۔ جو کوئی بغیر خدا کے نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی کہاں آئے گی اور کہاں نہیں آئے گی۔ کتنی آئے گی کم یا زیادہ فائدہ دے گی یا نقصان۔ اگر کوئی بتاتا بھی ہے تو یقینی خبر نہیں ہوتی بلکہ اندازہ اور تخمینہ ہوتا ہے۔ علم نجوم کے ذریعے سے بھی بارش وغیرہ کی اطلاع دی جاتی ہے یہ علم نجوم انبیاؑء اور اوصیاء کو خدا کی طرف سے عطا کردہ ہوتا ہے اس کے ذریعے سے بارش کے متعلق خبر دیتے ہیں۔

تیسرا اُس چیز کا علم جو ارحام میں ہوتا ہے۔ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ عورت کے رحم میں مذکر ہے یا مؤنث تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت سیعد ہے یا شقی۔ جنتی ہے یا جہنمی اور کب پیدا ہوگا۔

چوتھا۔ اس چیز کا علم کہ کل وہ کیا کرے گا۔ اور اُس کے ساتھ کل کیا ہوگا۔ عزت ملے گی یا ذلیل ہوگا۔ تندرست رہے گا یا مریض۔ زندہ رہے گا یا مرجائے گا۔ پانچواں۔ کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے کہ وہ کہاں مرے گا۔ دفن کہاں ہوگا۔ علامہ مجلسی بحارالانوار میں فرماتے ہیں کہ یہ پانچ علم ایسے ہیں کہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا نہ ملک مقرب کو پتہ ہے اور نہ ہی پیغمبر مرسل کو صرف وحی اور الہام کے ذریعے سے خدا انبیاؑء یا اوصیاؑء کو علم عطا کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

جیسے کہ بعض اوقات انبیاء ان علوم کے بارے میں خبر دیتے تھے۔اور خاص طور پر ہمارے پیغمبرؐ اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی طرف سے معجزات اور غیب کی خبریں دینا انہی کی خصوصیات میں سے تھا۔ جیسے کہ امام حسینؑ کی ولادت کی فاطمہ علیہا السلام کو پیغمبرؐ کی طرف سے قبل از ولادت اطلاع دینا۔ اور اُن کے دنیا میں آنے سے پہلے شہادت کی خبر رسول خداؐ نے دی تھی۔ اس طرح کئی بار آنحضرتؐ نے اپنے اہل بیت علیہم السلام کے مصائب اور اُن کی شہادت کی کیفیت کی خبر دی۔

جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کئی بار اپنی شہادت اور محل دفن کے بارے میں خبر دی۔ اور کئی مرتبہ لوگوں کو ابن ملجم کے بارے میں بتایا کہ یہ میرا قاتل ہے۔ اسی طرح امام حسین علیہ السلام نے مدینہ میں ام سلمہ کو اپنے مقامِ شہادت اور مدفن کی اطلاع دی۔ اور مدینہ سے لے کر کربلا تک کئی بار اپنی شہادت کی خبر دیتے رہے۔ اور جب دو محرم کو کربلا کی سرزمین میں وارد ہوئے تو فرمایا۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں ہمیں قتل کیا جائے گا۔ اور ہماری قبریں یہاں بنیں گی۔

اور یہ شعر پڑھا۔

یا دھر اف لک من خلیل

کم لک بالا شراق والاصیل

اے زمانے تجھ پر افسوس ہے کہ تو کسی کا دوست نہیں ہے اور تو نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔

سید بن طاؤس کہتے ہیں کہ جب زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی کی زبان سے اس شعر کو سنا تو سر پیٹتی ہوئی خیمے سے باہر آ گئی اور آپ کی چادر زمین پر گھسیٹتی ہوئی

https://www.shiabookspdf.com/

جا رہی تھی۔ آ کر اپنے بھائی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔ ہائے کاش میں مر گئی ہوتی۔ آج میرے بابا اماں اور بھائی میرے پاس نہیں ہیں۔ اے جانے والوں کی نشانی اے باقی رہنے والوں کے پشت پناہ۔ حسین علیہ السلام نے اپنی بہن زینبؑ کو اس حال میں دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے پُر ہو گئیں۔ اور فرمایا۔ اے میری بہن اگر قطا پرندے کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ رات کو سو جاتا یہ سن کر کہا اے بے سہارا اور بے چارہ آپکی اس بات نے میرے دل کو اور زخمی کر دیا ہے۔ اور مجھے اور زیادہ غمزدہ کر دیا ہے۔ پھر زینبؑ نے اپنا گریبان چاک کیا اور گر کر بیہوش ہو گئیں۔ سید ابن طاؤس کہتے ہیں کہ سب عورتوں نے اس وقت اپنے گریبان چاک کئے منہ پر طمانچے مارے اور گر کر بے ہوش ہو گئیں۔ امامؑ اُٹھے اور اپنی بہن کے منہ پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آ گئیں حضرت نے بہن کو تسلی دی۔

ابو مخنف کی روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا۔ اے میری بہن تیرے حلم اور صبر کو شیطان ختم نہ کر دے۔ اہل زمین اور آسمان سب مر جائیں گے کوئی باقی نہیں رہے گا تو نے دیکھا نہیں کہ جو ہم سے بہتر تھے ہمارے جد، بابا اور ماں وہ کہاں گئے۔ پھر فرمایا اے میری بہن، تجھے قسم دیتا ہوں اُس حق کی جو میرا تیرے اوپر ہے۔ میرے قتل ہونے کے بعد اپنے گریبان کو چاک مت کرنا۔ میرے غم میں اپنی صورت کو زخمی نہ کرنا۔ ایک روایت کے مطابق تمام عورتوں کو اس کی وصیت کی۔

اے عزادارو ابھی زینبؑ کو اپنے بھائی کے قتل ہونے کی خبر ملی تو حالت یہ تھی کہ سب نے گریبان چاک کر لیے۔ اور منہ پر طمانچے مار کر بے ہوش ہو گئیں۔ لیکن اُس وقت کیا حال ہو گا۔ جب خیمہ سے باہر نکل کر دیکھا تو حسینؑ کا خالی گھوڑا سامنے کھڑا

https://www.shiabookspdf.com/

تھا۔ جس کی زین لٹکی ہوئی اور منہ پر خون لگا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سب مستورات میدان کی طرف بھاگیں تا کہ جا کر دیکھیں کہ آقا کہاں اور کس حالت میں گرے ہیں جب قریب آئیں تو کیا دیکھا شمر ملعون حضرت کے سینے پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی تلوار کو گلے پر چلا رہا ہے۔ جیسے کہ زیارت الناحیۃ کے الفاظ ہیں۔" بالعویل داعبات وبعد العز مذللات والٰی مصرعک مبادرات والشمّر جالس علٰی صدرک مولع سیفه فی نحرک۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 50

خداتعالیٰ سورۂ والتین آیت 3-1 میں ارشاد فرماتا ہے "والتین والزیتون و طور سینین وھذا البلد الامین" ۔اس سورۂ مبارکہ میں خداتعالیٰ نے چار چیزوں کی فضیلت اور شرافت کا اظہار کرتے ہوئے اُن کی قسم کھائی ہے۔اُن میں سے ایک زیتون اور دوسرا انجیر۔صافی اور منہج الصادقین میں ہے کہ خدا نے ان دومیوٰں کا ذکر ان کے فوائد اور منافع کی وجہ سے کیا ہے۔تیسری چیز طور سینین ہے یہ وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ نے خدا کے ساتھ مناجات کی۔چوتھی چیز بلد امین ہے اس سے مراد مکہ معظّمہ ہے۔

منہج الصادقین میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔والتین سے مراد امام حسنؑ ، زیتون سے مراد امام حسینؑ طور سینین سے مراد حضرت امیرالمومنینؑ اور بلد امین سے مراد فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔

کتاب خصال، بحارالانوار اور صافی میں پیغمبرؐ اسلام سے روایت ہے آپ

https://www.shiabookspdf.com/

نے فرمایا خدا نے ہر چیز سے چار فردِ کامل کو چنا ہے۔ شہروں میں سے مکہ۔ مدینہ کوفہ اور بیت المقدس کو چنا ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں وارد ہے۔ والتین سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ زیتون سے مراد بیت المقدس طور سینا سے کوفہ اور بلد امین سے مکہ معظمہ مراد ہے۔ اوران چار شہروں کو یہ فضیلت اس لیے ملی ہے کیونکہ ولایت امیر المومنین کو قبول کرنے میں ان چاروں نے باقی شہروں سے سبقت حاصل کی ہے۔ علامہ مجلسی بحارالانوار میں پیغمبرؐ سے روایت ذکر کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا۔ یا علیؑ تیری ولایت کو خدا نے تمام زمینوں کے سامنے پیش کیا زمین مکہ نے سب سے پہلے قبول کیا۔ اس لیے خدا نے اس زمین کو خانہ کعبہ سے مزین فرمایا۔ مکہ کے بعد مدینہ کی زمین نے تیری ولایت کو قبول کیا جس وجہ سے خدا نے اس زمین کو میرے ذریعے سے مزین فرمایا۔ پھر زمین کوفہ نے قبول کیا۔ جس وجہ سے خدا نے اس زمین کو تیری قبر سے مزین فرمایا۔ زمینِ کربلا کے وہ فضائل اور برکات ہیں جو کسی اور زمین کے لیے نہیں ہیں پہلی خصوصیت اور فضیلت یہ ہے کہ یہ زمین کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے مرحوم شیخ جعفر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بعض اس کے قائل ہیں زمین کربلا نجف سے بھی فضیلت رکھتی ہے سوائے خاص مرقد منور حضرت امیر المومنینؑ کے کہ اس کا مقام بلند ہے۔

سید بحر العلوم منظومہ میں فرماتے ہیں۔

ومن حدیث کربلا والکعبہ

بلا بان علو الرتبہ

یعنی حدیث کربلا اور کعبہ سے واضح ہو گیا ہے کہ زمین کربلا کے لیے ایک خاص

https://www.shiabookspdf.com/

مقام اور مرتبہ ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ بحار الانوار ج 101 ص 106 ب 15 میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت نے فرمایا "ان ارض الکعبة قالت مَنْ مثلی وقد بُنی بیت اللہ علٰی ظھری یاتین الناس من کل فج عمیق وجعلت حرم اللّٰہ وامنہ" زمین کعبہ نے کہا۔ میری طرح کون ہے؟ خدا نے میرے اوپر کعبہ بنایا لوگ ہر طرف سے میری طرف آتے ہیں۔ اور میں خدا کا حرمِ امن قرار پائی ہوں۔ خدا نے کعبہ کی طرف وحی فرمائی کہ آرام کرو۔ تیری فضیلت زمین کربلا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر اتنی کہ سوئی کو سمندر میں ڈال دیا جائے اور وہ اس سے تر ہو جائے۔ اگر خاک کربلا نہ ہوتی تو میں تجھے کوئی فضیلت ہی عطا نہ کرتا۔ اگر زمین کربلا میں دفن ہونے والا نہ ہوتا تو میں اے زمین مکہ تجھ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ وہ کعبہ جس کے ذریعے سے تو فخر کرتی ہے زمین کربلا کے مقابلے میں چپ ہو جا اور آرام کر اور ذلیل ورسوا ہو۔ ورنہ تجھے زمین کے اندر دھنس دونگا اور جہنم میں ڈال دونگا۔

کربلا کی دوسری خصوصیت یہ ہے حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں۔ "اتخذ اللّٰہ کربلا حرماً آمنا مبارکاً قبل ان یخلق اللہ ارض الکعبة ویتخدھا حرماً باربعة وعشرین الف عامٍ" خدا نے زمین کربلا کو زمینِ کعبہ کے حرم قرار دینے سے چوبیس ہزار سال پہلے ہی اپنا حرم بنالیا تھا۔ اسی حدیث میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو زمین کربلا کو بلند کر کے بہشت کے بہترین باغوں میں سے ایک باغ قرار دے گا۔ اور اس زمین میں صرف انبیاءؑ یا پیغمبرؐ رہیں گے۔ اور یہ زمین بہشت میں نور فشانی کرے گی۔ اس کا نور بہشت میں ایسے چمکے گا جیسے آسمان کے ستارے اہل زمین کے لیے چمکتے ہیں۔ زمین کربلا کا نور بہشت میں اتنا چمکے گا کہ

https://www.shiabookspdf.com/

اہل بہشت کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور یہ زمین اس وقت ندا دے گی کہ میں وہ پاک و پاکیزہ زمین ہوں جس میں جنت کے جوانوں کے سردار سید الشہداء علیہ السلام کا بدن مطہر دفن ہے۔

ایک اور خصوصیت زمین کربلا کی یہ ہے کہ کوئی زمین بھی کسی کے دفن ہونے سے پہلے زیارت گاہ نہیں بنی مگر زمینِ کربلا بحارالانوار ج 101 ص 109 ب 15 میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "الا وان الملائکة زارت کربلا الف عام من قبل ان یسکنه جدی الحسینؑ" آگاہ رہو۔ ملائکہ ایک ہزار سال میرے جد حسین علیہ السلام کے دفن ہونے سے پہلے اس زمین کی زیارت کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں مگر یہ کہ اُس نے زمین کربلا کی زیارت کی اور وہاں ٹھہرے اور اس زمین سے کہا۔ تو وہ بُقعہ ہے جس کی خیر و برکت کا شمار نہیں ہوتا۔ اور اے زمین تیرے اندر ایک چمکنے والا چاند دفن ہوگا۔

ایک اور فضیلت زمین کربلا کی یہ ہے۔ بحارالانوار ج 28 ص 59 ب 2 میں ام ایمن سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جبرئیلؑ نے رسول خداؐ کے سامنے کربلا کے کچھ واقعات بیان کیئے اور زمین کربلا کی فضیلت کا ذکر کیا۔ اور کہا "وھی اطھر بقاع الارض واعظمھا حرمة وانھالمن بطحاء الجنة" زمین کربلا روئے زمین پر پاکیزہ ترین بقعہ ہے۔ اور اس کی حرمت بقعۂ جنت سے زیادہ ہے۔

ایک اور فضیلت زمین کربلا کی یہ ہے کہ اس زمین میں محبان آلِ محمدؐ میں سے جو کوئی بھی دفن ہوگا وہ بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ مرحوم حاج حسین

https://www.shiabookspdf.com/

نوری اپنی کتاب دارالسلام میں نقل کرتے ہیں کہ میں جمعرات کے روز عصر کے وقت اُن قبروں کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا۔ جو خیمہ گاہ کے قریب ہیں۔ ایک رات میں نے خواب میں اپنے آپ کو اپنی قبروں کے پاس دیکھا۔ اچانک ایک ہاتف نے فارسی زبان میں ندا دی جو کہہ رہا تھا۔ کہ خوش قسمت انسان ہے وہ جو اس زمین مقدس میں دفن ہو۔ اگرچہ اُس کے ہزاروں گناہ کیوں نہ ہوں وہ قیامت کی ہولنا کیوں سے محفوظ رہے گا۔ اور جو اس زمین میں دفن نہ ہو وہ قیامت کی ہولنا کیوں سے بچ نہ سکے گا۔ آقا باقر بہبہانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سید الشہدا کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ مولاؑ جو آپکے پاس دفن ہوگا کیا اُس سے بھی سوال کیا جائیگا؟ آپ نے فرمایا کونسا ملک اُس سے سوال کرنے کی جراُت کرے گا۔

آقا مرزا محمد شہرستانی جن کے بارے میں میں نے سنا ہے کہ انہوں نے سید بحرالعلوم کی نماز جنازہ پڑھائی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اول جوانی میں ہی زمین کربلا کی مجاورت اختیار کرلی تھی میرا ایک دوست تھا جس کا نام حاجی حسن علی تھا۔ ایک متقی اور صالح شخص تھا۔ خاتون آباد کا رہنے والا تھا اور اس نے نجف اشرف کی مجاورت اختیار کی ہوئی تھی۔ میرا یہ دوست کئی بار مجھ سے کہتا کہ نجف میں آجاؤ میرے پاس۔ کیونکہ کربلا کی مجاورت قسیُ القلب بنا دیتی ہے اور نجف کی مجاورت کی درجہ بہتر ہے میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ میں امیرالمومنینؑ کے حرم مقدس میں ہوں اور میرا دوست حسن علی بھی وہاں موجود ہے اور پھر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں کربلا کی مجاورت کو ترک کردوں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ امام زمانہ علیہ السلام حرم میں تشریف لے آئے۔ حسن علی میرے دوست نے حضرت سے عرض کیا۔ مولاؑ آپ یہاں تشریف

https://www.shiabookspdf.com/

فرماہیں اورلوگ آپکی زیارت کے لیے سامرہ جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں وہاں بھی ہوں۔ پھر حضرت نے اپنے مبارک ہاتھ کے ساتھ ضریح مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "بحق امیر المومنینؑ لایقودون احداً من کربلا الٰی جھنم" یعنی امیر المومنین علیہ السلام کے حق کی قسم کربلا سے کسی کو جہنم کی طرف نہیں لے جایا جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس شرط کے ساتھ کہ ایک رات وہاں رہا ہو۔ میں نے گمان کیا شائد حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ایک رات وہاں عبادت میں مشغول رہا ہو۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ہم تو رات کو طلوع آفتاب تک سوئے رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگرچہ طلوع آفتاب تک سوئے رہیں پس اسی وجہ سے میں نے کربلا کی مجاورت اختیار کی ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ سچی خوابوں میں سے ایک خواب یہ بھی ہے جو شیخ بہائی کے والد کے لیے اتفاق پذیر ہوئی۔ کتاب تحفۃ الحسینیہ کے آخر میں کتاب روضۃ الحسینیہ سے شیخ بہائی کے والد سے نقل کرتے ہیں اور یہ کتاب کبریت احمر میں بھی موجود ہے وہ فرماتے ہیں ایک رات میں حرم سید الشہدا علیہ السلام میں مشرف ہوا۔ جب وقت سحر ہوا تو میں نے دیکھا وہاں دو عجیب وغریب صورتیں نمودار ہوئیں اُنکے ہاتھوں میں زنجیریں تھیں اور اُس قبر کے پاس وہ صورتیں چلی گئیں جہاں آج ہی کوئی دفن ہوا تھا۔ اُس کی لاش کو قبر سے باہر لائے۔ اور اُن زنجیروں سے اُس کی گردن کو باندھ دیا اور کہنے لگے۔ اے بد بخت کیا تو اس قابل ہے کہ اس مقدس زمین میں دفن ہو۔ انہوں نے اس میت کو وہاں سے لے جانا چاہا اُس میت نے سید الشہدا علیہ السلام کی قبر مبارک کی طرف منہ کیا اور عرض کیا۔ "یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اِنّيِ اسْتَجَرْتُ بِجَوَارِکَ وَاَنَا ضَیْفُکُ" یا اباعبداللہ میں آپکا مہمان

https://www.shiabookspdf.com/

ہوں اور آپ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں نے اچانک دیکھا کہ ضریح مقدس کا دروازہ کھلا اور آنحضرت باہر تشریف لائے اور اُن دونوں کی طرف رخ کر کے فرمایا۔اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے مجھ سے پناہ طلب کی ہے۔ یہ سُن کر اُنہوں نے اُس کی گردن سے زنجیر کھول دیئے اور اُسے چھوڑ دیا۔ اور چلے گئے۔ کتاب بحر المصائب کی جلد اول میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کیا اونٹ بھی جنت میں جائے گا؟ آپ نے فرمایاہاں حضرت صالحؑ کی اونٹنی اور وہ اونٹ جو کربلا میں مرے گا۔آپ سے پوچھا گیا کیا گدھا بھی جنت میں جائے گا؟ آپ نے فرمایاہاں۔ حضرت عزیز پیغمبرؑ کا گدھا اور ہر وہ گدھا جو کربلا میں مرے گا۔سوال ہوا کیا کُتا بھی جنت میں جائے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اصحاب کھف کا کُتا۔ زمین کربلا کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جب بھی محبان آل محمد علیہم السلام نام کربلا سنتے ہیں تو فوراً محزون اور غمگین ہو جاتے ہیں۔ نام حسینؑ اور نام کربلا سن کر حبداروں کے دل فوراً وہاں منتقل ہو جاتے ہیں جہاں اُن کا محبوب تشریف فرما ہے۔

ایک اور زمین کربلا کی خصوصیت یہ ہے کہ جو کوئی بھی اس زمین میں وارد ہوتا ہے محزون اور غمزدہ ہو جاتا ہے۔ خاص کر وہ شخص جو حضرت کی قبر کے پاس جائے اور وہاں آپکے اٹھارہ سالہ نوجوان بیٹے کی قبر پر نظر پڑ جائے تو دل میں آگ بھڑک اُٹھتی ہے جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ ”و یرحمه من نظر الی قبر ابنه عند رجلیه“ سید الشہداء علیہ السلام کے کربلا میں دفن ہونے سے پہلے انبیاء اور پیغمبروںؑ میں سے جو کوئی بھی اس زمیں میں آیا وہ رو کر اور غم میں مبتلا ہو کر گئے۔ جیسے بحار الانوار ج 101 ص 73 ب 10 میں ہے کہ حضرت آدمؑ زمین پر آئے تو اپنی زوجہ حوا کو نہ دیکھا تو اُس

https://www.shiabookspdf.com/

کی تلاش میں ادھر اُدھر زمین میں گھومنے لگے۔ چلتے چلتے زمین کربلا سے گذر ہوا۔تو غمزدہ اور مخزون ہو گئے۔اور جب آپکی شہادت کی جگہ پر پہنچے تو آدمؑ کا پاؤں زخمی ہو گیا۔اور خون بہنے لگا۔عرض کرنے لگے۔ پروردگار۔کیا کوئی اور گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا ہے کہ مجھے یہ سزا ملی ہے؟ کیونکہ میں نے تمام زمین گھومی ہے مگر اس زمین میں جو تکلیف مجھے آئی ہے وہ کہیں نہیں آئی۔خطاب ہوا۔تجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ لیکن جس زمین میں تو ہے اس میں تیرا بیٹا حسینؑ قتل کیا جائے گا۔اس لیے اُس کے خون کی مانند تیرا خون بھی اسی زمین پر گرا ہے۔آدم نے عرض کی۔کیا حسینؑ پیغمبر ہے؟ خطاب ہوا کہ پیغمبر تو نہیں لیکن نواسہ پیغمبرؐ ہے۔عرض کیا اُسے قتل کون کرے گا؟ خطاب ہوا یزید جس پر اہل زمین اور آسمان لعنت کریں گے۔حضرت آدمؑ نے چار مرتبہ یزید پر لعنت کی اس کے بعد چند قدم کوہ عرفات کی طرف آگے گئے تو حواؑ سے ملاقات ہو گئی۔اسی طرح حضرت نوحؑ جب کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی زمین کربلا کے اوپر سے گذری تو ایک شدید طوفان میں گھر گئی اور غرق ہونے لگی۔حضرت نوحؑ نے عرض کیا۔اے خدا میں نے تمام دنیا میں گردش کی لیکن اس زمین کی طرح مجھ پر غم اور خوف طاری نہیں ہوا؟ جبرئیل تشریف لائے اور کہا اے نوحؑ اس سرزمینِ میں آخری نبی کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا۔نوحؑ نے پوچھا اُسے کون قتل کرے گا؟ جبرئیل نے کہا یزید جس پر تمام اہل آسمان وزمین لعنت کریں گے۔حضرت نوحؑ نے چار مرتبہ یزید پر لعنت کی جس کے بعد کشتی چل پڑی اور جودی پہاڑی تک چلی گئی۔اسی طرح حضرت ابراہیمؑ جب زمین کربلا سے گذرے تو آپکا گھوڑا منہ کے بل زمین پر گرا اور حضرت بھی زمین پر گر پڑے جس سے آپکے سر پر چوٹ لگی اور خون جاری ہو گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

آپ نے استغفار کرنا شروع کر دیا اور عرض کرنے لگے اے خدا کون سا گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے؟ جبرئیل آئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اس سرزمین میں خاتم الانبیاءؐ کے نواسے کو قتل کیا جائے گا۔ آپکا خون بھی اُن کے خون کی طرح اسی زمین پر گرایا گیا ہے۔ ابراہیمؑ نے پوچھا اُن کا قاتل کون ہوگا؟ عرض کیا یزید جس پر اہل آسمان وزمین لعنت کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی یزید پر لعنت کی اور آپکے گھوڑے نے فصیح زبان کے ساتھ آمین کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے گھوڑے سے پوچھا کہ تو کیا سمجھا ہے جس پر آمین کہا ہے؟ گھوڑے نے عرض کیا میں فخر کیا کرتا تھا کہ آپ میری پشت پر سوار ہوتے ہیں۔ لیکن آپ میری پشت سے نیچے گرے تو میں شرمسار ہوا اور اس گرنے اور شرمساری کا سبب یزید تھا۔ پس اس لیے میں نے اس پر لعنت کے جواب میں آمین کہا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ خاک کربلا پر گرے ضرور لیکن صحیح وسالم اُٹھ پڑے ہائے نواسۂ رسولؐ حسینؑ خاک کربلا پر گرے اس حال میں کہ بدن پارہ پارہ تھا۔ اسی طرح جب سید اوصیاء حضرت امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین جاتے ہوئے زمین کربلا پہنچے تو ابن عباس نے بحار الانوار ج44 ص245 ب31 کے مطابق نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے کافی دیر تک گریہ کیا اور ہم نے بھی آپکے ساتھ گریہ کیا۔ آپ اس قدر روئے کہ زمین پر گر پڑے لیکن سید الشہداؑ نے جس قدر گریہ کیا جب آپ کربلا وارد ہوئے کسی نبی یا وصی نے نہ کیا ہوگا۔۔ حضرت امیر علیہ السلام ایک مرتبہ غش کھا کر زمین پر گرے لیکن حسین علیہ السلام روز عاشور تین مرتبہ غش کھا کر گرے۔ ایک مرتبہ اس وقت جب علی اکبرؑ الوداع کرنے آئے دوسری مرتبہ جب

https://www.shiabookspdf.com/

حضرت ابوالفضل العباسؑ شہید ہوئے تو آپ نے عباسؑ کی لاش کو اُٹھایا تا کہ خیموں کی طرف لے جائے لیکن نہ لے جاسکے ایک جگہ پر رکھ دی اور لاش عباسؑ پر اتنا روئے کہ غش کر گئے۔

اور تیسری مرتبہ اُس وقت جب قاسمؑ الوداع کے لیے آیا۔ چچا اور بھتیجا نے بانہیں ایک دوسرے کے گلے میں ڈال دیں اور اس قدر روئے کے دونوں پر غش طاری ہو گیا۔

(الالعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 51

خداتعالیٰ سورۂ نساء آیت 125 میں ارشاد فرماتا ہے "واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً" اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم میں چند ایسی پسندیدہ صفات تھیں جن کی وجہ سے خدا نے اُنہیں خلیل کا خطاب دیا۔

ایک پسندیدہ صفت یہ تھی کہ وہ سائل کو کبھی محروم نہیں کرتے تھے دوسری یہ کہ خدا کے سوائے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ اُس وقت بھی جب نمرود اور اُس کی قوم نے آپکو آگ میں ڈالا۔ تو جبرئیل آئے اور کہا۔ "ھل لک حاجۃ قال اما الیک فلا" کیا کوئی حاجت ہے تو حضرت خلیلؑ نے کہا تیرے ساتھ نہیں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

چو رہا از منجنیق آمد خلیل
آمد از دربار عزّت جبرئیل
گفت ھل لک حاجۃ یا مجتبیٰ
گفت اما منک یا جبرئیل لا

https://www.shiabookspdf.com/

من ندارم حاجتی باہیچ کس

پابکی کارمن افتادہ است وبس

یعنی میری حاجت صرف ایک ذات کے ساتھ ہے اور وہ میرا خدا ہے۔ کچھ روایات میں وارد ہوا ہے۔ کہ آپکو خلیل کا خطاب اس لیے ملا کیونکہ آپ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود کثرت سے بھیجا کرتے تھے۔ تفسیر صافی میں رسولؐ خدا سے مروی ہے۔ کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اس لیے بنایا۔ کیونکہ آپ لوگوں کو کھانا دیتے اور نماز شب پڑھتے جبکہ لوگ رات کو سوئے ہوتے تھے۔ کتاب منہج میں لکھتے ہیں کہ اہل تحقیق کی تحقیق کے مطابق آپکو خلیل کا خطاب اس لیے دیا گیا کیونکہ خدا نے آپکو مال وجان اور اولاد کے ذریعے آزمایا اور امتحان لیا۔ مال آپ مہمانوں کو دے دیتے اور اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔

تفسیر صافی میں ہے۔ بعض روایات کے مطابق ملائکہ نے خدا سے عرض کیا اے پروردگار۔ تو نے اُسے اپنا خلیل قرار دیا ہے جسے نطفہ سے پیدا کیا ہے خدا نے ملائکہ کی طرف وحی فرمائی کہ تم زاہد ترین اور افضل ترین کا اپنے میں سے انتخاب کرو۔ سب ملائکہ نے جبرئیل اور میکائیل پر اتفاق کیا۔ دونوں زمین کی طرف آئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جو بھیڑوں کا ریوڑ تھا اُس میں چالیس ہزار بھیڑیں صرف دودھ دینے والی تھیں۔ اس کے علاوہ گھوڑے اور اونٹ تو لاتعداد تھے جن کی رکھوالی کے لیے چار ہزار چرواہے اور چار ہزار کتے تھے۔ جبرئیل ایک طرف آ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ سبوح قدوس دوسری طرف میکائیل نے آواز بلند کی۔ رب الملائکة والروح ۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ سن کر فرمایا۔ تم دونوں اس ذکر کو دوبارہ پڑھو آدھا مال

https://www.shiabookspdf.com/

تمہارا ہوگا۔ انہوں نے دوبارہ وہی ذکر پڑھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر صدا دی کہ اسے دوبارہ پڑھو۔ تاکہ پورا مال اپنا بچہ اور جسم و جان بھی تمہیں دے دوں۔ یہ بات سن کر تمام ملائکہ نے کہا "ھذا ھو الکرم ھذاھو الکرم" اسے کہتے ہیں کرم اسے کہتے ہیں سخاوت۔ اس کے بعد عرش سے ایک ندا سنی "الخلیل موافق لخلیله" دوست اپنے دوست کی طرح ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل کہنے کی ایک وجہ یہ ہے آپ مہمان نواز تھے کبھی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ کبھی طویل وقت گذر جاتا کوئی ساتھ کھانا کھانے والا نہ ملتا تو راستے میں کھڑے ہو کر انتظار کرتے تاکہ کوئی مہمان آئے اور اُس کے ساتھ کھانا کھائیں۔ اسی وجہ سے آپکو "ابوالضیاف کہتے تھے۔ یعنی مہمانوں کے باپ۔

خداتعالیٰ سورہ والذاریات آیت 24 میں فرماتا ہے (ھل اتیک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین) کیا تم تک ابراہیم کے صاحب عزت مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ چند فرشتے بڑے باعزت انسانوں کی شکل میں ابراہیمؑ کے گھر آئے انہوں نے سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اور فوراً جا کر ایک موٹی تازی گائے ذبح کردی۔ گائے کے گوشت کے کباب تیار کر کے اُن کے سامنے لے آئے۔ یہ سب کام خود آپ نے اپنے ہاتھوں سے کیئے یہ ادب و آداب مہمان نوازی کے بہت سے لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ سے ہی سیکھے ہیں۔

معراج السعادۃ میں مہمان نوازی کی فضیلت میں لکھتے ہیں حدیث وارد ہوئی ہے کہ ہر کام میں جلد بازی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزوں میں نہیں۔ گناہ سے توبہ کرنا۔ قرض کو ادا کرنا۔ باکرہ بیٹی کی شادی کرنا۔ میت کو اُٹھانا۔ اور مہمان کے لیے کھانا لانا۔

https://www.shiabookspdf.com/

کتاب منہج الواعظین میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خطاب ہوا۔ "یا ابراھیم اکرم الضیف" اے ابراہیمؑ مہمان کی عزت کرو۔ حضرت ابراہیمؑ ہر مہمان کے لیے ایک گوسفند ذبح کرتے تھے۔ پھر خطاب ہوا۔ مہمان کی عزت کرو۔ پھر آپ ہر مہمان کے لیے ایک گائے ذبح کرتے تھے۔ پھر خطاب ہوا 'اکرم الضیف" مہمان کا اکرام کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہر مہمان کے لیے اونٹ ذبح کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وحی آئی اے ابراہیمؑ مہمان کی عزت کرو۔ حضرت ابراہیمؑ حیران ہوئے اور عرض کیا۔ اے پروردگار کس طرح مہمان کی عزت کروں۔ خطاب ہوا۔ مہمان کی عزت زیادہ کھانے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ مہمان کی عزت یہ ہے کہ تم خود بنفس نفیس مہمان کی خدمت میں حاضر رہو۔ یعنی "اخدلھم بنفسک" مؤلف فرماتے ہیں۔ تین لوگ ایسے ہیں کہ اُن کی جتنی بھی خدمت کرے اُس کی شان میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ خدا اور پیغمبرؐ کے نزدیک اُس کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے ایک ماں باپ کی خدمت کرنا۔ دوسرا اُستاد کی خدمت کرنا اور تیسرا مہمان کی عزت کرنا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ایک مہمان خانہ تھا جس میں دو یا دو سے زیادہ مہمان ہر وقت موجود ہوتے تھے اور حضرت خود اُن کی مہمان نوازی کرتے تھے۔

کتب آحادیث میں سے اکثر میں اور اُن میں لآلی الاخبار میں روایت ہے کہ ایک دن ایک باپ بیٹا حضرت امیر علیہ السلام کے مہمان ہوئے۔ اُن کو کھانا کھلانے کے بعد ہاتھ دھونے کے لیے پانی لایا گیا۔ حضرت خود اُٹھے اور آفتابہ لے کر باپ کے ہاتھ دھلانے لگے۔ اس کے بعد حضرت نے آفتابہ اپنے بیٹے محمد حنفیہ کو دیا تاکہ مہمان بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ اے میرے بیٹے اگر بیٹا اکیلا ہوتا تو میں

https://www.shiabookspdf.com/

خود اُس کے ہاتھ دھلاتا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان فرق رکھنے کے لیے تم اُٹھو اور بیٹے کے ہاتھ دھلاؤ۔ حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں۔ جو کوئی اس کام میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی متابعت کرے وہی حقیقت میں شیعہ ہے۔

ایک رات حضرت امیر علیہ السلام کے پاس مہمان آیا کھانا کم تھا۔ آپ نے چراغ خاموش کردیا تاکہ مہمان شرمسار نہ ہو اور وہ سیر ہو کر کھانے لگے۔ درحقیقت آپ ایثار کر رہے تھے۔

بحار الانوار ج 8 ص 314 ب 24 میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ایک مومن کسی ظالم شخص کے خوف سے بھاگ کر کسی ایسی مملکت میں چلا گیا جہاں کفر کی حکومت تھی۔ وہاں ایک مشرک کا مہمان ہوا۔ مشرک میزبان اُس مومن کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ جب اُس مشرک کے مرنے کا وقت قریب آیا تو خدا نے فرمایا مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلالت کی اگر بہشت میں مشرک جاسکتا تو میں تجھے ضرور بہشت میں بھیجتا۔ لیکن بہشت مشرک پر حرام ہے۔ اس لیے تو بہشت میں تو نہیں جاسکتا۔ لیکن اے جہنم کی آگ اسے تکلیف نہ دینا اور اس کی روزی اور کھانا ہر روز دو طرف سے آتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ اُس کا کھانا بہشت سے آئے گا؟ حضرت نے فرمایا۔ جہاں خدا چاہے گا وہاں سے آئے گا۔ جامع الاخبار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا "مامن مؤمن یحب الضیف الاویقوم من قبرہ ووجھه کالقمر لیلة البــــدر"، جو مومن بھی کسی مہمان کی عزت کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن قبر سے جب اُٹھے گا تو اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اہل محشر دیکھ کر

https://www.shiabookspdf.com/

کہیں گے۔ یہ کوئی پیغمبرِ مرسل ہے؟ ایک فرشتہ کہے گا۔ بلکہ ہر مومن ہے جو مہمان کی عزت کرتا تھا۔

کتاب اثنیٰ عشریہ کے باب پنجم میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا جو ایک شخص کو مہمان بنائے گویا ایسے ہے جیسے آدمؑ کو مہمان بنایا۔ جس نے دو آدمیوں کو مہمان کیا۔ گویا اُس نے آدمؑ اور حواؑ کو مہمان بنایا۔ جس نے تین اشخاص کو مہمان بنایا گویا اُس نے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو مہمان کیا ہے۔ جس نے چار اشخاص کو مہمان بنایا گویا اُس نے توارات، زبور، انجیل اور قرآن کی تلاوت کی ہے۔ اور جس نے پانچ لوگوں کو مہمان بنایا اور اُسے سیر کر کے کھانا کھلایا۔ تو خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی اُس کا اجرادا نہیں کر سکتا حتیٰ کہ ملک مقرب اور نبی مرسل بھی مگر اللہ رب العالمین۔ لآلیٔ الاخبار میں پیغمبر اسلامؐ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب خدا کسی قوم سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کی طرف ہدیہ اور تحفہ نازل فرماتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ تحفہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ تحفہ مہمان ہے جو اپنے رزق کے ساتھ آتا ہے اور اہل خانہ کے گناہ ساتھ لے جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں رسولؐ خدا سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب مہمان کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو اپنے ساتھ ایک ہزار برکتیں اور ایک ہزار رحمتیں لے کر آتا ہے اور مہمان اُس گھر میں جو کچھ کھاتا ہے ہر کھائی ہوئی شئے کے مقابلے میں صاحب خانہ کے لیے ایک حج اور عمرہ کا ثواب درج فرماتا ہے لآلیٔ الاخبار میں روایت ہے معصوم فرماتے ہیں۔ ''من اکرم الضیف فکانما اکرم سبعین نبیاً ومن انفق علی الضیف درھما فکانما انفق الف الف دینار فی سبیل اللّٰہ'' جس نے ایک مہمان کا اکرام کیا گویا ایسے ہے جیسے

https://www.shiabookspdf.com/

اُس نے ستر انبیاءؑ کا اکرام کیا ہو۔ اور جس نے ایک مہمان کو کھانا کھلایا اور ایک درہم خرچ کیا۔ گویا ایسے ہے جیسے اُس نے راہ خدا میں دس لاکھ دینار خرچ کیے ہوں۔

جامع الاخبار اور لآلئ الاخبار میں نبی اکرمؐ سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔ یا علیؑ جب بھی مہمان آپکے پاس آئے تو جان لو خدا نے تم پر احسان فرمایا ہے۔ جو تیری طرف مہمان بھیجا ہے تا کہ تمہارے گناہ معاف کردے۔ اسی وجہ سے جب مہمان حضرت کے پاس دیر سے آتا تو آپ محزون اور غمزدہ ہو جاتے تھے۔ معراج السعادۃ اور بحارالانوار ج41 ص28 باب 102 میں روایت ہے کہ ایک دن حضرت امیر علیہ السلام گریہ کررہے تھے اور محزون تھے۔ سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ سات دن ہو گئے ہیں کوئی مہمان نہیں آیا۔

بعض روایات میں ہے کہ جو کوئی مہمان کی آواز کو سنے اور خوش ہو جائے تو خداتعالیٰ اُس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ آسمان و زمین کے درمیان پھیلے ہوئے ہوں۔ (و کل بیت لا یدخل فیه الضیف لا یدخله الملائکة) جس گھر میں مہمان نہ آتا ہو اُس میں فرشتے نہیں آتے۔ رسول خدا نے فرمایا۔ "من کان یؤمن باللّٰه و الیوم الاخر فلیکرم ضیفه" جو کوئی خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ مہمان اور میزبان کے لیے کچھ آداب معین کیے گئے ہیں۔ جن کا دونوں کو خیال رکھنا چاہیے۔ دونوں کا قصد قربةً الی اللّٰہ ہو۔ ورنہ ثواب نہ ملے گا۔ مہمان بننے کے لیے چند آداب ہیں ایک یہ کہ کسی حاکم اور ظالم شخص کا مہمان نہ بنے۔ کیونکہ اگر حرام نہ ہو تو حرام کا شبہہ ضرور پایا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی مجلس و محفل منکرات سے خالی نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ہوتی۔ جس کو وہ روک بھی نہیں سکتے۔ اور اگر ضرورت پڑ بھی جائے کسی حاکم اور ظالم کے پاس جانے کی تو کوشش کرے کھانا وغیرہ نہ کھائے اور اگر مجبوراً کھانا پڑ جائے تو کمتر کھائے انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔ کہ امیر اور دولت مند لوگوں کا مہمان بھی نہ بنے کیونکہ اغلب اور اکثر طور پر ان کی مہمانی میں ریا کاری اور خودنمائی ہوتی ہے اور قصدِ قربت سے خالی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اپنے جیسوں کی دعوت کرتے ہیں فقراء اور مساکین کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایسی مجالس اور محافل مبغوض خدا و پیغمبرؐ اور امامؑ ہوتی ہیں۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک خط میں جو عثمان بن حنیف کو لکھا فرماتے ہیں۔ ''اما بعد یابن حنیف فقد بلغنی ان رجلاً من فتیة اھل البصرۃ دعاک الی مأدبة فسرعت الیھا'' اے حنیف کے بیٹے مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل بصرہ میں سے ایک دولت مند شخص نے تجھے، کھانے کی دعوت دی اور تو بھاگتا ہوا چلا گیا۔ مہمان کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اپنے ساتھ کسی طفیلی کو نہ لے جائے یعنی ایسے شخص کو ساتھ نہ لے جائیں جس کو دعوت نہ دی گئی ہو۔ کیونکہ میزبان مہمان کے ساتھ کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہوگا جس سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو۔ اور ہوسکتا اُس نے کھانا کم تیار کیا ہو جو طفیلی اشخاص کی وجہ سے کم پڑ جائے اور میزبان کو شرمساری اُٹھانا پڑے۔ ایک اور شرط یہ ہے کہ میزبان مہمان کو جس جگہ پر بٹھائے اُسی جگہ بیٹھنا چاہیے۔ اور کھانے کی مذمت نہ کرے۔ یعنی کھانا اگر صحیح پکا ہوا نہ ہو یا اُس میں نمک مرچ کم یا زیادہ ہو تو جگہ جگہ لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرتا پھرے۔ دیگر کھانا کھانے کے بعد فضول گفتگو کے لیے وہاں بیٹھا نہ رہے۔ بلکہ جلدی جانے کی کوشش کرے۔ وگرنہ اس بات کا مستحق ہوگا۔ کہ مہمان عزیز ہوتا ہے۔ لیکن اگر

https://www.shiabookspdf.com/

آئے اور جانا بھول جائے۔تو اُس وقت اُس سے جان تنگ آ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ سورہ احزاب آیت 53 میں فرماتا ہے "فاذاطعمتم فانتشرو او لا مستأنسین" جب تم کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ وہاں بیٹھے مت رہو۔

میزبان کے لیے بھی شرائط ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حلال غذا کا اہتمام کرے۔اور زیادہ تکلف بھی نہ کریں یعنی اہل خانہ کو اتنی تکلیف اور زحمت میں نہ ڈالیں کہ مہمان نوازی سے سیر ہو جائیں۔ایک یہ کہ جو پکا ہوا ہے وہ جلدی حاضر کرے کیونکہ ہوسکتا ہے مہمان بھوکا ہو۔ اور اظہار کرنے سے شرمائے۔ دیگر یہ کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے مہمان ناراحت ہو یا شرمسار ہو۔ مثلاً یہ کہے کہ چاول اور گھی بہت مہنگا ہے۔اور مہمان نوازی ایک مشکل کام ہے۔ یا یہ کہ یہ کھانا میرے لیے بڑا مہنگا پڑا ہے۔یا یہ کہ کچھ چیزیں میں قرض کے طور پر لایا ہوں۔ اسی طرح کنجوس اور بخیل لوگوں کی طرح باتیں بھی نہ کرے کہ مہمان اُس کی باتیں سن کر جلدی سے جلدی جانے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں کسی لئیم اور کنجوس کے گھر کوئی مہمان آ گیا۔ اب روک تو نہ سکا۔ کوئی بہانہ تلاش کرنے لگا تا کہ مہمان کسی طرح ڈر کر بھاگ جائے۔ کیا کیا کہ بندوق اُٹھا کر اُس کمرے کے قریب آیا جہاں مہمان بیٹھا تھا۔اور آ کر وہاں بندوق سے ہوائی فائر کر دیا۔ جب مہمان نے بندوق کی آواز سنی تو چیخ کر کہنے لگا اے فلانی آ ؤ دیکھو کس نے بندوق چلائی ہے؟ ہوسکتا تھا نشانہ مجھے لگ جاتا۔ یہ تو خدا نے مجھے بچایا ہے۔ اُس کنجوس شخص نے کہا۔ ڈرو نہیں۔ ہمسایوں کے ساتھ میری دشمنی ہے۔ چند روز پہلے میرے بیٹے نے اُن کے ایک مہمان کو قتل کر دیا تھا۔اب انہیں پتہ چلا ہے کہ ہمارے پاس مہمان آیا ہے۔اس لیے وہ بدلہ چکانا چاہتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

گھبراؤ نہیں اگر تمہیں قتل کر دیں گے تو میں اس کے بدلے میں اُن کے دس آدمی قتل کرونگا۔ مہمان بیچارے نے جب یہ باتیں سنی تو ڈر کر بھاگ گیا اور کسی مسجد میں جا کر رات بسر کی۔

کتاب جواہر الاخبار میں اور بحار الانوار ج 14 ص 493 ب 32 روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا۔ جس کے بڑے عالیشان محلات تھے ایک دن اُس نے اُمراء لوگوں کو دعوت دی اور فقراء و مساکین کو اُس دعوت میں نہ آنے دیا۔ خدا نے دو فرشتے فقیروں کی شکل میں اُس کے دروازے پر بھیجے۔ اُنہیں اُن لوگوں نے روک لیا۔ دوبارہ خدا نے اُن دو فرشتوں کو حکم دیا کہ امیروں کی شکل میں جائیں۔ اُن لوگوں نے اُن کی بڑی عزت کی اور صدر مجلس میں اُنہیں جگہ دی۔ خدا نے اُن دونوں فرشتوں کو حکم دیا کہ اس شہر کو اور اُن میں رہنے والوں کو زمین میں دھنس دیں۔ اور اُن کا نام ونشان نہ رہا۔ پس جب بھی کوئی دعوت کرے تو اُسے خیال رکھنا چاہیے۔ کہ اپنے رشتہ داروں اور فقراء و مساکین میں سے بھی لوگوں کو مدعو کرے۔ تاکہ وہ دعوت کی مجلس برکت پیدا کر سکے۔ ہمارے پیغمبرؐ اپنے جد ابراہیمؑ کی طرح بڑے مہمان نواز تھے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کافر بھی مہمان آ جاتا تو اُس کی مہمان نوازی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے۔ اور کئی کافر آپکا حُسنِ اخلاق دیکھ کر مسلمان ہو جاتے کتاب اثنیٰ عشریہ میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "انا من الدنیا احب ثلثة اشیاءِ الصوم بالصیف والضرب بالسیف واکرام الضیف" مجھے اس دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ گرمیوں کا روزہ۔ تلوار کے ساتھ جہاد اور مہمان کی عزت کرنا۔ نبی اکرمؐ کی مشہور حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "اکرم الضیف و لو کان کافرا" مہمان کی

https://www.shiabookspdf.com/

عزت کرو اگر چہ کافر کیوں نہ ہو۔

ہاں اگر مہمان مومن اور مسلمان ہو۔ تو پھر اُس کا احترام اور اکرام لازم تر ہو جاتا ہے۔ اگر مہمان عالم ہو تو اُس کا احترام اس سے بھی لازم تر ہے اگر مہمان سید اولادِ پیغمبرؐ میں سے ہو تو اُس کا احترام اور زیادہ لازم تر ہوگا۔ اور اگر مہمان امامؑ یا حجتِ خدا ہو۔ اور مجبور بھی تو اس کا احترام و اکرام لازم تر اور واجب تر ہو جاتا ہے۔ خدا اہل کوفہ پر لعنت کرے۔ کہ نواسئہ رسولؐ کو خود بلایا اور دعوت دی جب وہ تشریف لائے۔ تو احترام و اکرام کرنے کی بجائے اُن کی توہین کی اور اُن کی سرزنش کی۔ مہمان نوازی کی تمام رسومات کو فراموش کر دیا اور حضرت کی بے ادبی کی۔ اہل کوفہ نے بارہ ہزار خط لکھے تھے۔ کہ ہمارا امامؑ نہیں ہے آپ جلدی آئیں۔ جب آپ آئے تو کہنے لگے کہ کیوں آئے ہیں۔ کس نے آپکے ساتھ وعدہ کیا ہے؟ جنہوں نے خط لکھے تھے انکار کرنے لگے۔

مہمان کے احترام و اکرام میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جب مہمان آئے تو اُس کے استقبال کے لیے جائے۔ اور اُسے خوش آمدید کہے۔ اُس کے آنے پر خوشی کا اظہار کرے۔ اہل کوفہ نے بھی نواسئہ رسولؐ کا احترام کیا۔ لیکن تیروں اور تلواروں کے ساتھ۔ خوش آمدید کہنے کی بجائے حضرت کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ اور زبان کے زخم لگا رہے تھے۔ ایک اور رسم یہ ہے کہ مہمان جتنا صاحب عزت ہو اُسے اُتنا ہی اچھی جگہ اور مقام پر بٹھایا جاتا ہے۔ لیکن اہل کوفہ نے اپنے مہمان نواسئہ رسولؐ کے لیے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے اور اچھی جگہ دینے کی بجائے اُنہیں خاک پر اور ریت پر خیمے لگانے کے لیے مجبور کیا۔ اور خولی ملعون نے ایک رات آپکی مہمان نوازی اس طرح

https://www.shiabookspdf.com/

کی کہ آپکا سر مطہر لا کر راکھ والے تنور میں رکھ دیا۔

مہمان اگر سونا چاہے تو اُسے تکیہ لا کر دیا جاتا ہے۔کوئی اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ اُس کا مہمان زمین پر سر رکھ کر سوئے۔اہل کوفہ بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ اُن کا مہمان زمین پر رہے۔اس لیے اُنہوں نے اپنے مہمان کے سر کو نیزے کے اوپر اُٹھا لایا۔مہمان نوازی کی ایک رسم یہ ہے کہ مہمان کے لیے طرح طرح کہ کھانے پیش کرتے ہیں۔خدا لعنت کرے اہل کوفہ پر اپنے مہمان کو اچھے اچھے کھانا دینے کی بجائے اُنہیں بھوکے اور پیاسا شہید کر دیا۔یہ بھی رسم ہے کہ اگر مہمان گرمی کے موسم میں آئے تو سب سے پہلے اُس کے لیے ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔تا کہ جب چاہے ٹھنڈا پانی پی سکے۔لیکن اہل کوفہ نے اپنے مہمان نواسۂ رسولؐ کو ٹھنڈا پانی پیش کرنے کی بجائے اُن پر انکے آتے ہی پانی بند کر دیا۔

جو لوگ مہمان دوست اور مہمان نواز ہوتے ہیں۔اگر مہمان اُن سے پانی طلب کرے تو اُس کے لیے ٹھنڈا اور میٹھا شربت پیش کرتے ہیں۔لیکن اہل کوفہ نے باوجود اس کے نواسۂ رسولؐ نے اپنے بچوں کے لیے اور اتمام حجت کے لیے کئی بار پانی مانگا۔بجائے پانی کے جواب میں تیر ملے۔

حضرت نے چند مرتبہ پانی طلب کیا۔ایک مرتبہ سب بچوں کے لیے۔دوسری مرتبہ اپنے شیر شیر خوار بچے علی اصغرؑ کے لیے۔تذکرۃ الخواص میں ہے اور اسی طرح مقام میں موجود ہے آپ نے فرمایا۔ **یا قوم ان لم ترحمونی فارحموا هذا الطفل**" اے قوم اگر تم مجھ پر رحم نہیں کرنا چاہتے تو اس بچے پر ہی رحم کرو۔

ابو مخنف کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا" **یا قوم قد قتلتم اخی**

https://www.shiabookspdf.com/

واولادی وانصاری ومابقی غیر ھذا الطفل یتلظی غلظًا فاسقوہ شربة من الماد فبینما ھو یخا طبھم اذااتاہ سھم مسموم لہ ثلث شعب ذبح الطفل من الاذن الیٰ الاذن الیٰ آخر" اے قوم تم نے میرے بھائی اوراولا دکو قتل کر دیا ہے۔ اور میرے انصار کو بھی مار دیا ہے اور اس بچے کے سوائے میرا کوئی نہیں بچا۔ جو مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے۔ اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ اس کے جواب میں انہوں نے زہر میں بجھا ہوا تین شعبہ تیر مارا جس نے بچے کو ایک کان سے دوسرے کان تک ذبح کر دیا کا اس کے علاوہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ خود اپنے لیے پانی مانگا۔ یہ اُس وقت جب آپ خاک پر گرے ہوئے تھے اور وقت آخر تھا۔ ہلال بن نافع کہتا ہے۔ حضرت نے اس حالت میں پانی مانگا۔ جواب میں پانی دینے کی بجائے تلواریں اور نیزوں سے وار کیے۔ ایک اور رسم یہ ہے کہ جاتے وقت مہمان کو الوداع کہنے گھر کے دروازے تک جاتے ہیں۔ اہل کوفہ نے بھی نواسئہ رسولؐ کو الوداع کیا مگر بدن پر گھوڑے دوڑانے کے ساتھ۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 52

خداتعالیٰ سورۂ آل عمران آیت 96 میں فرماتا ہے "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً" خداتعالیٰ نے چند چیزوں کو قرآن میں باعثِ برکت کے طور پر یاد کیا ہے ایک چیز اُن میں سے بارش ہے۔ خدا سورہ ق آیت 9 میں فرماتا ہے۔"ونزلنا من السماء ماءً مبارکاً فانبتنابہ جنات وحب الحصید" ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا جو بابرکت ہے۔ پس اُس کے سبب ہم نے پانچ اور دوسری فصلیں اُگائیں سورہ روم آیت 41 "ظهر الفساد فی البرّ البحر" صحراؤں اور سمندروں میں فساد ظاہر ہوگیا۔ اس آیت کی تفسیر میں منہج الصادقین میں فرماتے ہیں کہ جو فسادی بھی صحراؤں اور سمندروں میں ظاہر ہوتا ہے وہ بارش کے نہ آنے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ سمندر کے حیوانات کی زندگی بارش کی وجہ سے ہے۔ اگر بارش نہ ہوتو سمندر کے حیوانات اندھے ہو جائیں گے۔ اسی طرح صحراؤں اور بیابانوں میں بارش نہ ہوتو فصلیں اور گھاس پھوس پیدا نہیں ہوگا اور حیوانات بھوکے

https://www.shiabookspdf.com/

مر جائیں گے۔ بلکہ جس زمین پر بارش نہ ہو اُسے بلدِ میت کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ اعراف آیت 57 میں فرماتا ہے۔ "هو الذی یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمة حتّٰی اذا اقلت سحاباً ثقالاً سُقناه لبلد میتٍ" اس آیت میں خدا نے بارش کو رحمت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ جب بھی خدا لوگوں پر غضبناک ہوتا ہے تو اپنی رحمت یعنی بارش کو روک لیتا ہے۔ اور جب بارش منقطع ہو جائے تو مہنگائی اور قحط سالی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگ جاتے ہیں۔ جیسے کہ 1288ھ ہجری میں ایسے ہوا۔

زمانی کہ آدم خوری باب گشت

هزار ودویست وهشتاد وهشت

مہنگائی اور قحط سالی کی وجہ بارش کا نہ آنا ہے۔ اور بارش کا نہ آنا چند وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔ ایک وجہ زکواۃ ادا نہ کرنا ہے۔ جیسے کہ چند روایات اس چیز کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

کتاب کلمہ طیبہ میں روایت ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں فقراء اور مساکین کے حق میں سخت دلی آسمان سے بارش کے نازل ہونے کو روکتی ہے۔ پس جو لوگ زکواۃ ادا نہیں کرتے وہ خود پر بھی ظلم کرتے ہیں اور دوسروں پر بھی۔ کیونکہ اُن کے زکواۃ نہ دینے کی وجہ سے بارش نہیں آتی جس میں سب گرفتار ہو جاتے ہیں۔

دوسری چیز جس کی وجہ سے بارش نہیں پڑتی ناحق حکم کرنا ہے۔ بحار الانوار ج47 ص375 ب11 میں اور دیگر کتب میں روایت ہے۔ کہ ابوولا دحناط کہتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

میرا کسی کے ساتھ کسی معاملہ میں اختلاف تھا۔ ہم ابوحنفیہ کے پاس چلے گئے۔ اُس نے غلط فیصلہ صادر کیا۔ جب ہم نے امام صادق علیہ السلام کو اُس کے فیصلے سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ "فی مثل هذا القضاء و شبهه تجسس السماء مائها وتمنع الارض بر کتها" یعنی اس طرح کے فیصلے سے بارش منقطع ہو جاتی ہے اور زمین اپنی برکتوں کو روک لیتی ہے۔

تیسری چیز جو بارش کو روکتی ہے۔ خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنا ہے۔ جیسے کہ صافی اور حلیۃ المتقین میں شہر ثرثار والوں کا قصہ موجود ہے۔ کہ وہ روٹی کی بے احترامی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُس شہر میں بارش آنا بند ہو گئی۔

بارش کا پانی بابرکت ہے خاص طور پر آب نیسان۔ علامہ مجلسی بحارالانوار کی جزء سماء العلالم میں تقریباً ستر خصوصیات آب نسیان کی ذکر ہیں۔ ایک اور چیز جس کو خدا نے باعث برکت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ قرآن ہے سورہ انعام آیت 92 میں فرماتا ہے "وهذا كتاب انزلناه مباركاً" اس قرآن کو ہم نے برکت کے طور پر نازل کیا ہے۔ خاص طور پر آیۃ الکرسی۔ منہج الصادقین میں ہے کہ اس آیۃ الکرسی میں پچاس کلمات ہیں اور ہر کلمہ میں پچاس برکتیں ہیں۔ مستدرک الوسائل ج5 ب 11 ص50 میں راوندی کی کتاب دعوات سے رسول خداؐ کی روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ "یا علی آیۃ الکرسی" کی تلاوت کو اپناو تیرہ بناؤ کیونکہ اس کے ہر حرف کے بدلے ہزار برکت اور ہزار رحمت ملتی ہے۔

برکات قرآن میں سے چند چیزیں یہ ہیں۔ قران کے خط کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔ ہر آیت کے پڑھنے کا ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر ہے۔ قرآن

https://www.shiabookspdf.com/

کے ختم کرنے کا ثواب 313 پیغمبر ٔمرسل کے برابر ہے۔ جامع الاخبار میں ہے۔ کہ قرآن کا سننا اور حفظ ثواب اور عبادت ہے۔ قرآن میں علوم اولین وآخرین ہیں۔ خدا سورہ انعام آیت 59 میں فرماتا ہے۔ "ولا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین" تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ خدا نے آسمان سے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ اُن میں سے اہم ترین، تورات، زبور، انجیل اور قرآن ہیں قرآن کے تمام علوم وبرکات ودرجات سورہ حمد میں ہیں جو کوئی اس سورت کو پڑھے گویا اُس نے تمام قرآن پڑھا ہے۔ اور تمام آسمانی کتابوں کی تلاوت کی ہے۔ قرآن کی برکات میں سے ایک برکت یہ ہے۔ کہ اس کی ہر آیت تمام امراض ظاہریہ اور باطنیہ کے لیے شفا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ اسراء آیت 82 میں اس چیز کی اشارہ کرتا ہے۔ "وننزل من القران ھو شفاء ورحمة للمومنین" کتاب مصابیح کفعمی میں روایت ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی اس آیت مذکورہ بالا کو خلوص دل کے ساتھ کسی مرض کے لیے یا کسی مریض پر پڑھے تو وہ شفا حاصل کرے گا۔ اور خاص طور پر سورہ حمد میں یہ خصوصیت موجود ہے۔ منہج الصادقین میں ملتا ہے۔ کہ سورہ حمد کے دس نام ہیں۔ اُن میں سے ایک سورۃ الشفاء ہے۔ بحار الانوار میں روایت ہے۔ معصوم فرماتے ہیں سورہ حمد کو سات مرتبہ یا ستر مرتبہ مریض کی شفا کے لیے پڑھیں میں اُس کی شفا کی ضامن ہوں۔

علامہ مجلسی اول من لا یحضرہ کی شرح میں لکھتے ہیں میں نے خود اس سورہ کے ذریعے ایک ہزار مریضوں سے زیادہ کا علاج کیا ہے۔ اور اُن سب نے شفا حاصل کی ہے۔ ایک اور چیز جس کو خدا نے برکت کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ شب قدر ہے۔ سورہ

https://www.shiabookspdf.com/

قدر میں ارشاد فرماتا ہے۔ "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں پورے سال کی تقدیرات مقدر اور معین ہوتی ہیں۔ اس رات عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ "لیلۃ القدر خیر من الف شھر" اس رات ملائکہ آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں۔ اس رات روح فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ "تنزل الملائکۃ والروح فیھا" اس رات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اس رات تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر کسی کو معاف کر دیا جاتا ہے مگر چار اشخاص کو نہیں۔ ایک شراب خور۔ دوم عاقِ والدین۔ سوئم قاطع رحم، چہارم۔ وہ شخص جو دل سے کسی مومن سے بغض و کینہ رکھتا ہوگا۔ شب قدر کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اس رات جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔ کہ امام باقر علیہ السلام سے ایک معتبر حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شب قدر عبادت میں مشغول رہے اُس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ آسمان کے ستاروں پہاڑوں کی سنگینی اور سمندروں کی مسافت کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

بحار الانوار اور تفسیر صافی میں لیلہ مبارکہ اور لیلۃ القدر کی تاویل حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ کی ہے۔ یہ مخدرہ دس جہات سے اس شبِ قدر کے ساتھ شباہت رکھتی ہیں۔ جیسے کہ گذر چکا ہے۔

ایک اور چیز جس کو قرآن میں بابرکت ذکر کیا گیا ہے وہ زمینِ مکہ ہے۔ "للذی ببکۃ مبارکاً" بلکہ درحقیقت مکہ کا ہی ایک نام ہے۔ منہج الصادقین میں لکھتے

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ کہ ابن عباس کہتا ہے۔ مکہ کی زمین میں ایک رکعت نماز ایک لاکھ رکعتوں کے برابر ہے۔ مکہ میں ایک دینار صدقہ دس ہزار دینار صدقہ کے برابر ہے۔ اور خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا پورے زمانے کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

بحارالانوار کی جلد بیس میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا۔ جو کوئی ایک رمضان کا مہینہ مکہ میں رہے اور روزہ رکھے اور عبادت کرے تو اس کا ثواب ایک لاکھ رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے کے برابر ہے کتاب نجات العباد میں لکھتے ہیں مسجد الحرام میں ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ **شرح من لایحضرہ** میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو کوئی ایک نماز مسجدَ الحرام میں پڑھے تو اُس کی اول سے لیکر آخر تک پڑھی ہوئی نمازیں قبول کرلی جائیں گی۔ ایک اور چیز جس کو خدا نے برکت کے نام سے یاد کیا ہے وہ زمین کربلا ہے۔ بحارالانوار کے وسائل الشیعہ اور وافی میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ یہ جو خدا نے فرمایا ہے: "**شاطئی الواد الایمن**" اس سے مراد (فرات کا پانی ہے۔ اور "**فی البقعة المبارکة**" سے مراد زمین کربلا ہے۔ زمین کربلا کی برکات اور خصوصیات مجلس سابق میں ذکر ہو چکی ہیں۔ اب ہم برکات اور خصوصیات تربت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کو ذکر کرتے ہیں اور وہ دس ہیں۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس خاک میں ہر مرض کے لیے شفا ہے۔ جیسے کہ بحارالانوار ج101 ص118 ب16 میں روایت ہے راوی کہتا ہے میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ آقا میں بہت سی امراض اور بیماریوں میں مبتلا ہوں بہت علاج کیا ہے۔ کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ "**این انت عن طین قبر الحسین بن**

https://www.shiabookspdf.com/

علی علیهما السلام فان فیه شفاء من کل داءٍ وا مناً من کل خوف'' تو حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کی خاک سے کیوں غافل ہے۔ یقیناً اس تربت میں ہر بیماری کی شفا اور ہر خوف سے امن ملتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ مولاً یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ تربت حسینؑ ہر مرض کے لیے شفا ہے یہ تو میں سمجھ گیا ہوں لیکن یہ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہر خوف سے امان ہے اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ جب بھی تجھے کسی حکمران یا اور شخص سے خوف ہو تو خاک شفا کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلنا۔ یعنی تربتِ حسینؑ تیرے پاس ہو گی تو تجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

علامہ مجلسی حلیۃ المتقین میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک ہر بیماری کے لیے شفا ہے اگرچہ قبر سے ایک ثلث فرسخ دور فاصلے سے ہی کیوں نہ لی گئی ہو۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اگر ایک فرسخ دور سے بھی لی گئی ہو تو بھی شفا ہو گی۔ اگرچہ جتنی نزدیک سے لی گئی ہو گی اتنی ہی پُر اثر ہو گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مس وجود بیا زرکن ومعانیہ بین
کہ خاک کربلا کار کیمیا بکند
خوش آن نسیم کہ از خاک کربلا خیزد
خوش آن غریب کہ منزل بہ کربلا بکند

آؤ اور امام حسینؑ کی ضریح کے ساتھ اپنا بدن مس کرو کیونکہ خاک کربلا ایک کیمیائی نسخہ کی طرح اثر کرتی ہے۔ کتنی خوش قسمت ہے وہ صبح کی ہوا جو خاک کربلا سے آتی ہے اور کتنا خوش قسمت ہے وہ مسافر جو کربلا میں جا کر رہتا ہے۔ اگر کسی کے پاس اصل مرقد مطہر کی خاک ہو تو وہ مثل کیمیا ہے۔ اُس کے شفا ہونے میں کوئی شک نہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ مگر یہ کہ اُسے مکمل شرائط اور آداب کے ساتھ حاصل کیا گیا ہو۔ اور اُسے کھاتے وقت منقول دعا کو بھی پڑھا جائے اور شفا کا تصور بھی کیا ہو۔ اور امراضِ کی موت کا وقت بھی نہ آن پہنچا ہو۔ کیونکہ جو موت کا وقت قریب ہو تو اُس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نبیؐ یا امامؑ بھی اس میں مداخلت نہیں کرتے۔

بحارالانوار اور مدینۃ المعاجز میں کتاب عیون اخبار الرضا سے مسبب بن زہیر کے ذریعے حضرت امام موسیٰؑ بن جعفر علیہما السلام کی روایت نقل کرتے ہیں یہ مسیّب بن زہیر حضرت کا زندانبان تھا۔ دوستوں میں سے تھا تقیہ کر رکھا تھا۔ کہتا ہے حضرت نے مجھے وصیت کی کہ میری قبر کی خاک نہ اُٹھانا کیونکہ ہم سب کی قبروں کی خاک حرام ہے سوائے خاک قبر حسین علیہ السلام کے "فان اللّٰہ عزوجل جعلها شفاء لشیعتنا واولیائنا" یقیناً خدا تعالیٰ نے اس میں ہمارے شیعوں اور محبوں کے لیے شفا قرار دی ہے۔ ایک اور حدیث بحارالانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کل طین حرام کالمیۃ والدم ماخلاطین قبر الحسینؑ فان فیه شفاء من کل داءٍ" ہر مٹی کا کھانا حرام ہے۔ مردار اور خون خون کی طرح سوائے میرے جد حسین ابن علی علیہما السلام کی قبر کی خاک کے بے شک اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

امالئ شیخ طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ان اللّٰہ تعالیٰ عوض الحسین من قتله ان جعله الامامة فی ذریة والشفاء فی تربة واجابة الدعا عند قبره ولا تعد ایام زائره جائیا وراجعامن عمره" بیشک خدا تعالیٰ نے حسین علیہ السلام کی شہادت کے عوض اُن کی اولاد میں امامت کو قرار دیا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔اُن کی خاکِ قبر میں شفا رکھی ہے۔ اُن کی قبر کے نزدیک جو دعا کی جائے وہ مقبول قرار دی گئی ہے۔ اور زائر امام حسین علیہ السلام کی زندگی کے وہ ایام جو زیارت کرنے کے لیے آنے اور جانے میں لگے اُن کو اُس کی عمر میں حساب نہیں کیا جاتا۔

دوسری خصوصیت اس خاک کی یہ ہے کہ اس سے عطر کی جو خوشبو آتی ہے وہ کسی خاک سے نہیں آتی۔ مناقب السعداء میں نقل کرتے ہیں راوی کہتا ہے سید الشہدا ؑ کی قبر کے سر کی طرف سے اور پاؤں کی طرف سے کھودا گیا تو وہاں سے مشکِ اذفر باہر نکلا۔ اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ جب متوکل ملعون نے قبر مطہر کی طرف پانی چھوڑا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے۔ اس دوران ایک عطر فروش کے ساتھ چھپ کر میں حضرت کی قبر کی زیارت کے لیے گئے ہم نے قبر کے پاس جا کر خود کو قبر کے اُوپر گرا دیا۔ ہم نے قبر سے ایک ایسی خوشبو سونگھی جو کبھی نہ سونگھی تھی۔ میں نے اُس عطر فروش سے پوچھا جو میرے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم میں نے آج تک ایسی خوشبو نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سونگھی ہے۔

کتاب کبریت احمر میں درّ النظم سے نقل کرتے ہیں کہ جب متوکل ملعون نے سید الشہدا ؑ کی قبر کو مسمار کر دیا تھا اور نام ونشان مٹا دیا۔ تو بنی اسد قبیلہ سے ایک شخص کربلا آیا جب اُسے نشان قبر نہ ملے تو جگہ جگہ سے مٹھی خاک اُٹھاتا اور سونگھ کر پھینک دیتا۔ یہاں تک کہ اُس نے ایک جگہ سے مٹھی خاک اُٹھائی اور سونگھ کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

ارادوا لیخفوا قبره عن ولید
وطیب تراب القبر دلّ علی القبر

https://www.shiabookspdf.com/

یعنی ان لوگوں نے چاہا کہ حسینؑ کی قبر کو لوگوں سے چھپا دیں لیکن خود خاکِ قبر نے قبر کے بارے میں بتا دیا۔ تیسری خصوصیت خاک کربلا کی یہ ہے کہ جو سجدہ اس خاک پر کیا جائے وہ درجہ قبولیت حاصل کرتا ہے۔ بحار الانوار ج 85 ص 153 ب 28 میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "السجود علٰی تربة الحسینؑ یخرق الحجب السبع دعوات" حسین علیہ السلام کی تربت پر سجدہ کرنے سے سات حجاب دور ہو جاتے ہیں۔ سات حجابوں سے مراد سات آسمان ہیں یا وہ سات صفاتِ رذیلہ ہیں جو اعمال کے قبول ہونے میں مانع ہوتی ہیں۔ اور وہ صفات یہ ہیں۔ عجب، ریا، غیبت، تکبر، حسد، قساوتِ قلبی اور اپنے آپ کو دوسروں سے بلند جاننا۔ مستدرک الوسائل ج 4 باب 9 ص 12 اور دیگر کتب معتبر میں ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ السجود علی طین الحسین صلوات اللّٰہ علیہ ینور الارضین السبع اوالٰی الارض السابعه" خاک قبر حسین علیہ السلام پر سجدہ زمین کے سات طبقات کو منور و روشن کر دیتا ہے۔ اہل سنت تربت حسینؑ پر سجدہ کو بدعت کہتے ہیں بلکہ اگر پتھر یا چٹائی سامنے ہو تو اُس کے اوپر رومال بچھا دیتے ہیں تا کہ شیعہ حضرات کے ساتھ شباہت پیدا نہ ہو۔ حتیٰ کہ سجدۂ شکر بھی اہل تشیع کی مخالفت میں کرتے ہیں جبکہ سید جزائری اپنی کتاب انوار میں لکھتے ہیں کہ سنی حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ سجدہ شکر میں تربت حسین علیہ السلام پر سجدہ کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ لیکن کیونکہ یہ رافضیوں کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اسے نہ کریں تا کہ اُن کے ساتھ شباہت پیدا نہ ہو۔ کتاب کبریت احمر میں مستدرک الوسائل ج 4 باب 9 ص 12 سے نقل کرتے ہیں۔ تربت حسینؑ پر سجدہ

https://www.shiabookspdf.com/

کرنے سے نماز قبول ہوتی ہے اگر چہ وہ غیر مقبولہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی مفہوم اور مطلب کی ایک دوسری روایت۔ بحرالمصائب کی جلد اول میں ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ "تربة الحسين تقبل بها الصلواة وان لم تكن مقبولةً" ایک اورروایت میں ہے۔"السجود علٰی تربة الحسين عليه السلام يتم الصلوٰة وان كانت ناقصة" تربت حسینؑ پر سجدہ کرنے سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ اگر چہ وہ ناقص ہی کیوں نہ ہو۔ اوراس کے نامکمل ہونے سے مراد باطنی نامکمل ہونا ہے جیسے کہ حضور قلب کا نہ ہونا۔ اور بعض مستحبات کا بجانہ لانا ہے اگر اُن چیزوں کو ترک کیا ہے۔ جو مستحب ہیں تو کچھ فرق نہیں پڑتا اور اگر اُن افعال مثلاً ارکان یا واجبات کو بجا نہیں لایا تو ان کا علیحدہ حکم ہے کسی کی قضا واجب ہوتی ہے اور کسی کے لیے سجدہ سھو بجا لانا پڑتا ہے ہر ایک کا حکم کتب فقہ میں تفصیلاً موجود ہے۔ چوتھی برکت اور خصوصیات اس خاک کی یہ ہے کہ اگر کوئی اس خاک سے تسبیح کرے تو ہر تسبیح اور استغفار کا ثواب ستر تسبیح اور استغفار کے برابر ہوگا۔ جیسے کہ مصباح کفعمی میں بحارالانوار سے روایت نقل ہے کہ خاک کربلا کی تسبیح کے دانے اگر بغیر ذکر کے پھیرے تو ہر دانے کے برابر اُسے سات تسبیح کا ثواب ملے گا۔ مستدرک الوسائل ج 5 ب 14 ص 55 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر کسی کے پاس تربت حسینؑ سے بنی ہوئی تسبیح ہو۔ تو اگر چہ وہ تسبیح نہ بھی کرے یعنی ذکر نہ بھی پڑھے تو پھر بھی اُس کے لیے تسبیح کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ مصباح کفعمی اور مقباس المصابیح میں روایت ہے حضرت صادق نے فرمایا۔"جو کوئی تربت حسین علیہ السلام سے بنی تسبیح کے ساتھ ایک مرتبہ سبحان الله پڑھتا ہے تو اُس کے لیے چار سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور چار سو

https://www.shiabookspdf.com/

حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔اور اگر خاکِ شفا کی بنی ہوئی تسبیح سے ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھے تو اُس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔اور چھ ہزار گناہ معاف کیئے جاتے ہیں اور چھ ہزار درجات لکھے جاتے ہیں اور یہ شخص چھ ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

پانچویں برکت اور خصوصیات تربتِ کربلا کی یہ ہے۔ بحارالانوار ج85 ص340 ب37 میں روایت ہے کہ جب حورالعین ملائکہ میں سے کسی ملک کو زمین کی طرف کسی کام کے لیے آتا ہوا دیکھتی ہے تو اُس سے فرمائش کرتی ہے کہ امام حسینؑ کی قبر سے خاک لیکر آئے۔

چھٹی خصوصیت حضرت صادق علیہ السلام سے بحارالانوار میں روایت نقل کرتے ہیں حضرت نے فرمایا۔اپنے بچوں کے تالو تربت حسینؑ کے ذریعے سے اُٹھاؤ کیونکہ اس میں امان ہے۔کتاب حلیۃ المتقین میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام جب بھی کسی جگہ کوئی مال ومتاع اور سامان وغیرہ بھیجتے تو اُس میں خاکِ شفاء رکھ دیتے تھے۔جس کی وجہ سے وہ مال ہر آفت سے محفوظ رہتا تھا۔

ساتویں خصوصیت اور برکت اس خاک کی یہ ہے کہ اگر کسی میت کے ساتھ رکھ دی جائے تو وہ میت عذاب اور تاریکی قبر سے محفوظ ہو جاتی ہے۔جیسے کہ وسائل الشیعہ اور علامہ حلی کی کتاب منتہی المطلب اور تظلم الزہرأء میں نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام کے زمانے میں ایک زانیہ عورت جو اپنی اولاد کو جلا دیتی تھی مرگئی۔جب اُسے دفن کیا گیا تو زمین نے اُسے قبول نے کیا۔اور باہر پھینک دیا اور اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔حضرت امام صادق علیہ السلام کو اطلاع دی گئی۔آپ نے فرمایا۔"اجعلوا

https://www.shiabookspdf.com/

معھا شیئامن تربة الحسینؑ" اس کے ساتھ قبر میں تربت حسینؑ میں سے کچھ رکھو۔ جب حضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا تو قبر نے اُسے قبول کرلیا اور باہر نہ پھینکا۔ بحار الانوار میں ایک اور حدیث میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میت کو قبر میں ڈالو تو اُس کے منہ کے سامنے خاک شفا سے بنا ہوا سجدہ گاہ رکھ دو۔ اُس کے سر کے نیچے نہ رکھو۔

بحر المصائب اور تحفۃ المجالس میں روایت ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ میت کے کفن پر خاک شفا سے اعتقادات لکھنا نورِ مومن ہے۔ قبر کی ہولنا کی تاریکی اور منکر ونکیر کے سوالات سے امان ہے۔ تحفۃ المجالس اور مخزن البکاء میں لکھتے ہیں بغداد میں ایک فاسق وفاجر شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے نجف لے جا کر دفن کریں۔ شائد خداوند عالم امیر المومنین علیہ السلام کے صدقے مجھے معاف کردے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اُس کے ورثاء وصیت کے مطابق غسل وکفن دے کر تابوت میں رکھ کر نجف کی طرف لے چلے۔ رات کے وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حرم کے خادموں میں سے ایک خادم کو خواب میں آ کر فرمایا۔ کل بغداد سے ایک فاسق وفاجر کو لا کر نجف کی زمین میں دفن کرنا چاہتے ہیں جاؤ اور اُن کو دفن نہ کرنے دینا۔ صبح ہوئی تو اُس خادم نے دیگر خادموں کو بھی مطلع کر دیا اور وہ سب مل کر نجف کے دروازے پر چلے گئے تا کہ اُس فاسق کو نجف شہر کے اندر لا کر دفن نہ کرسکیں۔ بڑی دیر تک انتظار کرتے رہے لیکن اُس کی لاش کو لیکر نہ آئے۔ دوسری رات پھر حضرت امیر المومنینؑ کو خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا کل رات میں نے جس فاسق کی میت کو روکنے کا کہا تھا۔ اب صبح اُسے لائیں گے تم سب جانا اور اُس کا استقبال کرنا۔ اور

https://www.shiabookspdf.com/

عزت واحترام کے ساتھ بہترین جگہ پر دفن کرنا۔ خادم نے سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ جو اُس شخص کی میت کو لیکر آ رہے تھے گذشتہ رات راستہ گم کر بیٹھے اور چلتے چلتے زمینِ کربلا سے اُن کا گذر ہوا۔ ہوا چلی تو خاکِ کربلا اُڑ کر اُس کے تابوت پر جا پڑی میرے بیٹے حسینؑ کے احترام میں اور خاک کربلا کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا اور اُس پر اپنی رحمت نازل فرمائی ہے۔

انہیں دو کتابوں میں لکھتے ہیں کہ بنی مروان کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ صاحب اولاد نہیں ہو رہا تھا۔ اُس نے منت مانی اگر خدا مجھے بیٹا دے گا تو میں اُسے حسین علیہ السلام کے زائرین کو قتل کرنے کے لیے بھیجونگا۔ اتفاق سے اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اُس نے اُسے وصیت کی کہ راستے پر جا کر کھڑا ہو جا اور جو بھی حسینؑ کی زیارت کے لیے جا رہا ہو اُس کو قتل کر دینا۔ رات ہوئی تو اُس نے خواب میں دیکھا قیامت کا دن ہے فرشتے قہر و غضب کے ساتھ کچھ لوگوں کو جہنم لے جا رہے تھے۔ ایک شخص کو لایا گیا تا کہ اُسے جہنم لے جائیں رسولؐ خدا نے ملائکہ سے فرمایا۔ اگر چہ یہ مرد گناہگار ہے لیکن تم اسے جہنم نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ ایک دن وہ زمین کربلا سے گذرا تھا۔ اُس کے بدن پر زمین کربلا سے گرد و غبار جا پڑا۔ ملائکہ نے عرض کیا گرد و غبار اُس کے بدن سے دھو دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ گرد و غبار تو تم دھو سکتے ہو لیکن جو اُس کی نظریں میرے بیٹے حسین علیہ السلام کی بارگاہ اور اُسکے قبر پر پڑیں تھیں تم اُن کو تو دھو نہیں سکتے۔ اس کے بعد عذاب کے فرشتوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ رحمت کے فرشتے آئے اور اُسے بہشت میں لے گئے۔ اس کے بعد اُس خلیفہ کا بیٹا خواب سے بیدار ہوا۔ اور زائرین کو قتل کرنے کے ارادہ سے پھر گیا واپس پلٹ کر

https://www.shiabookspdf.com/

توبہ کی اس کے بعد حسین علیہ السلام کی زیارت کو چلا گیا اور حضرت کے زائرین کا احترام کرتا اور اُن کے ساتھ نوازش سے پیش آتا۔

اس واقعہ کو مرحوم قاضی نور اللہ نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں شعراء کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے۔

جمال الدین حلیمی موصلیؒ کا باپ حاکم موصل اور ایک ناصبی شخص تھا آل محمدؑ کا دشمن تھا اُس کی والدہ بھی ناصبیہ تھی۔ جب اُس کے ہاں بیٹا پیدا نہیں ہو رہا تھا تو اُس نے اپنے فاسد عقیدہ کے مطابق منت اور نذر مانی اگر اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اُسے حسینؑ کے زائرین کو قتل کرنے کے لیے بھیجے گی۔ کچھ مدت کے بعد اُن کے ہاں جمال الدین پیدا ہوا۔ جب جوان ہوا تو اُس کی ماں نے اپنی نذر سے اُسے آگاہ کیا آخر ایک دن اپنی ماں کے ساتھ موصل سے گذرنے والے زائرین کے پیچھے گیا۔ جب مسیّب کے مقام پر پہنچا۔ تو اُس نے دیکھا کہ زائرین پل سے گذر رہے ہیں ہے یہ وہیں رُک گیا تا کہ جب وہ واپس آئیں گے تو اُن کو قتل کر دے۔ وہاں ایک طرف چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اُسے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا قیامت برپا ہے۔ فرشتے آئے اُسے پکڑ کر لے گئے اور جہنم میں پھینک دیا۔ اُس نے کہا دیکھا کہ آگ نے اُسے نہ جلایا۔ اور اُس پر کوئی اثر نہ کیا۔ جہنم کے فرشتے نے آگ سے کہا کہ اسے جلا کیوں نہیں رہی؟ جہنم کی آگ نہ کہا اس کے اوپر زمین کربلا کی گرد وغبار پڑی ہے۔ اُسے جہنم سے باہر نکالا گیا۔ اُسے نہلا کر دوبارہ ڈال دیا گیا۔ پھر بھی آگ نے اثر نہ کیا۔ فرشتے نے کہا اب اسے کیوں نہیں جلا رہی؟ آگ نے کہا تم نے اُس کے ظاہر بدن کو دھویا ہے۔ لیکن زمین کربلا کا غبار تو اُس کے منہ سے اندر بھی چلا گیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

جمال الدین نیند سے بیدار ہوا اور اپنے فاسد عقیدہ کو چھوڑ دیا اور مذہب حقہ شیعہ کو قبول کرلیا۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا مداح خوان اور سید الشہد اعلیہ السلام کا نوحہ خوان بن گیا۔ حاجی نوری اللہ رحمت کرے اُن پر) نے اس حکایت کو دار السلام فی رویا والمنایا میں نقل کیا ہے۔ اُنہوں نے لکھا ہے کہ یہ نذر جمال الدین کے والد نے کی تھی اس کے آخر میں لکھا ہے اس کے بعد جمال الدین جا کر کربلا میں مجاور بن گیا۔ بعض نے ان اشعار کی نسبت اسی کی طرف دی ہے۔

اذاشئت النجاة فزر حسيناً

لكي تلقى الاله قرير عين

فان النار ليس تمس جسماً

عليه غبار زوار الحسين

یعنی اگر تو آتش جہنم سے نجات چاہتا ہے تو حسین علیہ السلام کی زیارت کر۔ کیونکہ جس بدن پر حسین علیہ السلام کے زائر کے قدموں کی گرد وغبار پڑ جائے اُس پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرتی۔ اس خاک کربلا میں یہ فضیلت کہاں سے پیدا ہوئی؟ یہ اس لیے ہے کیونکہ اس میں نواسہ رسولؐ کا خون ملا ہے۔ اور اٹھارہ اُن جوانوں کا خون ملا ہے جن کی مثال دنیا میں نہیں ملتی مثل عباسؑ و اکبرؑ و قاسمؑ۔

(الالعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 53

انـمـا الدنيا فناء ليس للدنيا ثبوت

انـما الدنيا كبيت نسجته العنكبوت

ولقد يكفيك منها ايها الطالب قوت

ولعمری عن قليل كل من فيها يموت

ترجمہ: یقیناً دنیا فنا ہونے والی ہے۔ یہ ثابت نہیں رہے گی۔ یقیناً دنیا اُس گھر کی مانند ہے جو مکڑی نے بنایا ہو۔

اے دنیا کو طلب کرنے والے اس دنیا سے تیرے لیے قوت مالا یموت کافی ہے میری زندگی کی قسم اس دنیا میں جو کوئی بھی ہے عنقریب مرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ سورہ کھف آیت 45 میں فرماتا ہے "واضـرب لهم مثل الحيوٰة الدنيا كماء انـزلـنـاه مـن الـسـمـاء فـاختلط به نبات الارض فاصبح هشيماً تذروه الـرياح" اس آیت میں خدا نے زندگی کو اُس بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جو آسمان

https://www.shiabookspdf.com/

سے نازل ہوتی ہے۔ جس سے ہر طرف گھاس اور بوٹیاں وغیرہ سبز ہو جاتی ہیں۔ کچھ مدت کے بعد خشک ہو جاتی ہیں ہوا چلتی ہے ادھر اُدھر متفرق کر دیتی ہے۔ تمام انبیأء اولیأء اور حکماء حالات اور صفات کی مناسبت کی وجہ سے زندگانی دنیا کی مثال اس کے ساتھ دیتے ہیں۔

سید الموحّدین حضرت امیر المومنین علیہ السلام دنیا کے لیے چند مثالیں اور تشبھیں ذکر کرتے ہیں۔ دیوان علی علیہ السلام میں فرماتے ہیں۔

الا انّما الدنیا کمنزل راکب

اُناخ عشیّاً وھوفی الصبح راحل

یعنی آگاہ ہو جاؤ دنیا اُس سوار کی منزل کی طرح ہے جو رات کو اُس منزل میں وارد ہوا ہو اور صبح ہوتے ہی وہاں سے کوچ کر جائے گا۔ نہج البلاغہ میں حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ (الدنیا دار ممر لا دار مقرّ مخدوا من ممر کم لمقر کم" دنیا ایک گذر گاہ ہے اور آخرت باقی رہنے والا گھر ہے اور تمہارا مسکن وٹھکانہ ہے۔ پس اس دنیا سے اتنا اُٹھاؤ جتنا تمہیں آخرت کے لیے ضروری ہے۔ ایک دوسری جگہ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔ "مثل الدنیا مثل الحیّۃ لیّن مسھا والسم النافع فی جوفھا یھوی الیھا الغر الجا ھل یخدرھا ذواللب العاتل" دنیا اُس سانپ کی مانند ہے جس کا ظاہر نرم اور اُس کا باطن میں قتل کر دینے والی زہر ہے۔ نادان وجاہل اُس کی طرف میل ورغبت کرتا ہے اور عقلمند اُس سے دور بھاگتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

زہر وارد در درون دنیا چوں مار

https://www.shiabookspdf.com/

گرچہ دارد ازبرون نقش ونگار

بعض انبیاءؑ اور اولیاءؒ نے دنیا کی سمندر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جیسے کہ نہج البلاغہ ابی الحدید ج10 ب189 ص176 میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ''دنیا کشتی کی طرح اپنے اہل کو حرکت دیتی ہے کچھ دنیا میں غرق ہو چکے ہیں وہ کفار اور اہل مصیبت ہیں۔ کچھ نجات پا گئے ہیں لیکن موجوں کے اوپر پڑے ہیں ہوائیں انہیں کبھی اِدھر لے جاتی ہیں اور کبھی اُدھر۔ جو دنیا میں غرق ہو چکے ہیں اُن کا کام تمام ہو چکا۔ اور جو بچ گئے ہیں وہ معرض ہلاکت میں ہیں'' معراج السعادۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے آپ سے عرض کیا۔ ہمیں اجازت دیں آپکے لیے ایک گھر بنائیں۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کو سمندر کے کنارے لے آئے اور فرمایا اس کے اندر میرے لیے گھر بناؤ۔ انہوں نے عرض کیا یہ ممکن نہیں ہے آپ نے فرمایا دنیا مثلِ سمندر ہے۔

اصول کافی ج1 ص16 میں اور بحار الانور میں روایت ہے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا۔ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ یابُنَیّ الدنیا بحر عمیق قد غرق فیھا عَالَمٌ کثیر" اے بیٹے دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو گئے ہیں۔ دنیا چند جہات سے سمندر کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ اول بہت سے لوگ سمندر میں غرق ہوئے ہیں اگرچہ اُن کے پاس مضبوط ترین کشتیاں موجود تھیں دنیا میں بھی بہت سے لوگ غرق اور ہلاک ہوئے ہیں۔ یعنی جہنمی ہوئے ہیں۔ بہت سے عالم، عابد، اور زاھد اور بندے غرور و تکبر اور ریا کاری میں مبتلا ہو گئے۔ کچھ لوگ حُبِ دنیا میں گرفتار ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جیسے شیطان اور

https://www.shiabookspdf.com/

بلعم باعورا ان دونوں کے پاس اسم اعظم کا علم تھا۔ غرور و تکبر کی وجہ سے دونوں ہلاک ہو گئے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ خطبہٗ قاصعہ میں فرماتے ہیں۔ ''تمہیں عبرت حاصل کرنی چاہیے اُس سے جو خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا۔ کہ اُس کے اتنے اعمال رائیگان کر دیئے۔

اس آخری زمانے میں بہت سے فتنے اور گمراہیاں پیدا ہونگی جن سے بچنے کے لیے دعائے غریق پڑھنی چاہیے۔ جیسے کہ شیخ صدوقؒ اپنی کتاب اکمال الدین میں روایت نقل کرتے ہیں محمد بن سنان کہتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ''عنقریب ایک زمانہ آئے گا جس میں تم شبہ میں پڑ جاؤ گے اُس وقت تم علم اور امامؑ کے بغیر باقی رہو گے۔ اس شبہہ سے کوئی نہیں بچ سکتا مگر وہ جو دعائے غریق پڑھے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کونسی دعا ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ ایسے پڑھا کرو۔ ''یااللہ یا رحمٰن یا رحیم یا مقلب الْقُلُوْب ثبت قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِک''۔

دوم۔ دنیا کی تشبیہ سمندر کے ساتھ اس لحاظ سے بھی دی ہے کہ سمندر میں ہمیشہ تلاطم رہتا ہے اور موجیں اُٹھتی رہتی ہیں۔ ہر وقت انقلاب اور اضطراب رہتا ہے۔ کسی وقت بھی سمندر میں آرام وسکون نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا بھی ہر وقت انقلاب واضطراب میں رہتی ہے کبھی بھی بلا و مصیبت اور پریشانیوں سے خالی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی خالی ہوگی۔ کسی دن انسان دنیا میں عزیز ہوتا ہے اور کسی دن ذلیل، ایک دن مال دار اور کسی دن فقیر اور گداگر۔ ایک وقت صحت مند اور کبھی مریض ابھی زندہ ہے۔ اور دوسری گھڑی میں مردہ ہوگا۔ لہٰذا دنیا کی کوئی حالت بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ دعائے کمیل میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ''دار

https://www.shiabookspdf.com/

باالبلاء محفوفة وبا الغدر معروفة لاتدوم احوالها" یعنی دنیا ایسا گھر ہے جو بلاؤں سے بھرا ہوا ہے اور اس کا دھوکہ مشہور ومعروف ہے اس کے احوال ثابت اور مستحکم نہیں ہیں۔نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج7 ب98 ص81-80 میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا کے حالات متعدد اور مختلف ہیں۔ ایک مردہ ہے جس پر گریہ کر رہے ہیں کوئی مریض ہے لوگ اُس کی عیادت کے لیے آرہے ہیں ایک دنیا کو طلب کر رہا ہے حالانکہ موت اُس کے پیچھے اور اُسے طلب کر رہی ہے۔

سوئم۔دنیا سمندر کے ساتھ اس لحاظ سے بھی شباہت رکھتی ہے کہ سمندر میں جو داخل ہوتا ہے اُسے غرق ہونے کا خوف ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ بچ جانے اور نجات پانے کی اُمید بھی ہوتی ہے۔جیسے کہ اصول کافی ج2 ص71 میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "لایکون المؤمن مؤمناً حتیٰ یکون خائفاً رجیعاً" مومن اُس وقت تک کامل مومن نہیں بنتا مگر یہ کہ وہ خوف بھی رکھتا ہو اور اُمید بھی۔یعنی خدا سے ڈرے اور اُس کی نافرمانی نہ کرے اور اگر ارتکاب گناہ کر بیٹھے تو توبہ کرے اور اُمید رکھتا ہو کہ خدا اُس کے گناہ معاف کر دے گا اُسے نا اُمید نہیں ہونا چاہیے۔کیونکہ خدا کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی نا اُمید ہوتے ہیں اور نا اُمید ہونے سے خدا نے منع فرمایا ہے۔خدا فرماتا ہے "لاتقنطوا من رحمة الله" اسی طرح اتنی بھی اُمید نہیں ہونی چاہیے۔کہ انسان کے اندر غرور پیدا ہو جائے۔غرور بھی قابل مذمت ہے "فلا تغرّنکم الحیوٰة الدنیا ولا یغرنکم با الله الغرور" تمہیں دنیا کی زندگی غرور میں نہ ڈال دے اور یہ تمہیں خدا کے ساتھ مغرور نہ کر دے۔جامع الاخبار

https://www.shiabookspdf.com/

میں روایت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کامل مومن کی پہچان یہ ہے کہ جب اُس کے خوف اور اُمید کا وزن کیا جائے تو دونوں برابر اور معتدل ہوں۔

چہارم: دنیا کی سمندر کے ساتھ شباہت اس لحاظ سے بھی ہے کہ اگر کوئی سمندر سے صحیح وسالم نکلنا چاہتا ہے اور گذرنا چاہتا ہے تو ایک مضبوط اور محکم کشتی کا سہارا لینا پڑے گا۔ وگرنہ وہ نجات کی بجائے غرق ہو جائے گا۔ اور سمندر کی بڑی بڑی مچھلیاں اور دوسرے جانور اُسے کھا جائیں گے۔ اسی طرح دنیا ہے انسان اگر چاہتا ہے کہ دنیا کے سمندر سے آرام وسکون کے ساتھ گذر جائے اور دنیا کی گمراہیوں اور ضلالتوں سے محفوظ رہے تو اُسے ایک مستحکم اور مضبوط نجات دینے والی کشتی کا دامن پکڑنا ہوگا۔ اور وہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت اور ولایت کی کشتی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کشتی نجات ما بہ غرقاب فنا
حب علی وآل بود ہر دوسرا
درمقدمستان چہ خاک رہ باش ہما
من مات بہ جہنم فواللہ نجا

دونوں جہانوں میں ہمیں غرق سے نجات دینے والی کشتی علیؑ اور آل علی علیہم السلام کی محبت ہے۔ یہ ایسی کشتی ہے کہ جو بھی علیؑ وآل علی علیہم السلام کی محبت میں مرا اللہ کی قسم وہ نجات پا گیا۔ زیارت جامعہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ”من اتاکم فقد نجی ومن لم یاتکم فقد ھلک“ یعنی جو تمہارے پاس آ گیا وہ نجات پا گیا اور جو تمہارے پاس نہ آیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے غایۃ المرام ینابیع المودۃ اور بحار الانوار ج 23 ص 105

https://www.shiabookspdf.com/

ب 7 میں رسول خداؐ سے روایت ہے آپ نے فرمایا"مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق" میری اہل بیت کی مثال کشتئ نوح کی مانند ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا۔ وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

خدا نے ہماری نجات کے لیے چودہ کشتیاں بنائی ہیں۔ ان میں سے جسے بھی توسل حاصل کرلیا جائے نجات حاصل ہو جائے گی۔

سمندر کی کشتی میں ہر خامی ہے کہ اگر ٹوٹ جائے تو تمام سوار غرق ہو جائیں گی۔ لیکن آل محمد علیہم السلام ایسی کشتی ہے کہ لوگوں نے اور اس دنیا نے کسی کو زہر دیکر اور کسی کو تلوار اور پتھروں سے توڑا لیکن اس کے باوجود اپنے ماننے والوں کو نجات کی اُمید سناتی ہے۔ پیغمبرؐ اسلام کو پتھروں سے زخمی کرتے رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے سر مبارک کو ابن ملجم ملعون نے زخمی کیا فاطمہ زہرا سلام علیہا کا پہلو زخمی ہوا امام حسنؑ کو زہر دیکر شہید کیا گیا۔ اور سید الشہدا علیہ السلام زمین کربلا میں طوفان بلا میں گھر گئے اور آپکے بدن مبارک پر ایک ہزار نو سو زخم تیروں اور تلواروں نیزوں اور پتھروں سے لگے۔

بحار الانوار ج 36 ص 205 اور دیگر کتب میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا"ان الحسین مصباح الهدیٰ وسفینة النجاة" یقیناً حسینؑ چراغ ہدایت اور نجات کی کشتی ہیں۔ ایک اور مقام پر رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جیسے کہ مدینۃ المعاجز اور دیگر کتب مقتل میں ہے۔"ایها الناس هذا الحسین بن علی اَلاَ فاعرفوه وفضلوه کمافضله الله" اے لوگو یہ حسین بن علی علیہما السلام ہے آگاہ رہو۔ اس کو

https://www.shiabookspdf.com/

جانو اور اُسے ایسے فضیلت اور مقام و مرتبہ دو جیسے خدا نے دیا تھا۔ خدا کی قسم حسینؑ کے
دادا نانا، ماں باپ، بھائی، خالہ اور ماموں چچا اور چچی سب بہشت میں ہیں۔ اُس کے
دوست اور اُس کے دوستوں کے دوست سب بہشت میں ہیں۔

بحار الانوار ج 37 ص 74 ب 50 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔
"اللّٰھم انّی اُحبه فاحبه و اُحب من یحبه" اے اللہ میں حسینؑ سے محبت کرتا
ہوں تو بھی اُس سے محبت کر۔ میں اُس سے بھی محبت کرتا ہوں جو حسینؑ سے محبت کرتا
ہے اور فرمایا: "احبَّ اللّٰه من احبّ حسیناً" خدا اُس سے محبت کرتا ہے جو حسینؑ
سے محبت کرتا ہے۔ نجات کی اس کشتی تک پہنچنے کے لیے ایک وسیلہ یہ ہے کہ اُن کی
زیارت کی جائے، ایک وسیلہ اُن کی مصیبت پر گریہ کرنا ہے۔ یا رلانا ہے۔ یا اُن پر
مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کرنا ہے۔ حضرت کی ہمسائیگی میں دفن ہونا بھی اس کشتی تک
رسائی کا وسیلہ ہے۔ آپ کی قبر کی خاک شفاء بھی وسیلہ ہے جب مرنے کے بعد قبر میں
رکھ دیا جائے تو یہ کشتی نجات ہر آفت و عذاب اور بلاء سے نجات دے گی۔ مخزن البکاء
منہج الاحزان اور خصائص الحسینیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ جب امام حسین علیہ السلام
زمین کربلا میں وارد ہوئے تو ام کلثومؑ نے عرض کیا۔ بھائی جان یہ زمین ہولناک ہے
جب سے میں اس زمین میں آئی ہوں میرے دل میں عجیب خوف و ہراس پیدا ہو گیا
ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بہن جب ہم بابا جان امیر المومنینؑ کے ساتھ صفین کے
میدان کی طرف جاتے ہوئے اس زمین سے گذرے تھے تو بابا جان نیچے اُترے۔ اور
اپنا سر بھائی حسنؑ کے زانو پر رکھ کر سو گئے میں حضرت کے سرہانے کی طرف بیٹھا تھا۔
اچانک بابا جان بیدار ہوئے۔ پریشان حال تھے زار و زار رونے لگے۔ بھائی حسنؑ

https://www.shiabookspdf.com/

نے رونے کا سبب پوچھا۔ بابا جان نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ یہ زمین خون سے پُر ایک سمندر ہے اور حسینؑ اس خون کے سمندر میں گرا ہوا ہے اور پاؤں مار رہا ہے اُس کی آواز کوکوئی نہیں سنتا۔ پھر بابا جان نے میری طرف منہ کیا اور فرمایا۔ "یا اباعبداللّٰہ کیف تکون اذا وقعت هینها الواقعة" اے حسینؑ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے لیے اس زمین پر واقعہ رونما ہوگا؟ میں نے عرض کیا میں صبر کرونگا اور صبر کے سوا میرے پاس کوئی چارہ بھی نہ ہوگا۔ حضرت امیر علیہ السلام کے خواب کی تعبیر اُس وقت ظاہر ہوئی جب حسینؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے۔ قتل گاہ اُس سمندر کی طرح تھی جو خون سے پُر ہو۔ اور خود مظلوم کربلا خون کے دریا میں گرے ہوئے ہیں۔ سید بحرالعلوم فرماتے ہیں۔

لَهفی علیه وقد مال الطغاة الی

نحو الخیام وخاص انفع سابحه

میرا دل آقا کے لیے اُس وقت زیادہ جلنے لگا جب آپ خون میں لت پت تھے اور ظالم خیموں کی طرف آگ لگانے کے لیے جا رہے تھے۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر54

دنیا آن قدرندارد کہ براورشک برند
باوجود وعدمش راغم بیھودہ خورن
نظر آنان کہ نکر دند براین مشتی خاک
الحق انصاف توان داد کہ صاحب نظر ند

یعنی دنیا کے پاس اسقدر نہیں ہے کہ اُس پر رشک کیا جائے۔اور دنیا کے ملنے اور نہ ملنے پر بیہودہ غم کرنے اور افسوس کی ضرورت نہیں ہے۔جن لوگوں نے اس دنیا کی طرف دھیان نہیں دیا در حقیقت وہی لوگ صاحب نظر ہیں۔

رب فتی دنیاة موفورة
لیس له من بعد ها آخرة
و آخر دنیاه مذمومة
یتبعها آخرة فاخرة

https://www.shiabookspdf.com/

و آخـر فــاز بـكليتهـمـا

قد جمع الدنيا مع الاخرة

و آخـر يـحـرم تـكلتيهـا

ليـس له دنيا و لا الاخرة

یہ اشعار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔جن کا مفہوم یہ ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس دنیا ہے۔ آخرت کے بغیر۔بعض کے پاس آخرت ہے دنیا نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔بعض کے پاس نہ دنیا ہے اور نہ ہی آخرت۔ وہ لوگ جن کے پاس دنیا ہے آخرت کے بغیر وہ کافر اور فاجر لوگ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر مصروفیات دنیا کو بنانے اور جمع کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ ان کے خیال میں صرف یہ ہوتا ہے کہ دنیاوی لذات کو اور دنیا کی عزت واحترام کو حاصل کرلیا جائے۔ آخرت کے بارے میں ایسے لوگ بالکل متوجہ نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ جو بھی کرتے ہیں جو کارنامہ انجام دیتے ہیں۔یا کوئی کمال اور ہنر حاصل کرتے ہیں تو صرف دوسروں کے سامنے فخر وافتخار کرنے کے لیے ہوتا ہے۔حتیٰ کہ اگر کوئی عبادت بھی انجام دیتے ہیں یا کوئی صدقہ وخیرات دیتے ہیں اور کوئی اچھا کام کرتے ہیں تو صرف ریاکاری اور اپنی شہرت کی خاطر کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی مدح وثنا کریں۔ خدا ایسے لوگوں کی تمام دنیاوی خواہشات اور آرزؤں کو پورا کردیتا ہے یعنی دنیا کے لیے جو کرتے ہیں خدا انہیں عوض اور بدلہ اسی دنیا میں ہی دے دیتا ہے۔اور آخرت میں ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا۔کوئی اجر وثواب نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف جہنم ہی انتظار میں ہے۔ جیسے کہ پروردگار عالم قرآن کی چند آیات میں اسی

https://www.shiabookspdf.com/

مطلب کو واضح فرماتا ہے۔ سورہ ھود آیت 16-15 "من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا وزینتھا نوفِ الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لایبخسون اولئک لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ماصنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون" جو زندگانی دنیا اور اُس کی زینتوں کے طلبگار رہیں ہم اُن کو دنیا میں پورا پورا حصہ دیں گے اور دنیا میں نقصان نہیں اُٹھائیں گے لیکن آخرت میں سوائے آگ کے اُنہیں کچھ نہ ملے گا۔ اور دنیا میں جو کچھ بھی وہ بنا چکے ہونگے وہ رائیگاں ہو جائے گا اور اُن کے تمام اعمال باطل ہو جائیں گے۔ اسی مطلب کی ایک دوسری آیت ہے سورہ شوریٰ آیت 20 "من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب" یعنی جو دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہو تو ہم اُسے دنیا سے عطا کریں گے۔ اور آخرت میں اُس کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔ سورہ یونس آیت 8-7 میں فرماتا ہے "ان الذین لایرجون لقاء نا ورضوا بالحیٰوۃ الدینا واطمأنوا بھا والذین ھم آیاتنا غافلون اولئک ماوٰیھم النار بما کانوا یکسبون" اس آیت کا مطلب بھی سابقہ آیات کی مانند ہے۔ ان تمام آیات کا مفہوم و مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں اور یہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور خدا کافروں کے عمل کو بھی رائیگاں نہیں کرتا بلکہ دنیا میں اُنہیں پورا پورا اجر عطا کرتا ہے۔ سورہ آل عمران آیت 195 میں فرماتا ہے۔ انی لا اُضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ" میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کا کوئی عمل ضائع نہیں کرونگا۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں روایت ذکر کرتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب خدا نے شیطان پر لعنت کی اور ملائکہ سے باہر نکال دیا تو شیطان نے عرض کیا۔ اے پروردگار۔ تو عادل ہے کسی پر

https://www.shiabookspdf.com/

ظلم نہیں کرتا میری عبادت کا اجر کہاں گیا؟ میں نے تیری بڑی عبادت کی ہے حضرت امیر علیہ السلام خطبہ قاصعہ میں فرماتے ہیں کہ شیطان نے چھ ہزار سال خدا کی عبادت کی یہ معلوم نہیں کہ وہ سال دنیا کے ہیں یا آخرت کے۔ بحارالانور ج 27 ص 174 ب 7 فرماتے ہیں۔ شیطان نے ایک سجدہ چار ہزار سال تک کیا۔ جس میں سوائے دنیا کے کسی چیز کا ارادہ نہ کیا۔

خدا نے اُس کے سوال پر کہ میری عبادت کا اجر کیا ہے خطاب فرمایا۔ ''مجھ سے امر دنیا میں سے جس چیز کا مرضی سوال کر تیرے عمل کا ثواب ملے گا۔ پہلے اُس نے طلولانی عمر طلب کی۔ قال انظرنی الٰی یوم یبعثون''۔

وہ لوگ جن کے پاس دنیا نہیں ہے لیکن آخرت ہے۔ یہ لوگ انبیاؑء اولیاؑء اور کامل مومنین ہیں۔ جن کی عقل اور علم کی آنکھ نے دنیا کی بے اعتباری کو دیکھ لیا ہے۔ جس وجہ سے وہ دنیا سے اعراض کر گئے ہیں اور زہد و قناعت کی زندگی گذارتے ہیں اور ہر وقت آخرت کے ساتھ دل باندھے رہتے ہیں یہ لوگ شب و روز عبادت اور آخرت کے امور میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی دنیا کا مال بھی ہو تو اُسے راہ آخرت میں خرچ کر دیتے ہیں حتیٰ کہ حضرت سلیمانؑ اتنی عظیم سلطنت رکھنے کے باوجود اپنی گذراوقات اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کما کر کرتے تھے جبکہ ہر روز لوگوں کے لیے کئی ہزار گائے۔ بھیڑ بکریاں اور اونٹ اُن کے باورچی خانے میں پکتے تھے۔ اسی طرح حضرت داوود علیہ السلام زرہ بنا کر بیچتے اور اُس کی اجرت سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک کانٹے کھینچنے والے جوان کو مختصر

https://www.shiabookspdf.com/

سے وقت میں تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن خود ایک خشن لباس ٹاٹ وغیرہ کا پہنتے تھے۔ اور سر کے نیچے پتھر رکھکر سو جاتے تھے۔ جیسے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام عیسیٰ کی صفات میں نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔ "ملقد كان يتوسّد الحجر يلبس الخشن ويأكل الخشب وكان ادامه الجوع وسراجه باليل القمر وظلاله فى الشتاء مشارق الارض ومغاربها فاكهة وريحانه ماتنبت الارض دابة رجله وخادمه يداه" وہ پتھر کا تکیہ بناتے، خشن لباس پہنتے۔ بدمزہ کھانا کھاتے۔ ہمیشہ بھوک میں رہتے۔ رات کے وقت چراغ کی بجائے چاند کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتے۔ گرمیوں کے موسم میں مشرق اور مغرب کی طرف بننے والے سایہ سے فائدہ اُٹھاتے یعنی کوئی چھت میں نہ رہتے۔ اُن کے پھل اور خوشبو جانوروں کے کھانے والے گھاس اور دیگر چارہ وغیرہ ہوتا۔ اُن کی ٹانگیں اُن کی سواری اور اُن کے ہاتھ اُن کے خدمت گذار تھے۔

مجموعہ ورام اور بحارالانوار میں ہے ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحرا میں تھے اچانک وہاں بارش آ گئی آپ نے اطراف میں دیکھا تو ایک خیمہ نظر آیا۔ اُس خیمہ کی طرف گئے۔ اُس خیمہ میں ایک تنہا عورت کو دیکھا۔ خیمہ میں داخل نہ ہوئے اور پہاڑ کی طرف چلے گئے۔ وہاں ایک غار نظر آئی اُس میں داخل ہو گئے اُس میں شیر سویا ہوا تھا۔ وہاں بھی نہ ٹھہرے اور باہر نکل آئے اور عرض کی۔ اے پروردگار۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی گھر اور ٹھکانہ ہے۔ سوائے میرے۔ خطاب ہوا۔ تیرا ٹھکانہ میری رحمت کے سایہ میں ہے۔ مجھے میری عزت کی قسم۔ قیامت کے دن سو حوروں کی تیرے ساتھ شادی کرونگا۔ اور چار ہزار سال تیری شادی کا ولیمہ کرونگا۔ ایسے سال کہ جس کا ایک

https://www.shiabookspdf.com/

دن تمام دنیا کے برابر ہوگا۔ اُس وقت منادی ندا کرے گا۔ کہ دنیا کے زاہد لوگ کہاں ہیں؟ عیسیٰؑ جیسے زاہد انسان کے ولیمہ میں شرکت کرو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی اسی تنگی اور قناعت میں زندگی گذارتے تھے جو بھی اُن کے پاس ہوتا راہ خدا میں تقسیم کردیتے۔ مدینہ میں حضرت کا ایک باغ تھا۔ جو آپ نے بارہ ہزار درہم میں فروخت کیا۔ تمام کے تمام درہم راہ خدا میں خرچ کردیئے۔

زینۃ المجالس میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمر کے زمانے میں عجم کے شہروں کو فتح کیا گیا۔ ایک قالین مال غنیمت میں ملی اُسے مدینہ لے آئے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب میں تقسیم کردیا گیا ایک ہاتھ کے برابر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حصے میں آئی۔ آپ نے بیس ہزار اشرفی کے عوض بیچ دیا اور تمام اشرفیاں راہ خدا میں خرچ کردیں۔ بحار الانوار اور دیگر کتب معتبر میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی محنت سے اور اپنی ہاتھ کی کمائی سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کیئے۔ سورہ اسراء آیت 19 میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔ "**ومن ارادا الاخرہ وسیعی لھاسعیھا وھو مؤمن فاولئِلک کان سعیھم مشکوراً**" جو بہشت کا خواہاں ہے۔ اعمال صالحہ کی کوشش کرے۔ اور وہ مومن بھی ہو۔ تو اُن کی کوشش خدا کے نزدیک مقبول ہوگی اُن کو ثواب بھی دیا جائے گا۔

وہ لوگ جن کے پاس دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔ ایسے مومن ہیں جن کو خدا نے مالِ دنیا عطا کیا ہے اچھا کھاتے ہیں مال دنیا سے لذت اُٹھاتے ہیں اچھا پہنتے ہیں عزت واحترام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ مال دنیا حلال ذریعے سے حاصل

https://www.shiabookspdf.com/

رتے ہیں اور حلال راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ اپنے واجب حقوق ادا کرتے
ں۔ بلکہ اپنی ضروریات سے اضافہ مال کو فقراء اور مساکین، یتیموں، ہمسایوں اور
پنے ضرورت مند قریبی رشتے داروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی
مدح میں سورہ انفال آیت 4-3 میں فرماتا ہے۔ "**الذین یقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنا ھم ینفقون اولئک ھم المؤمنون حقاً لھم درجات عندر بھم ومغفرۃ ورزق کریم**" وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اُسے خرچ کرتے ہیں۔ وہی مومن ہیں حقیقت میں۔ اُنہیں کے لیے اُن کے پروردگار کے پاس بلند درجات ہیں۔ اُن کے لیے مغفرت اور رزقِ کریم ہے۔
سورہ نور آیت 37 میں ان لوگوں کی شان میں فرماتا ہے۔ "**رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلٰوۃ وایتاء الزکٰوۃ**" یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی بندگی اور بہشت میں جانا کسب وتجارت اور مال ودولت کے ساتھ منافات نہیں رکھتے۔ بلکہ رزق حلال کا حاصل کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ جیسے کہ بحار الانور ج 77 ص 27 ب 2 میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "**ان العبادۃ عشرۃ اجزاء تسعۃ منھا طلب الحلال**" عبادت کے دس اجزاء ہیں دس میں سے نو اجزاء حلال کا طلب کرنا ہے۔ پس وہ لوگ جو کسب وکار سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دنیا سے دور ہیں اور خدا پر توکل رکھتے ہیں خدا ہمیں روزی دے گا تو حقیقت میں وہ اشتباہ کرتے ہیں۔

بحار الانوار میں حدیث وارد ہے۔ خدا نے حضرت داوودؑ کی طرف وحی بھیجی۔

https://www.shiabookspdf.com/

''اے داوود تو بڑا اچھا بندہ ہے اگر بیت المال سے اپنی روزی نہ لے تو'' حضرت داؤدؑ نے دعا کی خدا نے لوہے کو اُن کے ہاتھ پر نرم کر دیا۔ آپ زرہ بناتے اور ایک زرہ ہزار درہم میں فروخت کرتے۔ آپ نے تین سو ساٹھ زرہ بنائیں اور تین سو ساٹھ درہم میں فروخت کیں۔ تمام انبیاءؑ محنت و مزدوری اور کسب کرتے تھے۔ انبیاءؑ اور اپنے اہل وعیال کی گذر اوقات اسی سے کرتے تھے۔ بعض اوقات کسب کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ جب اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ خود انسان پر واجب ہو۔ اور قرض وغیرہ دینا ہو ایک حدیث میں وارد ہے ''ملعون ملعون من ضیّع من یعول'' ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے واجب النفقہ اہل وعیال کو ضائع کر دے۔ یعنی اُن کے خرچ واخراجات پورے نہیں کرتا۔ لوگوں کی وہ قسم جن کے پاس نہ دنیا ہے اور نہ ہی آخرت۔ جیسے یہودا اور ارامنہ کے فقراء ہیں، جو گناہ کرتے ہیں اور اپنے ہی مکافات عمل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

''خسر الدنیا و الاخرۃ ذالک هو الخسران المبین'' یہ لوگ دنیا اور آخرت میں خسارہ اُٹھانے والے ہیں اور یہ کھلم کھلا گھاٹا ہے۔ جیسے کہ عمر سعد، شمر، خولی، سنان بن انس اور کوفہ کے دوسرے اشقیاء جو منصب اور ریاست کی لالچ میں امام حسینؑ کو قتل کرنے کے لیے کربلا آئے جن کو نہ دنیا ملی اور نہ آخرت صرف لعنت کا طوق گلے میں لے گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ سید الشہدؑ اور دیگر جوانان اہل بیت علیہم السلام کی تلوار سے جہنم کا لقمہ بنے۔ خود امام حسین علیہ السلام نے اپنی تلوار کے ساتھ ایک ہزار نو سو پچاس لوگ جہنم واصل کیے۔ زخمی اس کے علاوہ تھے۔ حضرت علی اکبرؑ نے دو سو اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ شہزادہ قاسمؑ نے پینتیس ملعونوں کو جہنم واصل کیا۔ حبیب ابن مظاہر

https://www.shiabookspdf.com/

نے باسٹھ اشقیاء کو فی النار کیا۔ اسی طرح حضرت کے دوسرے اصحاب وانصار نے بھی بہت سے ملعونوں کو جہنم واصل کیا۔ کچھ لوگ حضرت کی بددعا سے اور نفرین سے ہلاک ہوئے۔ کچھ لوگ بیماریوں میں مبتلا ہوئے۔ کچھ لوگوں پر بجلی گری اور ہلاک ہو گئے۔ جیسے کہ وہ فوج جو یزید کے دروازے پر حضرت سید الشہداؑ کے سر پر معین تھے۔ کچھ لوگ غرق ہوئے اور کچھ دیوانے۔ کچھ نے اپنے آپ کو چھت سے یا کنویں میں گرا کر ہلاک کیا ساربان جیسے ملعون کے چہرے سیاہ ہو گئے اور جو بچ گئے تھے وہ امیر مختار علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور جہنم واصل ہوئے۔

بحار الانوار ج 44 ص 383 ب 37 میں لکھتے ہیں۔ حر بن یزید نے امام حسین علیہ السلام کے زمین کربلا میں وارد ہونے کی اطلاع ابن زیاد کو دی۔ ابن زیادہ ملعون نے امامؑ کو یہ خط لکھا۔ ''اے حسینؑ مجھے خبر ملی ہے کہ تو زمین کربلا میں وارد ہوا ہے۔ امیر الفاسقین یزید نے مجھے لکھا ہے کہ میں اُس وقت تک نرم تکیہ نہ لوں اور نہ ہی پیٹ بھر کر کھاؤں جب تک تمہیں قتل نہ کردوں یا یہ کر تو میری اور یزید کی اطاعت میں آجائے۔

جب ابن زیاد کا قاصد حضرت کے پاس خط لیکر آیا اور جواب طلب کیا تو حضرت نے فرمایا **"مالہ عندی جواب لانہ قد حقت علیہ کلمۃ العذاب"** یعنی اُس کے لیے کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ وہ عذاب کا مستحق ہو گیا ہے۔ جب اس بات کی خبر ابن زیاد کو ملی تو اُس کے سینے میں حضرت کے بارے میں غضب وکینہ اور غصہ کی آگ اور زیادہ بھڑک اُٹھی۔ اور اسی انتقام میں رہا۔ آخر ایک ان امام حسین

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ السلام کا سر مطہر اُس کے سامنے لایا گیا اور ملعون نے آپکے سر کے ساتھ نازیبا سلوک کیا الیٰ آخر۔ اس کے بعد ابن زیاد ملعون نے عمر سعد کو طلب کیا اور ری کی حکومت کا حکم نامہ جو پہلے اُس کے لیے لکھ چکا تھا۔ ابن زیاد نے کہا ان کی حکومت کا حکم نامہ واپس کرو۔ ورنہ اگر حکومت چاہتے ہو تو حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کربلا جاؤ عمر سعد نے ایک رات کی مہلت مانگی اپنے گھر جا کر ساری رات سو نہ سکا اپنے گھر کے صحن میں چہل قدمی کرتا رہا۔ اور یہ اشعار پڑھتا رہا تھا جن کا مفہوم یہ نکلتا ہے۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کروں دو بڑے کاموں کے درمیان سوچ و بیچار میں پڑ گیا ہوں۔ کیا حکومت ری کو ترک کردوں حالانکہ یہ چیز میری زندگی کی بڑی آرزو ہے یا یہ کہ کربلا جاؤں اور حسینؑ کو قتل کر کے گناہگار ہو جاؤں۔ آخر کار اُس نے کہا عقل مند شخص نقد معاملہ کرتا ہے نقد کو اُدھار میں نہیں دیتا۔ ناسخ التواریخ میں لکھتے ہیں اس کے بعد عمر سعد نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا لوگ کہتے ہیں "خدا نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا ہے" اگر سچ کہتے ہیں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اگر جھوٹ ہے تو ہم اپنی حکومت تک پہنچ گئے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو ابن زیاد کے پاس گیا اور نواسئہ رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنے کو قبول کر لیا۔ ابن زیاد ملعون نے اُسے چھ ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر کربلا کی طرف روانہ کر دیا۔ بحار الانوار ج 44 ص 385 ب 37 میں لکھتے ہیں۔ ابن زیاد مسجد کوفہ کے منبر پر گیا۔ اور کہا اے لوگو۔ تم نے آل ابوسفیان کو آزما لیا ہے اور اُنہیں اپنا دلخواہ اور موافق بنایا ہے اب تم نے امیر المومنین یزید کو بھی جان لیا ہے کہ وہ خوش اخلاق اور خوش رفتار ہے نیک کردار ہے لوگوں کے ساتھ احسان کرتا ہے۔ انہیں پیسے دیتا ہے۔ اس کی حکومت کے دور میں تمام راستے پُر امن

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔ معاویہ بھی اپنے زمانے میں ایسا ہی تھا۔ اب یزید ابن معاویہ خدا کے بندوں کی عزت کرتا ہے اور اُنہیں مال دنیا سے بے نیاز کرتا ہے۔ اور اب یزید نے تمہارے وظائف سو فی صد زیادہ کر دیئے ہیں اور مجھے بھی اُس نے حکم دیا ہے کہ میں بھی زیادہ کروں اور تمہیں اُس کے دشمن کے مقابلے میں جنگ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکالوں۔ پس اُس کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد ابن زیاد منبر سے نیچے آیا اور لوگوں کے لیے خزانے کے دوازے کھول دیئے۔ لوگوں کو پیسے دیتا رہا کسی کو حکومت اور ریاست کا لالچ دیکر اسلحہ دیکر حسین علیہ السلام کے مقابلے میں جنگ کے لیے بھیجتا رہا دوسری مرتبہ ابن زیاد نے لوگوں کے لیے بیت المال کے خزانوں کے دروازے اُس وقت کھولے جب کربلا سے واپس آئے علامہ مجلسی شیخ صدوق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سنان بن انس آیا اور ابن زیاد سے کہنے لگا۔ "املاء ر کابی فضة و ذهباً" مجھے سونے چاندی سے لاددو۔ لہوف کی روایت کے مطابق دس آدمی آئے اور کہنے لگے۔ "نحن رفضنا الصدر بعد الظهر" ہم نے پشت کے بعد حسینؑ کے سینے کو پامال کیا۔ ابومخنف اپنی مقتل میں لکھتے ہیں جیسے کہ کتاب ناسخ میں بھی موجود ہے۔ اور دیگر کتب مقتل میں بھی ہے۔ کہ اسی ہزار لوگ کوفہ سے کربلا آئے تھے اور اُن میں شام یا حجاز کا ایک آدمی بھی نہ تھا۔ سید بن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں کہ چھ محرم تک بیس ہزار لوگ حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئے تھے۔ اور دس محرم الحرام کو تیس ہزار لوگ حضرت کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ "فينهزمون بين يديه كانهم الجراد المنتشر" یہ لوگ حضرت کے سامنے ایسے پھیلے ہوئے تھے جیسے ٹڈیاں ہوتی ہیں۔ اور دیگر روایات بھی یہی بتاتی ہیں کہ یزید کی فوج کی تعداد کربلا

https://www.shiabookspdf.com/

میں تیس ہزار تھی ایک روایت امام حسنؑ سے اور دوسری امام زین العابدینؑ سے ہے فرماتے ہیں۔ ''ازدلف الیہ ثلاثون الف رجل یزعمون انهم من هذه الامة کل یتقرب الی اللّٰہ'' تیس ہزار افراد حسین بن علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے آئے وہ سب کے سب اپنے آپ کو آخرالزمان نبیؐ کی اُمت سے سمجھتے تھے اور ہر ایک اس کام کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مؤرخین اور محدثین شیعہ وسنی مثل محمد بن حریر شافعی۔ شیخ مفید اور علامہ مجلسی وغیرہ لکھتے ہیں۔ جب عمر سعد کربلا پہنچا۔ تو امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے سامنے اس نے اپنے خیمے لگائے اور اپنا سامان وغیرہ نیچے اُتارا یہ واقعہ ناسخ کے مطابق چھ محرم الحرام کو رونما ہوا۔ عمر سعد نے عروبن قیس احمسی کو حکم دیا۔ حسینؑ کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو کہ کوفہ کس لیے آئے ہو۔ اور آپ کا کیا ارادہ ہے؟ عروہ بن قیس اُن لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے حضرت کو کوفہ آنے کے لیے خط لکھا تھا۔ حضرت کے پاس آنے میں شرم محسوس کی۔ اور آنے سے انکار کر دیا۔ سرداران لشکر میں سے جس کو بھی حضرت کے پاس جانے کا حکم دیتا وہ انکار کر دیتے کیونکہ تمام سرداروں نے حضرت کو خط لکھے تھے کہ وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔ ایک ملعون جس کا نام کثیر بن عبداللہ شعبی تھا اُٹھا اور کہنے لگا اے امیر میں حسینؑ کی طرف جاتا ہوں خدا کی قسم اگر تو چاہے تو میں اُسے قتل بھی کر دونگا۔ عمر سعد نے کہا میں نہیں چاہتا کہ تو اُسے قتل کرے۔ تو جا اور اُس سے پوچھ کہ کیوں آئے ہو اور کیا ارادہ ہے؟ کثیر بن عبداللہ امام حسین علیہ السلام کے خیموں کی طرف آیا۔ حضرت کے اصحاب میں سے ابوثمامہ صیداوی نے جب اُسے آتے ہوئے دیکھا تو اُس کے راستے میں آکر کہنے لگا۔ تلوار ادھر رکھ دو اور پھر آگے آؤ۔ اُس

https://www.shiabookspdf.com/

ملعون نے کہا۔ میں پیغام لایا ہوں۔ اگر آ نے دیتے ہو تو ٹھیک ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ ابوتمامہ نے کہا۔ اگر تو تلوار رکھنے پر تیار نہیں ہے۔ تو میں تیری تلوار کے قبضہ پر اپنا ہاتھ رکھونگا۔ پھر تو اپنا پیغام دے دینا اُس ملعون نے کہا: تیرا ہاتھ میری تلوار تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ ابوتمامہ نے کہا: پس تو پھر جو بھی پیغام ہے وہ مجھے دے دے اور چلتا بن۔ میں تیرا پیغام حضرت تک پہنچا دونگا۔ اور جواب لے آؤ نگا۔ تجھے ہرگز اپنے مولاؑ تک پہنچے نہیں دونگا۔ کیونکہ تو ایک فاسق شخص ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ اور ملعون کثیر بن عبداللہ واپس چلا گیا۔ اور عمر بن سعد کو جا کر پورے معاملے کی اطلاع دی۔ عمر سعد نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلایا اور کہا۔ تیرا بُرا ہوا۔ تو آ و حسینؑ کے پاس جا کر اُن سے پوچھ کہ کیوں آئے ہو اور کیا ارادہ ہے؟ قرۃ بن قیس حضرت کی طرف آیا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ حبیب ابن مظاہر نے کچھ عرض کیا۔ ہاں یہ میری بہن کا بیٹا ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک اچھا آدمی ہے۔ میرے گمان میں نہ تھا۔ کہ وہ اس جیسی جنگ میں شریک ہوگا۔ پس وہ حضرت کے پاس آیا۔ آپ کو سلام کیا اور عمر بن سعد کا پیغام آپ تک پہنچایا حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہارے شہر والوں نے خود خط لکھے ہیں اور آنے کی دعوت دی ہے۔ اب اگر میرا آنا پسند نہیں ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ اُس نے واپس جانا چاہا۔ حبیب ابن مظاہر نے اُس سے کہا افسوس ہے تجھ پر تو اُن ظالموں کی طرف واپس جانا چاہتا ہے۔ آؤ نواسۂ رسولؐ کی مدد کرو۔ اس بدبخت نے کہا۔ جو پیغام میں لیکر آیا تھا اُس کا جواب لے جاؤں۔ تیری بات کے بارے میں بعد میں فکر کرونگا۔ اُس نے جواب عمر سعد کو جا کر بتایا۔ عمر سعد نے کہا۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے حسینؑ کے ساتھ جنگ

https://www.shiabookspdf.com/

کرنے سے دور رکھے گا۔ اور محفوظ فرمائے گا۔ عمر سعد نے فوراً ایک خط ابن زیاد کو لکھا جس میں تمام گذشتہ واقعات تحریر کئے۔ راوی کہتا ہے۔ میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا جب عمر سعد کا خط اُس کے پاس پہنچا۔ ابن زیاد ملعون نے خط پڑھا تو کہنے لگا۔

الان اذ علقت مخالبنا به

یرجو النجاة ولات حین مناص

یعنی اب جب ہم نے اُسے ہر طرف سے گھیر لیا ہے نجات اور بچ کر جانے کی اُمید رکھتا ہے۔

عمر سعد کو ابن زیاد نے خط لکھا۔ تیرا خط مجھ تک پہنچا۔ تو نے جو لکھا تھا میں سمجھ گیا ہوں۔ میری بیعت حسینؑ اور اُن کے اصحاب کے سامنے پیش کر واگر انہوں نے میری بیعت کر لی تو پھر میں اپنی رای اُن کے بارے میں دیکھوں گا کہ کیا کرنا چاہیے والسلام، علامہ مجلسی لکھتے ہیں عمر سعد نے ابن زیاد کے خط کا مضمون امام علیہ السلام کے سامنے پیش نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسین علیہ السلام کبھی بھی ابن زیاد کی بیعت نہیں کریں گے۔ بہت سی کتبِ مقاتل مثل بحار الانوار وغیرہ میں روایت ہے۔ کہ حبیب ابن مظاہر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی: یا بن رسول اللہ۔ یہاں ہمارے نزدیک قبیلہ بنی اسد کا ٹھکانہ ہے۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں اُن کے پاس جاؤں اور اُنہیں آپکی مدد کے لیے بلاؤں آپ نے فرمایا۔ ہاں جاؤ۔ حبیب رات کی تاریکی میں اُن کی طرف گئے۔ اُن کو وعظ ونصیحت کی۔ نوے آدمی اُن میں سے مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ اُن میں سے ایک شخص نے آ کر عمر سعد

https://www.shiabookspdf.com/

کو اس معاملہ کی اطلاع دے دی۔ عمر سعد نے ازرق نامی ایک معلون کو چار سو فوجیوں کا دستہ دیکر اُن کے راستے میں بھیج دیا۔ دونوں گروہوں کا آپس میں آمنا سامنا ہوا۔ سخت جنگ دونوں کے مابین واقع ہوئی۔ جب بنی اسد نے دیکھا کہ وہ عمر سعد کے سپاہیوں کا مقابلہ نہیں سکتے تو راہ فرار اختیار کر گئے۔ اور اپنے قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ اور اس ڈر اور خطرے کی بنا پر کہ کہیں عمر سعد اُن پر شب خون نہ مارے وہ اپنے ٹھکانے سے کوچ کر گئے۔ حبیب ابن مظاہر واپس لوٹ آئے اور تمام واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا۔ "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" اس کے بعد عمر سعد کے سپاہی واپس آ گئے اور فرات کے کنارے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور اس کوشش میں رہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کسی طرح بھی اپنے خیموں تک پانی نہ لے جا سکیں۔ اس صورت حال کی بنا پر حسینؑ اور آپ کے اصحاب پر پیاس کی شدت نے غلبہ کیا۔ حسینؑ نے یہ دیکھ کر خیمے کی ایک لکڑی اُٹھائی اور خیموں سے اُنیس قدم دور جا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے لکڑی زمین پر ماری جس سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ جس سے تمام اصحاب اور آپکی اہل بیتؑ نے پانی پیا اور مشکیزے بھر لیے اس کے بعد پانی کا وہ چشمہ غائب ہو گیا۔ اور پھر کسی نے اُسے نہ دیکھا جب اس کی اطلاع ابن زیادہ کو ملی تو اُس نے عمر سعد کو خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ حسینؑ نے کنواں کھودا ہے اور اُس کا پانی استعمال کرتا ہے۔ میرا خط پہنچتے ہی اُن پر سختی کرو کہ وہ کسی طرح بھی پانی نہ پی سکیں جیسے کہ عثمان پیاسا قتل ہوا ان کے ساتھ بھی ایسے ہی کرو۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق یہ واقعہ سات محرم کو پیش آیا جب یہ خط عمر سعد کو ملا تو اُس نے عمرو بن حجاج ملعون کی سرکردگی میں پانچ سو سواروں کا ایک دستہ دریائے فرات کے کنارے پر لگا دیا

https://www.shiabookspdf.com/

تا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی خیام حسینؑ تک نہ پہنچ پائے۔ بحار الانوار ج 44 ص 388 ب 37 روایت ہے۔ محمد بن ابی طالب کہتے ہیں۔ جب حسین علیہ السلام پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ تو آپ نے اپنے بھائی عباسؑ کو بلایا۔ اور اُن کو تیس سواروں اور بیس پیادہ سپاہیوں کے ساتھ پانی لینے کے لیے بھیجا۔ عباسؑ ایک مرتبہ اس وقت پانی لینے کے لیے گئے جب دوسرے سپاہی ساتھ تھے اور دوسری مرتبہ عاشور کے دن اکیلے پانی کے لیے گئے۔ پہلی مرتبہ پانی کی مشک لے آئے تھے لیکن دوسری مرتبہ پانی کا مشکیزہ خیموں تک نہ لا سکے۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 55

خداتعالیٰ سورۂ رعد آیت 39 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "یمحو اللہ مایشاء ویثبت و عندہ ام الکتاب"۔ خداوندعالم نے تمام علوم آولین وآخرین اوراحوال سابقین ولاحقین کو تین کتابوں میں جمع کیا ہے۔اُن تین کتابوں میں سے ایک لوح محفوظ ہےاوراُسے ام الکتاب کہتے ہیں اسے لوح محفوظ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں جو کچھ بھی لکھا جاتا ہے وہ تبدیل نہیں ہوتا۔اور کم یا زیادہ نہیں ہوتا۔یعنی وہ مقدرات اور واقعات جو حتمی طور پر واقع ہونے والے ہوتے ہیں وہ اس کتاب میں درج کیے جاتے ہیں۔اورام الکتاب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تمام کتابوں کی اصل ہے تمام آسمانی کتابوں حتیٰ کہ قرآن کو بھی اسی سے لیا گیا ہے۔اور ہر شخص کے لیے جو کچھ بھی مقدر ہوا ہے چاہے وہ خیر میں سے ہے یا شر میں سے،نفع میں سے ہے یا ضرر میں سے اور عمریں وغیرہ تمام اس لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔اسی لیے اہل بیت علیہم السلام بھی خدا کی حتمی

https://www.shiabookspdf.com/

تقدیرات کوتسلیم کرتے اور اُس سے راضی تھے۔ جیسے کہ زیارت جامعہ میں یہ الفاظ ہیں۔ "وسلمتم له القضاء" یعنی تم خدا کے مقدرات کوتسلیم کرنے والے ہو۔ خدا تعالیٰ سورہ توبہ آیت 51 میں فرماتا ہے "قل لن یصیبنا الا ما کتب اللّٰه لنا" اے محمد کہد وہم تک نہیں پہنچتا مگر وہ جو خدا نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔

روضات الجنات میں لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے خدا نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا لکھو۔ "قال ما اکتب" میں کیا لکھوں؟ خطاب ہوا۔ اکتب ماهو کائن الیٰ یوم القیامة" وہ لکھو جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب سے پہلی چیز جو لوح محفوظ میں قلم نے لکھی وہ یہ الفاظ تھے "انا التواب اتوب علیٰ من تاب" میں ہوں بخشنے والا جو بخشش چاہتا ہے وہ میری طرف آئے۔ یعنی مجھ سے توبہ کرے۔ ایک اور لوح بھی ہے جسے لوح محو اور اثبات کہتے ہیں۔ اس لوح میں جو لکھا گیا ہوتا ہے وہ بندے کے حال کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ تبدیل وتغیر ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے اس میں اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت لکھا ہوتا ہے کہ کافر جہنم میں جائے گا لیکن اگر مسلمان ہوگیا تو بہشت میں جائے گا۔ اسی طرح خدا نے کسی کے لیے فلاں مقدار روزی مقرر کی ہوتی ہے لیکن ساتھ یہ بھی فرماتا ہے۔ اگر شکر کرے گا تو اُس میں اضافہ ہو جائے۔ اور اگر ناشکری کرے گا تو نعمت اس سے سلب کر لی جائے گی۔ جیسے کہ خدا سورہ ابراہیم آیت 7 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "لئن شکر تم لا زیدنکم ولئن کفر تم ان عذابی لشدید" اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمات میں اضافہ کر دونگا۔ اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب یقیناً بڑا سخت ہے۔ ایک دوسرے مقام پر سورہ رعد آیت 11 میں فرماتا ہے۔ "ان اللّٰه لا یغیرو اما بقوم حتیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

یغیّرو امابا نفسھم" خدا اُس وقت تک کسی قوم کی حالت کوتبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔ کتاب صافی میں امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے۔ "الذنوب التی تغیر النعم البغی علی الناس......و کفران النعمة و ترک الشکر" وہ گناہ جونعمتوں کوتبدیل کرتے ہیں لوگوں پر ظلم کرنا، کفرانِ نعمت اور شکر کا ترک کرنا ہے۔ اسی کتاب میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔ خدا نے حکم فرمایا ہے وہ حتماً اُس نعمت کوتبدیل نہیں کرے گا جو اُس نے بندے کو عطا کی ہے۔ اُس وقت تک کہ وہ بندہ گناہ نہ کرے۔ کتاب منہج الصادقین میں لکھتے ہیں جب شراب حرام ہوئی۔ تو رسولؐ خدا نے کوچہ سے گذرتے ہوئے ایک انصاری جوان کو دیکھا جس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ جب اُس نے رسولؐ خدا کو دیکھا تو ڈر گیا اور شرمسار ہوا۔ اور توبہ کی کہ آئندہ شراب نہیں پیئے گا۔ آپؐ نے پوچھا اس بوتل میں کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا سرکہ ہے۔ حضرت نے اس سے کچھ لیکر چکھا اور اصحاب نے بھی چکھا بڑا بہترین سرکہ تھا۔ اُس جوان نے بڑا تعجب کیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یارسولؐ اللہ اُس خدا کی قسم جس نے آپکوحق کے ساتھ مبعوث بہ رسالت کیا ہے میں نے اس میں شراب ڈالی تھی آپ نے فرمایا جب تو نے توبہ نصوح کی تو خدا نے اسے سرکہ میں تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "ان اللّٰہ لا یغیّر وا مابقوم الی آخر" پس مقصد یہ ہے کہ لوحِ محو واثبات میں جو لکھا ہوتا ہے وہ حالِ بندہ کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ ایمان سے کفر کی طرف یا کفر سے ایمان کی طرف۔ سعادت سے شقاوت کی طرف یا شقاوت سے سعادت کی طرف اسی طرح اگر کسی کی عمر ختم ہونے والی ہو۔ اور وہ صلہ رحمی کرے تو اُس کی عمر بڑھ جائے

https://www.shiabookspdf.com/

گی۔ اور اگر قطع رحمی کرے گا تو اُس کی عمر کم ہو جائے گی۔ اسی طرح کوئی بلا و مصیبت کسی پر آنے والی تھی تو کسی نیک کام کرنے کی وجہ سے دور ہو جائے گی۔ یا کسی گناہ کرنے کی وجہ سے جو بلا و مصیبت دور تھی وہ آ جائے گی۔ جیسے کہ صدقہ دینے سے مصیبت ٹل جاتی ہے جیسے خصال شیخ صدوق میں روایت ہے "ادفعوا امواج البلاء عنکم بالدعاء" بلاؤں کی موجوں کو دعا کے ذریعے دور کرو۔ ایک اور روایت میں ہے "فان الدعا جُنّة منجیة البلاء وقد ابرام ابراماً" یقیناً دعا ڈھال ہے بلاؤں سے نجات دلاتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ "ان الصدقة لتدفع سبعین بلیة سوء" دعا یقیناً ستر بلاؤں کو دور کرتی ہے بحار الانوار میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اگر تمہارے لباس اور سامان وغیرہ کو ایک دوسرے پر رکھ دیا جاے کیا آسمان تک پہنچ جائے گا؟ اُنہوں نے عرض کیا نہیں یارسولؐ اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں بتلاؤں جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا۔ ہاں یارسولؐ اللہ۔ آپ نے فرمایا تم میں سے جوکوئی بھی واجب نماز سے فارغ ہو تو تیس مرتبہ یہ کہے "سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" یہ ایسا ذکر ہے جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یہ وہ ذکر ہے۔ جو انسان کے اوپر دیوار کے گرنے سے محفوظ رکھتا ہے غرق اور جلنے سے بچاتا ہے۔ کنویں میں گرنے اور درندوں سے محفوظ رکھتا ہے بُری موت سے بچاتا ہے۔ اور اُس دن جو بلیات آسمانی نازل ہونی ہوتی ہیں اُن سے بچاتا ہے اور یہ تسبیحات باقیات الصالحات ہیں۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں محو و اثبات کے ضمن میں احادیث کو ذکر کرتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com/

ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو شادی کی تقریب میں مشغول تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ آج یہ خوشیاں منا رہے ہیں کل روئیں گے۔ آپکے حواریوں نے پوچھا یا حضرت کیوں؟ آپ نے فرمایا۔ کل دلہن مر جائے گی۔ صبح ہوئی تو وہ دلہن زندہ تھی۔ جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا دلہن نے رات کے وقت راہ خدا میں کوئی چیز دی تھی۔ اور اُس کے بستر میں سانپ چھپا ہوا ہے۔ اور اپنی دُم کو منہ میں لے کر کاٹ رہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ دلہن نے جو راہ خدا میں کوئی چیز دی ہے اُس کی وجہ سے اس سانپ سے بچ گئی ہے وہ صدقہ تھا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ کہ یہ فلاں یہودی کل اس کو سانپ ڈس لے گا اور وہ مر جائے گا۔ یہودی گیا لکڑیاں اُٹھا کر لے آیا اور بالکل محفوظ رہا۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اُس نے راہ خدا میں ایک روٹی دی تھی۔ بحارالانوار میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ایک زاہد جوان حضرت داووؑ کی مجلس میں اکثر آیا کرتا تھا۔ اور خاموش بیٹھا رہتا تھا۔ ملک الموت آیا اور سلام کرنے کے بعد اُس جوان کی طرف بڑی سختی سے دیکھنے لگا۔ حضرت داووؑ نے سبب پوچھا۔ تو اُس نے عرض کیا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایک ہفتہ بعد اسی جگہ اس کی روح کو قبض کرلوں، حضرت داووؑ نے اُس جوان سے پوچھا۔ شادی کی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ حضرت نے اُس کی طرف نظرِ کرم سے دیکھ کر فرمایا۔ فلاں شخص کے پاس جا کر اپنا نام بتاؤ اور کہو داووؑ نے کہا ہے۔ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو۔ جب شادی کرلو۔ تو ایک ہفتہ کے بعد میرے پاس واپس آجاؤ۔ وہ جوان گیا۔ اور حضرت داووؑ کا پیغام اُس شخص کو دیا اُس نے اپنی بیٹی

https://www.shiabookspdf.com/

کی شادی اُس جوان سے کر دی۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ جوان حضرت داوودؑ کے پاس آیا اور اُس دن ملک الموت جوان کی روح قبض کرنے کے لیے نہ آیا داوودؑ نے فرمایا۔ جاؤ اگلے ہفتے آنا۔ جوان آئندہ ہفتہ آیا۔ داوود علیہ السلام انتظار کرتے رہے لیکن عزرائیل نہ آیا۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ اور آئندہ ہفتے آنا۔ وہ جوان جب آئندہ ہفتے آیا تو ملک الموت بھی آ گیا۔ حضرت داوودؑ نے فرمایا۔ تو نے کہا تھا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایک ہفتہ بعد اس جوان کی اسی جگہ روح قبض کرلوں۔ اُس نے عرض کیا ہاں ایسے ہی تھا۔ لیکن کیونکہ آپ نے اُس پر رحم کھاتے ہوئے اُس کی شادی کروادی ہے تو خدا نے اُس پر رحم کرتے ہوئے تیس سال عمر کا اضافہ کر دیا ہے۔

دوسری کتاب جس میں خدا نے تمام علوم اولین اور آخرین کو لکھ دیا ہے وہ قرآن ہے۔ جیسے کہ سورہ انعام آیت 59 میں فرماتا ہے۔ ''ولا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین'' کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو۔ سورہ نحل آیت 89 میں ہے۔ ''ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی'' ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر شئی کو بیان اور واضح کرنے والی ہے۔

مجمع البحرین میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ ''مامِنْ حرف من حروف القران الا وله سبعون الف معنی'' یعنی قرآن کے ہر حرف کے ستر معانی ہیں۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے۔ ''کل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولا جئنا لمثله مدداً'' اے میرے حبیب کہدو۔ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com/

لیکن قرآن کے معانی ختم نہ ہونگے۔ اگر چہ ان سمندروں کی مثل اور سمندر سیاہی بن جائیں۔ تفسیر صافی میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ ''لو وجدت لعلمی الذی آتانی اللہ عزوجل جملۃ نشرت التوحید والاسلام والایمان والدین والشرایع من الصمد'' اگر مجھے کوئی ایسا شخص ملتا جس کو میں وہ تعلیم دیتا جو خدا نے مجھے عطا کیا ہے تو میں توحید۔ ایمان۔ اسلام۔ دین اور شریعت کے تمام مسائل کو صمد کے پانچ حرفوں سے بیان کرتا۔ بحار الانوار ج4 ص157 ب93 میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اول شب سے لے کر طلوع فجر تک باء بسم اللہ کے معنی کی تفسیر کی۔ ابھی تک بسم اللہ کی سین تک نہ پہنچے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ ''لو شئت لا وقرت سبعین بعیراً من تفسیر فاتحۃ الکتاب'' یعنی اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کے معانی اتنے بیان کروں جن کا وزن ستر اونٹ اُٹھا سکیں۔ ینا بیع المودۃ میں روایت ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ''تمام ماکان اور مایکون کا علم قرآن میں ہے۔ اور قرآن کا علم سورہ فاتحہ میں ہے اور تمام حمد یعنی فاتحہ کا علم بسم اللہ میں ہے۔ اور تمام بسم اللہ کا علم باء میں ہے۔ ''وانا النقطۃ تحت الباءِ'' اور میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔ یعنی تمام علوم اولین اور آخرین کا مرکز میں ہوں۔ یا یہ کہ تمام علوم قرآن کو میں واضح اور روشن بیان کرنے والا ہوں۔ جیسے کہ نقطہ کے ساتھ حروف کی شکل وصورت اور معانی کو تمیز دی جاتی ہے اسی طرح قرآن کے معانی کو واضح اور روشن کرنے والے علی علیہ السلام ہیں۔ تیسری چیز جس میں خدا نے علوم اولین اور آخرین کو جمع کیا ہے۔ وہ وجود مبارک حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ہے۔ جیسے

https://www.shiabookspdf.com/

کہ انوار شمسیہ میں خاصہ اور عامہ کی روایات میں ثابت ہے کہ خدا کے قول "وکلّ شیءٍ احصیناہ فی امام مبین" سے مراد حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ بحارالانوار ج 35 ص 427 ب 23 میں روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر اور عمر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسولؐ اللہ یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ تمام علوم اولین اور آخرین امام مبین میں ہیں کیا اس سے مراد توراۃ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا کیا انجیل ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا کیا قرآن ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اسی دوران حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے آپ نے فرمایا "ھوھذا انہ الا مام الذی احصی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فیہ علم کلّ شیءٍ" یہ ہے وہ امام مبین جس میں خدا نے ہر چیز کا علم جمع فرمایا ہے۔ احتجاج طبرسی۔ صافی۔ غایۃ المرام اور بحارالانوار کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے غدیر کے دن ایک مفصّل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ "معاشر الناس مامن علم الا علمنہ ربی وانا علمۃ علیاً" اے لوگو۔ کوئی ایسا علم نہیں ہے۔ جو خدا نے مجھے سکھایا ہو مگر یہ کہ میں نے وہ علیؑ کو تعلیم نہ دیا ہو۔ خصالِ شیخ صدوق۔ بحارالانوار۔ غایۃ المرام، ریاض الابرار وغیرہ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے ایک ہزار باب علم کا حضرت امیرؑ کو تعلیم فرمایا۔ ہر باب سے ہزار ہزار باب کُھلا ہے۔ بحارالانوار۔ مناقب ابن شاذان اور مدینۃ المعاجز میں عمار یاسر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ ایک غزوہ کی طرف جا رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک بیابان اور صحرا میں پہنچے جو چونٹیوں سے پُر تھا۔ عمار یاسر کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ یا علیؑ۔ کیا مخلوقات میں سے کوئی ان چونٹیوں کی تعداد جانتا

https://www.shiabookspdf.com/

ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں جانتا ہوں اُسے ان کے عدد کو بھی جانتا ہے اور ان میں نر اور مادہ کتنے ہیں وہ بھی جانتا ہے میں نے عرض کیا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کیا تو نے سورہ یٰسین نہیں پڑھی جس میں خدا فرماتا ہے۔ "وکلّ شیءٍ احصیناہ فی امام مبین" میں نے عرض کیا ہاں میں نے پڑھا حضرت نے فرمایا۔ وہ امام مبین میں ہوں۔ بحارالانوار میں لکھتے ہیں۔ جس دن امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو لوگ پیغمبر اُسلام کے پاس مبارک باد دینے کے لیے آئے۔ اس دوران ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ آج میں نے علیؑ سے عجیب چیز دیکھی ہے۔ میں آ رہا تھا تاکہ حسین علیہ السلام کی ولادت کی مبارک دوں مجھے اُنہوں نے روک لیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے پیغمبر اسلام کو مبارک دینے کے لیے آئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اُنہیں فرشتوں کی تعداد کا علم کیسے ہوا۔ رسولؐ خدا مسکرائے اور فرمایا۔ یا علیؑ آپکو کیسے معلوم ہوا کہ اتنی تعداد میں فرشتے میرے پاس آئے ہیں۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ میں نے اُن کو ایک لاکھ چوبیس ہزار زبانوں میں بات کرتے ہوئے سُنا۔ تو میں سمجھ گیا کہ ان کی تعداد اتنی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "زادک اللّٰہ علماً وحلماً یا اباالحسن" اے ابوالحسنؑ خدا آپکے علم اور حلم میں اضافہ فرمائے۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسولؐ خدا نے تین مرتبہ اپنا علم علی علیہ السلام کو تعلیم فرمایا۔ ایک مرتبہ آپکی ولادت کے وقت۔ جب علیؑ کو رسولؐ خدا کے ہاتھوں میں دیا گیا۔ تو رسولؐ خدا نے اپنی زبان علیؑ کی زبان مٰیں رکھ دی جس سے دہن مبارکِ علیؑ میں علم کے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ یقیناً وہ علم اور حکمت ہی کے چشمے تھے نہ کہ پانی کے چشمے۔ دوسری مرتبہ جب رسولؐ خدا کی وفات کا وقت آیا۔ جیسے کہ بحارالانوار میں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

ام سلمہ اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ دونوں کا مضمون ایک ہے ام سلمہ فرماتی ہیں۔ رسولؐ خدا نے اپنی مرض الموت میں فرمایا۔ "ادعونی خلیلی" میرے دوست کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ نے حضرت ابوبکر کو بلالیا جب وہ آئے تو آپ نے دیکھ کر اپنا منہ دوسری طرف کرلیا۔ حضرت نے دوبارہ فرمایا۔ میرے دوست کو بلاؤ۔ حفصہ نے حضرت عمر کو بلالیا حضرت نے اُسے دیکھ کر بھی اپنا منہ چھپالیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا۔ میرے دوست کو بلاؤ۔ فاطمہ علیہا السلام نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کو بلوایا۔ آپ تشریف لائے رسولؐ خدا اُٹھے اور اُنہیں اپنی بغل میں لے کر چادر میں چھپا لیا۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ رسولؐ خدا نے مجھے ایک ہزار حدیث تعلیم کی۔ ہر حدیث سے ہزار ہزار حدیثیں نکلتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت کا پسینہ میرے اُوپر اور میرا پسینہ حضرت کے اوپر گرنے لگا۔ تیسری مرتبہ رسولؐ خدا نے اپنی وفات کے بعد علیؑ کو علوم کی تعلیم دی۔ علامہ مجلسی بحارالانوار اور جلال العیون میں چند روایات ذکر کرتے ہیں۔ کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے وصیت کی تھی۔ کہ جب غسل اور کفن دے لینا تو میرے کفن سے پکڑ کر مجھے بٹھا لینا اور جو جی چاہے مجھ سے پوچھ لینا۔ تاکہ میں تجھے قیامت تک ہونے والے واقعات کے بارے میں اطلاع دوں۔ پس حضرت علیؑ نے آپؐ کے حکم کے مطابق عمل کیا اور آپؐ سے سوال کرتے آپ جو فرماتے اُسے لکھتے جاتے تھے۔ راوری کہتا ہے۔ حضرت علیؑ جب بھی ہمیں آئندہ کی چیزوں کے بارے میں خبر دیتے تو فرماتے۔ ھذا مما اخبر النبیؐ۔ یعنی یہ وہ چیز ہے جس کی نبیؐ نے مجھے خبر دی ہے۔ جلال العیون میں ہے۔ کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اس مرتبہ بھی رسولؐ خدا نے مجھے ہزار باب تعلیم فرمائے۔ ایسے ہزار باب کہ ہر باب سے ہزار باب

https://www.shiabookspdf.com/

کھلتے تھے۔ انہیں علوم کی وجہ سے جب بھی حضرت سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا تو بغیر کسی غور و فکر کے فوراً جواب دے دیتے تھے۔ حتیٰ کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانے میں علماء یہود و نصاریٰ بہت سے مشکل مسائل اُن سے پوچھتے تھے۔ جن کا جواب دینے سے وہ قاصر رہ جاتے تھے۔ آخرکار حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوتے اور اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتے۔ اور اُن کے جوابات یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے مطابق ہوتے۔ جس کو دیکھ کر وہ مسلمان ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ لکھتے ہیں حضرت عمر نے ستر مقامات پر کہا "**لو لا علی لھلک عمر**" کیونکہ ان حضرات کے جوابات غلط ہوتے اور حضرت ہمیشہ درست جواب دیتے تھے۔ اسی لیے آپ نے منبر پر کئی بار فرمایا۔ "**سلونی قبل ان تفقدونی سلونی فان عندی علم الاولین والاخرین**" مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ یقیناً میرے پاس اولین اور آخرین کا علم ہے۔ حضرت کا یہ دعویٰ وہ ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ بلکہ جس نے بھی ایسا دعویٰ کیا وہ رسوا ہوا۔

بحار الانوار اور نور العیون میں صاحب کتاب صراط المستقیم سے نقل کرتے ہیں کہ ابن جوزی جو اہل سنت کا ایک بڑا عالم تھا ایک دن منبر پر گیا اور علیؑ کی طرح دعویٰ کر بیٹھا "**سلونی قبل ان تفقدونی**" یہ دعویٰ سُن کر نیچے سے ایک عورت بول اُٹھی۔ اور کہا۔ یا حضرت کہتے ہیں جب سلمان فارسی مدائن میں اس دنیا سے گیا تو علی علیہ السلام آدھے دن میں مدائن بھی پہنچے وہاں اُسے غسل و کفن دے کر دفن کر کے واپس بھی آ گئے۔ ابن جوزی نے کہا ہاں اسی طرح ہے۔ اُس عورت نے کہا۔ کہتے ہیں جب عثمان مدینے میں قتل ہوا۔ تو تین دن تک اُس کی میت گندگی کے ڈھیر پر پڑی

https://www.shiabookspdf.com/

رہی علی بھی مدینے میں موجود تھے۔ اس کے باوجود وہ نہ گئے اور عثمان کی میت کو اُٹھا کر دفن نہ کیا۔ ابن جوزی نے کہا ہاں ایسے ہی ہے۔ اُس عورت نے کہا کہ ان دو میں سے ایک غلط ضرور تھا۔ یا علی غلطی پر تھا۔ یا پھر عثمان بُرا تھا۔ ابن جوزی فکر میں پڑ گیا۔ کہ اب کیا جواب دے۔ اگر کہے عثمان غلط تھا۔ تو اُسے تیسرا خلیفہ سمجھتا ہے۔ اگر کہے علی غلطی پر تھے تو اُسے چوتھا خلیفہ مانتا ہے۔ جب ابن جوزی کو کوئی جواب نہ آیا۔ تو کہنے لگا۔ اے عورت تو اپنے شوہر کی اجازت سے آئی ہے یا بغیر اجازت کے؟ اگر شوہر کی اجازت سے آئی ہے تو خدا اُس پر لعنت کرے اور اگر اُس کی اجازت کے بغیر آئی ہے تو خدا تجھ پر لعنت کرے۔ اُس عورت نے کہا۔ حضرت عائشہ علی علیہ السلام کے مقابلے میں پیغمبرؐ کی اجازت سے گئی تھی۔ یا بغیر اجازت کے؟ ابن جوزی کوئی جواب نہ دے سکا۔ ذلیل و رسوا ہوا اور شرمسار ہو کر منبر سے نیچے اُتر گیا۔

بحار الانوار ج 40 ص 144 میں علامہ مجلسی شیخ مفید سے نقل کرتے ہیں۔ کہ عثمان کے قتل کے بعد جب لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی تو آپ نے اپنے سر پر پیغمبرؐ کا عمامہ اور کندھوں پر حضرت کی عبا رکھی اور منبر پر تشریف لے آئے۔ خدا کی حمد وثنا کے بعد اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر اپنے ناف کے نیچے رکھ کر فرمایا۔ **"یامعا شر الناس سلونی قبل......"** اور فرمایا۔ **"اما واللّٰہ لو ثنیت لی الوسادۃ لحکمت بین اھل التوراۃ بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم وبین اھل الذبور بذبورھم وبین اھل الفرقان بفرقانھم"** آگاہ ہو جاؤ۔ خدا کی قسم اگر میرے لیے مسند علم بچھا دی جائے تو اہل تورات کے لیے تورات سے حکم کروں۔ اہل انجیل کے لیے انجیل

https://www.shiabookspdf.com/

سے حکم کروں۔ اہل زبور کے لیے زبور سے حکم کروں۔ اور اہل قرآن کے لیے قرآن کے مطابق حکم کروں۔ "ولولا آية في كتاب الله عزوجل لا خبر تكم بما كان وبما يكون وبما هو كائن الى يوم القيامة" اگر قرآن میں ایک آیت بھی نہ ہوتی تو میں پھر بھی تمہیں سابقہ، موجودہ اور آئندہ کے واقعات کے متعلق اطلاع دیتا۔ اس کے بعد پھر فرمایا۔ مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ خدا کی قسم اگر مجھ سے قرآن کی ایک ایک آیت کے بارے میں سوال کرو تو میں تمہیں بتاؤنگا کہ کس وقت نازل ہوئی اور کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور تمہیں خبر دونگا۔ کہ اُن میں سے کونسی ناسخ ہے اور کونسی منسوخ۔ کونسی عام ہے اور کونسی خاص کونسی محکم اور متشابہ کونسی ہے۔ مناقب ابن شاذان اور مدینۃ المعاجز میں روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے ایک دن بصرہ میں منبر پر جا کر فرمایا۔ "ايها الناس سلونى قبل ان تفقدونى فلانّى بطرق السماء اعلم من طرق الارض" اے لوگو۔ مجھ سے پوچھ لو۔ قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ میں آسمان کے راستے زمین کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ سُن کر ایک شخص اُٹھا۔ اور عرض کرنے لگا۔ (اين جبرئيل فى هذه الساعة) اس وقت جبرئیل کہاں ہے؟ حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا۔ زمین کی طرف دیکھا مشرق و مغرب کی طرف دیکھا اور کہیں اُسے نہ پایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "يا شيخ انت جبرائيل" اے پیر مرد تو ہی جبرائیل ہے۔ راوی کہتا ہے اس کے بعد جبرئیل ایک پرندے کی شکل بن کر لوگوں کے درمیان سے اُڑ گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے آواز بلند کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی کے حقیقی خلیفہ ہیں۔ بحارالانوار اور دیگر کتب مثل مقتل عوالم۔ دمعۃ الساکبہ۔ ناسخ التواریخ اور تظلم الزہراء میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہتا ہے ایک دن کوفہ کے منبر پر حضرت

https://www.shiabookspdf.com/

امیر المومنین علیہ السلام تشریف لے گئے اور خطبہ کے دوران فرمایا: ایھا الناس سلونی قبل ان تفقدونی" یہ سن کر سعد بن ابی وقاص اُٹھا اور عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنینؑ مجھے بتائیں میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے دوست رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ تو مجھ سے یہ سوال کرے گا اور تیرے ہر بال کے نیچے ایک شیطان چھپا ہوا ہے جو تجھے اغوا کر رہا ہے اور تجھ پر لعنت کرتا ہے۔ اگر اس چیز کی دلیل اور برہان جو میں نے تجھے بتائی ہے تیرے لیے مشکل نہ ہوتی تو میں ضرور تجھے بتاتا۔ "ان فی بیتک طفلاً یقتل ابن رسول اللّٰہ" تیرے گھر میں ایک بچہ ہے جو فرزند رسولؐ اللہ کو قتل کرے گا۔ اور وہ بچہ عمر سعد تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کی دی ہوئی خبر اُس وقت سچ ثابت ہوئی۔ جب ابن زیاد ملعون نے ری کی حکومت کا لالچ دیکر عمر سعد کو کربلا بھیجا تاکہ نواسۂ رسولؐ کا سر قلم کر کے لے آئے۔ اور عمر سعد ملعون بھی چھ ہزار لشکر کے ساتھ امام حسینؑ کے مقابلے میں جنگ کرنے کے لیے کربلا پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابن زیاد ملعون نے شمر کو چار ہزار سپاہی دیکر روانہ کیا۔ سنان بن انس نخعی کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ خولی اشجعی کو بھی دس ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ شرح قصیدہ کے مطابق اشقیاء کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ ناسخ التواریخ کے مصنف اپنی مقتل میں لکھتے ہیں۔ کہ کربلا میں لشکر اشقیاء کی تعداد ایک لاکھ سے لے کر آٹھ لاکھ تک تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ ابن زیاد ملعون نے کوفہ میں اکیاون ہزار سپاہی جمع کیئے اور کربلا کی طرف تیس ہزار کا لشکر بھیجا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو دوسرے لشکر کی ضرورت نہ پڑی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ تین حدیثیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لشکر اشقیاء کی تعداد تیس ہزار تھی۔ ایک حدیث امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام دوسری امام زین العابدین علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

ان دو روایات کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی جلد دس میں ذکر کیا ہے۔ اور تیسری روایت امام صادق علیہ السلام سے ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کی تعداد بحار الانوار، عوالم، ناسخ اور شرح شافیہ کے مطابق بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے۔ کتابِ ناسخ میں لکھتے ہیں مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے حضرت کے ساتھ ایک ہزار سوار اور دیگر سو افراد دیگر جنگ میں شریک ہوئے اور تمام آپکے ہمراہ شہید ہوئے۔

عاشور کے دن صبح سویرے عمر سعد نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے تیار کیا جب دونوں لشکر صف آراستہ ہو گئے تو سب سے پہلے عمر سعد نے تیر چلایا۔ اور کہنے لگا گواہ رہنا اور امیر کے سامنے گواہی دینا کہ سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کی طرف تیر مارنے والا میں تھا۔ اس کے بعد باقی اشقیاء نے بھی تیر اندازی شروع کر دی مرحوم سید بن طاؤس لکھتے ہیں۔ کہ لشکر اشقیاء نے اس قدر تیرے مارے کہ امام حسینؑ کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ اسی پہلے حملے میں امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے پچاس افراد شہید ہو گئے۔ شرح شافیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ان پچاس میں سے دس نفر امام حسین علیہ السلام کے غلام تھے۔ دو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے غلام تھے۔ کُتبِ مقاتل میں لکھتے ہیں۔ کہ فوج اشقیاء نے تین مرتبہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پر تیروں سے حملہ کیا۔ ایک اول صبح۔ دوسری مرتبہ ظہر کی نماز کے وقت اور تیسری مرتبہ ظہر کے بعد جب امامؑ اکیلے رہ گئے تھے جیسے کہ بحار الانوار میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ "کانت الرماة اربعة الاف"۔ یعنی تیر اندازوں کی تعداد چار ہزار تھی۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر56

من آنچہ شرط بلاغت باتو می گویم

تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال

یعنی میں تجھ تک پیغام حق پہنچاتا رہونگا۔تو نصیحت حاصل کر یا نہ کر۔ خداتعالیٰ سورہ ذاریات آیت 55 میں فرماتا ہے۔"وذکرّ فان الذکریٰ تنفع المؤمنین" خداتعالیٰ خاتم المرسلین سیدالانبیاءؑ سے خطاب فرماتا ہے کہ ان کوتذکر دیتے رہو۔ کیونکہ یقیناً تذکر مومنین کے لیے نفع بخش ہے یعنی انہیں موعظہ اور نصیحت کرتے رہو۔ یہ چیز ان کے لیے فائدہ مند ہے۔ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو بڑا مقدس ظاہر کرتے ہیں موعظہ اور نصیحت کو سننا پسند نہیں کرتے۔ اس کی چند وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو واعظ سے کامل واکمل جانتے ہیں۔ ان کے خیال میں اُن کے اندر کوئی عیب اور نقص نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ۔ خود پسندی، تکبر اور غرور ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اور اپنے آپ کو وعظ ونصیحت کا محتاج نہیں سمجھتے۔ ایسے لوگ اشتباہ اور غلطی پر ہوتے ہیں۔ مومن کا ایمان جتنا کامل ہو جائے پھر بھی موعظہ کا محتاج ہوتا ہے۔ وعظ ونصیحت کی ایک بات اگر چہ دن میں کئی بار سنے اُس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور ہر مرتبہ ایک خاص اثر ہوتا ہے جیسے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے تمام تورات میں سے موعظہ کے پانچ کلمات کا انتخاب کیا ہے۔ "وانا احب ان اطا لعها فی صبیحة کل یوم" میں دوست رکھتا ہوں کہ ان پانچ کلمات کو ہر روز صبح پڑھوں یہ حدیث کتاب اثنیٰ عشریہ کی پانچویں باب میں موجود ہے۔ اسی کتاب میں ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے تورات میں سے بارہ آیات کا انتخاب کیا ہے۔ اور اُنہیں عربی میں تبدیل کیا ہے۔ "وانا انظر الیها فی کل یوم ثلاث مرات" میں ہر روز اُن کی طرف تین بار دیکھتا ہوں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کو تو تمام آسمانی کتابیں حفظ تھیں اور آپ نے ولادت کے وقت تمام کتابیں نبی اکرمؐ کو تلاوت کر کے سنائیں تھیں اس کے باوجود وہ موعظہ کے کلمات اور تورات کی آیاتِ منتخبہ کو بار بار پڑھتے تھے۔ کیونکہ ان کے پڑھنے میں فائدہ تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسے واعظ کا موعظہ اثر نہیں کرتا جو خود فاسق و فاجر ہو اور کافر ہو۔ یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ انسان اگر خود مومن ہے اور اُس کا دل سیاہ نہیں ہے۔ تو ہر واعظ کا موعظہ اثر رکھتا ہے۔ جیسے کہ شیطان ملعون افسق فساق اور اکفر کفار بھی سب سے بڑا فاسق اور سب سے بڑا کافر تھا۔ اس کے باوجود انبیاء کو موعظہ کرتا تھا۔ اور اُس کے موعظہ سے وہ فائدہ بھی اُٹھاتے

https://www.shiabookspdf.com/

تھے۔ بحارالانوار ج 63 ص 216 ب 3 میں علامہ مجلسی حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ شیطان حضرت یحییٰؑ کے پاس آیا۔ یحییٰؑ نے شیطان سے پوچھا۔ کیا اب تک تو مجھ پر غالب ہوا؟ اُس نے عرض کیا۔ آپ کبھی کبھی سیر ہوکر کھاتے ہیں اور نماز تہجد آپ پر مشکل ہو جاتی ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا۔ کہ شیطان کی اس بات کو سن کر میں نے نذر مانی کہ آئندہ کبھی سیر ہوکر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اور شیطان ملعون نے بھی کہا کہ میں نے بھی نذر مانی کہ آئندہ کبھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کرونگا۔

بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان حضرت یحییٰؑ کے پاس آیا اور یحییٰؑ نے اُس سے فرمایا۔ بتاؤ تیرے نزدیک اُمیدوار ترین چیز کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو بتاؤں اور آپ اُسے لوگوں کو بتا دیں اور لوگ میرے مکر سے محفوظ ہو جائیں۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا۔ خدا نے کتابیں بھیجی ہیں۔ اُن میں تیرے تمام مکر اور حیلے بیان کر دیئے ہیں جس نے بچنا ہے وہ بچ ہی جائے گا۔ شیطان نے عرض کیا۔ کہ میرے نزدیک اُمیدوار ترین چیز عورتیں ہیں۔ جو لوگوں کو فریب اور دھوکہ دیتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو میں ہرگز اولاد آدم پر کامیاب نہ ہوسکتا اور انہیں گمراہ نہ کرسکتا۔ اگر عورتیں نسل آدم سے نہ ہوتیں تو میں ان کو ضرور سجدہ کرتا۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیطان کو عورتیں بڑی پسند ہیں کیونکہ عورتیں شیطان کے بہت کام آتی ہیں۔ بحارالانوار ج 11 ص 287 ب 1 میں قطب راوندی کی کتاب قصص الانبیاء سے نقل کرتے ہیں حضرت امام نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ شیطان حضرت نوحؑ

https://www.shiabookspdf.com/

کے پاس آیا۔ عرض کی۔ آپ نے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔ اب میری ایک نصیحت کو بھی قبول کریں۔ حضرت نوحؑ نے اُس کی بات سننے سے انکار کیا۔ خدا نے وحی فرمائی۔ اے نوحؑ اُس کے ساتھ بات کرو۔ اور اُس سے پوچھو۔ میں اُس سے ایسی بات کراؤنگا جو خود اُس پر حجت ہو۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ کہو کیا کہنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا۔ "اذا وجدنا ابن آدم بخیلا او حریصا او حسوداً او جباراً او عجولا تلقفناه تلقف الکرة فان اجتمعت لناهذه الاخلاق سمیناه شیطاناً مریداً" جب بھی ہم اولاد آدم میں سے کسی کو ان پانچ صفات کا حامل پاتے ہیں تو ہم بہت جلد اُسے گمراہ کردیتے ہیں۔ وہ پانچ صفات یہ ہیں۔ بخیل ہو۔ یا حریص ہو۔ یا حسد رکھتا ہو۔ یا تکبر کرتا ہو۔ یا جلد باز ہو۔ اگر یہ تمام صفات ہم میں سے کسی میں جمع ہو جاتیں تو ہم اُس کا نام دھتکارا ہوا شیطان رکھتے ہیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ وہ احسان کون سا ہے جو میں نے تجھ پر کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ آپ نے بددعا کی اور تمام مخلوق ہلاک ہوگئی اور مجھے آرام کرنے کا موقع مل گیا۔ اگر آپ نے بددعا نہ کی ہوتی تو مجھے بڑی مدت تک ان کے ساتھ مشغول رہنا پڑتا۔ بحارالانوار میں ایک دوسری حدیث کے مطابق۔ شیطان نے حضرت نوحؑ سے عرض کیا۔ ایاک والکبر وایاک والحرص وایّاک والحسد" غرور، لالچ اور حسد سے بچنا۔ کیونکہ تکبر وغرور نے مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے روکا۔ جس کی وجہ سے میں شیطان رجیم بنا۔ اور حسد سے اس لیے بچو کیونکہ حسد ہی کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اور حرص ولالچ سے اس لیے بچنا۔ کیونکہ یہ حرص ہی تو تھا جس نے حضرت آدمؑ کو شجرۂ ممنوعہ

https://www.shiabookspdf.com/

کھانے پر مجبور کیا۔ حالانکہ بہشت کی تمام نعمتیں اُن کے لیے مباح تھیں۔ پس وعظ ونصیحت کا مومن کو فائدہ ہوتا ہے۔ واعظ چاہے کوئی بھی ہو۔ ہاں اگر وعظ ونصیحت سننے والا ہی اہلیت اور قابلیت نہ رکھتا ہو۔ تو پھر واعظ چاہے نبیؐ ہو یا امامؑ اُس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

برسیاہ دل چہ سود خواندن وعظ

نہ رود میخ آہنین برسنگ

یعنی کسی سیاہ دل شخص پر وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی میخ بھی کسی پتھر میں گئی ہے۔

بلکہ ایسے دل قرآن کی سورہ بقرہ آیت 74 کے مصداق ہوتے ہیں۔ "ثم قست قلوبکم من بعدذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ" پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھروں کی طرح سخت ہوگئے یا اس سے بھی سخت تر۔ جیسے کہ امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کو اکثر وعظ ونصیحت فرمائی لیکن اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جیسے بحار الانوار ج 44 ص 388 ب 37 میں اور دیگر کتب مقاتل میں لکھتے ہیں جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ کوفہ سے لگا تار لشکر عمر سعد کے پاس آ رہا ہے تو آپ نے ایک پیغام بھیجا کہ میں تجھ سے آج رات مل کر کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔ عمر سعد اپنے ساتھ بیس آدمی لے کر آیا اور حضرت بھی اپنے اصحاب میں سے بیس افراد اپنے ساتھ لے کر آئے۔ حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کو اپنے پاس رہنے دیا اور باقی کو وہاں سے دور چلے جانے کا حکم دیا۔ عمر سعد نے بھی اپنے بیٹے حفص اور اپنے غلام کو اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

پاس رکھا اور باقی کو چلے جانے کا کہا۔ امام حسینؑ نے عمر سعد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ہلاکت ہو تیرے لیے اے عمر بن سعد کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ تو میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔ تو مجھے جانتا ہے۔ اس قوم کو چھوڑ کر میرے ساتھ آ کر مل جاؤ۔ عمر سعد نے کہا۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے گھر کو خراب کر دیں گے۔ حسین علیہ السلام نے فرمایا گھر میں تیرے لیے بنا دونگا۔ اُس ملعون نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میری کھیتی باڑی تباہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں مدینہ کے اپنے مال اور کھیتی باڑی میں سے تجھے بہتر عطا کرونگا۔ شیخ طریحی کی روایت کے مطابق اسی طرح تظلم الزہراء مخزن البکا، اور دیگر کتب مقتل کے مطابق حضرت نے فرمایا۔ میں تجھے اپنے مال میں سے بغیفہ دے دونگا۔ بغیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ حجاز میں ایک بہت بڑا چشمہ تھا ایک وقت معاویہ نے حضرت سے تقاضا کیا تھا کہ آپ وہ چشمہ دس ہزار اشرفی کے عوض اُسے بیچ دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا تھا۔ مدینۃ المعاجز کی روایت کے مطابق حضرت نے فرمایا۔ اے عمر سعد میں تجھے وہ چشمہ دونگا جو معاویہ نے مجھ سے دس ہزار دینار کے عوض خریدنا چاہا لیکن میں نے دینے سے انکار کیا۔ عمر سعد نے جواب میں کہا کوفہ میں میرے اہل و عیال ہیں مجھے اُن کے بارے میں ڈر ہے۔ اس کے بعد وہ چپ ہو گیا۔ حضرت واپس آ گئے اور فرمایا۔ خدا تجھے بہت جلد تیرے بستر پر موت دے۔ اور معاف نہ فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ "**فواللّٰہ انی لا رجوان لاتاکل من برّا لعراق الا یسیراً**" خدا کی قسم مجھے اُمید ہے کہ تو عراق کی گندم سے کم ہی فائدہ اٹھا سکے گا۔ یعنی تھوڑی ہی کھانا نصیب ہوگی۔ اس ملعون نے حضرت کے جواب

https://www.shiabookspdf.com/

میں مسخرہ اور مذاق کے طور پر کہا۔ میرے لیے گندم کی بجائے جو ہی کافی ہیں مخزن البکاء میں منتخب التواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب میں سے ایک عابد اور زاھد شخص بریر بن خضیر آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ یابن رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کے خیمہ کے پاس جا کر اسے وعظ و نصیحت کروں۔ شاید یہ ملعون گمراہی سے پلٹ آئے؟ حضرت نے اجازت دی تو بریر اُس کے خیمے میں گیا۔ اور سلام کیئے بغیر جا کر بیٹھ گیا۔ عمر سعد اس صورت حال سے غصے میں آ گیا اور کہنے لگا اے ہمدانی بھائی کس چیز نے تجھے سلام کرنے سے روکا ہے؟ کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ اُس نے کہا اگر تو مسلمان ہوتا اور خدا کی پہچان رکھتا تو رسولؐ کی اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ جنگ کرنے اور اُن کو قید کرنے کے لیے نہ آتا۔ علاوہ ازیں یہ دریائے فرات جو موجیں مار رہا ہے۔ اس سے ہر ذی روح حتیٰ کہ کتوں کو بھی پانی پینے کی اجازت ہے۔ اگر نہیں تو فاطمہؑ کے بیٹے حسینؑ اور اُن کے اہل و عیال اور اصحاب کو نہیں ہے اور تو درمیان میں رکاوٹ حائل کیئے ہوئے ہے۔ کیا اس کے باوجود بھی تو اپنے آپ کو مسلمان خیال کرتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ تو خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتا؟ عمر سعد نے یہ سن کر اپنا سر نیچے کر لیا اور اسکے بعد کہنے لگا۔ اے بھائی میں جانتا ہوں جو بھی ان کے مقابلے میں آئے گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ لیکن میرا نفس شہر ری کی حکومت اور گورنری کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتا۔ میں نہیں چاہتا کوئی میری جگہ پر جا کر وہاں حکومت کرے۔ بریر واپس لوٹ آیا اور آ کر حضرت سے عرض کی کہ عمر سعد ری کی حکومت کی خاطر آپ سے جنگ کرے گا اور آپ کو قتل کردے گا۔ آپ نے فرمایا

https://www.shiabookspdf.com/

عراق کی گندم زیادہ نہیں کھائے گا اور اپنے ہی بستر پر جہنم واصل ہوگا۔ عاشور کے دن بھی حضرت نے اُسے نصیحت کی لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت عباسؑ اور قاسمؑ نے بھی اُسے وعظ و نصیحت کی۔ مدینۃ المعاجز میں ہے حضرت شہزادہ قاسمؑ نے فرمایا۔ اے عمر سعد تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو دیکھ نہیں رہا کہ آل رسولؐ پیاسے اور بھوکے ہیں۔ بے شک تو نے اُن کی آنکھوں کے سامنے دینا سیاہ کر دی ہے۔ شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں اسی طرح محمد بن جریر طبری شافعی اپنی کتاب تاریخ طبری میں لکھتے ہیں کہ ایک رات سید الشہداءؑ نے عمر سعد کو اپنے پاس بلایا اور کافی دیر تک اُس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے عمر سعد نے واپس جا کر ابن زیاد کو ایک خط لکھا کہ الحمد للہ خدا نے جنگ کی آگ اور فتنہ کو خاموش کر دیا ہے۔ اور اُمت کے معاملے کی اصلاح کر دی ہے حسین علیہ السلام نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ وہ واپس اپنے گھر چلے جائیں گے۔ یا سرحدی کسی علاقے میں جا کر دوسرے مسلمانوں کی طرح زندگی گذاریں گے۔ یا پھر شام جا کر یزید کی بیعت کر لیں گے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ طبری اور شیخ مفید کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ عمر سعد نے جو باتیں ابن زیاد کو لکھی تھیں وہ سب اپنی طرف سے تھیں۔ لیکن مخزن البکاء میں اخبار الاول سے نقل کرتے ہیں؟ یہ تین باتیں حضرت نے فرمائی تھیں۔ لکھتے ہیں کہ جب یہ خط ابن زیادہ کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا یہ خط خیر خواہ اور مہربان ہے۔ شمر ملعون نے اُٹھ کر کہا۔ کیا امیر ان باتوں کو حسینؑ سے قبول کر لیں گے؟ حالانکہ وہ آپکے علاقے اور زمین میں آیا ہوا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ اس زمین سے نکل گئے پھر کبھی تیری بیعت نہیں کرے گا۔ اور تیرے مقابلے میں طاقت

https://www.shiabookspdf.com/

عراق کی گندم زیادہ نہیں کھائے گا اور اپنے ہی بستر پر جہنم واصل ہوگا۔ عاشور کے دن بھی حضرت نے اُسے نصیحت کی لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت عباسؑ اور قاسمؑ نے بھی اُسے وعظ ونصیحت کی۔ مدینۃ المعاجز میں ہے حضرت شہزادہ قاسمؑ نے فرمایا۔ اے عمر سعد تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو دیکھ نہیں رہا کہ آلِ رسولؐ پیاسے اور بھوکے ہیں۔ بے شک تو نے اُن کی آنکھوں کے سامنے دینا سیاہ کردی ہے۔ شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں اسی طرح محمد بن جریر طبری شافعی اپنی کتاب تاریخ طبری میں لکھتے ہیں کہ ایک رات سید الشہداءؑ نے عمر سعد کو اپنے پاس بلایا اور کافی دیر تک اُس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے عمر سعد نے واپس جا کر ابن زیاد کو ایک خط لکھا کہ الحمدللہ خدا نے جنگ کی آگ اور فتنہ کو خاموش کردیا ہے۔ اور اُمت کے معاملے کی اصلاح کردی ہے حسین علیہ السلام نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ وہ واپس اپنے گھر چلے جائیں گے۔ یا سرحدی کسی علاقے میں جا کر دوسرے مسلمانوں کی طرح زندگی گذاریں گے۔ یا پھر شام جا کر یزید کی بیعت کرلیں گے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ طبری اور شیخ مفید کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ عمر سعد نے جو باتیں ابن زیاد کو لکھی تھیں وہ سب اپنی طرف سے تھیں۔ لیکن مخزن البکاء میں اخبار الاول سے نقل کرتے ہیں؟ یہ تین باتیں حضرت نے فرمائی تھیں۔ لکھتے ہیں کہ جب یہ خط ابن زیادہ کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا یہ خط خیر خواہ اور مہربان ہے۔ شمر ملعون نے اُٹھ کر کہا۔ کیا امیر ان باتوں کو حسینؑ سے قبول کرلیں گے؟ حالانکہ وہ آپکے علاقے اور زمین میں آیا ہوا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ اس زمین سے نکل گئے پھر کبھی تیری بیعت نہیں کرے گا۔ اور تیرے مقابلے میں طاقت

https://www.shiabookspdf.com/

حاصل کرے گا۔تو تو کمزور ہو جائے گا۔ان باتوں کو قبول نہ کر بلکہ اُنہیں اس بات پر
مجبور کر کہ وہ خود اور ساتھی آ کر تیری بیعت کریں۔ابن زیاد نے شمر کی رائی کو پسند کیا۔
اور ایک خط عمر سعد کے نام لکھ کر شمر کے ہاتھ روانہ کیا۔اور کہا اسے عمر سعد کو دے دینا۔
اگر حسینؑ کے ساتھ جنگ پر تیار ہو تو اُس کی اطاعت کرنا۔اگر جنگ سے انکار کرے تو
خود امیر بن کر لشکر کا امیر اور سردار بن جانا۔عمر سعد کو قتل کر کے اُس کا سر میرے پاس بھیج
دینا۔ابن زیاد نے عمر سعد کو خط میں لکھا کہ میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا کہ تو حسینؑ
سے شر کو دور کرے اور اُسے سلامتی کی بشارت دے۔یا اُس کے لیے غدر خواہی کرے
اور اُس کے لیے میرے سامنے سفارش کرے۔دیکھو اگر حسینؑ اور اُس کے اصحاب
میرے حکم کے تابع اور مطیع ہوں تو اُن کو صحیح و سالم میرے پاس بھیج دے اور اگر انکار
کریں تو اُن پر حملہ کر کے اُنہیں قتل کر دو۔اور اُن کا مثلہ کرو کیونکہ وہ اسی چیز کے مستحق
ہیں۔اس کے بعد خط میں لکھا تھا۔اگر تو حسینؑ کو قتل کر دے تو اُس کے سینے کو گھوڑوں
کے سموں سے پامال کر دے کیونکہ وہ ظالم اور سرکش ہے۔مؤلف فرماتے ہیں سید
الشہدا ؑ کی شہادت کے بعد عمر سعد نے ابن زیاد کے حکم کے مطابق عمل کیا اور ایک
منادی نے ندا دی کون ہے جو امیر کے حکم پر عمل کرے؟ لہوف میں لکھتے ہیں۔دس
حرامزادے باہر آئے اور کہنے لگے ہم یہ کام کریں گے۔صاحب لہوف نے اُن
حرامزادوں کے نام بھی لکھے ہیں۔اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ دس ملعون ابن زیاد کے
پاس آئے اور کہنے لگے ہم وہ ہیں جنہوں نے حسینؑ کے سینے کو گھوڑوں کے سموں سے
پامال کیا۔شمر نے جب خط عمر سعد کو دیا تو اُس نے پڑھ کر کہا۔اے شمر تجھ پر ہلاکت

https://www.shiabookspdf.com/

ہو۔ میرے خیال میں تو نے ہی صلح کے معاملہ کو بگاڑا ہے۔ اور معاملہ کو جنگ تک پہنچانے والا تو ہی ہے خدا کی قسم حسینؑ کوئی عام شخص نہیں ہے۔ بلکہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کا بیٹا ہے۔ ہرگز ابن زیاد کی بات قبول نہ کرے گا۔ شمر ملعون نے کہا۔ مجھے بتا امیر کے حکم کو نافذ کرے گا یا نہیں؟ اگر تو حسینؑ کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا تو لشکر کی سرداری مجھے دو اور خود ایک طرف ہو جا۔ عمر سعد ملعون نے کہا۔ میں خود حسینؑ کے ساتھ جنگ کرونگا اور تو پیدل لشکر کا سردار بن جا۔ پس سید بن طاؤس کی روایت کے مطابق یہ ملعون سوار ہوئے اور حضرت کے خیموں کی طرف آئے۔ سب سے پہلے شمر نے آواز دی۔ میرے بھانجے عباسؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ کہاں ہیں؟ کسی نے اس ملعون کا جواب نہ دیا تو حضرت نے فرمایا اس کی بات کا جواب دو اگرچہ وہ فاسق ہے لیکن رشتے میں تمہارا ماموں لگتا ہے۔ عباسؑ اور دوسرے بھائی سامنے آئے اور کہنے لگے۔ کیا کام ہے؟ اُس ملعون نے کہا۔ اے میرے بھانجو تم امان میں ہو۔ تم اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ کیوں قتل ہو رہے ہو۔ امیر یزید بن معاویہ کی اطاعت میں آ جاؤ حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ خدا تیرے اور تیری امان پر لعنت کرے۔ کیا تو مجھے حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے بھائی اور آقا اور فاطمہؑ کے لختِ جگر کو چھوڑ کر ملعون ابن ملعون کی اطاعت کر لیں۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ اے ملعون ہمارے لیے تو امان ہے لیکن کیا فرزند رسولؐ کے لیے امان نہیں؟ شمر ملعون یہ بات سُن کر لشکر کی طرف واپس چلا گیا۔ پھر عمر سعد نے اپنے لشکر کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ اور کہا اے لشکرِ خدا سوار ہو جاؤ۔ تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ تمام لشکر سوار ہوا اور سب نے امامؑ کے خیمے کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرف حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ نماز عصر کے بعد تھا۔ شیخ مفید لکھتے ہیں حسینؑ اپنے خیمے کے سامنے زانو پر سر رکھکر بیٹھے تھے۔ آپکو نیند آ گئی۔ اتنے میں آپ نے اپنی بہن زینب کے رونے اور گریہ کرنے کی آواز سنی۔ جو کہہ رہی تھی کہ بھیا۔ آپکو لشکر کی آواز آ رہی ہے جو آپکے قریب ہو رہا ہے امام علیہ السلام نے اپنا سر مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرما رہے تھے۔ اے حسینؑ تو کل میرے پاس آ جائے گا یہ بات سُن کر زینبؑ نے اپنے منہ پر طمانچہ مارا اور گریہ کرنے لگیں۔ صرف خبر شہادت سُن کر زینبؑ برداشت نہ کر سکیں۔ اور منہ پر طمانچہ مارا اور گریہ کرنے لگیں لیکن اُس وقت کیا حال ہوا ہوگا زینبؑ کبرٰی کا جب خیمے سے باہر آئیں تو کیا دیکھا۔ اشقیاء کی فوج نے آپکو گھیرا ہوا ہے۔ اور کوئی تلوار کوئی تیر اور کوئی نیزے اور کوئی پتھر یا لکڑی سے حملہ آور ہے زینبؑ نے دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہے۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 57

خدا سورۂ انبیاء آیت 30 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "وجعلنا من الماء کلّ شئی حی" یعنی ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا فرمایا ہے۔

خدا نے اپنی مخلوق کے لیے جو چیزیں فائدہ مند پیدا کی ہیں اُن میں سے سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید پانی ہے۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر انسان اور حیوان کی زندگی پانی سے قرار دی ہے۔ کتاب منہج اور صافی میں روایت ہے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ پانی کا ذائقہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "طعم الماء طعم الحیوٰۃ" یعنی پانی کا ذائقہ حیات و زندگی کا ذائقہ ہے۔ اسی لیے ہر وہ زمین جس میں پانی نہیں ہوتا اور بارش نہیں ہوتی اُسے مردہ زمین کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سورہ اعراف آیت 57 میں فرماتا ہے "وھو الذی یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمۃ حتیٰ اذا اقلت سحا باً ثقالا سقناہ لبلدمیت" سورہ روم

https://www.shiabookspdf.com/

آیت 24 میں فرماتا ہے۔ "وننزل من السماء ماء فیحی به الارض بعد موتها"
یعنی ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا پس اُس کے ذریعے سے مردہ زمین کو ہم نے
زندہ کردیا۔ پس تمام مخلوقات، حیوانات ونباتات اور بنی نوع انسان پانی ہی کے سبب
زندہ ہے اگران کو پانی نہ ملے تو زندہ نہیں رہ سکتے۔ پانی کی طرف تمام مخلوق بہت زیادہ
احتیاج رکھتے ہیں۔ اس لیے خدا نے پانی کو ہر چیز سے زیادہ پیدا کیا ہے۔ اہل علم کے
اندازے کے مطابق تمام دنیا میں تین حصے پانی ہے اور ایک حصہ زمین پھر زمین کے
بھی چار حصے ہیں ایک مغرب میں اور ایک حصہ مشرق میں۔ جو مغرب میں حصہ ہے وہ
شدت گرمی کی وجہ سے قابل سکونت نہیں اور جو حصہ مشرق میں ہے وہ شدت سردی کی
وجہ سے قابل سکونت نہیں ہے۔ اور ایک حصہ میں تاریکی کی وجہ سے زندگی گذارنا
مشکل اور ناممکن ہے زمین کے چوتھے حصے میں یہ سات برّ اعظم ہیں جو قابل سکونت
ہیں۔ خدا نے پانی کو ہر چیز سے زیادہ پیدا کیا ہے اور پھر پانی کی کوئی قیمت نہیں رکھی۔
جس کو بھی پیاس لگے چاہے انسان ہو یا حیوان، مومن ہو یا کافر وہ پینے کا حق رکھتا
ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا۔ کہ چند مقام پر پانی کی موجودگی میں وضو کی بجائے
تیمّم کرنا چاہیے۔ ایک اُس وقت جب نماز کا وقت تنگ ہو اور وضو نہ کرسکتا ہو۔ تو فوراً
تیمّم کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔ دوسرا اُس صورت میں جب پانی کا استعمال اس کے
لیے مضر ہو۔ ایک اُس وقت جب پانی کم ہو۔ اگر وضو کرے تو پینے کے لیے پانی نہ ملے
گا۔ اور زندگی کو خطرہ ہو چاہے انسان کی زندگی کو یا حیوان کی اگر چہ کسی کافر کی زندگی ہی
کو کیوں نہ خطرہ ہو۔ اگر ان حالتوں میں وضو کرے تو اُس کا وضو باطل ہے۔ ایک
روایت میں ہے کہ پیغمبرؐ اکرم وضو کرنے لگے تو ایک بلی دیکھ رہی تھی حضرت نے پانی

https://www.shiabookspdf.com/

بلّی کے آگے رکھ دیا اُس نے پانی پیا پھر حضرت نے بچے ہوئے پانی سے وضو کرلیا۔ اس فعلِ پیغمبرؐ سے ہمیں دو حکم حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ وضو کرنے سے پہلے حیوان کو پانی دینا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ بلی کا نیم خوردہ پاک ہے۔

وسائل الشیعہ اور صافی میں من لایحضرہ الفقیہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جو کوئی ایسے مقام پر کسی کو پانی پلائے جہاں پانی موجود ہو تو گویا اُس نے ایک غلام آزاد کیا ہے اور اگر کوئی ایسے مقام پر کسی کو پانی پلائے جہاں پانی موجود نہ ہو تو گویا اُس نے ایک شخص کو زندہ کر دیا اور جس نے ایک شخص کو زندہ کیا تو گویا ایسے ہے جیسے اُس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا ہے۔ بحارالانوار ج 74 ص 369 ب 23 میں روایت سے رسولؐ خدا نے فرمایا "افضل الاعمال ابراد الکبدی الحری یعنی سقی الماء" بہترین عمل کسی پیاسے کو پانی پلانا ہے۔ معصوم علیہ السلام کا فرمان ہے۔ "افضل الصدقة سقی الماء" افضل ترین صدقہ پیاسے کو پانی پلانا ہے۔ بحارالانوار ج 74 ص 232 ب 15 میں روایت ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ "مَنْ سقی مؤمناً من ظمأ سقاه اللّٰه من الرحیق المختوم" اگر کوئی کسی مومن کو پیاس کے وقت پانی پلائے تو خدا تعالیٰ جنت میں اُسے رحیق مختوم سے سیراب کرے گا۔

مؤلّف فرماتے ہیں رحیق مختوم جنت میں ایک چشمہ ہے جس سے سید الشہداء علیہ السلام نے عاشور کے دن اپنے اصحاب کو سیراب کیا تھا۔ جیسے کہ سید بحرینی معالم الزلفی اور مدینۃ المعاجز میں ذکر کرتے ہیں۔ بحارالانوار ج 101 ص 10 ب 14 میں

https://www.shiabookspdf.com/

روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ "من سقی یوم عاشورا عند قبر الحسینؑ کمن سقی لشکر الحسینؑ و شهد معه" جس نے عاشور کے دن قبر حسین علیہ السلام کے نزدیک پانی پلایا تو گویا اُس نے حسینؑ کے لشکر کو پانی پلایا اور اُن کے ساتھ شہید ہوا۔ بہت سی کتب مقاتل مثل کشف الغمہ، غایۃ المرام، دار السلام اور بحار الانوار السلام میں روایت کرتے ہیں راوی کہتا ہے۔ ایک دن رسولؐ خدا نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ گذشتہ رات میں نے خواب میں اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب اور چچا زاد جعفر بن ابی طالب کو دیکھا۔ جو کھجور اور انگور کھا رہے تھے۔ میں اُن کے پاس گیا۔ اور اُن سے پوچھا "ایُّ الاعمال وجدتما افضل" تم نے کون سے عمل کو سب سے افضل پایا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ "وجدنا افضل الاعمال الصلوٰۃ علیک وسقی الماء وحب علیّ ابن ابی طالب علیه السلام" ہم نے سب سے افضل عمل آپ پر درود پڑھنا۔ پیاسے کو پانی پلانا۔ اور علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی محبت کو پایا۔ کشف الغمہ میں لکھتے ہیں۔ کہ خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

بحار الانوار ج 74 ص 369 ب 23 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جو کوئی بھی ان پانچ اعمال میں سے کسی کو بجا لائے اُس پر جنت واجب ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلائے پیاسے کو پانی پلائے پابرہنہ کو جوتا پہنائے۔ کسی کو سوار کرائے۔ یا کسی غلام کو آزاد کرے۔ اور ان پانچ اعمال میں سے افضل ترین عمل پانی پلانا ہے۔ کیونکہ مجلسی اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ السلام نے فرمایا۔ سب سے پہلے جس عمل کا قیامت کے دن کسی کو ثواب دیا جائے گا وہ پانی پلانا ہے۔ انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک گناہگار شخص تھا۔ ایک دن راستے میں چلتے ہوئے اُس نے ایک کتے کو دیکھا جو ایک کنویں کے کنارے کھڑا تھا۔ اُس نے سوچا اسے پیاس لگی ہوئی ہے۔ اُس نے اپنا عمامہ کھولا اور اُس کے ساتھ اپنی جوتی یا دوسری روایت کے مطابق لکڑی کا بنا ہوا کاسہ کنویں کے اندر ڈالا اور پانی کھینچ کر کتے کو سیراب کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُس وقت کے نبی کو وحی فرمائی کہ اُس گناہگار بندے سے کہو تیرا یہ عمل قبول ہے۔ اور تو نے جو کتے پر ترس کھایا ہے اس وجہ سے میں نے تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ وسائل الشیعہ میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا'' خدا کسی پیاسے کے جگر کو ٹھنڈا کرنے کو پسند کرتا ہے۔ جو کسی پیاسے حیوان یا غیر حیوان کو پانی پلائے تو خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن خدا کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ کافر کو پانی پلانا بھی ثواب ہے۔ جواہر الاخبار میں روایت کرتے ہیں۔ مصارف راوی کہتا ہے۔ ہم مکہ کے سفر میں حضرت صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ چلتے ہوئے ہم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو ایک درخت کے نیچے پڑا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس شخص کے پاس جاتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ اسے پیاس لگی ہوئی ہے۔ ہم سب اُس کی طرف گئے۔ ہم نے دیکھا وہ ایک نصرانی آدمی تھا۔ امام علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کیا تجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ ''انزل یا مصارف فَاَسْقِهِ۔ اے مصارف نیچے اترو اور اس کو پانی پلاؤ۔ میں نیچے اُترا اور اُسے پانی پلایا۔ اس کے بعد میں سوار ہوا اور چل پڑے۔ میں نے حضرت سے

https://www.shiabookspdf.com/

عرض کیا۔ یہ تو نصرانی تھا۔ کیا آپ نصرانی کو بھی صدقہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اگر اس حال میں ہو تو دیتا ہوں۔

مجالس المتقین میں تبر المذاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام مدینے سے باہر ایک بھیڑ بکریوں کے گلہ میں مزدوری کرتے تھے تا کہ اُنہیں پانی پلائیں حضرت پانی پلانے میں مشغول تھے۔ کہ ایک خیبری یہودیوں کا قافلہ وہاں آ گیا جو سب پیاسے تھے۔ حضرت کنویں سے پانی نکال کر بھیڑ بکریوں کو پانی پلا دیتے تھے جب آپ نے یہودیوں کو پیاسا دیکھا تو آپ نے اُن کو پانی پلایا۔ اُنہوں نے جب حضرت سے پوچھا کہ اپنا تعارف کراؤ کون ہو۔ حجازی ہو یا عراقی۔ تو جب آپ نے اپنا تعارف کرایا تو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح فتح خیبر کے وقت پیغمبرؐ اسلام نے پسند نہ کیا کہ خیبر کے یہودیوں پر پانی بند کیا جائے۔ اسی طرح سید الشہداء علیہ السلام بھی راضی نہ ہوئے کہ حر بن یزید ریاحی کو پانی نہ دیا جائے۔ بلکہ تمام لشکر کو اور حتیٰ کہ اُن کے گھوڑوں کو بھی پانی پلایا اور سیراب کیا۔ لیکن خدا لعنت کرے اہل کوفہ پر جنہوں نے اہل بیت پیغمبر علیہم السلام پر پانی بند کر دیا۔ اور پیاس کی وجہ سے حالت یہ تھی کہ کچھ بچے شہید ہو گئے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوا فرمایا تھا۔ کہ کربلا میں اصحاب حسینؑ کا یہ حال ہو گا کہ پیاس کی وجہ سے اُن کے بچے ہلاک ہو جائیں اور بڑوں کی جلد اور چمڑوں کو پیاس بے جان کر دے گی۔

عاشور کے دن پیاس کا یہ عالم تھا۔ کہ سید الشہداء علیہ السلام نے اتمام حجت کی خاطر اشقیاء سے پانی کی درخواست کی اور فرمایا۔ "منو علی بن المصطفیٰ

https://www.shiabookspdf.com/

بِشـربة یـحیٰ بها اطفالنا من الظماء حبث الفرات سائل قالو الا ماء الا السیوف و السنان" مصطفٰے کے بیٹے کو پانی دیکر احسان کرو ہم پانی کے ذریعے سے اپنے پیاسے بچوں کی جان بچائیں گے اشقیاء نے جواب میں کہا آپکو پانی نہیں ملے گا بلکہ ہم تلواریں اور نیزے برسائیں گے۔

(الالعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 58

خداتعالیٰ سورۂ روم آیت 41 میں فرماتا ہے۔ "ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون" خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا۔ اُس وجہ سے جو کچھ لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا لوگوں کو اُن کے کیے ہوئے بعض عمل کا مزہ چکھایا جائے گا شائد کہ واپس پلٹ آئیں منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ صحرا اور سمندروں میں زیادہ تر فساد بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور جب بارش نہ ہوتی ہو تو نماز استسقاء پڑھی جاتی ہے۔ اور اکثر اوقات آئمہ حضرات کی دعاؤں کی وجہ سے بھی بارش ہوتی رہی ہے۔ بحارالانوار ج 44 ص 187 ب 24 میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اہل کوفہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ اور عرض کی کہ آپ دعا کریں خدا بارش نازل فرمائے۔ امیر المومنینؑ نے اپنے

https://www.shiabookspdf.com/

بیٹے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اُٹھو اور اہل کوفہ کے لیے دعا کرو تا کہ خدا بارش نازل فرمائے۔ حسین علیہ السلام اُٹھے خدا کی حمد وثنا اور نبی اکرمؐ پر درود بھیجنے کے بعد عرض کی اے خدا جو خیرات عطا کرنے والا ہے۔ برکات کو نازل کرنے والا ہے۔ آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرما۔ حسین علیہ السلام نے دعا سے نیچے ہاتھ کیے ہی تھے کہ خدا نے اس قدر بارش برسائی کہ اہل کوفہ نے ادھر اُدھر سے آ کر بتایا کہ بارش کی وجہ سے ہر طرف پانی موجیں مار رہا ہے۔ اور تمام نچلی جگہیں پانی سے پُر ہو چکی ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے لیے خود دعا نہیں کی اور نہ اپنے بیٹے حسن علیہ السلام کو دعا کرنے کے لیے کہا یہ اس لیے تا کہ اہل کوفہ کو بتائیں کہ خدا کے نزدیک حسین علیہ السلام کی کتنی شان ہے اور کتنا بڑا مقام ہے اور ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ یا اس لیے کہ اہل کوفہ پر پانی پلانا لازم ہو گیا ہے۔ اگر نہیں کریں گے تو ان پر عذاب نازل ہوگا۔ دوسری مرتبہ لشکرِ معاویہ نے جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر پر پانی بند کر دیا۔ حضرت کے لشکر نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی۔ بحار الانوار کی جلد دس، مقتل عوالم، ناسخ التواریخ اور مخزن البکاء میں لکھتے ہیں۔ راوی کہتا ہے حضرت نے کچھ سوار پانی لینے کے لیے بھیجے۔ لیکن لشکر معاویہ نے انکار کر دیا۔ سوار مایوس ہو کر واپس آ گئے حضرت کو بڑا صدمہ ہوا۔ آپ کے بیٹے حسین علیہ السلام نے عرض کیا۔ بابا جان میں جاتا ہوں اور جا کر پانی پر قبضہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں بیٹے تم جاؤ۔ حسین علیہ السلام نے ایک دستے کے ساتھ دریا کے کنارے کھڑے فوجیوں پر حملہ کیا اور اُن کو دور بھگا کر پانی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آپ نے وہاں اپنا خیمہ نصب کیا اور سوار فوجیوں کو نیچے اُتار کر وہاں چھوڑا اور خود آ کر اپنے والد ماجد کو

https://www.shiabookspdf.com/

اطلاع دی کہ ہم نے دریائے فرات پر قبضہ کرلیا ہے امیرالمومنین علیہ السلام نے جب یہ خبر سنی تو گریہ کرنے لگے۔ پوچھنے لگے۔ یا علیؑ آپ کیوں گریہ کررہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو پہلی فتح نصیب ہوئی ہے۔ جو حسین علیہ السلام کی برکت سے ملی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب حسینؑ تشنہ لب زمین کربلا میں قتل کیا جائے گا۔ اور حسینؑ کا گھوڑا بھاگتا ہوا آئے گا اور کہہ رہا ہوگا۔ کتنی ظالم ہے وہ اُمت جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔

تیسری مرتبہ حسین علیہ السلام نے حر بن یزید کے لشکر کو پانی پلایا۔ جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ بس حسین علیہ السلام اہل کوفہ اور فرات کے پانی پر چار لحاظ سے حق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ مرحوم شیخ جعفر اپنی کتاب خصائص الحسینیہ میں لکھتے ہیں۔ پہلا حق یہ کہ تمام بنی آدم چاہے مومن ہو چاہے کافر پانی پینے کا حق رکھتے ہیں۔ اس لیے تمام دریاؤں اور نہروں سے پانی پینا جائز ہے اگرچہ اُن کا کوئی مالک ہو اور اُس کی طرف سے اذن بھی نہ ہو۔ بلکہ کفار کو پانی دینا مستحب ہے۔

دوسرا حق عمومی ہے۔ جو ہر صاحبِ روح اور صاحبِ حیات کے لیے ہے۔ کیونکہ اُس کی زندگی صرف پانی کی وجہ سے باقی ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے "وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی"

تیسرا حق یہ کہ امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے لیے دعا کی اور خدا نے رحمت کی بارش نازل کی بلکہ حضرت نے تین مرتبہ اہل کوفہ کو پانی پلایا اگر نہ وہ پیاس سے ہلاک ہو جاتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

چوتھا حق یہ کہ فرات کا پانی آپ کی والدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے حق مہر میں آیا جیسے کہ بحارالانوار جلد دس میں روایت ہے حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے دنیا کا پانچواں حصہ اور بہشت کا تیسرا حصہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حق مہر قرار دیا ہے۔ اور زمین کے اوپر چار دریا مخدرہ کا حق مہر قرار دیئے ہیں۔ دریائے نیل جو مصر میں ہے دریائے بلخ نہروان اور دریائے فرات۔ بحارالانوار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے تمام بہشت اور جہنم فاطمہ علیہا السلام کا حق مہر قرار دیا ہے پس اپنے محبوں کو بہشت میں داخل کریں گی اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں بھیجیں گی۔ پانچواں حق حسین علیہ السلام کا یہ ہے کہ آپ فرات کے پانی کے مالک ہیں۔ کیونکہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ "**لولاک لماخلقت الافلاک**" اے پیغمبرؐ اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو خلق ہی نہ کرتا۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا "**حسین منی وانا من الحسین**" پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا اور اُس کی ہر چیز کو خدا نے حسینؑ کے لیے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ اگر حسینؑ نہ ہوتے تو خدا دنیا ہی پیدا نہ کرتا۔

چھٹا حق یہ تھا کہ حسین علیہ السلام نے پانی کا سوال کیا تھا اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "**اما السائل فلا تنهر**" پس اس آیت کے مطابق ہر سوال کرنے والے کا مسئول پر حق ہو جاتا ہے۔ اور خاص طور پر اُس وقت جب سائل اپنے ہی حق کا سوال کرے۔ اور اُسے اپنے حق کی اس وقت اہم ضرورت بھی ہو۔ تو اُس وقت حق نہ دینا۔ اور اُس میں دیر کرنا حرام ہے۔ اور عذاب کا مستحق ہے۔ خدا لعنت کرے اہل کوفہ پر جنہیں امام عالی مقام کے ان حقوق کا خیال نہ تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے بھی اہل کوفہ سے اپنے حق کا سوال کیا تھا جو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ

https://www.shiabookspdf.com/

جب ابن زیاد کا خط عمر سعد کو ملا تو اُس نے سختی سے پانی بند کر دیا۔ جب حضرت اور آپکے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ نے اپنے بھائی عباسؑ کو بلایا اور اُن کے ساتھ تیس سوار اور بیس پیادہ لوگ بھیجے تا کہ مشکیں لے کر جائیں اور پانی لے آئیں۔ جب یہ لوگ دریا کے قریب ہوئے تو دریائے فرات پر معین فوجی دستے کا سرغنہ عمرو بن حجاج نے آواز دی تم کون ہو؟ حضرت کے اصحاب میں سے ہلال بن نافع نے کہا میں تمہارا چچا زاد ہوں۔ اور پانی پینے آیا ہوں۔ اُس نے جواب میں کہا۔ بڑی خوشی سے پیو۔ ہلال بن نافع نے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر۔ مجھے تو پانی پینے کی اجازت دے رہا ہے اور حسینؑ اپنے اہل وعیال کے ساتھ پیاسے ہیں۔ عمرو بن حجاج نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ لیکن میں پانی پر مامور ہوں اس لیے پانی لے جانے کی اجازت نہیں دونگا۔ ہلال نے ایک بلند نعرہ لگایا اور اپنے ساتھیوں کو مشکیزے بھرنے کے لیے کہا۔ کچھ ساتھی اُن کے ساتھ جنگ کرنے لگ گئے اور کچھ نے چند مشکیزے بھر لیے اور حضرت کے خیموں تک لے گئے۔ شرح شافیہ میں مقتل خوارزمی سے نقل کرتے ہیں کہ اس دوران عمرو بن حجاج کے ساتھیوں میں سے چند لوگ قتل ہو گئے۔ جب پانی خیموں تک پہنچا تو حسین علیہ السلام اور آپکے ساتھیوں نے پانی پیا۔ کیونکہ پانی لے جانے والوں اور پلانے والوں کے سردار عباسؑ تھے اس لیے انہیں سقا کہا جانے لگا۔

ایک اور مرتبہ عباسؑ اُس وقت پانی لینے کے لیے گئے جب اکیلے تھے گھوڑے کو پانی میں ڈالا۔ پانی پینا چاہا لیکن حسینؑ اور آپکے اہل بیت اور بچوں کی پیاس یاد آ گئی اور بھرا ہوا چلو دریا میں پھینک دیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک مرتبہ حضرت نے اعجاز امامت کے ساتھ اپنے تمام اصحاب کو اپنی انگشتِ الہام کے ذریعے سے سیراب کیا۔ جیسے کہ معالم الزلفیٰ۔ مدینة المعاجز تظلم الزھراء۔ ناسخ التواریخ اور دمعۃ الساکبہ وغیرہ میں روایت کرتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب پانی بند کردیا گیا تو حسینؑ نے اپنے اصحاب کے درمیان اعلان کیا۔ جسے پیاس لگی ہے میرے پاس آجائے۔ اصحاب میں سے ایک ایک کر کے آپکے پاس آتا آپ اُس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنا انگوٹھا رکھ دیتے جس سے پانی جاری ہوجاتا۔ اور وہ سیراب ہو کر چلا جاتا اور ایک دوسرے سے کہتے کہ خدا کی قسم ایسا پانی پیا ہے جو آج تک پوری کائنات میں کسی نے نہ پیا ہوگا۔

ایک دفعہ جب حضرت کے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ نے اپنی مبارک انگلی کے ذریعے سے زمین پر ایک خط کھینچا جس سے نہر جاری ہوگئی تمام اصحاب نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ جیسے کہ مدینة المعاجز اور معالم الزلفیٰ میں حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب آپ اور آپکے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ تو خدا نے آپکی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے آکر سلام کیا اور کہا خدا آپکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر کوئی حاجت ہے تو عرض کرو؟ آپ نے فرمایا۔ خدا جانتا ہے کہ میرے اصحاب پیاس کی شکایت کر رہے ہیں۔ حسین علیہ السلام سے کہو اپنی انگلی سے زمین پر خط کھینچے۔ پانی نکل آئے گا۔ حضرت نے انگلی سے خط کھنچا تو وہاں سے ایک نہر جاری ہوگئی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ جس سے آپکے اصحاب نے سیراب ہو کر پیا۔ فرشتے نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا۔ مجھے اجازت ہے کہ اس پانی سے پی لوں۔ کیونکہ یہ پانی اُس چشمے کا ہے۔ جسے قرآن میں رحیق

https://www.shiabookspdf.com/

مختوم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور آپ کے خاندان کے ساتھ خاص ہے۔ انہی دو کتابوں میں حضرت رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آسمان سے چار فرشتے نازل ہوئے۔ اُنہوں نے آ کر حضرت کو خدا اور پیغمبر کا سلام پہنچایا۔ اور اُنہیں پانی دیا جس سے حضرت نے پیا۔ فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ اس پانی پینے کے بعد ہرگز آپکو پیاس نہ لگے گی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ جب حضرت اور آپکے اصحاب گاہے بگاہے پانی پیتے رہے تو پھر پانی کیوں مانگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف اتمام حجت کے لیے تھا۔ حضرت پانی مانگتے تھے تو جواب میں پانی کی بجائے زبان کے زخم لگاتے تھے۔ شمر ملعون کہہ رہا تھا۔ کہ حسینؑ تیرے خیال میں تو ساقی حوض کوثر کا بیٹا ہے اب صبر کرو اور اپنے باپ سے حوض کوثر پر جا کر سیراب ہونا۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 59

خدا تعالیٰ سورہ صف آیت 10 میں ارشاد فرماتا ہے۔"ھل ادلکم علی تجارۃ" کیا میں تمہیں تجارت کی طرف راہنمائی کروں۔

مومن کا دنیا میں آنے کا مقصد آخرت کی تجارت ہے۔ اسے لیے خدا فرماتا ہے۔ کہ اے مومنوں کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہارے لیے آخرت میں فائدہ منداور نفع بخش ہو۔ اور تمہیں عذاب الیم سے بچائے؟ خدا تعالیٰ اس تجارت کے لیے سرمایہ بھی خود فراہم کرتا ہے۔ اور درمیان میں وسیلہ پیغمبرؐ کو بتاتا ہے۔ اور خریدار بھی خدا خود ہی بنتا ہے۔ اب خدا نے اپنے بندے کو جو سرمایہ فراہم کیا ہے اگر بندہ اُس سرمایہ کے ساتھ خدا کا پسندیدہ مال اور متاع استعمال کرے اور لائے تو اس کے بدلے میں خدا اُسے بہشت عطا فرماتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ توبہ آیت 111 میں فرماتا ہے۔ "ان اللّٰہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم

https://www.shiabookspdf.com/

وامو الھم بأن لھم الجنة" خدا نے آخرت کی تجارت کے لیے جو اپنے بندے کو سرمایہ فراہم کیا ہے وہ ایک تو اُس کی عمر ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جو تمام نعمتوں میں سے بہتر اور اعلیٰ نعمت ہے۔ کیونکہ باقی تمام نعمتیں اس نعمتِ عمر کی فرع ہیں اور یہ اصل ہے۔ اگر انسان زندہ نہ ہو تو اُس کے پاس مشرق سے لیکر مغرب تک ہی نعمتیں ہوں یا سونا چاندی اور جواہرات سے پُر خزانہ ہو تو اُس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُس کا کوئی فائدہ ہے۔ اسی لیے انوار نعمانیہ اور لآلیٔ اخبار میں نقل کرتے ہیں کہ جب ملک الموت روح کو قبض کرنے کے لیے آتا ہے۔ تو بندے سے کہتا ہے۔ تیری عمر میں سے صرف ایک گھنٹہ باقی رہتا ہے۔ تو اُسے اتنا افسوس ہوتا ہے۔ کہ اگر مشرق سے مغرب تک اُس کی ملکیت ہو تو وہ سب کچھ دینے کو تیار ہے اور اُس کے بدلے میں صرف ایک گھنٹہ زندگی اُسے دے دی جائے تا کہ وہ آئندہ اچھے اعمال بجالائے۔ اور اپنے گناہوں کی تلافی کرے۔ ملک الموت سے جتنی بھی التماس کرتا ہے وہ جواب میں کہتا ہے اب کوئی فائدہ نہیں ہے اور تیری عمر میں سے جو باقی ہے اُس کا تجھے کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ پیغمبرؐ اسلام نے ابوذرؓ کو ایک موعظہ میں فرمایا۔ "یا اباذر کن علیٰ عمرک اشح منک علی درھمک و دینارک" اے ابوذر اپنی عمر کو صرف کرنے میں اپنے درہم و دینار کو صرف کرنے سے بھی زیادہ بخیل بنو۔ ایک اور موعظہ میں فرماتے ہیں۔ "یا اباذر اغتنم خمساً قبل خمس" اے ابوذر پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ فراغک قبل شغلک وغناک قبل فقرک وصمتک قبل سمک وشبابک قبل شیبک وحیاتک قبل موتک" مشغول ہونے سے پہلے اپنی فرصت اور فراغت کو۔ فقر سے پہلے،

https://www.shiabookspdf.com/

اپنے غنا کو۔ بیماری سے پہلے اپنی صحت کو۔ بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو اور موت سے پہلے اپنی زندگی کو۔

ابوحمزہ ثمالی کی دعا میں حضرت سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے خدا میرے گریہ کرنے اور رونے میں میری مدد فرما کیونکہ میں نے اپنی تمام زندگی کو آج اور کل کے انتظار میں کہتے ہوئے گذار دی ہے۔ خصال صدوق۔ کشف الغمہ۔ اثنیٰ عشریہ اور بحارالانوار ج39 ص299 ب87 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "لاتزول خدم عبدیوم القیامة حتّٰی یسئله اللّٰه تبارک وتعالیٰ عن اربع عن عمره فیم افناه وعن جسده فیم ابلاه وعن ماله مما اکتسبه وفیما انفقه وعن حبنا اهل بیتؑ" قیامت کے دن بندے کے ہر قدم پر خدا تبارک وتعالیٰ چار چیزوں کے بارے میں سوال کرے گا۔ اُس کی عمر کے بارے میں پوچھے گا کہ کہاں صرف کی۔ اُس کے جسم کے بارے میں کہ اُسے کس چیز میں مبتلاء رکھا۔ اُس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا اور ہم اہل بیتؑ کی محبت کے بارے میں۔

پس معلوم ہوا کہ طول عمر بھی خدا کی طرف سے بندے پر ایک حجت ہے اور اُس کے بعد لمبی اُمیدیں ہیں۔ اور لمبی اُمیدیں رکھنا شیطانی وسوسوں میں سے ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ اسراء آیت 64 میں فرماتا ہے۔ "وعدهم وما یعدهم الاغرورا" یعنی شیطان انسان کو فریب اور دھوکہ کا وعدہ دیتا ہے مثلاً اگر کوئی اپنی زندگی کے شروع میں عبادت کرنا چاہتا ہے تو شیطان اُسے کہتا ہے۔ ابھی اتنی لمبی عمر پڑی ہے۔ ابھی

https://www.shiabookspdf.com/

زندگی کو فارغ رہ کر گذار و عبادت کرنے کے لیے بڑا وقت پڑا ہے۔ پہلے دنیاوی کاروبار اور دنیا کے کاموں میں اتنا مشغول ہو جاتا ہے کہ آخرت کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔ آخر کار ملک الموت آ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب تیری زندگی ختم ہو چکی ہے۔ **"فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولايستقدمون"** جب اُن کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ اور پھر دنیا کے تمام کاموں کو ادھورا چھوڑ کا خالی ہاتھ اس دنیا سے دوسری دنیا کی طرف چل پڑتا ہے۔

پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی عمر کو ایک عظیم سرمایا جانے۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی اپنی عمر سے ایک گھڑی اُس کی آخرت کے لیے سرمایہ بن جاتا ہے۔ جیسے کہ کسی عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اور دین و مذہب اور معارفِ حقہ کی تعلیم حاصل کرنا انسان کی آخروی اور ابدی زندگی کے لیے مفید اور سرمایہ بن جاتا ہے۔ آخرت کی تجارت کے لیے انسان کے پاس سرمایہ کے طور پر اُس کے عضاء و جوارح ہیں۔ انسان کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ کان اور زبان کے ذریعے سے انواع اور اقسام کی تجارت اُخروی ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ سورہ اسراء آیت 36 میں ارشاد فرماتا ہے۔ **"اِنَّ السمع والبصر والفوأد كل اولئك كان عنه مسئولاً"** بے شک کان۔ آنکھ اور دیگر تمام اعضاء سے سوال کیا جائے گا۔ آنکھ کے ذریعے چار قسم کی آخرت کی تجارت ہو سکتی ہے۔ اول۔ دیکھنے سے۔ دوم: نہ دیکھنے سے۔ سوئم گریہ کرنے کے ذریعے۔ چہارم۔ شب بیداری کرنے سے۔ اول دیکھنا اور نظر کرنا۔ فرماتے ہیں کہ دس چیزوں کی طرف دیکھنا اور نظر کے لیے۔ علماء فرماتے ہیں خدا کی معرفت اور شناخت دوسری چیزوں سے بے فکر کرنے اور خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرف دیکھنے سے۔ جیسے کہ خدا سورہ فصلت آیت 53 میں فرماتا ہے۔ "سنریھم آیا تنافی الافاق وفی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انہ الحق" ہم اُن کو کائنات میں اور اُن کے اپنے اندر اپنی نشانیاں دکھلائیں گے یہاں تک کہ اُن کے لیے واضح ہو جائے گا کہ حق وہی ہے۔ سورہ آل عمران آیت 191-190 میں فرماتا ہے۔ "ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلٰی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلاً" بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت میں اور دن رات کے اختلاف میں اُن صاحبان عقل کے لیے نشانیاں ہیں جو بیٹھتے اُٹھتے اور سوتے ہوئے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی خلقت میں غور وفکر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اے ہمارے پرودگار تو نے ان چیزوں کو فضول پیدا نہیں کیا۔

دوم: عالم کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ بحار الانوار ج 1 ص 203 ب 4 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے ابوذر "النظر الی وجہ العالِم خیر لک من عتق الف رقبۃ" عالم کی طرف دیکھنا ایک ہزار غلام کو آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

سوم: آل رسولؐ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ بحار الانوار ج 96 ص 218 باب 27 میں روایت ہے حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ "النظر الٰی ذریتنا عبادۃ" ہماری ذریت کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ سوال کیا گیا کیا آئمہؑ کی طرف دیکھنا عبادت

https://www.shiabookspdf.com/

ہے یا تمام ذریت نبیؐ کی طرف دیکھنا عبادت ہے آپ نے فرمایا تمام ذریت نبیؐ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

چہارم: محبت سے اولاد کا والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ایک روایت کے مطابق اُسے ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔

پنجم: خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ وقائع الایام میں جواہر الاخبار سے روایت نقل کرتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم حج کے لیے جاؤ تو بیت اللہ کی طرف کثرت سے دیکھا کرو۔ کیونکہ خانہ کعبہ کے پاس ایک سو بیس خدا کی رحمتیں ہیں۔ اُن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے۔ چالیس نمازیوں کے لئے اور بیس اُس کی طرف دیکھنے والوں کے لیے۔ تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا پورے زمانے کا ثواب رکھتا ہے۔

ششم: قرآن کی طرف دیکھنا۔ ہفتم: مومن کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ہشتم: کتب علمیہ وفقھیہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

نہم: اور اُن کتابوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل اور مناقب کے بارے میں ہیں۔ بحار الانوار ج38 ص196 ب64 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ نے میرے بھائی علی ابن ابی طالبؑ کے لیے اتنے فضائل قرار دیئے ہیں کہ خود خدا کے سوا اُنہیں کوئی نہیں جانتا۔ جو کوئی بھی علی علیہ السلام کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے ذکر کرے تو خدا اُس کے تمام گذشتہ اور آئندہ والے گناہ معاف کردے گا۔ اگرچہ

https://www.shiabookspdf.com/

وہ قیامت کے دن ثقلین کے گناہ کیوں نہ لیے ہو۔ جو کوئی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ایک فضیلت لکھے تو جب تک وہ فضیلت لکھی ہوئی موجود رہے گی ملائکہ اُس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔ جو کوئی علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل کو سُنے تو خدا اُس کے کان سے کیے ہوئے گناہ معاف کردے گا۔ جو کوئی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فضائل کی طرف نظر کرے تو خدا اُس کی نظر کے گناہ معاف کردے گا۔ پھر رسولؐ خدا نے فرمایا۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اُن کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ کسی بندے کا اُس وقت تک ایمان قبول ہی نہیں ہوتا جب تک علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کا اقرار نہ کرے اور اُن کے دشمنوں سے برأت کا اظہار نہ کرے۔ بحار الانوار ج 38 ص 197 ب 64 میں روایت ہے۔ کہ ایک دن نبی اکرمؐ نے ایک انصاری مرد کی طرف اشارہ کیا جس نے پرانا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور فرمایا اس مرد کے لیے آج کے دن اس قدر ثواب اور خیرات آسمان کی طرف بلند ہوئے ہیں کہ اُن میں سے کمترین یہ ہے کہ تمام اہل زمین اور اہل آسمان کے گناہ اُس کے بدلے میں معاف ہو سکتے ہیں اصحاب نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ۔ یہ اتنا ثواب اُسے کس چیز اور عمل کے سبب ملا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اس مرد سے خود سوال کر۔ کہ تو نے آج کونسا ایسا عمل بجالایا ہے۔ اصحاب نبیؐ اس مرد انصاری کے راستے میں گئے اور اُس سے کہا تجھے مبارک ہو۔ وہ مرتبہ جو تیرے بارے میں رسولؐ خدا نے خبر دی ہے تو نے آج کونسا عمل انجام دیا ہے کہ اس قدر ثواب تیرے نامۂ اعمال میں لکھا گیا ہے؟ اُس نے کہا۔ اور تو میں نے کچھ نہیں کیا۔ البتہ اتنا ضرور کیا ہے۔ کہ میں گھر سے کسی کام کے لیے نکلا تھا۔ اور مجھے دیر ہوگئی کام اور مزدوری وغیرہ تو نہ مل سکی میں نے سوچا اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

بدلے میں جا کر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کرتا ہوں اور اُن کے مبارک چہرہ کو دیکھتا ہوں۔ کیونکہ میں نے پیغمبر اسلامؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔"انظر الی وجہ علیٔ عبادۃ" علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ تیرا یہ عمل اس سے بہتر ہے کہ تمام دنیا تیرے پاس سونا ہوتی اور تو اُسے راہ خدا میں خرچ کرتا۔ اور تو جو علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف اُن کو دیکھنے اور زیارت کرنے گیا ہے اُس جاتے وقت ہر قدم کے بدلے میں ایسے ہزار آدمیوں کی شفاعت کرے گا کہ جن کو خدا نے جہنم میں ڈالنا تھا۔ اب خدا تیرے اسی عمل کے سبب اُن کو جہنم کی آگ سے نجات عطا کرے گا۔

دہم: درّ نجف کی طرف نگاہ کرنا اور دیکھنا بھی عبادت ہے۔ وسائل الشیعہ 14b 33 ص 404 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی درّ نجف کی انگوٹھی بنا کر پہنے اور اُس کی طرف دیکھے تو خدا تعالیٰ ہر نظر کے بدلے میں اُسے اُس روزے کا ثواب عطا کرے گا۔ جو پیغمبروں اور صالح لوگوں نے رکھا۔ کتاب آداب الشریعہ میں لکھتے ہیں درّ نجف پہننے کے چار ثواب ہیں۔ ایک دفعہ اس کی طرف نظر کرنے سے حج و عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صبح کے وقت دیکھنے سے رات کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور رات کے وقت دیکھنے سے دن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور درّ نجف کی طرف دیکھنے کا ثواب اتنا ہے جتنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے کا ثواب ہے۔ آخرت کی تجارت میں سے ایک تجارت آنکھیں بند رکھنا ہے۔ یعنی اُن چیزوں کو نہ دیکھنا جن کی طرف دیکھنا خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ جیسے نامحرم عورت کے بدن کی طرف دیکھنا۔ اسی طرح مردوں کی شرم گاہ کی

https://www.shiabookspdf.com/

طرف دیکھنا۔ اور نو جوان لڑکوں کے چہرے کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی حرام ہے۔

کتاب لآ لی اخبار میں زاد المسافرین سے نقل کرتے ہیں۔ (وَمَنْ نظر الی غلام امردٍ بشهوة کا نما قتل علیاً علیه السلام ستین مرة) جو کوئی کسی نو جوان لڑکے کی طرف شہوت سے دیکھے تو گویا اُس نے ساٹھ مرتبہ علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ جامع الاخبار میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کرے تو قیامت کے دن خدا اُس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔ جامع الاخبار میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: انظر سهم مسوم من سهام ابلیس" نامحرم کی طرف دیکھنا ابلیس کا زہریلا تیر ہے۔ آخرت کی ایک اور تجارت گریہ کرنا ہے۔ بحار الانوار میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے تین آنکھوں کے۔ ایک وہ آنکھ جو خوف خدا میں روئے۔ ایک وہ آنکھ جو نامحرم پر نہ پڑے۔ ایک وہ آنکھ جو خدا کے لیے شب بیداری کرے۔

دو طرح کا گریہ اور رونا بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے ایک راہ خدا میں گریہ کرنا۔ روایات میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ دوسرا اہل بیت علیہم السلام کے مصائب میں گریہ کرنا۔ اور خاص کر حسین علیہ السلام کے غم میں گریہ کرنا۔ خدا ہر ہر قطرہ آنسو کے بدلے میں ایک سو شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا۔

آنکھ کی تجارت میں سے ایک یہ ہے کہ عبادت خدا میں شب بیداری کرنا۔ جیسے کہ شبِ قدر میں جاگ کر عبات کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور شبِ عرفہ میں عبادت کرنا۔ ایک لاکھ ستر سال کی عبادت کے برابر ہے۔ اور رجب

https://www.shiabookspdf.com/

کے مہینے میں نبی اکرمؐ کے فرمان کے مطابق جو کوئی رجب کے مہینے میں ایک رات عبادت کرے تو خدا اُسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور ستر ہزار گناہگار لوگوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ اسی طرح شب عاشور کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی عاشور کی رات بیدار رہے تو اُسے تمام ملائکہ کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اس رات عبادت کرنے والے کو ستر سالوں کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے اس رات عبادت کے لیے مہلت مانگی تھی۔ نو محرم کو جب شمر ملعون ابن زیاد کا خط لیکر آیا تو عمر سعد کا لشکر خیام حسینیؑ کی طرف حملے کے لیے بڑھا۔ جب امام علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنے بھائی عباسؑ کو بیس آدمیوں کے ساتھ بھیجا کہ جا کر معلوم کرو یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ جب حضرت عباسؑ آئے تو آپ نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا امیر کا حکم ہے کہ تمہارے ساتھ جنگ کی جائے یا تم بیعت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ حضرت عباسؑ نے فرمایا: تم جلدی نہ کرو۔ میں اپنے بھائی کے پاس جاتا ہوں اور انہیں اس بات کی اطلاع دیتا ہوں۔ حضرت عباسؑ نے آ کر امام حسین علیہ السلام کو مطلع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان سے جا کر کہو۔ اگر ہوسکتا ہے تو آج کی رات مہلت دے دو تاکہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کرسکوں۔ نماز پڑھوں۔ استغفار کروں۔ کیونکہ میرا خدا جانتا ہے کہ میں اُس کی ذات کے لیے نماز۔ تلاوت قرآن دعا اور استغفار کو پسند کرتا ہوں۔

سید بن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں کہ عمر سعد نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ عمرو بن حجاج نے کہا۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ اہل ترک اور دیلم سے ہوتے اور ہم سے

https://www.shiabookspdf.com/

اس چیز کی خواہش کرتے تو ہم ضرور قبول کرتے ان کو کیسے مہلت نہ دیں یہ تو اہل بیتِ پیغمبرؐ ہیں؟ اس کے بعد عمر سعد نے اپنے لشکر میں صدا بلند کی کہ آج کی رات مہلت دے دو۔ امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے تین مرتبہ نماز پڑھنے کی مہلت مانگی ہے ایک مرتبہ شب عاشور۔ دوسری مرتبہ عاشور کے دن نماز ظہر کے لیے۔ اور تیسری مرتبہ شہادت کے وقت نماز عصر کے لیے شمر سے مہلت مانگی۔ پس یہ کہیں کہ تین مرتبہ لشکر عمر سعد نے خیام حسینیؑ کی طرف چڑھائی کی۔ ایک مرتبہ نو محرم کو۔ ایک مرتبہ اس وقت جب آپ خاک پر پڑے ہوئے تھے۔ اور تیسری مرتبہ عصر عاشور۔

پس جب شبِ عاشور مہلت مل گئی تو امام علیہ السلام نے اور آپ کے اصحاب نے اس رات کو عبادت کے لیے مثل روز یعنی دن کی طرح قرار دیا۔ اور خیام حسینیؑ سے ذکرِ خدا۔ دعا و مناجات اور تلاوت قرآن کی صدائیں ایسے آ رہی تھیں۔ جیسے کہ شہد کی مکھیاں اپنے چھتے پر آواز نکالتی ہیں۔ ہر ایک کو کسی نہ کسی دعا میں مصروف و مشغول تھا۔ علامہ مجلسی جلال العیون میں لکھتے ہیں اس رات عمر سعد ملعون کے لشکر سے بتیس آدمی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آ کر ملے۔

بحار الانوار ج 45 ص 3 ب 37 میں لکھتے ہیں۔ کہ شب عاشور سحری کے وقت امام علیہ السلام کو تھوڑی سے نیند آ گئی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا تمہیں معلوم ہے میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا بن رسولؐ اللہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے چند کتوں کو دیکھا ہے جو مجھ پر حملہ آور ہیں تا کہ مجھے پکڑ لیں اور اُن میں سے سخت ترین کتا دو رنگی ہے۔ جو سب سے زیادہ مجھ

https://www.shiabookspdf.com/

پر حملہ کر رہا ہے میرے خیال میں اس جماعت میں سے جو مجھے قتل کرے گا وہ شخص ہے جس کے جسم پر برص کے داغ ہیں اس کے بعد میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا کو دیکھا۔ جو اپنے اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ تھے اور مجھ سے فرمایا۔ (یابنی انت شهید آل محمد) اے میرے بیٹے تو آل محمدؐ کا شہید ہے اور اہل آسمان تجھے بشارت اور خوشخبری دیتے ہیں۔ پس آج کی رات افطار تو میرے پاس کرے گا۔ پس جلدی کرو اور اپنے آنے میں تاخیر نہ کرو۔ اور اس وقت آسمان سے ایک فرشتہ آیا ہے اور ایک سبز شیشی لایا ہے تاکہ تیرے خون کو اُس میں ڈال کر آسمان کی طرف لے جائے۔

اس خواب کی تعبیر اس وقت ظاہر ہوئی جب شمر ملعون آپکے سینے مبارک پر چڑھا ہوا تھا۔ شیخ طریحی اپنی کتاب منتخب میں لکھتے ہیں کہ شمر ملعون آکر حضرت کے سینے پر چڑھ گیا حضرت غش کر گئے۔ اور اس حال میں فرمایا۔ تو کون ہے؟ تو بہت بڑے مقام پر چڑھا ہے۔ اس حرام زادے نے کہا میں شمر ضبابی ہوں آپ نے فرمایا خدا تجھے برباد کرے تجھے معلوم ہے میں کون ہوں؟ اس ملعون نے کہ تو حسینؑ بن علیؑ فاطمہؑ کا بیٹا ہے۔ تیرا نانا محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو جب میرے حسب ونسب کو جانتا ہے تو پھر مجھے کیوں قتل کرتا ہے ملعون نے کہا یزید سے انعام حاصل کرنے کے لیے۔ آپ نے فرمایا۔ یزید کا انعام بہتر ہے یا میرے نانا کی شفاعت؟ اس ملعون نے کہا یزید کی طرف سے ایک دانہ انعام میرے لیے تیرے نانا کی شفاعت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جب تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک گھونٹ پانی کا ہی پلا دے۔ اس ملعون نے کہا۔ اے ابوترابؑ کے بیٹے تیرے خیال میں تیرا باپ حوضِ کوثر

https://www.shiabookspdf.com/

پر اپنے دوستوں کو آبِ کوثر پلائے گا۔ پس صبر کرو اپنے باپ سے جا کر ہی پانی پینا۔
مقتل ابومخنف میں ہے کہ حضرت نے شمر سے فرمایا تجھے خدا کی قسم اپنے چہرے سے
کپڑا اُٹھا۔ جب اُس نے کپڑا اُٹھایا۔ تو حضرت نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔
میرے نانا نے سچ فرمایا ہے۔ ملعون نے کہا تیرے نانا نے کیا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا
میں نے اپنے نانا کو فرماتے ہوئے سنا جو میرے باپ علیؑ سے فرمار ہے تھے کہ یا علیؑ
تیرے بیٹے کا قاتل ابرص اور اعور ہو گا۔ اور سور اور کتے کی طرح اُس کی شکل ہو گی۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 60

خدا تعالیٰ سورۂ عنکبوت آیت 2-1 میں فرماتا ہے "الٓم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا وھم لا یفتنون" کیا لوگوں کا خیال ہے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اُن کی بات مان لی جائے گی اور اُن کا امتحان نہیں لیا جائے۔ تا کہ اُن کا صدق و کذب معلوم ہو جائے۔ اس آیت میں استفہام انکاری ہے۔ یعنی لوگ ایسا گمان نہ کریں کہ صرف دعوئ ایمان کرنے سے اُن کو چھوڑ دیا جائے گا۔ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ "ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمنّ الذین ولیعلمنّ الکاذبین" یعنی خدا جانتا ہے کہ کون سے لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور کون سے جھوٹے۔ لیکن انبیاؑء اور ارسالِ کتب کے ذریعے سے اُن کا امتحان لیتا ہے۔ "لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل" یعنی تا کہ لوگوں کے لیے خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔ خدا امتحان اس لیے لیتا ہے تا کہ لوگوں کے اندر کا حال معلوم ہو سکے۔ اور پتہ چل سکے کہ کون کس چیز کا استحقاق رکھتا ہے۔ "لیھلک

https://www.shiabookspdf.com/

مَنْ هلک عَن بینة و یحییٰ مَنْ حی عن بینة'' تا کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ پر ہلاک ہو اور جو زندہ رہے اپنے بینہ پر زندہ رہے۔ خدا کا امتحان لینا عقلِ سلیم کے پیمانہ کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اگر امتحان کے بغیر بہشتی لوگوں کو بہشت میں اور جہنمی لوگوں کو جہنم میں ڈال دے تو لوگوں پر حجت تمام نہ ہوگی۔ جہنمی لوگ خدا پر اعتراض کریں گے کہ ہمیں جہنم میں کیوں ڈالا ہے۔ میں نے تو کوئی نافرمانی اور معصیت نہیں کی۔ اور اگر امتحان کے بغیر سب کو بہشت میں یا سب کو جہنم میں ڈال دے تو یہ بات حکمت اور عدالتِ الٰہی کے خلاف ہے اسی وجہ سے اول خلقت سے لیکر تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ اور لوگوں کا امتحان لیا گیا۔ تا کہ سب کے باطن کا پتہ چل سکے۔ اسی لیے خدا قرآن میں فرماتا ہے سورہ آل عمران آیت 179 ''ماکان اللّٰہ لیذر المومنین علی ماانتم علیہ حتّٰی یمیز الخبیث من الطیب'' خدا تعالیٰ مومنین کے حالات تبدیل کرتا رہتا ہے تا کہ اچھے سے بُرے کو تمیز دے سکے۔

امیر المومنین علیہ السلام کلماتِ قصار میں فرماتے ہیں۔ ''عند الامتحان یکرم الرجل اویھان'' امتحان کے وقت انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی ہوتی ہے۔

خدا اپنے بندوں کا امتحان پانچ طرح سے لیتا ہے جیسے کہ خدا سورہ بقرہ آیت 155 میں اس چیز کی طرف اشارہ فرماتا ہے ''ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات'' اس آیت میں پانچ طرح کے امتحانات کا ذکر ہوا ہے۔ بعض نے ثمرات کی تفسیر ثمرات القلوب کے ساتھ کی ہے جس سے مراد اولاد ہے ''لکل شیءٍ ثمرة وثمرة الفؤاد الولد'' ہر شئ کا ثمرہ ہے اور قلوب کا ثمرہ بچہ ہے جیسے کہ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ جب کسی

https://www.shiabookspdf.com/

شخص کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح کو قبض کیا ہے وہ کہتے ہیں ہاں اے پروردگار۔ خدا فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے دل کے ثمرہ کی روح قبض کی ہے وہ کہتے ہیں ہاں اے پروردگار۔

خدا اپنے بندوں کا امتحان کئی طریقوں سے لیتا ہے تاکہ دیکھے کہ وہ شکرِ خدا بجا لاتا ہے یا ناشکری اور نافرمانی اور بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ فجر آیت 16-15 میں فرماتا ہے "**فـأمـا الانسـان اذامااتبلاه ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربى اكرمن واما اذا ماابتلاه فقدرعليه رزقه فيقول رب اهانن**" جب خدا انسان کا امتحان لیتا ہے تو اُس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ انسان کہتا ہے خدا نے مجھے عزت عطا کی ہے۔ اور کبھی خدا انسان کا امتحان اُس کا رزق کم کر کے لیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ خدا نے میری توہین کی ہے۔ خدا بعض بندوں کا امتحان علم کے ذریعے سے لیتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ اپنے علم پر عمل پیرا ہیں یا نہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کن لوگوں نے تحصیل علم کو حصولِ دنیا کے لیے وسیلہ بنایا ہے۔

کچھ بندوں کا امتحان بلاؤں اور بیماریوں کے ذریعے کرتا ہے اسی طرح خدا اپنے انبیاؑء اور اوصیاء کے وجود کے ذریعے سے بھی اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے جیسے کہ امیر کائنات علی علیہ السلام کی محبت کے ذریعے سے حلالی اور حرامی کی پہچان رکھی گئی ہے یہ بھی ایک بہت بڑا امتحان ہے اس بارے میں بہت سی حکایات اور واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔

علامہ مجلسی بحار الانوار ج 27 ص 97 ب 3 میں روایت کرتے ہیں حجۃ الوداع کے سفر میں جبرئیل پیغمبرؐ اسلام کے پاس مکہ میں آیا اور عرض کی۔ اے محمدؐ پڑھو۔ "بسم

https://www.shiabookspdf.com/

اللّٰہ الرحمٰن الرحیم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون" آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل۔ یہ فتنہ اور امتحان کونسا ہے جس میں خدا مبتلا کرے گا۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ خدا آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے جس نبی کو بھی بھیجا ہے اُسے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی وفات کے وقت اپنے بعد اپنا خلیفہ معین کرے۔ جو اُس کا قائم مقام ہو اور اُس کی سنت اور سیرت کو زندہ رکھے۔ یقیناً اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ چکا ہے وہ آپکو حکم فرماتا ہے کہ اپنے بعد اُمت کے لیے علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ معین کرو۔ اس فرمان خدا کے بعد رسولؐ خدا نے مسجد خیف میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا۔ اس وقت منافقوں نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا۔ کہ محمدؐ اپنی خلافت اپنی اہل بیتؑ کو دینا چاہتا ہے اس کے بعد چودہ افراد منافقین میں سے خانہ کعبہ گئے۔ اور ایک دوسرے سے عہد کیا کہ محمدؐ کی وفات کے بعد خلافت اُن کی اہل بیتؑ کو نہ دینے دیں گے۔

جب حضرت حج سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے تو غدیر خم کے مقام پر جبرائیل آیا اور اس آیت کی تلاوت کی۔ (**یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک**) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسولؐ خدا نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو ایک خاص طریقہ سے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ جیسے کہ تاریخ کی کتب میں تفصیل سے موجود ہے۔ منافقین نے ظاہراً تو اُس وقت بیعت کر لی اور مبارک باد دیتے رہے۔ لیکن اندر سے پیغمبرؐ اسلام کے حکم اور فرمان کو قبول نہ کیا۔ وہی چودہ آدمی جنہوں نے خانہ کعبہ میں عہد کیا تھا۔ راستے میں آتے ہوئے ایک پہاڑی پر جہاں پیغمبر اسلام کا اونٹ گذرنا تھا چھپ گئے تاکہ وہاں آپؐ کے اونٹ کو ڈرائیں اور بھاگ پڑے جس سے رسولؐ خدا گر کر ہلاک ہو جائیں۔ سید ہاشم بحرینی اپنی کتاب

https://www.shiabookspdf.com/

غایۃ المرام میں تفسیر علی ابن ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام کے چچا حضرت عباس آئے اور حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا یا علیؑ۔ گھر سے باہر تشریف لایئے تاکہ لوگ آپکی بیعت کرسکیں۔ آپ نے فرمایا۔ میری ولایت کے ذریعے سے لوگوں کا امتحان لیا جائے گا۔ اور آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا وھم لا یفتنون)

اسی طرح سید الشہداء علیہ السلام کے وجود مبارک کے ذریعے اہل کوفہ کا امتحان لیا جنہوں نے حضرت کو بارہ ہزار خطوط لکھے اور کہا کہ ہماری تلواریں آپکی کی خاطر تیار ہیں۔ شیخ مفید فرماتے ہیں اہل کوفہ نے اپنے خطوط میں لکھا کہ ایک لاکھ تلواریں آپکی مدد کے لیے ہم نے تیار کررکھی ہیں اور ہم یزید کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے۔ آپ خدا کی حجت اور فرزندِ رسولؐ ہیں جلدی آئیں اور دیر نہ کریں۔ حضرت جب حکم خدا سے کوفہ کی طرف تشریف لائے تو یہی اہل کوفہ جنہوں نے خط لکھے تھے نیزے اور تلواریں لے کر آپکے خلاف جنگ کرنے آگئے۔ شب عاشور حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں میں بھی قریب گیا تاکہ سنوں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں اُس وقت بیمار تھا۔ میں نے سُنا میرے والد بزرگوار نے خدا کی حمد وثنا بجالانے کے بعد اپنے اصحاب سے فرمایا: میرے اصحاب سے بہتر کوئی اصحاب نہیں ہیں۔ اور میری اہل بیت سے بہتر کوئی اہل بیت نہیں ہیں۔ خدا تم سب کو بہترین جزا عطا کرے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ان لوگوں نے ایک دن کی مہلت دی ہے۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم سب چلے جاؤ۔ اس وقت رات چھائی ہوئی ہے۔ غنیمت جانو اور چلے جاؤ۔ سید ابن طاؤس

https://www.shiabookspdf.com/

لہوف میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا تم میں سے ہر کوئی میرے اہل بیت کے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑ لے اور چلا جائے۔ کیونکہ اس قوم کو صرف میرے ساتھ سروکار ہے حضرت کی یہ بات سُن کر آپکے بھائی اور عقیل و جعفر کی اولاد نے عرض کیا ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے کہ آپکے بغیر آپکے بعد زندہ رہ سکیں۔ خدا ہمارے لیے کبھی ایسا دن نہ لائے کہ ہم ہوں اور آپ نہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ گفتگو آپکے بھائی عباسؑ بن علیؑ نے کی اس کے بعد باقی سب نے آپکی اتباع کرتے ہوئے اسی طرح کے کلمات عرض کیے۔ امام علیہ السلام نے اولادِ عقیلؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ تمہارے لیے مسلمؑ کی شہادت ہی کافی ہے تمہیں میں اجازت دیتا ہوں تم چلے جاؤ اُن سب نے عرض کیا۔ سبحان اللہ۔ لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ اپنے آقا اور مولا اور اپنے بہترین چچا کو دشمنوں کے تیروں، نیزوں اور تلواروں کے درمیان چھوڑ کر چلے گئے۔ ہم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے بلکہ خود اور اپنے اہل وعیال کو آپ پر قربان کریں گے۔ ہم جنگ کریں گے آپ جہاں جائیں گے۔ ہم بھی ساتھ جائیں گے۔ آپکے بعد خدا ہمیں زندگی نہ دے۔ مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کیا آپکو ہم اکیلا چھوڑ جائیں؟ ہم خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم اپنے نیزوں اور تلواروں سے ان کے خلاف جنگ کریں گے۔ اگر ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہ ہوا تو ہم پتھر لے کے ان سے جنگ کریں گے۔ خدا کی قسم اگر ہمیں معلوم ہو۔ کہ ہمیں قتل کر کے جلائیں گے اور ہماری راکھ کو ہوا میں اڑا دیں گے اور ستر مرتبہ اس طرح ہمارے ساتھ کریں گے تو پھر بھی ہم آپ سے جدا نہ ہونگے اور آپکے سامنے قتل ہونگے۔ ہم ایسا کیونکر نہ کریں۔ جبکہ ایک دفعہ قتل ہونا ہے اور اس کے بعد عزت اور کرامت ہے اور

https://www.shiabookspdf.com/

ایسی حکومت ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ زہیر بن قین کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ میں پسند کرونگا۔ کہ ہزار مرتبہ آپکی خاطر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور میرے اس قتل ہونے سے خدا آپ سے قتل ہونے کو دور کرے۔ دوسرے اصحاب نے بھی اس طرح کی گفتگو کی آپ نے اُن سب کے لیے خیر کی دعا کی اور خیمے کی طرف تشریف لے گئے۔ ابن طاؤس کی روایت کے مطابق محمد بن بشیر خضرمی کو اطلاع ملی کہ اُس کے بیٹے کو سرحد پر گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا گرفتار ہو۔ اور میں زندہ رہ کر اس خبر کو سنوں۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے اُس کی اس بات کو سن لیا اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت کرے میں نے اپنی بیعت تیری گردن سے اُٹھالی ہے۔ تیرے لے جائز ہے جاؤ اور جا کر اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے کچھ کرو۔ اُس نے عرض کیا۔ درندے مجھے زندہ نہ چھوڑیں اگر میں آپ سے جُدا ہوں حضرت نے اُسے پانچ ایسے لباس عطا کیے جن کی قیمت ہزار دینار تھی ایک اور روایت کے مطابق ہزار درہم تھی آپ نے اُس سے فرمایا یہ اپنے دوسرے بیٹے کو دو تا کہ اپنے بھائی کی رہائی کا سامان پیدا کرے۔ اے عزادرو۔ محمد بن بشیر اتنا برداشت نہ کرسکا کہ میری زندگی میں میرا بیٹا قیدی ہو۔ لیکن کیا حالت ہوگی اُس وقت حسینؑ کی جب میدان کربلا میں اپنے جوان بیٹے علی اکبرؑ کی گرتے ہوئے یہ آواز سنی ہوگی (یاابتاہ علیک منی السّلام)

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 61

رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا۔ "یارسولؑ اللہ فایّ المؤمنین اکیس قال اکثر ھم للموت ذکراً واحسنھم لہ استعدادا" یارسولؐ اللہ کونسا مومن زیادہ زیرک اور عقلمند ہے آپ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو اور دوسروں سے زیادہ موت کے لیے آمادہ ہو۔

سفرِ موت کے لیے چند چیزیں ضروری ہیں۔اول تقویٰ۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے سورہ بقرہ آیت 197 "وتزوّدوا فانّ خیر الزاد التقویٰ" سفرِ آخرت کے لیے زادو راحلہ اور توشۂ آخرت قرار دو اور بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے علماء نے تقویٰ کے دو معنی کیے ہیں۔ایک واجبات پر عمل کرنا اور محرمات سے بچنا۔دوسرا سفرِ آخرت کے لیے آمادہ ہونا اور قضا شدہ عبادات کو بجالانا۔تیسرا گناہوں سے توبہ کرنا کیونکہ جو کوئی توبہ کے بغیر اس دنیا سے جائے گا خدا کی رحمت اُس کے شاملِ حال نہ ہوگی گناہوں کی سزا اور عذاب اُسے قبر، عالمِ برزخ اور قیامت میں ملے گا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ زلزال آیت 8 میں فرماتا ہے "ومن یعمل مثقال ذرۃ شرّاً یرہ"

https://www.shiabookspdf.com/

جو کوئی ذرہ برابر بھی گناہ کرے گا اس کی جزاء ضرور دیکھے گا اور اگر واقعی اور حقیقی توبہ کی جائے تو دنیا اور آخرت میں سزا ختم ہو جاتی ہے۔

چوتھی چیز سفر آخرت کی آمادگی کے لیے یہ ہے کہ انسان اپنے قرضوں کو ادا کرے اور جن کے حق غصب کیے ہیں اُن کو راضی کرے۔ روایات میں واضح طور پر ملتا ہے کہ زیادہ تر عالمِ برزخ اور قیامت میں سختی حقوق الناس کی وجہ سے ہے۔ ممکن ہے خدا اپنے حق سے درگزر کر دے لیکن حقوق العباد کو معاف نہ کرے گا بلکہ حتمی طور پر اُن کا مطالبہ کرے گا۔ اصول کافی ج 2 ص 443 میں روایت ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "**فقال اللّٰه وعزتی وجلالی لا یجوزنی ظلم ظالم**" خدا نے فرمایا مجھے قسم ہے میری عزت اور جلالت کی میں ظالم کے ظلم کو معاف نہیں کرونگا۔ اسی لیے بحار الانوار ج 104 ص 295 ب 10 روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: صاحبِ قرض کو ایک درہم قرض ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ہزار سال عبادت کرے اور ہزار غلام آزاد کرے۔ اور ہزار حج وعمرہ ادا کرے۔

پانچویں چیز جو سفر آخرت کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ موت کے وقت انسان وصیت کرے۔ بلکہ وصیت لکھ کر رکھنی چاہیے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے اچانک موت آجائے۔ وسائل الشیعہ ج 19 ب 1 ص 219 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "**مَنْ مات بغیر وصیة مات میتة جاھلیة**" جو کوئی وصیت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت اور کفر کی موت مر گیا۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "**ماینبغی لامری مسلم ان بیت لیلة الا وصیة تحت عندر أسه**" مومن کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ ایک رات گذارے مگر یہ کہ اُس کی وصیت اُس کے سر کے نیچے نہ ہو۔ کتاب دار السلام میں ہے کہ انسان پر اُس وقت وصیت کرنا واجب ہے۔ جب اُس کی گردن پر حقوق اللہ اور حقوق العباد ہوں۔ اور وصیت کرنے

https://www.shiabookspdf.com/

والے کی وصیت معتبر ہو یعنی کوئی گواہ بھی اُس وصیت پر ہواور مہر وغیرہ لگی ہوئی ہوتا کہ اُس سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔اور وارث اُس کا انکار نہ کر سکیں کیونکہ اگر وصیت ثابت نہ ہو تو تمام ترکہ وارثوں کو مل جائے گا۔ اور میت کا اُس میں کوئی حق نہ ہوگا۔ میت کو چاہیے کہ اپنے مال کے تیسرے حصے کی وصیت کرے۔ اور اگر مال کے چوتھے یا پانچویں حصے کی وصیت کرے تو بہتر ہوگا اور اور ثلثِ مال سے زیادہ وصیت کرے گا تو اُس زیادہ میں ورثاء کا راضی ہونا ضروری ہے کچھ لوگ اپنا تمام مال مرتے وقت کسی کو دے دیتے ہیں اور اپنے وارثوں کو محروم کر دیتے ہیں یہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے سے ان کے درمیان دشمنی پیدا کر دیتا ہے۔

بحار الانوار ج 103 ب 1 ص 197 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "مَنْ عَدَلَ فی وصیتہِ کان بمنزلة مَنْ تصدق بھا فی حیاتہ"، جو کوئی اپنی وصیت میں عدالت سے کام لے تو ایسے ہے گویا اُس نے اپنا مال اپنی زندگی میں صدقہ کر دیا ہو۔ بحار الانوار اور وسائل الشیعہ میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ رسولؐ خدا کو اطلاع دی گئی کہ ایک انصاری مرد فوت ہو چکا ہے اُس کے پاس جتنے غلام تھے سب آزاد کر دیئے ہیں اور اُس کی چند بیٹیاں تھیں جو بھیک مانگ رہی ہیں۔ آپؐ نے اُس انصاری مرد کے رشتہ داروں سے پوچھا۔ اُس کے ساتھ تم نے کیا کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا دفن کر دیا ہے آپؐ نے فرمایا اگر مجھے پتہ چلتا تو میں اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں کبھی بھی دفن نہ ہونے دیتا۔ کیونکہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بے سہارا چھوڑ گیا ہے تاکہ گداگری کریں۔ پس وصیت کرنے کا طریقہ یا لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے شہادتین اور عقائد حقہ کا اقرار کرے اور مرنے کے بعد قبر کے سوالات قیامت بہشت اور جہنم کا اقرار کرے۔ اس کے بعد اُن حقوق اور چیزوں کی وصیت کرے جو خدا یا مخلوق کی طرف

https://www.shiabookspdf.com/

سے اُس کے ذمے ہیں۔ اور وصیت کرے۔ کہ ثلث مال خیرات وصدقات میں صرف وخرچ ہو۔ اور باقی ترکہ کو خدا کے حکم کے مطابق تقسیم کریں۔ وصیت میں اس کے علاوہ کوئی فضول وصیت نہ کرے۔ جو ورثہ کے درمیان عداوت اور دشمنی کا سبب بنے۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں مستحب ہے وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے اُس کے رشتہ داروں کو بھی کچھ حصہ دیں۔ وہ رشتہ دار جن کا اس کے مال میں کوئی حصہ نہ ہو اگر ایسا نہ کرے گا تو گناہ کرے گا۔ بحارالانوار میں ایک حدیث ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں ظاہراً اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے لیے اپنے ثلث مال سے وصیت کرے۔ بحارالانوار میں روایت ہے نبی اکرم نے فرمایا۔ **من مات علی وصیة حسنة مات شهیداً**" جو کوئی اچھی وصیت کر کے مرا وہ شہید کی موت مرا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: "**ومن لم یحسن الوصیة عند موته کان ذالک نقصاً فی عقله ومروّته**" جو کوئی مرتے وقت اچھی وصیت کر کے نہ مرے تو اُس کا عقل اور مروّت میں نقص ہے۔ وصیت کی خاصیت اور اثر یہ ہے کہ اگر انسان وصیتِ حق کرے گا تو قبر اور قیامت کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ علامہ مجلسی اول **شرح من لا یحضره الفقیه** میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص مرتا ہے تو خدا اُسے بینائی وشنوائی اور عقل میں سے اس قدر عطا کر دیتا ہے جس سے وہ وصیت کر سکے۔ اگر وصیت نہ کرے تو اُس پر حجت تمام ہو جاتی ہے اب وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں وصیت کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تھا۔ اور اس حالت کو راحتِ موت کہتے ہیں۔

نہج البلاغہ میں کلمات قصار کے ضمن میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں "**یابن آدم کن وصی نفسک واعمل فی مالک ماتؤثر ان یعمل**

https://www.shiabookspdf.com/

فیہ من بعدک" اے ابن آدم اپنے لیے خود آپ وصی بنو۔ اور اپنے مال میں عمل کرو۔ جو چیز اُس میں چاہتے ہو وہ بجالاؤ۔ لآ لی اخبار میں روایت کرتے ہیں انصار میں سے ایک مرد نے بہت سا حلال مال جمع کیا ہوا تھا۔ مریض ہو گیا۔ رسولؐ خدا چند اصحاب کے ساتھ اُس کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ اس مرد نے عرض کیا یارسولؐ اللہ میں آپکو وصیت کرتا ہوں کہ میرا تمام مال راہ خدا میں فقراء مساکین وغیرہ میں تقسیم کر دینا۔ آپ نے بھی قبول کر لیا اُس مرد کے مرنے کے بعد آپ نے حکم دیا کہ اُس مرد کا تمام مال لے کر راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے راوی کہتا ہے میں نے دل میں کہا دنیا و آخرت کی خیر اغنیاء کے لیے ہے۔ رسولؐ خدا نے میرے دل کی بات کو جان لیا اور کھجور کا ایک دانہ اُس مرد کے مال سے اُٹھایا اور اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا۔ مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے برحق رسولؐ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر یہ شخص اپنی زندگی میں ایک دانہ کھجور کا راہ خدا میں خرچ کرتا تو اُس سے بہتر تھا جو مرنے کے بعد خرچ کیا ہے۔ کتاب مجمع المعارف میں لکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ اپنی زندگی میں ایک روٹی صدقہ کرنا مرنے کے بعد ہزار اشرفی دینے سے بہتر ہے۔ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں۔ ایک کھجور اپنی زندگی میں راہ خدا میں دینا بہتر ہے۔ اس سے کہ مرنے کے بعد ایک سو مثقال سونا خرچ کرے۔ کتاب ینابیع المودۃ میں مسند احمد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا ہوں حالانکہ میرے آج کے دن کے صدقات چار ہزار دینار تک پہنچ جائیں گے۔

شرح قصیدہ میں ابی فراس لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک سال میں چالیس ہزار مثقال سونا راہ خدا میں خرچ کرتے دو ہزار غلام اپنے مال سے خرید کر آزاد کرتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحار الانوار ج 40 ص 338 ب 98 میں روایت ہے حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے جد بزگوار علی علیہ السلام جب اس دنیا سے گئے تو اسی ہزار درہم کے مقروض تھے۔ آپکے دوزرہ تھے امام حسن علیہ السلام نے ایک پچاس ہزار درہم میں بیچا اور دوسرا تین سو درہم میں اور آپکے قرض ادا کیئے۔ ساتویں چیز جو سفر آخرت کے لیے مفید ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اپنا کفن خرید کر تیار رکھنا ہے۔ حلیۃ المتقین میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جو کوئی اپنے گھر میں کفن تیار کر کے رکھے اُسے غافل نہیں کہتے اور اُس کا نام غافل لوگوں کی صف میں نہیں لکھا جاتا۔ جتنی بار بھی اُس کفن کو دیکھتا ہے خدا اُسے ثواب عطا کرتا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنے مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ کفن اُن کی زینت ہے۔ اور قیامت کے دن اُسی کفن کے ساتھ مبعوث ہونگے۔ ایک اور روایت میں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے وصیت کرتے ہوئے مجھے فرمایا: اے جعفر مجھے بُرِدِ یمانی خرید کر کفن دینا اور میرا عمامہ نفیس خریدو۔ بے شک مردہ لوگ ایک دوسرے پر اچھے کفن کے ذریعے فخر و مباہات کرتے ہیں پس اپنے عزیز رشتہ دار کو گھٹیا کپڑے میں کفن دینا اُس کی توہین ہے اور خدا اور رسولؐ کو یہ عمل پسند نہیں ہے کتاب دار السلام اور ابواب الجنان میں اُس غلام کی حکایت ذکر کرتے ہیں جس نے بارش کے لیے دعا کی تھی اور بارش آ گئی۔ اس کے بعد اُس نے موت مانگی اور وہ مر گیا۔ اُس غلام کے کفن دینے میں کفن کی نفاست کا خیال نہ رکھا گیا اور ایک گھٹیا کپڑے سے اُس کے مالک نے کفن دے دیا۔ خواب میں مالک کو رسولؐ خدا نے مواخذہ کیا۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس لباس میں انسان نماز پڑھتا رہا ہو اُس میں کفن دینا مستحب ہے۔ اسی لیے بحار الانوار میں روایت ہے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادقؑ کو اُس مصری لباس میں کفن دیا جس میں آپ

https://www.shiabookspdf.com/

احرام باندھا کرتے تھے اور خود پہنا کرتے تھے اور عمامہ وہ تھا جو آپکو امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے ملا تھا۔ اور بُردیمانی جس کو میں نے چالیس دینار میں خریدا تھا۔ اگر وہ آج ہوتی تو اُس کی قیمت چار سو دینار تھی۔

بحارالانوار میں ہے رسولؐ خدا نے اپنے وصایا میں فرمایا: "یا علی لاتماکس فی اربعة اشیاء فی شراء الا ضیحة والکفن والنسمة والکری الیٰ المکه" یاعلیؑ چار چیز میں دیرمت کرو۔ ایک قربانی کے خریدنے میں۔ دوسرا کفن خریدنے میں۔ تیسرا غلام خریدنے میں۔ چوتھا مکہ کی طرف جانے کے لیے کرایہ لینے میں۔

بحار'لانوار میں نقل کرتے ہیں۔ سلیمان بن ابی جعفر جو ہارون ملعون کا چچازاد بھائی تھا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کے کام انجام دے رہا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ حضرت کے لیے کفن لایا جائے ایسا کفن جس کی قیمت پندرہ سو دینار تھی۔ اور پورا قرآن اُس کفن پر لکھا ہوا تھا۔ حیات القلوب میں ہے۔ کہ ابوذر کے کفن کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔

بحارالانوار ج8 ص145 ب23 میں ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ میں نے شبِ معراج بہشت کے ساتویں دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔ "لا الـه الاّ الـلّـه محـمـد الرّسـول اللّٰه علی ولی اللّٰه بیاض القلب فی اربع خصال عیادة الـمـریـض واتباع الجنازة شراء الاکفان وردا القرض" چار خصلتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے سے دل میں سفیدی پیدا ہوتی ہے۔ مریض کی تیمارداری۔ تشیع جنازہ کفن کے خریدنے اور قرض کو ادا کرنے سے چند افراد ایسے گذرے ہیں جنھوں نے اپنا کفن تیار نہ کیا تھا۔ بلکہ آئمہ علیہم السلام نے اُن کے لیے کفن بھجوایا تھا۔ ایک سلمان فارسی تھے۔ جن کا کفن حضرت امیرالمومنینؑ نے بھجوایا تھا۔ اور نیشاپور کی خاتون شطیطہ کے لیے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے کفن کا

https://www.shiabookspdf.com/

ایک ٹکڑا بھیجا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ تو انیس دن بعد وفات پا جائے گی اور میں خود تیرے جنازے میں حاضر ہونگا۔ اور حضرت حاضر بھی ہوئے تھے۔ چند افراد کے لیے خدا نے بہشت سے کفن بھیجا تھا۔ بحار الانوار اور جلال العیون میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے لیے جنت سے خدا کی طرف سے استبرقِ بہشتی کے بنے ہوئے تین کفن آپکے سرہانے حاضر ہوئے۔

حضرت خدیجہ نے خواہش کی تھی کہ یارسولؐ میرا کفن اپنی مبارک عبا سے دینا خدا کی طرف سے جبرئیل آیا اور عرض کیا خدا فرماتا ہے خدیجہ نے اپنا غلام مال سب کچھ ہماری راہ میں دیا ہے اس لیے اُس کا کفن ہماری طرف سے ہوگا۔ جبرئیل نے بہشتی کفن لا کر دیا کفن کے مستحبات میں سے ہے کہ خاک شفاء کے ذریعے سے اُس پر تمام عقائد حقہ اور خاص کر دعائے جوشن کبیر لکھی جائے۔

بحار الانوار میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا: جو شخص اپنے کفن پر دعائے جوشن کبیر لکھے گا تو خدا اُس کو عذاب کرنے میں شرم کرتا ہے بحار الانوار میں اس دعا کی خاصیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار نے وصیت فرمائی تھی کہ اس دعا کو حفظ کرو۔ اور اس کی تعظیم کرو۔ اور اسے اپنے کفن پر لکھو۔ اس دعا کے ثواب کے بارے میں لکھتے کہ جبرائیل نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ اگر کوئی انسان اس دعا کو کافور اور مشک کے ساتھ اپنے لباس پر لکھے اس کے بعد دھو دے اور میت کے کفن پر ڈال دے۔ تو خدا ایک لاکھ نور اُس کی قبر میں نازل کرے گا۔ اور اُس سے منکر و نکیر کی ہولناکی کو دور کرے گا۔ اور عذاب قبر سے محفوظ فرمائے گا۔ اور اُس کی قبر میں خدا ستر ہزار فرشتے بھیجے گا۔ جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں نور کا ایک طبق ہوگا اور اُسے قبر میں نثار کرے گا۔ اور اُس کی قبر کو خدا اتنا وسیع کرے گا۔ جہاں تک انسان کی نگاہ جا سکتی ہے۔ اور اُس کی قبر کی طرف بہشت کا ایک دروازہ

https://www.shiabookspdf.com/

کھولے گا۔ عزادرو۔ اچھا اور نفیس کفن پہننے کی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن مظلوم کربلا نے آخری وقت میں پرانا کفن اپنی بہن زینبؑ سے مانگا تھا تا کہ اشقیاء اُس کفن کو نہ لوٹ سکیں۔ لیکن ہائے افسوس اس کے باوجود ظالموں نے کفن لوٹ لیا اور نواسہ رسولؐ کو برہنہ خاک کربلا پر تین دن تک رہنے دیا۔

آٹھویں چیز جو سفر آخرت کے لیے اہم ہے وہ ہے دنیا سے قطع تعلق ہو جانا۔ اور دنیا کی محبت اور اہل دنیا کی محبت کو دل سے نکال دینا اور خدا کے ساتھ اور خدا کے بندوں کے ساتھ اُنس و محبت کرنا۔ اور اس حدیث کا مصداق بننا **"موتو اقبل ان تموتوا"** قبل اس کے کہ تمہیں موت آئے خود مر جاؤ۔ اور جو شخص یہ موت اختیار کرے تو گویا اُس نے حیاتِ ابدی حاصل کر لی۔ جیسے کہ سید الشہداء علیہ السلام کے اصحاب نے دنیا کو ٹھوکر ماری اور ثابت قدم رہے جس سے اُن کے لیے کشف عطا ہوا یعنی تمام پردے اور حجاب دور ہو گئے۔ اور انہوں نے علم الیقین کے ذریعے جنت میں اپنے اپنے مقامات اور منازل کو دیکھا بحار الانوار اور دیگر کتبِ معتبرہ میں ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں شب عاشورا اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ رات کے اندھیرے کو غنیمت جانو اور چلے جاؤ کیونکہ اس قوم کو میرے ساتھ سروکار ہے میں نے اپنی بیعت تمہاری گردن سے اُٹھالی۔ لیکن اصحاب نے فرمایا ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے اور آپ سے جدا نہ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کل تم سب کو قتل کر دیا جائے گا اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ انہوں نے عرض کیا الحمدللہ کہ خدا نے ہمیں آپکے ساتھ قتل ہونے کی شرافت عطا کی ہے۔ حضرت نے اُن سب کو بلایا اور فرمایا: **"ارفعو رؤسکم وانظروا"** اپنے سر بلند کرو اور دیکھو۔ پس اُنہوں نے جنت میں اپنے اپنے مقامات اور منازل دیکھے۔ حضرت نے فرمایا اے فلاں یہ تیرا گھر ہے۔ اے فلاں یہ تیرا محل ہے۔ اے فلاں یہ حور تیری ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس اس وجہ سے ہر شخص بڑھ بڑھ کر تلواریں اور نیزے اپنے سینے پر کھاتا تھا تا کہ جنت میں اپنے گھر چلا جائے۔ روایت میں ملتا ہے۔ حضرت شہزادہ قاسمؑ نے سوال کیا کیا میں بھی کل کے شہید ہونے والوں میں ہونگا۔ امام حسینؑ علیہ السلام نے شفقت اور مہربانی سے قاسمؑ سے فرمایا۔ اے بیٹے تم موت کو کیسے پاتے ہو۔ شہزادے نے عرض کیا۔ میں موت کو شہد سے بھی میٹھا تصور کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں اللہ کی قسم میرے ساتھ جتنے مرد ہیں کل سب کے سب قتل ہونگے۔ اور عظیم بلا میں مبتلا ہونگے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔ ہاں شہزادے کل کے شہیدوں میں تیرا نام بھی ہے بلکہ تیرے ننھے بھائی شیر خوار اصغرؑ بھی کل کے شہداء میں شامل ہیں۔ میں اصغرؑ کو میدان کی طرف لے جاؤنگا۔ اور پانی کا سوال کرونگا۔ قوم اشقیاء پانی کی بجائے ایسا تیرے ماریں گے جس سے اصغرؑ ذبح ہو جائے گا۔

(الا لعنة الله على القوم الظالمين)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 62

خداتعالیٰ سورۂ حجرات آیت 14 میں فرماتا ہے "قالت الاعراب آمنّا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکم" اعراب نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں ہی داخل نہیں ہوا۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کے ساتھ عقائدِ حقہ کا اقرار ضروریاتِ اسلام میں سے ہے۔ اور زبان کے ساتھ اقرار انسان کو دائرہ اسلام میں ظاہراً داخل کر دیتا ہے اور اس کا صرف دنیا میں فائدہ ہے آخرت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حقیقت میں وہ اسلام فائدہ دیتا ہے۔ اور ایمان آخرت میں ثمرہ آور ہوگا جو دل میں ہو اور ساتھ ساتھ عمل بھی ہو۔ جیسے کہ خدا سورہ نساء آیت 57 میں فرماتا ہے "والذین آمنوا وعملو الصالحات سند خلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابداً" وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے عنقریب ہم اُن کو اُن جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ کے لیے

https://www.shiabookspdf.com/

رہیں گے۔ ابوحمزہ ثمالی کی دعا میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "فَاِنَّ قوماً آمنو ابَالسنتهم لیحقوابه دمائهم فادر کوا ما امّلوا واِناً آمنا بک بَالسنتنا وقلو بنا لتعفواعنّا" کچھ لوگ زبان کے ساتھ ایمان لائے تاکہ اپنا خون محفوظ کرسکیں۔ پس انہوں نے اپنا مطلب حاصل کرلیا اور ہم زبان اور دل سے ایمان لائے ہیں تاکہ اے پروردگار تو ہمیں معاف کردے۔ ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایمان مستقر، اور ایمان مستودع، جیسے کہ نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "فمن الایمان ما یکون ثابتاً مستقراً فی القلوب ومنه مایکون عواری بین القلوب والصدور" ایک ایمان یہ ہے جو دلوں میں ثابت اور مستقر ہے اور دوسرا ایمان یہ ہے جو دلوں اور سینوں میں عارضی طور پر موجود ہے۔ ایمانِ مستودع وہ ایمان ہے جو برہان اور دلیل کے بغیر ہو اور ماں باپ کی تقلید میں حاصل ہوا ہو۔ یہ ایمان تھوڑا سا شک کرنے سے زائل ہو جاتا ہے خاص طور پر اُس وقت جب انسان اہل مصیبت سے ہو اور اُس کا بیٹھنا اُٹھنا اہل بدعت و گمراہی کے ساتھ ہو۔ چھوٹی سی چیز اُسے شک میں ڈال دیتی ہے اور ایمان سے کفر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایمان مستقر وہ ایمان ہے جو برہان اور دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور جلدی زائل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے باوجود انسان کو چاہیے کہ عقائد حقہ کا روزانہ تکرار و اقرار کرے۔ خدا سے پناہ مانگے اور دعا کرے کہ خدا اُس کے ایمان کو محفوظ رکھے۔ جیسے کہ ابوحمزہ ثمالی کی دعا میں امام زین العابدین علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ "اللّٰهم انّی اسلک ان تملاء قلبی حبا وخشیةً منک وتصدیقاً بکتابک وایماناً بک" اے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی محبت سے پُر کردے اور میرے دل میں اپنا خوف پیدا کردے اور میں تیری کتاب کی تصدیق کروں اور تجھ پر ایمان لاؤں۔ ایک دوسرے مقام پر اسی دعا میں

https://www.shiabookspdf.com/

عرض کرتے ہیں "اللّٰھم انّی اسئلک ایماناً لا اجل له دون لقائک" اے میرے اللہ میں تجھ سے ایمان کا سوال کرتا ہوں جس کی انتہا تیری ملاقات کے ساتھ ہو۔

مجلسی کتاب مقیاس المصابیح میں شیخ طوسی سے سند معتبر کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں راوی کہتا ہے میں نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپکے شیعہ کہتے ہیں کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ایمان مستقر، دوسرا ایمان مستودع اور عارضی، آپ مجھے ایسی دعا تعلیم فرمائیں۔ جس کے پڑھنے سے ایمان زائل نہ ہو۔ آپ نے فرمایا ہر واجب نماز کے بعد پڑھا کرو۔ "رضیت باللّٰه رباً وبمحمدٍ نبیاً وبالاسلام دیناً وبالقران کتاباً وبالکعبة قبلة وبعلّی ولیاً واماماً وباالحسن والحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسیٰ ابن جعفر وعلی ابن موسیٰ ومحمد بن علی وعلی ابن محمد والحسن بن علی والحجة بن الحسن صلوات اللّٰه علیهم اللّٰهم انّی رضیت بهم آئمة فارضنی لهم انّک علیٰ کل شیءٍ قدیر" مؤلّف فرماتے ہیں۔ روایات اور اخبار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایمان تین چیزوں سے زائل ہوتا ہے اول کثرتِ معصیت سے یعنی زیادہ گناہ کرنے سے۔

خصالِ شیخ صدوق میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے دلوں میں قساوت پیدا ہوتی ہے اور جب دلوں میں قساوت آجاتی ہے تو انسان کافر ہوجاتا ہے (الذنب علی الذنب) گناہ پر گناہ کرنے سے کیونکہ گناہ کرنا ایک مرض ہے جس طرح مرض کا علاج نہ کیا جائے تو وہ بڑھ جاتا ہے اسی طرح اگر گناہ کرنے کے بعد توبہ نہ کی جائے بلکہ گناہ پر گناہ کیا جائے تو یہ مرض بھی بڑھ جاتا ہے اور آخر کار دل سیاہ ہوجاتا ہے اور جب دل سیاہ ہوجاتے ہیں تو اُن سے خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

https://www.shiabookspdf.com/

دوسری چیز جس کی وجہ سے ایمان زائل ہو جاتا ہے واجبات اور فرائض کا ترک کرنا ہے اور خاص طور پر نماز کے ترک کرنے سے۔ جیسے بحار الانوار ج 47 ص 217 ب 5 روایت ہے معصومؑ نے فرمایا۔ "من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد برئ من ذمۃ اللّٰہ) جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ خدا کے ذمہ سے خارج ہو گیا۔ جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔(واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین) نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو۔

بلکہ نماز اگر درست نہ پڑھی جائے اور باطل ہو تو شرک اور کفر کا موجب بنتی ہے جیسے کہ بحار الانوار میں روایت ہے کہ رسولؐ خدا ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی نماز پڑھ رہا تھا جو رکوع اور سجود درست انجام نہ دے رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر یہ شخص مر گیا اور اس کی نماز اسی طرح ہوئی تو یہ میرے دین پر نہیں مرے گا۔ اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والے کو خدا نے مشرک قرار دیا ہے۔(وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ) ہلاکت ہے اُن مشرکین کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اسی طرح حج واجب بجا نہ لانے والے کو بھی کافر کہا گیا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے "ومَنْ کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین" جس نے کفر کیا تو یقیناً خدا عالمین سے غنی ہے۔

تیسری چیز جس سے ایمان زائل ہو جاتا ہے وہ صفاتِ رذیلہ ہیں جیسے غرور و تکبر حرص و ریاء اور حسد وغیرہ ان تمام صفات کا سبب شہوت اور غضب ہے۔ اصول کافی میں رسولؐ خدا فرماتے ہیں" اصول الکفر ثلاثۃ" الحرص ولاستکبار والحسد" کفر کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔ حرص، تکبر اور حسد۔ حرص کے بارے میں حدیث میں وارد ہوئی ہے۔"الطامع منزوع عنہ الایمان وھو لایشعر" حریص اور لالچی شخص سے ایمان ایسے نکل جاتا ہے کہ اُسے معلوم تک نہیں ہوتا۔

بحار الانوار اور نجاۃ المومنین میں روایت ہے جس میں معصوم علیہ السلام نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا"الذی یثبت الایمان فی العبد قال الذی یثبته فیه الورع والذی یخرجه منه الورع" یعنی ایمان اُس مومن میں ثابت ہے جس میں ورع اور تقویٰ پایا جاتا ہو اور جس سے طمع و حرص یعنی لالچ نکل گیا ہو۔ پس ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرص اور طمع انسان کو ایمان سے خارج کر دیتا ہے اسی طرح تکبر بھی بہت سے مفاسد رکھتا ہے کبریائی صرف خدا کے لیے ہے۔

پس ایمان اگر دلیل اور برہان کے ذریعے سے پیدا ہوتا ہوگا تو ثابت رہے گا وگرنہ اُس کے زائل ہونے کا ڈر رہے گا۔ فرعون کے زمانے میں حضرت موسیٰ کے عصاء پھینکنے سے جو اژدھا بن گیا تھا کیا خوب ایمان پیدا کیا۔ جب اُس اژدھا نے جادوگروں کے تمام جادوؤں کو نگل لیا۔ جادوگر یہ صورتِ حال دیکھ کر سجدے میں گر گئے۔ اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔

منہج الصادقین میں لکھتے ہیں روایت ہے جب جادوگر سجدے میں پڑے تو خدا نے اُن کو بہشت میں اُن کے مقامات دکھلا دیئے اس لیے انہوں نے اتفاق کے ساتھ کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے ہو۔ لگتا ہے تم بھی موسیٰ کے شاگرد ہو اور وہ تمہارا استاد ہے تم نے اسی سے جادو سیکھا ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دونگا اور تمہیں کھجور کی شاخ پر پھانسی پر لٹکاؤں گا۔ اُنہوں نے کہا ہم جو واضح اور روشن نشانیاں دیکھ چکے ہیں اُس کے بعد تیری طرف نہیں آئیں گے۔ تو جو کرنا چاہتا ہے کر گزر ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے یہ صرف تو دنیا میں ہمارے خلاف حکم جاری کرے گا۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑھتا خدا نے ہمیں زندگی ابدی عطا کرنی ہے اور ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے پاس بھی محکم ایمان تھا ایمان میں اتنے ثابت قدم تھے۔ کہ حضرت نے جانے کی اجازت بھی دے دی تھی

https://www.shiabookspdf.com/

لیکن وہ جانے کو تیار نہ تھے۔ حضرت کے باوفا اصحاب میں ہلال بن نافع بجلی بھی تھے۔ ابومخنف اپنی مقتل میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اُن کی تربیت کی تھی۔ اور اتنا ماہر تیرانداز تھا کہ جو تیر اپنے دشمن کی طرف مارتا اُن پر اپنا نام لکھتا تھا۔ مقتل ناسخ میں لکھتے ہیں کہ اپنے تیر کمان میں رکھتا تھا۔ اور ہر تیر کے ذریعے ایک دشمن کو زمین پر گراتا تھا۔ جب تیر ختم ہو گئے تو تلوار کو پکڑ کر دشمن پر حملہ کیا اور تیرہ اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ اس کے بعد اشقیاء نے اُس پر حملہ کیا جنہوں نے اُس کے بازوؤں کو توڑ دیا اور پکڑ کر شمر کے پاس لے گئے۔ شمر نے حکم دیا کہ اُسے قتل کر دیا جائے اس طرح وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

شیخ مفید فرماتے ہیں جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں تشریف لائے تو آپکے اصحاب میں سے مخصوص ترین ہلال بن نافع تھے۔ جو ہر وقت آپکی خدمت میں رہتا اور دوسروں سے زیادہ آپکا خیال رکھتا کیونکہ وہ ایک ماہرِ جنگ شخص تھا۔ اور ہر وقت دشمن سے ہوشیار رہتا اور احتیاط کرتا تھا۔ ایک رات حضرت اپنے خیمے سے باہر آئے اور چلتے چلتے خیمے سے دور چلے گئے۔ ہلال نے اپنی تلوار اُٹھائی اور دوڑتا ہوا حضرت کے پاس چلا گیا۔ اُس نے دیکھا کہ آپ میدان جنگ کا جائزہ لے رہے ہیں۔ حضرت نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرمایا تو کون ہے؟ ہلال نے عرض کیا۔ میں ہوں۔ خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ میں نے آپکو اس لشکر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں یہ آپکو نقصان نہ پہنچائیں۔ آپ نے فرمایا اے ہلال میں اس لیے باہر آیا تھا تا کہ میدان جنگ کا جائزہ لوں اور جنگ کے دن کے لیے میدان کو ایک بار دیکھ لوں اس کے بعد حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور چلتے ہوئے فرما رہے تھے۔ (ھی ھی واللہ وعد لا خلف فیه) خدا کی قسم یہ وہی جگہ ہے جہاں وعدہ پورا ہوگا ایسا وعدہ جس کے خلاف ہونے والا نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے ہلال کیا تم اس جنگ سے بچنا نہیں چاہتے ہلال نے یہ سُن کر اپنے آپ کو حضرت کے قدموں میں گرا دیا اور عرض کیا۔ ہلال کی ماں اُس کے ماتم میں روئے۔ اے میرے مولا وآقا میں نے اپنے گھوڑے اور تلوار کو ہزار ہزار درہم میں خریدا ہے۔ خدا کی قسم جب تک میری تلوار چلنے سے اور گھوڑا ساتھ دینے سے انکار نہ کر جائے اُس وقت میں آپ سے جدا نہ ہونگا۔ اس کے بعد حضرت مجھ سے جدا ہو گئے۔ اور اپنی بہن کے خیمے میں چلے گئے۔ میں خیمہ کی پشت پر آپکی انتظار میں کھڑا ہو گیا کہ آپ جلدی باہر تشریف لے آئیں گے۔ آپکی بہن زینبؑ نے آپکا استقبال کیا اور آپکے لیے تکیہ رکھا۔ حضرت بیٹھ گئے اور اپنی بہن کے ساتھ آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگے گفتگو کے دوران جناب زینبؑ نے رونا شروع کر دیا اور عرض کیا میرے بھائی میں آپکو قتل ہوتا دیکھوں گی اور ان عورتوں کی دیکھ بھال میرے ذمے ہوگی۔ اس کے بعد جناب زینبؑ نے عرض کیا بھائی جان کیا آپ نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ جنگ کے موقع پر آپکو اکیلا چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ بات سن کر حضرت نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور فرمایا ہاں اللہ کی قسم میں نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا ہے۔ سب کے سب میری مدد کے لیے سینہ سپر ہیں اُن کی موت کے ساتھ محبت اُس سے بھی زیادہ ہے جتنی بچے کو ماں کے پستان کے ساتھ ہوتی ہے جب ہلال بن نافع نے یہ گفتگو سنی تو اتنا غمزدہ ہوا کہ گریہ کرنے لگ گیا۔ اور حبیب ابن مظاہر کے خیمہ کی طرف گیا حبیب ننگی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا تھا۔ ہلال نے سلام کیا اور خیمہ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ حبیب نے پوچھا ہلال کیوں آئے ہو؟ ہلال بن نافع نے کہا میں ابھی آقازادی زینبؑ کے خیمے کے پاس سے آیا ہوں اور حسین علیہ السلام اپنی بہن کے پاس ہیں دونوں گفتگو کر رہے تھے میں نے جناب زینب علیہا السلام کو اپنے بھائی حسین علیہ السلام سے کہتے ہوئے سنا کہ

https://www.shiabookspdf.com/

بھائی کیا آپ نے اپنے اصحاب کا امتحان لیا ہے۔ آقا زادی بڑی پریشان اور خوف زدہ ہیں میرے خیال میں باقی مستورات کا بھی یہی حال ہے۔ حبیب آؤ تمام اصحاب کو اکٹھا کرتے ہیں اور جا کر جناب زینبؑ کو تسلی دیتے ہیں تا کہ ان کی پریشانی اور خوف دور ہو جائے۔ حبیب ابن مظاہر نے اصحاب کو آواز دی سب سے پہلے ہاشمی نوجوان خیموں سے باہر آئے۔ لیکن حبیب نے اُن کو واپس کر دیا اس کے بعد اصحاب کو آواز دی اور اُن سے کہا کہ ابھی ہلال بن نافع اس طرح کی گفتگو سن کر آیا ہے جناب زینبؑ نے امام حسین علیہ السلام سے کہا ہے کہ کیا آپ نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا ہے آپکی بہن اور تمام اہل بیت پریشان حال ہیں اب تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ بات سن کر تمام اصحاب نے اپنے عمامے سر سے اُتار لیے اور تلواریں ننگی کر کے اپنی مدد اور جان نثاری کا اظہار کرتے ہوئے خیمہ جناب زینبؑ کی طرف چل پڑے۔ حبیب آگے آگے اور تمام اصحاب پیچھے پیچھے چلتے ہوئے اہل بیتؑ کے خیموں کے پاس پہنچ گئے۔ اور سب نے مل کر بیک زبان آواز دی۔

اے رسولؐ خدا کی بیٹیو اور شہزادیو۔ آپکے جوانوں اور غلاموں کی تلواریں برہنہ اور نیزے تیار ہیں۔ اُن کے لیے جو تمہارے خلاف بدی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جب اپنے اصحاب کی اس گفتگو کو سنا اور دیکھا کہ اہل بیت پیغمبرؐ کے لیے وہ سب جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں تو اپنی اہل بیتؑ کے جوانوں کو حکم دیا کہ باہر آؤ اور دیکھو میرے اصحاب کس طرح مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جب اہل بیتؑ کی مستورات کو علم ہوا اور اُنہوں نے اصحاب کی اس حالت کو دیکھا تو کہنے لگیں اے پاک لوگو فاطمہؑ کی بیٹیوں کا دفاع کرو۔ کوئی اُنہیں قید نہ کر سکے۔ جب اصحاب نے اہل بیت کی پریشان حالت دیکھی اور مخدرات کی اس گفتگو کو سُنا تو ایسے چیخیں ماریں کہ زمین میں زلزلہ آ گیا گھوڑے اس حالت کو دیکھ کر اچھلنے لگے اور

https://www.shiabookspdf.com/

آوازیں نکالنے لگے اور ایسے تیار تھے جیسے ابھی حملہ آور ہونا ہے۔ گویا گھوڑے اپنے اپنے سواروں کو آواز دے رہے تھے کہ آؤ اور سوار ہو جاؤ تا کہ اشقیاء پر حملہ کریں۔

ہاں جب تک یہ باہمت اور باشجاعت اصحاب زندہ تھے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ خیموں کی طرف آ سکیں۔ لیکن جب تمام اصحاب شہید ہو گئے۔ اور امام حسین علیہ السلام کو تنہا اور غریب الوطن دیکھا تو خیموں کی طرف آ گئے۔

(الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 63

خدا تعالیٰ سورۂ آل عمران آیت 133 میں ارشاد فرماتا ہے "وسارعوا الٰی مغفرة من ربکم وجنّة عرضها السمٰوات والارض اعدت للمتقین" اپنے رب سے مغفرت کرنے کی طرف جلدی کرو۔ اور اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے جسے متقین کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ آخرت کے امور کی طرف جلدی نہ کرنے کی تین وجوہات ہیں۔ ایک قیامت کے متعلق شک کرنا۔ یا غفلت ہے اور یا غرور وتکبر ہے۔ اور یہ تینوں صفات رذیلہ میں سے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں جو بہشت اور جہنم کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں تو ہمیشہ ایسے کاموں میں مشغول رہتے ہیں جن کے ذریعے سے جنت میں جائے گا۔ اور جہنم سے محفوظ رہے گا ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "من اشتاق الٰی الجنة سارع الٰی الخیرات" جو بہشت کا مشتاق ہے اُسے خیرات اور نیکیوں کی طرف جلدی کرنا چاہیے۔ سورہ حدید آیت 21 میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔ "سابقوا الٰی مغفرة من ربکم" اپنے رب سے مغفرت کرنے کی طرف جلدی کرو۔

https://www.shiabookspdf.com/

مغفرت اور خیرات کی طرف جلدی نہ کرنے کا سبب شک کا ہونا اور یقین کا نہ ہونا ہے۔ اور یقین دلائل عقلیہ اور براہان نقلی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے کلمات قصار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "لا ایمان من لا یقین له" جس کے پاس یقین نہیں ہے اُس کے پاس ایمان نہیں ہے۔ اسی یقین کی کمی کی وجہ سے موسیٰؑ کی قوم نے سامری کے بنائے ہوئے گوسالہ کی پوجا شروع کر دی۔ اور یہی صورت حال اس اُمت کی ہے۔ کہ عدمِ یقین اور شک کی وجہ سے قومِ موسیٰؑ کی طرح اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے گوسالہ کو منبرِ رسولؐ پر بٹھا دیا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے۔ "ارتد الناس بعد الرسول اللّٰہ الا ثلثة" یعنی رسولؐ خدا کے بعد سوائے تین کے تمام مرتد ہو گئے۔ کتاب غرر میں روایت ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ (الایمان شجرة اصلها الیقین وفرعها التقیٰ ونورها الحیاء وثمرها السخاء) ایمان ایسا شجرہ ہے جس کا اصل یعنی جڑ یقین ہے اور فرع یعنی شاخیں تقویٰ ہے۔ اس کا نور حیاء ہے اور اس کا پھل سخاوت ہے۔

بحار الانوار میں علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ بعض محققین نے یقین کے تین درجے ذکر کیئے ہیں۔ درجہ اول یہ ہے کہ کوئی دھویں کو دیکھ کر آگ کے متعلق یقین پیدا کر لیتا ہے۔ جیسے کہ اہلِ نظر واستدلال مخلوقات اور مصنوعات کے ذریعے سے صانع اور خالق اور مؤثر کے وجود پر استلال پیش کرتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں (فی کل شیءٍ ایة تدل علیٰ انه واحد) یعنی ہر شئی میں نشانی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ذات ایک ہے سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

برگ درختان سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقش دفتریست معرفت کردگار

ایک عقلمند شخص کی نظر میں سرسبز درختوں کے پتے خدا کی معرفت کی کتاب ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اس درجہ علم کو علم الیقین کہتے ہیں۔ جیسے کہ خداوند عالم سورۂ تکاثر آیت 6-5 میں فرماتا ہے۔ (کلا لو تعلمون علم الیقین لترونّ الجحیم" خبردار اگر تم علم یقین کے ذریعے سے جان لو تو یقیناً جہنم کو دیکھ لو گے۔ یقین کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان خود جا کر آگ کو دیکھے۔ اس مقامِ یقین کو عین الیقین کہتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ "رب ارنی کیف تحی الموتٰی" اے پروردگار تو مجھے دکھلا کہ مردے زندہ کیسے کرتا ہے۔ بحار الانوار اور حیات القلوب میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کیا حضرت ابراہیمؑ کے دل میں شک تھا۔ کہ اس خواہش کا اظہار کیا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یقین میں زیادتی کے خواہش مند تھے۔ جیسے کہ ایسے مومنین جو عبادات اور ریاضت کرتے ہیں اور مجاہدہ بالنفس کرتے ہیں اُن کے دل نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ گویا وہ خدا کو اور بہشت ودوزخ کو دیکھتے ہیں۔ جیسے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "لاتدرکہ العیون بمشاھدۃ العیان ولٰکن انہ القلوب بحقائق الایمان" خدا کو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ لیکن حقیقت ایمان اور دل کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

یقین کے تیسرے درجہ کو عین الیقین کہتے ہیں۔ جیسے کوئی آگ میں داخل ہو جائے۔ اور آگ جیسا ہو جائے اور آگ کی صفات اُس میں پیدا ہو جائیں۔ اہل عرفان اس مقام کو فناء فی اللہ کہتے ہیں۔ انبیاءؑ اور اولیاء غالباً یقین کے اس درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان حضرات سے خدا کے کام انجام پاتے ہیں جیسے مردوں کو زندہ کرنا۔ مادرزاد اندھے کو شفا دینا۔ اس کے علاوہ تمام مخلوقات اور ممکنات حتیٰ کہ فلکیات اور ستاروں میں تصرف کر سکتے تھے۔ جیسے شق القمر اور سورج کو واپس پلٹانا۔ حضرت امیر علیہ السلام کیلئے کئی بار سورج واپس پلٹا۔ جیسے کہ کتبِ مناقب میں

https://www.shiabookspdf.com/

موجود ہے۔ رسولؐ خدا سے عرض کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ پانی پر چلتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر اُن کا یقین اس سے بھی زیادہ ہوتا تو وہ ہوا میں بھی چل سکتے تھے۔ اور امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "لو کشف الغطاء ماازددت یقینا" اگر پردے اُٹھا دیئے جائیں تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔ یعنی میں یقین کے بلند ترین درجات پر فائز ہوں۔

بحارالانوار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ایمان اسلام سے افضل ہے۔ اور یقین ایمان سے افضل ہے۔ اور یقین سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ مستدرک الوسائل میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ "اذا اراد اللّٰہ بعبد خیراً فقهه فی الدین و الهمه الیقین" جب خدا کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین میں سمجھداری اور یقین کا الہام کرتا ہے۔ اسی کتاب میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نماز مغرب کے بعد زیادہ دیر بیٹھا کرتے تھے اور خدا سے یقین کا سوال کرتے تھے۔ معصومؑ کا فرمان ہے۔ "المؤمن یریٰ یقینه فی عمله" مومن کا یقین اُس کا عمل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح معصوم فرماتے ہیں۔ "من الیقن بالاخرة لم یحرص علی الدنیا" جو آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی حرص نہیں رکھتا۔ یقین کی کچھ علامتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک خدا پر توکل رکھنا۔ جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ (وعلی اللّٰہ فتوکلوا اِنْ کنتم مؤمنین" خدا پر توکل کرو اگر تم مومن ہو۔ جو بندہ خدا پر توکل رکھتا ہو۔ اُس کی نظر میں دنیا کی ہر چیز حقیر ہوتی ہے اور توکل خدا پر رکھنے والے کا یقین کامل ہوتا ہے۔ جس کا یقین کامل نہیں ہوتا۔ وہ اِدھر اُدھر بہانے تلاش کرتا ہے۔ جیسے کہ جامع السعادہ میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ من ضعف یقینه تعلق با الاسباب۔ یعنی جس کا یقین کمزور ہوتا ہے وہ اسباب کی طرف منہ کرنا ہے۔ دوسری علامت اہل

https://www.shiabookspdf.com/

یقین کی یہ ہے کہ خدا کی تقدیرات پر راضی ہوتا ہے۔ یعنی خدا نے اُس کے لیے جو مقرر کیا ہے۔ خیر یا شر۔ نفع یا ضرر۔ فقر یا غنا۔ صحت یا مرض، عزت یا ذلت، موت یا حیات ہر چیز کو حکمتِ خدا اور مصلحتِ الٰہی جانتا ہے اور مقامِ تسلیم و رضا اور صبر میں رہتا ہے۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے اور غمزدہ و محزون ہوتا ہے۔ اہل یقین کی تیسری علامت یہ ہے۔ عبادات اور آخرت کے کاموں میں سستی نہیں کرتا اور خیال رکھتا ہے۔ کلماتِ قصار میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "مَنْ ایقن بالمعاد استکثر من الزاد" جو قیامت پر یقین رکھتا ہے۔ وہ بہت زیادہ زاد و راحلہ حاصلہ کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ بھی راہِ خدا میں دے گا دنیا میں تو آخرت میں دُگنا عوض اُسے ملے گا۔ اس لیے وہ فقیر اور سائل کو محروم نہیں کرتا۔ جیسے کہ خدا سورہ سبأ آیت 39 میں فرماتا ہے۔ "وما انفقتم من شیءٍ فھو یخلفه" وہ جو تم راہ خدا میں خرچ کرتے ہو اُس کا عوض خدا تمہیں دے گا۔ شیخ مفید کی کتاب ارشاد اور بحارالانوار میں لکھتے ہیں "وکان علی بن الحسین علیه السلام اذا اتاه السائل یقول مرحبا عن یحمل زادی الی الاخرة" جب علی بن الحسین علیہ السلام کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ کہتے تھے خوش آمدید وہ جو میرے سفر آخرت کے توشہ کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ مومن کامل کو یقین ہوتا ہے کہ خدا اپنے وعدہ سے وفا کرتا ہے۔ اور شہید کو بہشت میں لے جائے گا۔ تو ایسا مومن طرح طرح کی لذات اور نعمتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ اہل یقین کی چوتھی صفت زہد اور دنیا سے بے رغبتی ہے۔ جیسے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یستدل علی الیقین بقصر الامل و اخلاص العمل والزھد فی الدنیا" اُمیدوں کی کمی، اخلاصِ عمل اور زھد فی الدنیا کے ذریعے سے یقین کا پتہ چلتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بحارالانوار ج 77 ص 27 ب 2 میں ہے کہ حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے
"الصوم یورث الحکمة والحکمة تورث المعرفة والمعرفة تورث الیقین فاذا استیقن العبد لایبالی کیف اصبح بعسر وبیسر" روزہ حکمت کا سبب ہے حکمت سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور معرفت یقین کا باعث بنتی ہے۔ جب بندہ یقین پیدا کرلیتا ہے۔ تو اُسے پرواہ نہیں ہوتی کہ زندگی مشکلات میں گذرتی ہے یا آسانیوں میں۔

اصول کافی اور بحار میں روایت ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک دن رسولؐ خدا نے صبح کی نماز کے بعد مسجد میں ایک جوان کو دیکھا جس کا رنگ ضعیف بدن کمزور اور لاغر تھا سر کو نیچے کیئے ہوئے اُنگھ رہا تھا۔ اور اُس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا۔ تو نے صبح کیسے کی ہے اے فلاں۔ اُس نے عرض کیا میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ قیامت کے متعلق یقین رکھتا ہوں۔ پیغمبرؐ اکرم اس جوان کی بات سے بڑے متعجب ہوئے اور فرمایا۔ ہر صاحب یقین کی علامتِ یقین ہوتی ہے۔ تیرے یقین کی کیا علامت ہے؟ اُس نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرے یقین نے مجھے مخزون کر رکھا ہے۔ اور مجھے رات کے جاگنے پر مجبور کرتا ہے اور گرم دنوں میں پیاسا رہنے پر آمادہ کرتا۔ پس میں دنیا اور مافی الدینا سے اعراض کیئے ہوئے ہوں۔ حتی کہ میں ایسے ہوں گویا دیکھ رہا ہوں کہ قیامت برپا ہے اور لوگ حساب وکتاب کے لیے محشور ہو رہے ہیں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اہل بہشت جنت میں نعمتوں میں زندگی گذار رہے ہیں اور اہل جہنم کو جہنم میں عذاب ہو رہا ہے۔ رسولؐ خدا نے اصحاب سے فرمایا۔ یہ وہ بندہ ہے جس کا دل خدا نے نور سے روشن کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اُس جوان سے فرمایا۔ اسی حالت پر باقی رہنا۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ۔ دعا فرمائیں خدا مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپؐ نے دعا

https://www.shiabookspdf.com/

کی۔ چند دنوں کے بعد ایک جنگ کا اعلان ہوگیا۔ رسولؐ خدا نے اُس جوان کو ایک گروہ کے ساتھ جہاد کے لئے بھیج دیا۔ اُس جنگ میں دس آدمی شہید ہوئے ایک اُن میں سے وہ جوان تھا۔

امام حسین علیہ السلام کے اصحاب بھی عین الیقین کے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

حضرت زنیب سلام اللہ علیہا ارشاد فرماتی ہیں دس محرم کی نصف رات کو میں خیموں سے باہر آئی تا کہ اپنے بھائی کو دیکھوں میں نے اُنہیں دیکھا کہ اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں اور تلوار اپنے زانو پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور قرآن کو ہاتھ میں لیے ہوئے تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ ایسی رات میں میرے بھائی کو اکیلا چھوڑا ہوا ہے۔ میں چلتی ہوئی سب سے پہلے اپنے بھائی عباسؑ کے خیمے میں گئی کیا دیکھا کہ عباسؑ اپنی آستینوں کو اوپر کیئے ہوئے ہے اور گویا شیر کی مانند اپنے شکار پر بیٹھا ہے۔ اپنے بھائیوں اور جوانان بنی ہاشم کے درمیان بیٹھے کہہ رہے تھے۔ اے میرے بھائیو کل جب جنگ کا میدان لگے گا تو سب سے پہلے تم جنگ کے لیے جانا۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں بنی ہاشم نے اپنی مدد کے لئے آنے والوں کو اپنے آگے آگے رکھا اور قتل کروا دیا۔ سب نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد میں حبیب ابن مظاہر کے خیمے کی پشت پر گئی میں نے سنا کہ حبیب اصحاب کے درمیان بیٹھے کہہ رہے تھا۔ اے جماعت کس لیے اپنی بیویوں کو طلاق دے آئے ہو اور یہاں آ گئے ہو۔ سب نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں تا کہ فرزند فاطمہ بنتِ رسولؐ کی مدد کریں۔ حبیب نے کہا کل جب میدان جنگ لگے گا تو سب سے پہلے تم میدان میں جانا۔ بنی ہاشم کے کسی فرد کو اپنے سے پہلے میدان میں مت جانے دینا۔ ایسا نہ ہو لوگ کہیں خود بچنے کے لیے اپنے سرداروں کو آگے کر دیا۔ سب نے کہا ایسا ہی ہوگا۔

حضرت زینبؑ فرماتی ہیں میں نے اپنے بھائی حسینؑ کے خیمے میں واپس آ کر

https://www.shiabookspdf.com/

اُنہیں اس تمام صورت حال سے آ گاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے میری بہن یہ عالمِ ذر میں میرے اصحاب ہیں۔ یعنی انہوں نے وہاں عالم ذر میں میری مدد کرنے کو قبول کیا ہے۔ اور یہ کم وزیادہ بھی نہ ہونگے۔ اس کے بعد میرے بھائی خیمہ سے باہر آئے آپکے لیے کرسی لائی گئی کرسی پر بیٹھ گئے۔ تمام اصحاب ارد گرد جمع ہو گئے۔ حضرت نے اُس وقت ایک خطبہ پڑھا۔ اور اُس سے اجازت طلب کی۔ سب نے جان نثاری اور نصرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ جس کسی کی بھی عورت اُس کے ساتھ ہے اُسے چاہیے کہ وہ اُسے واپس اپنے گھر لے جائے۔ یہ سُن کر سب خاموش ہو گئے کسی نے عرض کیا۔ آقا ایسے کیوں کریں؟ آپ نے فرمایا۔ ہماری عورتوں کو قیدی بنائیں گے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہاری عورتیں بھی قیدی نہ ہو جائیں۔ علی بن مظاہر اسدی یہ سن کر اُٹھا اور اپنے خیمے کی طرف گیا خیمہ میں جا کر اپنی بیوی سے جا کر کہا۔ اُٹھو تا کہ تمہیں تیرے رشتہ داروں تک پہنچا آؤں۔ اُس نے پوچھا آخر وجہ کیا ہے؟ اُس نے کہا۔ آقا اور مولیٰ نے فرمایا ہے۔ ہماری عورتوں کو قید کریں گے میں نہیں چاہتا کہ تمہاری عورتوں کو قیدی بنائیں علی بن مظاہر اسدی کی بیوی نے کہا تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ کیا تو پسند کرتا ہے کہ میرے کانوں میں گوشوارے محفوظ رہیں اور سکینہؑ کے گوشوارے چھن جائیں۔ کیا تو راضی ہے کہ میرے سر پر تو چادر ہو اور علیؑ کی بیٹی زینبؑ کی چادر لُٹ جائے اور وہ ننگے سر ہو۔ کیا تو راضی ہے کہ میں گھر میں پردہ میں بیٹھوں اور رسولؐ کی نواسیاں قیدی ہوں۔ نہ نہ خدا کی قسم ایسا ہر گز نہ ہوگا۔ تم اہل بیتؑ کے مردوں کا دفاع کرو ہم اہلِ بیتؑ کی مخدواتِ عصمت وطہارت کی حفاظت کریں گے۔ علی بن مظاہر اسدی نے واپس آ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں تمام صورت حال بیان کی حضرت نے اُس عورت کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ کتاب مفتاح الجنۃ میں یہ پورا واقعہ موجود ہے۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 64

خداتعالیٰ سورۂ بقرہ آیت 185 میں ارشاد فرماتا ہے (یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر) خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔ بہت سی دوسری اُمتوں کے لیے جو احکام مشکل تھے اُن احکام میں سے دس ایسے ہیں جن کو خدا نے اس امت کے لیے آسان کر دیا ہے کتاب صافی، منہج الصادقین اور بحار الانوار میں روایت ہے کہ شب معراج رسولؐ خدا نے دعا کی اور خدا نے ان احکام کو آسان کر دیا۔ اس لیے شریعت کو سمحۂ سہلہ کہتے ہیں یعنی آساں راستہ اور شارع۔

اس کے علاوہ خدا نے عباداتِ واجبہ اور مستحبہ کے لیے بدل اور آسان عوض قرار دیا ہے۔ کہ اگر کوئی اصل عبادت کو نہ بجالا سکے تو خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اُس بدل وعوض کے ذریعے سے اصل عبادت کا ثواب دیتا ہے۔ جیسے کہ قرآنی آیت کے مطابق شب قدر ہزار راتوں سے افضل ہے۔ اور اس رات میں جاگنا اور عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ لیکن شب قدر کے بارے میں اختلاف ہے۔ علما، شیعہ اور سُنی اپنا اپنا نظریہ رکھتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ جو کوئی سال کی تمام

https://www.shiabookspdf.com/

راتوں کو جاگتا رہے وہ شب قدر کو درک کرلے گا۔لیکن شیعہ علماء کے نزدیک شبِ قدر رمضان کے مہینے میں ہے۔جیسے کہ خدا سورہ قدر میں فرماتا ہے(انا انزلناہ فی لیلة القدر) سورہ بقرہ آیت 185 میں فرماتا ہے(شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن) ان دو آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک ہی میں ہے۔ اکثر اہل سنت ستائیس رمضان المبارک کی رات کو شبِ قدر کہتے ہیں۔لیکن علامہ مجلسی زادالمعاد میں لکھتے ہیں۔کہ شیعہ علماء کا اجماع ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک کی انیس،اکیس اور تئیس کی کسی رات میں ہے۔کچھ احادیث میں تئیس کی رات کو معین کیا گیا ہے۔کچھ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔کہ شب قدر ان تین راتوں میں پنہاں ہے۔اور شبِ قدر کو پنہان رکھنے میں بھی حکمت ہے۔جیسے کہ دعا کی قبولیت کا وقت۔عبادت کی قبولیت،توبہ کا قبول ہونا۔قیامت اور ظہورِ امامؑ کے اوقات کا پوشیدہ رکھنا بھی حکمت اور مصلحت کے تحت ہے۔پس شب قدر کو یقینی طور پر درک کرنا مشکل ہے۔اگر کوئی چاہتا ہے کہ شب قدر کا ثواب اُسے کسی اور عمل کے ذریعے سے ملے تو اس کے لیے خدا نے بدل اور عوض بھی قرار دیا ہے۔جو اُسے بجالائے گا شب قدر کا اُسے ثواب ملے گا۔

اول: سورہ قدر کی تلاوت ہے۔مصباح کفعمی،لآ لیٔ اخبار اور صافی میں روایت کرتے ہیں۔کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا۔(مَنْ قرء سورة القدر فکانما صام رمضان واحییٰ لیلة القدر ومن قرأها عَشَرَ مراتِ غفر الله له الف ذنب" جو کوئی سورہ قدر کو پڑھے تو ایسے ہے جیسے کہ اُس نے رمضان کے روزے رکھے اور شبِ قدر کو عبادت کی۔اور جو کوئی دس مرتبہ سور قدر کی تلاوت کرے تو خدا اُس کے ہزار گناہ معاف کردے گا۔

ایک اور عمل خیر جس کا ثواب شبِ قدر کے برابر ہے۔دو مسلمان اور مومنوں

https://www.shiabookspdf.com/

کے درمیان صلح کرانا ہے۔ بحارالانوار ج76 ص369 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "ومن مشیٔ فی صلح بین اثنین صلی علیه ملائکة اللّٰه حتّٰی یرجع واعطی اجر لیلة القدر" جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جائے تو جب تک وہ واپس لوٹ نہ آئے خدا کے فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور خدا اُسے شبِ قدر کی عبادت جتنا ثواب عطا کرتا ہے۔ "ومَنْ مشی فی اصلاح بین امرأة وزوجها اعطاه اللّٰه اجر الف شهید قتلوا فی سبیل اللّٰه" جو شخص شوہر اور بیوی کے درمیان صلح کرانے جائے گا تو خدا اُسے راہ خدا میں شہید ہونے والے ہزار شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا۔ ہر قدم اور ہر حرف کے بدلے جو اُس نے کلام کی ہوگی ایک سال عبادت کا ثواب دے گا جس کے دنوں میں روزے رکھے ہوں اور رات کو عبادت کرتا رہا ہو۔

ایک اور عملِ خیر جس کا ثواب شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے رمضان میں جوشن کبیر کی دعا کا پڑھنا ہے۔ بحارالانوار میں ذکر کرتے ہیں کہ جبرئیل نے عرض کیا یا محمدؐ میں نے خدا کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میں نے اس دعا کو دنیا کے پانچ ہزار سال خلق کرنے سے پہلے عرش کے پردہ پر لکھا ہے۔ اور جو بندہ بھی اس دعا کی خالص نیت کے ساتھ رمضان المبارک کی پہلی کو پڑھے تو خدا اُسے شب قدر کی عبادت جتنا ثواب عطا کرے گا۔ اسی کتاب میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص بھی میری اُمت میں سے اس دعا کو تین یا ایک مرتبہ ہی پڑھے گا تو خدا اُس کے جسم کو آگ پر حرام کردے گا اور اُس کے لیے جنت واجب فرمادے گا۔

ایک اور عمل جو شب قدر کی عبادت کے برابر ہے نمازِ عشاء کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے۔ جیسے کہ جامع الاخبار میں رسولؐ خدا سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ "مَنْ صلی العشاء فی جماعة کان له لقیام لیلة القدر" جس نے

https://www.shiabookspdf.com/

عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اُس کا ثواب اتنا ہے جیسے اُس نے شبِ قدر میں قیام کیا ہو۔ ایک اور عمل جس کا ثواب شب قدر ہے وہ ہے صدیقۂ طاہرہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ بحار الانوار ج 45 ص 65 ب 3 میں سورہ قدر کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "الیلة فاطمة والقدر اللّٰہ فمن عرف فاطمة حق معرفتها فقد ادرک لیلة القدر وانما سمیت فاطمة لأن الخلق فطموا عن معرفتها" لیلہ سے مراد فاطمہؑ ہے اور قدر سے مراد اللہ ہے جس نے حقیقتاً فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی معرفت حاصل کی تو بے شک اُس نے لیلۃ القدر کو درک کر لیا۔ فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ مخلوق اُن کی معرفت کے سبب جہنم سے بچے گی۔

اسی طرح شبِ قدر کے علاوہ اور بھی ایسی راتیں ہیں جن میں جاگنا اور عبادت کرنا بڑا ثواب رکھتا ہے۔ جیسے کہ رجب کے مہینے کی راتوں کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "مَنْ احییٰ لیلة من لیالی رجب اعتقه اللّٰه من النار وقبّل شفاعته فی سبعین الف رجل من المذنبین" جو شخص رجب کی ایک رات عبادت کرے تو خدا اُسے جہنم کی آگ سے نجات دے دیتا ہے۔ اور ستر ہزار گناہگاروں کے متعلق اُس کی شفاعت قبول کرتا ہے۔ اسی طرح پندرہ شعبان اور شبِ عاشور، شب عرفہ شب جمعہ اور شب عید فطر اور قربان کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جیسے بحار الانوار میں روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ "مَنْ احیا لیلة عاشورا فکانما عبدالله عبادة جمیع الملائکة واجر العامل فیها کاَجر سبعین سنة" جو عاشور کی رات عبادت کرے تو ایسے ہے گویا تمام ملائکہ کے برابر عبادت کی ہے اور اس رات عمل کرنے والے کو ستر سالوں کے برابر اجر دیا جاتا ہے۔ بلکہ روایات میں ملتا ہے کہ ان خاص راتوں کے علاوہ تمام راتوں میں عبادت کرنا

https://www.shiabookspdf.com/

مستحب ہے۔ جیسے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا دس سال تک اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوکر عبادت کرتے رہے جس سے آپکے قدموں میں ورم پڑ گئے تھے۔ اور آپکا چہرہ زرد ہوگیا تھا۔ اور آپؐ ساری رات عبادت کرنے کے لیے کھڑے رہتے تھے۔ جس کے بعد خدا نے فرمایا (طٰہٰ ماانزلنا علیک القرآن لتشقٰی) یعنی طٰہ ہم نے قرآن تجھ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑو پس ان مخصوص راتوں کو عبادت ایک خاص مقام رکھتی ہے لیکن اگر ان راتوں کو عبادت نہ کر سکے تو کئی ایسے عمل موجود ہیں جن کا ثواب ان راتوں میں عبادت کرنے کے برابر ہے۔ جیسے کہ تفسیر صافی میں روایت ہے جس میں نماز عشاء کے بعد آیت کریمہ آمَنَ الرسولُ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ خدا نے دو ایسی آیتیں بھیجی ہیں جو بہشت کی کنجی ہیں۔ خدا نے آسمانوں اور زمینوں کے خلق کرنے سے پہلے اپنے یدِ قدرت سے لکھا ہے۔ کہ جو کوئی ان دو آیات کو نماز عشاء کے بعد پڑھے گا تو خدا اُسے پوری رات کھڑے ہوکر عبادت کرنے کا ثواب دے گا۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ان دو آیتوں کو پڑھے گا تو شیطان اُس کے پاس نہیں آ سکتا۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب بندہ ان دو آیتوں کو پڑھتا ہے اور یہ کہے "غفرانک ربنا" تو حق تعالیٰ فرماتا ہے "غفرتُ لک" میں نے تجھے معاف کردیا ہے اور جب بندہ یہ کہتا ہے "ربنا لا تواخذنا" اے ہمارے پروردگار ہمارا مؤاخذہ نہ کر۔ تو خدا فرماتا ہے میں تیرا مؤاخذہ نہیں کرونگا۔ اور جب بندہ یہ کہتا ہے "وارحمنا" تو خدا فرماتا ہے۔ میں نے تجھ پر رحم کیا۔ اور جب بندہ یہ کہتا ہے "فانصرنا علی القوم الکافرین" تو خدا فرماتا ہے میں نے تمہاری کافروں کے خلاف مدد کی۔

ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک فرشتہ رسولؐ خدا کے پاس آیا اور عرض

https://www.shiabookspdf.com/

کیا۔ کہ خدا نے آپکو دو ایسے نوروں کی بشارت دی ہے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی۔ وہ دو نور یہ ہیں ایک فاتحۃ الکتاب اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں۔ جو کوئی بھی ان کی تلاوت کرے گا تو خدا اُس کی حاجت کو ضرور پورا کرتا ہے۔

ایک اور عمل جو رات بھر عبادت کے برابر عمل اور ثواب رکھتا ہے طہارت کے ساتھ سونا ہے۔ جیسے کہ صدوق امالی میں اور بحارالانوار میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک دن رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ "ایکم یحیی اللیل" کون تم میں سے ہر رات جاگ کر عبادت کرتا ہے۔ سلمان نے کہا۔ یارسولؐ اللہ میں ہوں۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ ہم نے خود سلمان کو سوتے دیکھا ہے۔ سلمان نے کہا میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جو طہارت کے ساتھ سوئے گویا ایسے ہے جیسے تمام رات عبادت کرتے رہا ہو۔ محاسن برقی میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو وضو کر کے سوئے گویا ایسے ہے کہ اُس نے ساری رات مسجد میں گذاری ہو۔ اسی کتاب میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے اور اُسے یاد آئے کہ اُس نے وضو نہیں کیا تو اپنے لباس کے ساتھ تیمم کرے گویا ایسے ہوگا کہ جب تک سویا رہے ذکر خدا کر رہا ہوگا نماز پڑھ رہا ہے ایک اور عمل جس کا ثواب ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کے برابر ہے۔ نماز صبح نماز مغرب اور نماز عشاء کو باجماعت ادا کرنا ہے۔

مجمع البحرین اور بحارالانوار میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "اِنَّ فی الجنۃ غُرفاً یریٰ ظاھرھا من باطنھا باطنھا من ظاھرھا، یسکنھا من امتی مَنْ اطاب الکلام واطعم الطعام وافشی السلام وادام الصیام وصلی باللیل والناس نیام" جنت میں ایسے کمرے ہیں جن کا ظاہر اُن کے باطن

https://www.shiabookspdf.com/

سے اور باطن ظاہر سے نظر آتا ہے ان میں میری اُمت سے وہ لوگ رہیں گے جن کی گفتگو اچھی ہو لوگوں کو کھانے کھلاتے ہوں۔ دوسروں پر سلام کرتے ہوں ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو یہ ساری رات نماز پڑھتے ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپکی اُمت میں سے اس کی کون طاقت رکھتا ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یا علیؑ آپکو میں بتاؤں کہ اچھی کلام کیا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص صبح وشام دس مرتبہ یہ پڑھے۔ **سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الاّ اللّٰہ واللّٰہ اکبر** ۔ اور کھانے کھلانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلائے۔ اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ پورے رمضان کے روزے رکھے اور ہر مہینے سے تین روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ اور جو شخص نماز مغرب نماز عشاء اور نماز صبح کو جماعت کے ساتھ پڑھے تو گویا اُس نے ساری رات عبادت کی اور نماز پڑھی ہے اور لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ افشاء السلام سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان پر سلام کرنے میں بخل نہ کرے۔

ایک اور عمل جو رات بھر عبادت کرنے کے برابر ہے۔ وہ یہ ہے کہ پانی پی کر پیاس حسینؑ کو یاد کرنا۔ مرحوم اردبیلی اپنی کتاب حدیقۃ الشیعہ میں نقل کرتے ہیں کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی کے سامنے مبارک راتوں کو جاگنا اور اُن میں عبادت کرنے کا تذکرہ ہوا۔ ایک شخص وہاں موجود تھا کہنے لگا ہائے افسوس کہ میں اس چیز سے غافل تھا اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ تو نے جو اُس رات پانی پیا اور پیاس حسین علیہ السلام کو یاد کیا اور قاتلین حسینؑ پر لعنت کی تو تیرا یہ عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ عظیم عبادات میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ خدا ارشاد فرماتا ہے (**وما ادراک ماالعقبة فک رقبة**" تمہیں کیا معلوم غلام کو آزاد کرنا کیا مقام رکھتا ہے۔ منہج الصادقین میں روایت ہے کہ جس نے ایک غلام آزاد کیا تو خدا

https://www.shiabookspdf.com/

اُس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے عضو کو جہنم سے نجات دے گا۔ کتاب اثنی عشریہ اور بحارالانوار میں روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا۔ جس نے غلام آزاد کیا اُس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بحارالانوار میں ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ بحارالانوار میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے غلام کو کئی مرتبہ آواز دی لیکن اُس نے جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ جواب کیوں نہیں دے رہا؟ اُس نے عرض کیا اس لیے کہ مجھے پتہ تھا آپ مجھے سزا نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا: **الحمد للّٰہ** کہ غلام کو مجھ سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ جاؤ میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ امام زین العابدینؑ اپنے کسی غلام کو ایک سال سے زیادہ اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ اور رمضان المبارک کی آخری رات اُن کو آزاد کر دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا اس اُمید کے ساتھ کہ خداوند رحیم مجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے۔

غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے۔ اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو بعض ایسے عمل ہیں جن کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جیسے کہ روایات معصومین علیہم السلام میں ملتا ہے کہ جمعہ کے دن مونچھیں اور ناخن کٹوانا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ بحارالانوار اور حلیۃ المتقین میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن ناخن اور مونچھیں کاٹے اور کاٹتے وقت یہ پڑھے "**بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلی سنۃ محمد و آل محمد**" تو بال اور ناخن کے ہر ذرہ کے مقابلے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب اُس کے لیے لکھے گا اور اُسے کوئی مرض سوائے مرض الموت کے نہ آئے گی۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جمعہ کے دن ناخن کاٹنے سے جذام، برص اور اندھے پن کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی طرح اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو خوش کرے تو اُسے بھی غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ بحارالانوار میں روایت ہے رسولِ خدا نے فرمایا۔ "مَنْ فرّح انثٰی فکانما اعتق رقبة من ولد اسمٰعیل" جس شخص نے اپنی بیٹی کو خوش کیا گویا اس نے اولادِ اسماعیل میں سے غلام آزاد کیا۔ اور جو اپنے بیٹے کو خوش کرے تو اُسے اتنا ثواب ملے گا جتنا خوفِ خدا میں گریہ کرنے کا ملتا ہے۔ اسی طرح پانی پی کر امام حسین علیہ السلام کی پیاس کو یاد کرنے سے غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ بحارالانوار ج44 ص303 ب36 میں داوٗد بن کثیر سے روایت نقل کرتے ہیں کہتا ہے میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے پانی طلب کیا پانی آیا تو آپ نے پیا اور آپکی آنکھیں آنسوؤں سے پُر ہوگئیں آپ نے اپنے جدِ بزرگوار حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کی اور فرمایا جو آپکے قاتلوں پر لعنت کرے۔ تو خدا اُس کے لیے ایک لاکھ درجات لکھتا ہے۔ اور گویا اُس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیئے ہوں اور قیامت کے دن خدا اُسے اطمینانِ قلب کے ساتھ محشور فرمائے گا۔ کسی مومن کو کھانا کھلانے کا ثواب بھی غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ بحارالانوار ج74 ص373 ب23 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کوئی کسی امیر آدمی کو کھانا کھلائے تو اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو کسی فقیر آدمی کو کھانا کھلائے تو یہ ایک لاکھ غلام جو اولادِ اسماعیلؑ سے ہوں کو قتل ہونے سے بچانے کا ثواب رکھتا ہے۔

بحارالانوار میں روایت ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو سیر کر کے کھانا کھلائے تو خدا کی مخلوقات میں نہ کوئی ملک مقرب اور نہ ہی کوئی نبی مرسل جانتا ہے کہ آخرت میں اس کا کیا ثواب ہے اگر کوئی جانتا ہے تو صرف رب العالمین جانتا ہے۔ پیاسے کو پانی پلانا بھی غلام کو آزاد کرنے کا ثواب رکھتا ہے۔ اصول کافی اور بحارالانوار میں روایت ہے

https://www.shiabookspdf.com/

رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جو کوئی کسی مومن کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی موجود ہو تو ہر گھونٹ کے بدلے میں خدا اُسے ہزار نیکیاں عطا کرے گا۔ اور اگر ایسی جگہ پر پانی پلائے جہاں پانی موجود نہ ہو۔ تو گویا اُس نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے دس غلام آزاد کیے ہیں۔ پانی پلانے کا بڑا ثواب ہے لیکن خدا لعنت کرے اہل کوفہ پر کہ حسینؑ اور ان کے بچوں پر پانی بند کر دیا۔ کتب مقاتل مثل ریاض القدس اور ریاض الاحزان میں روایت کرتے ہیں۔ سکینہؑ بنت الحسین کہتی ہیں نو محرم کو ہمارا پانی ختم ہو گیا اور ہم پر پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ جب رات ہوئی تو میں چند بچیوں کے ساتھ جن کو پیاس لگی ہوئی تھی اُٹھی اور اپنی پھوپھی زینبؑ کے پاس آئی تاکہ انہیں اپنی پیاس کی اطلاع دوں ہوسکتا ہے اُن کے پاس کچھ پانی موجود ہو۔ ہم جب اُن کے خیمے میں گئیں تو اُنہیں دیکھا میرے شیر خوار بھائی علی اصغرؑ کو اپنی گود میں لے کر بیٹھی تھیں اور میرا بھائی پھوپھی کی گود میں ماہی بے آب کی طرح مضطرب اور بے چین تھا۔ اور میری پھوپھی کبھی اُٹھتی ہیں اور کبھی بیٹھتی ہیں۔ اور ساتھ کہہ رہی ہیں صبر کرو لیکن اس حالت میں تجھے صبر کیسے آئے جب میں نے ان کلمات کو سنا تو رونا شروع کر دیا۔ میری پھوپھی نے فرمایا۔ سکینہؑ ہو! میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ میں عرض کیا مجھے میرے بھائی کی حالت دیکھی نہیں جاتی جس وجہ سے میں رو رہی ہوں۔ اور میں نے اس ڈر سے کہ میری پھوپھی کو تکلیف نہ ہو اپنی پیاس کی شکایت نہ کی۔ اور اظہار نہ کیا۔ میں نے عرض کیا انصار کی عورتوں کے پاس کسی کو بھیجو شائد اُن کے پاس پانی مل جائے۔ میری پھوپھی اُٹھی ہم اُن کے ساتھ خاندان بنی ہاشم کے خیموں کی طرف گئیں لیکن کہیں بھی ایک قطرہ پانی نہ پایا جس خیمہ پر بھی جاتی تھیں وہاں بچے پیاسے تھے۔ وہ بچے بھی پھوپھی کے ساتھ آجاتے تھے کہ شائد پانی مل جائے اور وہ بھی پی لیں میری پھوپھی ایک خیمے کے پاس بیٹھ گئیں اور کسی کو بھیجا تاکہ معلوم کریں کہ اصحاب کے خیموں میں

https://www.shiabookspdf.com/

پانی ہے یا نہیں۔ جب کسی طرف سے پانی نہ ملا تو مایوس ہو کر واپس اپنے خیمے کی طرف آ گئیں۔ میں نے اچانک دیکھا کہ بیس کے قریب خاندان بنی ہاشم کے بچے جمع ہو گئے اور پیاس کی وجہ سے چیخ وپکار کرنے لگے۔ بابا کے اصحاب میں سے بریر ہمدانی جسے سید القریش کہتے تھے جب بچوں کی یہ حالت دیکھی تو زمین پر بیٹھ کر سر میں خاک ڈالنا شروع کر دی۔ اور اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور کہا کیا تم راضی ہو کہ فاطمہؑ کی بیٹیاں پیاس کی وجہ سے مر جائیں؟ جبکہ ہماری تلواروں کے قبضہ پر ہمارے ہاتھ ہیں۔ نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ ہمیں اُن کے سامنے مرنا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک ایک ایک بچے کا ہاتھ پکڑے اور دریا پر لے جا کر پانی پلا لائے۔ اگر ملاعین ہمارے ساتھ جنگ کریں گے تو ہم بھی جنگ کریں گے۔ یحییٰ مازنی نے کہا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو شاید جنگ ہو جائے اور اس حال میں ہوسکتا ہے کسی بچے کو کوئی تیر یا نیزہ لگ جائے۔ اور ہماری وجہ سے بچے کو نقصان پہنچے۔ میری رائے یہ ہے کہ ایک مشک لے جاتے ہیں۔ اور پانی سے بھر لاتے ہیں۔ اگر انہوں نے جنگ کی تو ہم بھی جنگ کریں گے اگر قتل ہو گئے تو فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی بیٹیوں پر قربان ہو جائیں گے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اصحاب میں سے چار آدمیوں نے مشکیزہ لیا اور دریا کی طرف لے چلے۔ جونہی نزدیک ہوئے تو وہاں کھڑے پاسبانوں نے پوچھا کون ہے؟ بریر نے کہا میں ہوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیں پیاس لگی ہوئی تھی پانی پینے کے لیے آ گئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا صبر کرو ہم اپنے سردار کو اطلاع دیتے ہیں۔ سردار اور بریر ہمدانی کے درمیان رشتہ داری تھی۔ جب سردار کو اطلاع دی تو اُس نے کہا جانے دو تا کہ پانی پئیں۔ جب بریر اور اُس کے ساتھی پانی میں داخل ہوئے۔ تو پانی کی ٹھنڈک محسوس کر کے سب رونے لگے۔ اور کہنے لگے خدا لعنت کرے عمر سعد پر کہ اس بہتے ہوئے پانی سے اولاد فاطمہؑ کو ایک قطرہ دینے کے لیے

https://www.shiabookspdf.com/

تیار نہیں ہے۔ بریر ہمدانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اہل بیتؑ کی تشنگی اور پیاس کو یاد رکھنا۔ اُس وقت تک پانی نہ پینا جب تک حسین علیہ السلام کے بچے پیاسے ہیں۔ کیونکہ اُن کے دل پیاس کی وجہ سے کباب بن گئے ہیں۔ یہ بات ایک پاسبان نے سن لی۔ اس نے کہا تمہارے لیے پانی کافی نہیں تھا۔ تم نے پانی پی لیا۔ اب اُس خارجی کے لیے پانی لے جانے کے لیے دریا کے اندر چلے گئے ہو؟ ابھی جاتا ہوں اور اسحاق کو اس کی اطلاع دیتا ہوں۔ بریر نے کہا اے مرد اس بات کو اتنا نہ پھیلا۔ بریر اُس کے نزدیک گیا تا کہ اُسے جانے سے روکے۔ اور اطلاع نہ دے سکے۔ وہ ملعون بھاگ کر گیا اور جا کر اسحاق کو اطلاع دے دی۔ اسحاق نے کہا ان کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ اگر انکار کریں تو ان کے ساتھ جنگ کرو کچھ نے کہا اے بریر اسحاق کبھی راضی نہ ہوگا کہ تو حسینؑ کے لیے پانی لے جائے۔ بریر نے کہا تم کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ بریر نے کہا پانی کے بہہ جانے سے اگر میرا خون بہہ جائے تو بہتر ہے افسوس ہے تمہارے لیے ہم میں سے کسی ایک نے بھی پانی نہیں پیا۔ ہم یہ پانی حسینؑ کے بچوں کے لیے لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن لگتا ہے۔ اس مشک کے اردگرد ہمارا خون بہے گا۔ اس کے بعد بریر اور اُس کے ساتھیوں نے مشک کو زمین پر رکھا اور اُس کے اردگرد جمع ہو کر اُسکا دفاع کرنے لگے۔ بریر کے ساتھیوں میں سے ایک نے مشک اُٹھائی۔ پاسبانوں نے اُسے گھیر کر مشک پر تیر مارنے لگے۔ ایک تیر مشک کے بند پر آ کر لگا اور بند مشک کو چیرتا ہوا صاحبِ مشک کی گردن میں جا لگا جس سے بند گردن کے ساتھ پیوست ہو گیا جس سے خون اُس کے لباس اور پاؤں پر گرا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ میرا خون گرا ہے اور ابھی مشک سالم ہے تو اُس نے کہا۔ ''الحمدللہ الذی جعل رقبتی وقاقر بتی'' یعنی الحمدللہ کہ میرا خون مشک پر فدا ہو گیا۔ بریر آوازیں دے رہا تھا۔ اور ساتھ جنگ کرتے ہوئے بھاگ رہے

https://www.shiabookspdf.com/

تھے۔ اس دوران حضرت کے اصحاب میں سے ایک جماعت آگے کھڑی تھی اُن میں سے ایک نے کہا کہ یہ آواز تو بُریر ہمدانی کی لگ رہی ہے۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا جاؤ اُس کی مدد کرو۔ ایک گروہ سوار ہوا اور بُریر کی طرف گیا۔ دشمن کے سپاہیوں نے جب دیکھا کہ بُریر اور اس کے ساتھیوں کی مدد کے لیے اُس کے ساتھی آگئے ہیں تو ڈر گئے اور واپس بھاگ گئے۔ بریر نے پانی کی مشک لاکر خیموں میں رکھ دی اور کہا (اشربوا یا آل الرسولؐ هنیاً مرئیاً) اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ آیئے اور پانی پیئیں خدا آپکو مبارک کرے۔ بچے ایک دوسرے کو بشارت اور خوشخبری دے رہے تھے کہ آؤ بریر پانی لایا ہے۔ بچے آئے اور آکر مشک کے اوپر گر گئے۔ کچھ نے مشک کو اپنی بغل میں لے لیا۔ کچھ بچے اپنا منہ اس کے ساتھ لگا رہے تھے۔ کچھ اپنا سینہ مشک کے اوپر رکھ رہے تھے۔ پس سب بچے اُس مشک کے اوپر جمع ہو گئے اچانک مشک کا منہ کھل گیا اور پانی زمین پر بہہ گیا۔ یہ دیکھ کر بچیوں نے چیخنا شروع کر دیا اور پکارنے لگیں کہ بریر پانی زمین پر بہہ گیا ہے۔ بریر نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنے چہرے کو پیٹنا شروع کر دیا اور کہا ہائے افسوس کہ پیغمبرؐ کی بیٹیاں پیاسی ہی رہیں۔

بچوں کی پیاس کا یہ عالم تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو اتمام حجت کے لیے قوم اشقیاء سے پانی مانگنا پڑا اور کہا "منّوا علی ابن المصطفٰی بشربةٍ یحی بھا اطفا لنا مِن الظّماء حیث الفرات سائل" ابن مصطفٰیؐ پر احسان کرتے ہوئے پانی دے دو تا کہ وہ اپنے بچوں کی پیاس بجھا سکے جبکہ فرات کا پانی بہہ رہا ہے۔ مؤلّف فرماتے ہیں کہ سات محرم سے لیکر عصر عاشور تک صرف تین مرتبہ اہلِ بیتِ پیغمبرؐ پانی پی سکے۔ ایک دفعہ اُس چشمے کے ذریعے سے جو اعجازِ امامت کے ذریعے جاری ہوا تھا۔ دوسری مرتبہ اُس وقت جب عباسؑ تیس سواروں اور بیس پیادہ افراد کے ساتھ ملکر پانی لائے تھے۔ اور تیسری مرتبہ علی اکبرؑ پچاس آدمیوں کے ساتھ جا کر جو پانی لائے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com/

یہ معلوم نہیں کہ ان تین دفعہ میں اُن کی پیاس بھی بجھی یا نہیں۔ اس کے علاوہ ایک قطرہ بھی پانی نہ پی سکے آخر کار روز عاشور پیاس نے شدت اختیار کر لی۔ جب دن گرم ہوا اور اطرافِ خیام خندق میں جلائی ہوئی آگ کی وجہ سے گرمی اور تیز ہوئی تو پیاس کا یہ عالم تھا کہ بڑوں کے بدن کا پوست اور چمڑہ سکڑ چکا تھا اور اس حال میں کئی بچے دم توڑ گئے تھے۔

(نوٹ) معروف روایت یہی ہے کہ تین دنوں تک حسینؑ اور آلِ حسینؑ کو پانی نہیں ملا۔ (بُشوی)

عبداللہ حائری اپنی مقتل میں لکھتے ہیں۔ کہ شام غریباں کو جب جناب زینبؑ نے بکھرے ہوئے بچوں کو تلاش کرنا چاہا تو بیابان میں درختوں کے نیچے دو بچوں کو لیٹے ہوئے پایا جن کو قریب آ کر دیکھا تو وہ مر چکے تھے۔ فاضل بسطامی اپنی کتاب تحفۃ الحسینیہ میں کتاب منبع الدموع سے نقل کرتے ہیں روایت امام عصرؑ سے ہے جب اشقیاء اہل بیت کو اونٹوں پر سوار کرنے آئے۔ تو انہوں نے اپنے شمار اور حساب و کتاب کے مطابق عورتوں اور بچوں مین سے ایک بچہ اور ایک بچی کو نہ پایا۔ عمر سعد نے حکم دیا کہ ادھر اُدھر تلاش کریں لیکن وہ کہیں سے نہ ملے۔ شمر ملعون ان بچوں کو تلاش کرنے کے لیے نکلا۔ ادھر اُدھر گھوڑا دوڑاتے ہوئے ایک درخت کے پاس گیا۔ کیا دیکھا کہ درخت کے سائے کے نیچے دونوں سوئے ہوئے ہیں ملعون نے گھوڑے پر سوار ہو کر تازیانے سے اُن بچوں کو مارنا شروع کر دیا۔ لیکن جب دونوں نے حرکت نہ کی تو نیچے اُتر کر تھپڑ مارنا شروع کر دیئے۔ لیکن بچے سوئے رہے حرکت نہ کی اُس ملعون نے قریب آ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ تو دونوں فوت ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ملعون ان کو دفن کئے بغیر ہی چلے گئے ہونگے کیونکہ جب فرزند رسولؐ حسینؑ ابن علیؑ کو بے گور و کفن چھوڑ گئے تھے تو ان بچوں کو کیسے دفن کر سکتے ہیں۔ اسی طرح تحفۃ الحسینیہ

https://www.shiabookspdf.com/

میں لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ کی ایک بچی اور ایک امام حسین علیہ السلام کی چھوٹی بچی نے جب سید الشہداؑ کو خون میں غرق دیکھا تو برداشت نہ کرسکیں۔ اور وفات پا گئیں۔

کتاب تحفۃ الذاکرین اور لسان الواعظین میں نقل کرتے ہیں۔ کہ جب خیموں کو آگ لگائی گئی تو تینتیس بچے خیموں سے باہر نکلے۔ حالت اُن کی یہ تھی کہ خوف اور پیاس کی وجہ سے اُن کے بدن لرز رہے تھے۔ عمر سعد کے لشکر سے ایک آدمی نے اُس سے کہا اے امیر اگر ان کو یزید کے پاس لے جانا چاہتا ہے تو میرے خیال میں ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ پہنچے گا۔ پہلے ان کو پانی پلاؤ۔ عمر سعد نے پانی پلانے کا حکم دیا۔ پانی کے مشکیزے لائے گئے۔ سب سے پہلے چھوٹی بچی رقیہ (سکینہؑ) کو پانی کا جام دیا بچی پانی کا کوزہ پکڑ کر قتلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی پوچھا کہاں جارہی ہو؟ کہا میرے بابا جب میدان کی طرف گئے تھے تو تشنہ لب تھے۔ میں اُنہیں جا کر پانی دونگی۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 65

خداوند قدوس اپنی پاک کتاب کی سورۂ فاطر آیت 5 میں فرماتا ہے "یا ایھا الناس ان وعداللہ حق فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور" اے لوگو خدا کا وعدہ حق ہے تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے۔ اور خدا سے تمہیں دھوکے میں نہ رکھے۔ آیاتِ قرآنی اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمؑ سے لے کر اب تک اور آج سے لے کر قیامت تک جو فتنہ و فسادات اور قتل و غارت و ظلم و گناہ ہوئے ہیں یا ہوں گے تو اُن کا سبب چار چیزیں ہیں۔ اُن میں سے ایک چیز وسوسہ اور فریبِ شیطانی ہے۔ جیسے کہ خدا سورہ فاطر آیت 6 میں فرماتا ہے "ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدواً" بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس تم بھی اُسے اپنا دشمن بناؤ۔ خدا نے قرآن میں کئی مقامات پر شیطان کی بنی آدم کے ساتھ دشمنی کو ذکر کیا ہے۔ کہ اُس نے قسم کھائی ہے کہ وہ اولادِ آدم کو دھوکہ دے گا۔ اور اپنے ساتھ جہنم لے کر جائے گا۔ خدا سورہ نساء آیت 118-119 میں فرماتا ہے۔ "قال لا تخذمن عبادک نصیباً مفروضاً ولا ضلنھم" شیطان نے کہا میں تیرے بندوں میں

https://www.shiabookspdf.com/

سے مقرر شدہ حصہ ضرور حاصل کرونگا۔ اور اُنہیں ضرور گمراہ کرونگا۔ تفسیر صافی اور منہج الصادقین لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا جب بھی اس آیت کی تلاوت کرتے تو فرماتے تھے۔ کہ "من بنی آدم تسع وتسعون فی النار واحد فی الجنة" یعنی بنی آدم میں سے ننانوے فی صد جہنم میں ہونگے اور ایک فی صد جنت میں۔ انہیں دو کتابوں میں روایت ہے کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔ پس اکثر جہنم میں جانے والے لوگ وہ ہونگے جن کو شیطان نے فریب اور دھوکہ دیا ہوگا۔ جیسے کہ خدا سورہ یٰسین ت 62 میں فرماتا ہے "ولقد اضل منکم جبلاً کثیراً افلم تکونوا تعلقون" یقیناً تم میں سے بہت سی تعداد کو گمراہ کرے گا کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

کسی کو دہری بنائے گا اور کسی کو جبری۔ کسی کو بت پرست اور کسی کو نبوتِ انبیاء میں شک کرنے والا۔ جیسے خدا تعالیٰ سورہ مُلک آیت 8 میں فرماتا ہے "کلما القی فیھا فوج سئلھم خزنتھا الم یأتکم نذیراً" یعنی جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو جہنم کے فرشتے اُن سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا یعنی نبی نہ آیا تھا۔ "قالوا بلٰی قدجائنا فکذبنا وقلنا مانزل اللّٰہ من شیءٍ" تو وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ لیکن ہم نے اُسے جھٹلایا اور کہا کہ خدا کی طرف سے کوئی چیز نازل نہیں ہوئی۔ اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے اور غور وفکر کرتے تو اہل جہنم میں سے نہ ہوتے شیطان کے گمراہ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ کسی کو امر امامتِ اور ولایت ووصایت کے بارے میں شک میں ڈالتا ہے۔

بحار الانوار ج 28 ص 4 ب 1 میں روایت ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد یہودی ستر اور ایک فرقے میں تقسیم ہوگئے اُن میں ستر جہنم میں گئے اور ایک نجات پانے والا تھا۔ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جنہوں نے

https://www.shiabookspdf.com/

وصی موسی یوشع بن نون کی متابعت کی۔ نصاریٰ کے بھی بہتر فرقے تھے۔ ان میں سے بھی ایک فرقہ اہل بہشت سے تھا۔ اور یہ وہ فرقہ تھا جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون کی متابعت کی تھی۔ اس اُمت کے تہتر فرقے ہو گئے۔ بہتر اُن میں سے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ وہ فرقہ جو جنت میں جائے گا وہ ہے جنہوں نے حضرت محمدؐ کے وصی حضرت علی علیہ اسلام کی متابعت کی۔ اس کے بعد حضرت نے اپنا دستِ مبارک اپنے سینے پر مارا اور فرمایا۔ ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے میری محبت کا دعویٰ کریں گے۔ ان تیرہ میں سے صرف ایک نجات پانے والا اور جنت میں ہوگا اور یہ فرقہ نمطِ وسط ہے یعنی میانہ روی اختیار کرنے والا۔ نہ غلو کرنے والا اور نہ ہی شان گھٹانے والا۔ یعنی نہ وہ جو علیؑ کو خدا جانتے ہیں اور نہ وہ جو اُن کو اُن کے مقام اصل سے گراتے ہیں۔ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو علی علیہ السلام کے حقیقی شیعہ ہیں کچھ لوگ اس حد تک شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں کہ گناہوں اور مصیبت میں غرق ہو جاتے ہیں۔ خدا ایسے لوگوں کو مایوس اور نا اُمید کر دیتا ہے ایسے لوگوں کو توبہ اور استغفار اصلاً بھلا دیتا ہے۔ بحار الانوار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب سورہ آل عمران کی آخری آیت نازل ہوئی "**والذین اذا فعلوا فاحشة اوظلموا انفسهم ذکروا اللّٰہ فاستغفروا لذنوبهم**" تو شیطان ملعون نے مکہ میں کوہ طور پر جا کر بلند آواز سے پکارا اُس کی آواز سن کر تمام شیطان جمع ہو گئے اور کہنے لگے۔ اے ہمارے سردار ہمیں کیوں بلایا ہے؟ شیطان نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے خدا فرماتا ہے جو لوگ گناہ کبیرہ کر بیٹھتے ہیں۔ یا صغیرہ اُن سے سرزد ہو جاتا ہے تو اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے ہیں کون ہے خدا کے علاوہ گناہوں کو بخشنے والا۔ اور وہ اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے۔ شیطان نے اپنے شاگرد شیطانوں سے کہا۔ کون

https://www.shiabookspdf.com/

ہے جو اس آیت کا توڑ تلاش کر کے لائے ایک شیطان نے کہا میں اس آیت کا توڑ اور علاج رکھتا ہوں۔ شیطان ابلیس نے کہا۔ تیرے بس کا کام نہیں ہے۔ ایک دوسرے شیطان نے کہا میرے پاس ایک اور آیت کا توڑ ہے۔ ابلیس نے کہا تو بھی اس آیت کے مقابلے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ ایک شیطان جس کا نام وسواس اور خناس ہے نے کہا میرے پاس اس آیت کا علاج ہے وہ یہ کہ میں لوگوں کو خدا کی رحمت کا وعدہ دونگا۔ اور طول عمر کا وعدہ دونگا۔ تا کہ گناہوں میں مصروف رہیں۔ اور جب گناہوں میں مشغول ہو جائیں گے تو میں ان کے ذہن سے توبہ اور استغفار کو بھلا دونگا۔ ابلیس نے کہا۔ تو اس آیت کا علاج کرسکتا ہے۔ اس کے بعد ابلیس نے اس شیطان کو قیامت تک اس آیت کا مؤکل قرار دیا۔

اب شیطان سب کو گناہوں کے ذریعے سے فریب دیتا ہے بلکہ بہت سے لوگوں کو عبادت کے ذریعے سے بھی فریب اور دھوکہ دیتا ہے۔ اب شیطان لوگوں کو صرف زنا شراب خوری اور ظلم وغیرہ کے ذریعے دھوکہ نہیں دیتا بلکہ بہت سے مقدس نما اور متقی نما لوگوں کو اس طرح دھوکہ دیتا ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز کو بڑے آب وتاب کے ساتھ پڑھو۔ اور دکھلانے کے لیے رکوع اور سجود کے ذکر کو تین تین مرتبہ پڑھو۔ اسی طرح عبادات کو دکھلاوے کی خاطر انجام دو۔ آخر کار شیطان انسان کے اتنا پیچھے لگ جاتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُس کا عمل باطل اور ضائع کرتا ہے۔ اگر زندگی میں نہ ہو سکے تو موت کے وقت اپنی تمام فوج کو اکٹھا کرتا ہے تا کہ کسی نہ کسی طرح اس مرنے والے کو شک وشبہ میں ڈالا جائے۔ تا کہ اس دنیا سے کافر مرے اور جہنم میں جائے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ ''کمثل الشیطان اذقال لانسان اکفر فلما کفر قال انی بریئ ومنک انی اخاف اللہ رب العالمین'' مثلِ شیطان جب اُس نے کہا کافر ہو جاؤ جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں کیونکہ میں

https://www.shiabookspdf.com/

اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ مصباح الشریعہ میں ہے۔ کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان تجھے مغرور نہ کردے کہ تیری نظر میں عبادت کو زینت دے دے۔ (فانه یفتح علیک تسعة وتسعین بابا من الخیر لیظفر بک عند تمام المأة) شیطان تیرے لیے ننانوے دروازے خیر کے کھولتا ہے تا کہ سوویں دروازے میں تجھ پر کامیاب ہوسکے اور تجھے گناہ میں پھنسا سکے۔ جیسے کہ ایک بنی اسرائیل کے عابد شخص کو شیطان نے دو درہم دیئے تا کہ شراب خرید لے اور زنا کرے جس سے اُس کے بدن میں عبادت کرنے کے لیے طاقت پیدا ہو۔ ایک بوڑھی عورت نے اُسے وعظ و نصیحت کی تا کہ وہ گناہ نہ کرے۔ جب وہ بوڑھی عورت مری تو اُس زمانے کے نبی کو خدا نے فرمایا کہ میں نے اُس عورت کو معاف کر دیا ہے۔ اور بخش دیا۔ اس واقعہ کو علامہ مجلسی بحارالانوار اور حیات القلوب میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔

ایک اور چیز جو فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہے وہ نفس امّارہ کا غالب آنا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ "ان النفس لا مّارة بالسوء الا مارحم ربی" یہ نفس ایک اندرونی دشمن ہے۔ اور اس کا نقصان شیطان سے بھی بڑا ہے۔ کیونکہ شیطان کو پھر بھی بعض مخصوص ایام مثل رمضان المبارک کے دنوں میں انسان سے دور کر دیتے ہیں اور اسی طرح کچھ عمل ایسے ہیں جو شیطان کی انسان سے دوری کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے انار کھانا بروز جمعہ۔ جیسے کہ علامہ مجلسی بحارالانوار میں ذکر کرتے ہیں کہ جو جمعہ کے دن انار کھائے تو چالیس دن تک اُس کا دل نورانی رہتا ہے۔ اگر دو انار کھائے تو اسی دنوں تک نورانی رہتا ہے۔ اگر تین انار کھائے تو ایک سو بیس دنوں تک نوارنی رہتا ہے۔ اور شیطانی وسوسے اُس سے دور رہتے ہیں۔ اسی طرح تسبیح زہرا علیہا السلام کی فضیلت میں وسائل الشیعہ میں روایت کرتے ہیں حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ "ھی

https://www.shiabookspdf.com/

مأة باللسان والف فی المیزان وتطرد الشیطان وترضی الرحمٰن'' یعنی یہ تسبیح شیطان کوانسان سے دور کرتی ہے۔اسی طرح اور بھی تسبیحات اور ذکر خاص طور پر بسم اللّٰہ اور اعوذباللّٰہ شیطان کے دور کرنے کے لیے مؤثر ہے۔پس معلوم ہوا کہ شیطان اکثر اوقات اور مخصوص ایام میں انسان سے دور ہو جاتا ہے لیکن نفسِ امّارہ کا تو انسان کے اندر ٹھکانہ ہے۔ جو اُس سے کبھی دور نہیں ہوتا اس لیے بہت سے گناہ نفس امّارہ کے سبب ہوتے ہیں۔ اسی لیے نفس امّارہ کی مخالفت جہادِ اکبر ہے۔

بحارالانوار ج77 ص23 ب2 میں روایت ہے کہ شبِ معراج خطاب ہوا۔اے احمدؐ: اپنے آپ کو نرم لباس اور اچھے کھانے کے ساتھ زینت نہ دو کیونکہ نفس امّارہ تمام بدیوں کا ٹھکانہ ہے۔اور ہر بدی کے ساتھ اس کی دوستی ہے۔جب اسے بھوک لگتی ہے تو شکایت کرتا ہے اور جب سیر ہو جاتا ہے تو سرکشی اور طغیانی کرتا ہے۔جب فقیر ہوتا ہے تو غصہ کرتا ہے خدا اور مخلوقِ خدا کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔اور جب غنی ہوتا ہے تو تکبر کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو گم کر لیتا ہے ہر ایک سے سلام کی توقع رکھتا ہے۔ہر محفل میں صدر محفل میں بیٹھنا پسند کرتا ہے۔ جو بات کرتا ہے اُس کی خواہش ہوتی ہے۔کہ لوگ اُس کی تصدیق کریں۔ جو بھی حکم دیتا ہے تو چاہتا ہے۔لوگ اُس کی اطاعت کریں۔ نفس شیطان کا دوست ہے۔تو نفس کو خدا کی عبادت کی طرف لے کر جاتا ہے اور وہ تجھے گناہ اور خدا کی مخالفت کی طرف ابھارتا ہے۔نفس امّارہ کی مثال شترمرغ کی مانند ہے جو زیادہ کھاتا ہے لیکن وزن نہیں اُٹھاتا۔

صحیفۂ کاملہ کے آخر میں دعائے خمسہ عشرہ میں امام زین العابدین علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ (الٰھی اشکوا الیک نفسا بالسوء امّارة والٰی الخطیئة مبادرة وبمعا صیک مولعة) اے پروردگار میں تجھ سے نفس کی شکایت کرتا ہوں جو گناہوں کی طرف لے کر جاتا ہے خطاؤں کی طرف جلدی کرتا ہے اور معصیت

https://www.shiabookspdf.com/

کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ پس ہر ذلت ورسوائی نفس امارہ کی اتباع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر بلند درجہ اور کمال نفس امارہ کی مخالفت سے ملتا ہے۔ جیسے کہ خدا فرماتا ہے۔ "اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ" پس جس نے بھی مقام پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف کھایا اور اپنے نفس امارہ کی مخالفت کی تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ "وما من طغیٰ و آثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأویٰ" جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ایک اور چیز جو انسان کو فتنہ وفساد اور مصیبت میں مبتلا کرتی ہے۔ اور قتل وغارت کا موجب بنتی ہے وہ ہے خودنمائی اپنے آپ کو دنیا کے لیے زینت دینا۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سورۂ آل عمران آیت 14 میں فرماتا ہے۔ "زین للناس حب الشھوٰات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسوّمۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوٰۃ الدنیا" لوگوں کے لیے زینت دی گئی ہے۔ خواہشات نفسانی کے ذریعے عورتوں میں سے اولاد اور مال سے سونا چاندی گھوڑوں۔ گائے بھیڑ بکری اونٹ اور زراعت سے یہ سب زندگانیٔ دنیا کا متاع ہے۔ مرحوم فیض اپنی کتاب حقائق الاسرار میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہا السلام نے دنیا کو ایک قدخمیدہ بوڑھی اور بدصورت عورت کے طور پر دیکھا۔ جس نے طرح طرح کی زینت لگائی ہو۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تو نے کتنے شوہر کیئے ہیں؟ اُس نے کہا مجھے ان کی تعداد یاد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے مردوں نے تجھے طلاق دی ہے یا مر چکے ہیں؟ عرض کیا بلکہ سب کو میں نے قتل کیا ہے۔ فرمایا۔ ہلاکت ہے تیرے باقی شوہروں کے لیے کہ وہ تجھ سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔

https://www.shiabookspdf.com/

نہج البلاغہ میں دنیا کی شکایت کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اہل دنیا اس دنیا میں اُس کی بلاؤں کے تیروں کا نشانہ بنتے ہیں اور دنیا ہمیشہ ان کی طرف اپنے تیر چلاتی رہتی ہے۔ اور اُن تمام کو قتل کر دیتی ہے۔ بحار الانوار میں روایت ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ شب عاشور میں مریض تھا۔ میری پھوپھی میرے پاس تیمارداری کے لیے تشریف فرما تھیں میرے والد ایک دوسرے خیمے میں تھے۔ اور غلام ابوذر آپکی خدمت میں تھا۔ اور حضرت کے اسلحہ کو درست کر رہا تھا۔ آپ نے اس دنیا سے مایوسی اور خدا کی ملاقات کے بارے میں چند اشعار پڑھیے۔

یادھر اف لک من خلیل

کم لک بالاشراق والاصیل

من صاحب وطالب قتیل

والدھر لا یقنع بالبدیل

وانما الامر الی الجلیل

وکل حی سالک سبیل

ترجمہ: اے روزگار اے زمانے تیرے اوپر اُف ہے تو نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی کتنے اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو ہر شہر اور دیار میں قتل کر چکا ہے۔ اور کسی سے بھی عوض اد۔ بدل لینے پر راضی نہیں ہوا۔

ہر کسی کی بازگشت خداوند جلیل کی طرف ہے۔ اور ہر زندہ اس راستے پر چلے گا جس پر میں جا رہا ہوں۔

حضرت نے ان اشعار کو تین مرتبہ دھرایا۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

میں یہ اشعار سن کر سمجھ گیا کہ کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آپ شہادت کے لیے تیار ہیں۔ یہ صورت حال سن کر میری حالت تبدیل ہوگئی اور مجھ پر گریہ غالب ہوگیا۔ لیکن میں نے اپنے گریہ پر قابو کیا اور برداشت کیا اور چپ رہا۔ لیکن میری پھوپھی یہ سب کچھ سُن کر برداشت نہ کرسکی ماتم کرتی ہوئی اور سر پیٹتی ہوئی حضرت کی طرف ننگے سر دو پاؤں دوڑتی ہوئیں گئیں۔ اور عرض کیا اے کاش میں مرگئی ہوتی اور یہ حالت نہ دیکھتی۔ میری ماں فاطمہؑ۔ بابا امیر المومنینؑ اور بھائی حسنؑ اس دنیا سے جاچکے ہیں اے ان جانے والوں کی یادگار اے باقی ماندہ کے پشت پناہ۔ حسین علیہ السلام نے اپنی بہن کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے میری بہن تیرے حلم اور بردباری ختم نہ ہو۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ لوگ مجھے چھوڑ دیتے تو میں کبھی بھی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالتا۔ پھوپھی نے عرض کیا۔ کیا بیچارے اور بے سہارا ہوگئے ہو اور مجبوراً موت کو قبول کرلیا ہے؟ اس چیز نے مجھے پریشان حال اور غمزدہ کیا ہے اور یہ بات مجھ پر سخت گذری ہے اس کے بعد میری پھوپھی نے ماتم کرنا شروع کردیا اور اپنا گریبان چاک کرلیا۔ اور گر کر غش کرگئیں۔ حضرت اُٹھے اور پانی اُن کے چہرے پر پھینکا جس سے وہ ہوش میں آگئیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے بہن خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور اُس کی تقدیرات کے ساتھ راضی ہوجاؤ۔ اور جان لو کہ تمام اہلِ زمین کو موت آنا ہے۔ اہلِ آسمان بھی باقی نہیں رہیں گے۔ خدا کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اور زوال پذیر ہے۔

میرے ماں اور بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ وہ بھی اس دنیا سے چلے گئے مجھے اور ہر مسلمان کو رسولؐ خدا کی اقتدا کرنی چاہیے۔ حضرت نے اپنی بہن کو ان مبارک کلمات کے ساتھ تسلی دی پھر فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں۔ میری قسم کی رعایت کرنا۔ میری عزا اور مصیبت میں اپنے گریبان کو چاک نہ کرنا۔ اور اپنے چہرے پر خراش نہ لگانا۔ اس

https://www.shiabookspdf.com/

کے بعد آپ نے پھوپھی کو لا کر میرے پاس بٹھا دیا۔

عزادارو: آج تو زینبؑ اپنے بھائی کی بات کو برداشت نہ کرسکیں۔ اور غش کھا گئیں لیکن کیا حال ہوگا اُس وقت جب عصرِ عاشور خیمے سے باہر آئی۔ کیا دیکھا حسینؑ کا سر نیزے پہ ہے اور بدن پارہ پارہ خاک کربلا پر پڑا ہوا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت زینبؑ نے کہا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔

(الا لعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 66

سورۂ توبہ آیت 111 میں پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔ "ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بأن لھم الجنة یقاتلون فی سبیل فیقتلون ویقتلون وعداً علیه حقا فی التوراية والانجیل والقرآن ومن اوفٰی بعھدہ من اللّٰہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به ذالک ھو الفوز العظیم" خدا نے مومنین میں سے بعض کے جان ومال کو خرید لیا ہے تا کہ اس کے عوض میں اُن کو بہشت عطا کرے۔ یہ مومنین راہ خدا میں جنگ کرتے ہیں کبھی قتل کرتے ہیں اور کبھی قتل ہوجاتے ہیں۔ خدا کا وعدہ برحق ہے جس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ یہ بات تورات انجیل اور قرآن میں لکھی گئی ہے۔ کون ہے خدا سے زیادہ اپنے وعدہ کے ساتھ وفا کرنے والا۔ پس اس معاملہ اور بیع کے ساتھ خوشی مناؤ جو تم نے کیا ہے اور یہ ہے بڑی کامیابی۔

تفسیر صافی میں نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام نے

https://www.shiabookspdf.com/

فرمایا۔ "لیس لا نفسکم ثمن الا الجنة فلا تبیعوها الا بها" تمہاری جانوں کی سوائے بہشت کے کوئی قیمت نہیں ہے۔ ان کو سوائے بہشت کے کسی کے ساتھ مت بیچو۔ وسائل الشیعہ میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "للجنة بابٌ یقال له باب المجاهد یمضون الیه فاذا هو مفتوح وهم متقلّدون سیوفهم" جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب المجاہدین کہا جاتا ہے اور یہ دروازہ کھلا ہے مجاہدین تلواریں حائل کرتے ہوئے اس سے داخل ہو رہے ہیں۔

بحارالانوار ج100 ص10 ب1 میں روایت ہے "فوق کل بِرّ بِرٌ حتّٰی یقتل الرجل فی سبیل اللّٰه فاذا قتل سبیل اللّٰه عزوجل فلیس فوقه بِرٌّ" ہر نیکی کے اوپر ایک نیکی ہے۔ یہاں تک کہ انسان جب راہ خدا میں قتل ہوتا ہے تو اُس کے اوپر کوئی نیکی نہیں ہے۔ نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "امّا بعد فان الجهاد باب من ابواب الجنة فتحه اللّٰه لخاصة اولیائه وهو لباس التقویٰ ودرع اللّٰه الحصینة وجنة الوثِیقه" بے شک جہاد جنت کے بابوں میں سے ایک باب ہے خدا نے اسے اپنے مخصوص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ یہ لباس تقوٰی اور خدا کی مضبوط ڈھال ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ان افضل ماتوسل به المتوسلون الایمان باللّٰه ورسوله والجهاد فی سبیل اللّٰه" افضل ترین وہ چیز جس کے ساتھ توسل حاصل کرنے والے متوسل ہوتے ہیں وہ خدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان اور راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

بحارالانوار، مستدرک الوسائل اور کتاب صحیفۃ الرضا میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

خطبہ دے رہے تھے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب فرما رہے تھے۔ اسی دوران ایک جوان نے اُٹھ کر عرض کیا۔ یا حضرت مجھے بتائیں کہ راہ خدا میں جہاد کرنے کی کیا فضیلت ہے۔ حضرت نے فرمایا میں پیغمبرِ اسلام کے ساتھ ناقہ ءغضبا پر سوار تھا۔ اور ہم غزوۂ ذات السلاسل سے واپس آ رہے تھے۔ میں نے حضرت سے یہی تیرے والا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ راہ خدا میں جہاد کرنے والے جب جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو آتش جہنم سے نجات کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جب جنگ کے لیے تیار ہوتے ہیں تو خدا اُن کے ذریعے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے اور جب اپنے اہل وعیال سے الوداع کرتے ہیں تو گھر اور دیواریں اُن پر گریہ کرتے ہیں اور گناہوں سے ایسے باہر آ جاتے ہیں۔ جیسے سانپ اپنے پوست سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور خدا چالیس ہزار فرشتوں کو اُن پر موکل کرتا ہے۔ جو اُن کی چاروں طرف سے حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر دن کے بدلے اُنہیں ایسے ہزار مردوں کی عبادت کا ثواب دیا جاتا ہے جنہوں نے ہزار سال عبادت کی ہو اور جن کا ہر دن عمرِ دنیا کے برابر ہو۔ اور جب وہ دشمن کے مقابلے میں آتے ہیں تو اہل دنیا کو علم نہیں ہے۔ کہ اس کا کتنا ثواب ہے اور جب کوئی مجاہد گھوڑے سے نیچے گرتا ہے تو خدا اُس کی بہشت میں حور کے ساتھ شادی کر دیتا ہے۔ اور حور کو اُس کے پاس بھیجتا ہے جو اُسے کرامتِ خدا کی بشارت دیتی ہے جب مجاہد زمین پر گرتا ہے تو حور اُسے مبارک باد دیتی ہے اور مرحبا کہتی ہے۔ اور یہ کہتی ہے کہ وہ تمام نعمتیں تیرے لیے ہیں جن کو نہ کسی نے سنا ہے اور نہ ہی کسی نے دیکھا بلکہ کسی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتیں۔ قطب الدین راوندی اپنی کتاب لب اللباب میں نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے فرمایا: خدا نے کسی سے بھی بات کی ہے تو پردے کے پیچھے سے کی ہے۔ مگر تیرے باپ کے ساتھ۔ بے حجاب اور پردے کے بغیر اُس کے ساتھ خدا نے بات کی۔ اور فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com/

مجھ سے سوال کرتا کہ تجھے عطا کردوں: اُس نے عرض کیا مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ دوبارہ جہاد کروں۔ اور قتل ہوجاؤں۔ خدا نے فرمایا میں نے دوبارہ کسی کو دنیا میں نہیں بھیجا۔ کسی اور چیز کا سوال کرو؟ اُس نے عرض کیا۔ دنیا والوں کو اُس کی خبر دو جو تونے مجھے عطا کی ہے نعمتوں اور کرامتوں میں سے۔ تاکہ وہ بھی جہاد کی کوشش کریں ہوسکتا ہے وہ بھی شہید ہوں۔ اور ہمارے طرف آئیں خدا نے فرمایا میں تیری طرف سے مومنین کو پیغام پہنچاؤں گا۔ اور خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "**ولا تحسن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عندربھم یزرقون فرحین بما اتیھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم**" جوراہِ خدا میں قتل ہوگئے اُن کو مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور خدا کے نزدیک رزق کھاتے ہیں۔ اور خوش ہیں اُس کے ساتھ جو خدا نے اُن کو عطا کیا ہے۔ اپنے فضل میں سے۔ اور جو ابھی تک اُن کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے انہیں بشارت دیتے ہیں۔

اسی کتاب میں روایت نقل کرتے ہیں رسولؐ اکرم نے فرمایا: ملائکہ اولاد آدمؑ کی تمام نیکیوں اور اچھے کاموں کا حساب لکھتے ہیں۔ مگر جہاد کرنے والوں کا ثواب لکھنے سے عاجز ہیں۔ اسی کتاب میں ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی بھی جنت میں جاتا ہے وہ اُس سے باہر آنے کی خواہش اور تمنا نہیں کرتے مگر شہید تمنا کرتا ہے کہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس مرتبہ دوبارہ قتل کیا جائے۔ کیونکہ وہ کرامتِ خدا کو دیکھ چکا ہوتا ہے۔

مستدرک الوسائل ج2 ص104 میں روایت ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا: اُس شخص کے جواب میں جس نے پوچھا تھا۔ کیا شہداء کے ساتھ کوئی محشور ہوگا آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ شخص جو دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے۔

https://www.shiabookspdf.com/

اتنی فضیلت کے باوجود اس جہاد کو جہاد اصغر کہتے ہیں۔ اور نفس امارہ کے خلاف جہاد کو جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔ جیسے کہ رسولؐ خدا جب غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو فرمایا۔ "رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر" ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا مرحبا اُس قوم کے لیے جو جہاد اصغر سے واپس آئے ہیں۔ لیکن ابھی جہاد اکبر باقی ہے۔ سوال کیا گیا وہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نفس امّارہ کے خلاف جہاد۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "افضل الجهاد مجاهدة المرء نفسه" مرد کا بہترینِ جہاد نفس لمّارہ کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ خلاصة المنهج میں "وجاهد وافى الله حق جهاده" کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حقیقی جہاد یہ ہے کہ انسان چشمِ زدن کے برابر بھی مجاہدہ بالنفس سے غافل نہ ہو۔ کیونکہ نفس کے شرّ سے انسان کسی وقت بھی محفوظ نہیں ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "لن يجوز الجنة الامن جاهد نفسه" نفس امّارہ کے خلاف جہاد کرنے کے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

جواہر الاخبار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: انکم لن تنالوا ماتريدون الاِبترك ماتشتهون وبصبر كم على ماتكرهون۔ یعنی تم اُس وقت تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے مگر اُس وقت جب تم خواہشات کو ترک کرو اور بلاؤں پر صبر کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "افضل الاعمال ماأكرهت عليه نفسك" بہترین عمل وہ ہے جس سے تیرا نفس کراہت کرے۔ کون سی وجہ تھی کہ شہداء کربلا سب سے بہترین شہداء ہیں۔ پیغمبرؐ اسلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

اور خود سید الشہداءؑ نے شہدائے کربلا کی تعریف اور مدح کی ہے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اپنے قتل ہونے کا یقین رکھتے تھے۔ اور قتل اور شہید ہونے کا اتنا شوق رکھتے تھے۔ کہ ایک دوسرے سے مذاق بھی کرتے تھے۔ اور تیر و نیزہ اور تلوار کا اصلاً خوف نہ تھا۔ بلکہ میدان میں جانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کرتے تھے۔

ناسخ اور مخزن البکاء میں کامل الزیارۃ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: عاشور کے دن نماز صبح پڑھنے کے بعد اور سید الشہداء علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "ان اللّٰہ قد اذن فی قتلکم فعلیکم بالصبر" خدا نے قتل ہونے کی اجازت دی ہے پس تم صبر کرو۔ بحار الانوار میں ہے کہ حضرت نے فرمایا: "اشھد انہ قد اذن فی قتلکم فاتقو اللّٰہ واصبروا" اور ناسخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: "کلکم تقتلون الا علی بن الحسین علیہ السلام" یعنی سوائے علی بن الحسین علیہ السلام کے تم سب قتل ہو جاؤ گے۔

بحار الانوار ج 44 ص 297 ب 35 میں روایت ہے راوی کہتا ہے میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ آپ حسین علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں بتائیں کہ کس طرح وہ موت کی طرف بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اُن کے سامنے سے پردے ہٹا لیے گئے تھے۔ اور اُن کو جنت میں اُن کے منازل دکھا دیئے تھے۔ اس لیے ہر شخص قتل ہونے میں جلدی کر رہا تھا۔ تا کہ قتل ہونے کے بعد جلدی جلدی جنت میں جائے اور حوروں سے ملاقات کرے۔

بحار الانوار ج 6 ص 154 روایت 19 ب 6 میں روایت ہے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جب میرے والد بزرگوار حسین بن علی

https://www.shiabookspdf.com/

علیہاالسلام پر معاملہ سخت ہوا تو بعض نے دیکھا کہ آپ کی حالت دشمنوں کے برخلاف ہے۔کیونکہ جب جنگ وجدال میں شدت پیدا ہوتی تھی تو اُن کے رنگ تبدیل ہو جاتے تھے۔اور بدن لرزنے لگ جاتا تھا۔اور اُن کے دل میں خوف وہراس پیدا ہو جاتا تھا۔لیکن حضرت اپنے خاص اصحاب کے ساتھ کھلے چہرے اور چمکتے رنگ کے ساتھ ہوتے تھے۔اور اُن کے اعضاء محکم اور دل پرسکون ہوتا تھا۔اور حضرت کے بعض اصحاب ایک دوسرے سے کہتے تھے۔کہ دیکھو ان بہادروں کو موت سے کوئی خوف نہیں ہے۔پس حضرت نے اُس وقت اپنے اصحاب سے فرمایا: اے صاحبانِ عزت کی اولاد صبر کرو۔موت تمہارے لیے ایک پُل کی مانند ہے۔تم اس کو عبور کرتے چلو اور راور جنت میں داخل ہوتے چلو۔تم میں سے کون نہیں چاہتا کہ زندان سے عالیشان محل کی طرف جائے۔اور تمہارا دشمن محل سے زندان اور عذاب کی طرف جارہا ہے۔میرے والد بزرگوار نے مجھے بتلایا ہے کہ میرے جد رسولؐ خدا نے خبر دی ہے۔ (الدنیا سجن المومن وجنة الكافر) دنیا مومن کے لیے زندان اور کافر کے لیے جنت ہے۔اور مومنوں کے لیے موت بہشت کی طرف جانے والے ایک پُل ہے۔اور کافروں کے لیے جہنم کی طرف جانے والا پل ہے۔میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی میں نے اپنے اباؤ واجداد سے جھوٹ سنا ہے۔

بحارالانوار میں لکھتے ہیں۔حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے فرمایا حسین علیہ السلام اور عمر سعد آمنے سامنے ہوئے اور جنگ شروع ہوگئی تو خدا نے تصرف کا لشکر حضرت کے سر پر بھیجا اور اختیار دیا کہ دشمن پر غلبہ اور نصرت کو اختیار کرلو یا خدا کی ملاقات کو۔آپ نے خدا کے ساتھ ملاقات کو اختیار کرلیا۔بحارالانوار میں شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں عاشور کی صبح دونوں لشکروں نے صف بندی کی۔عمر سعد نے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج کے سپرد کیا۔اور لشکر کا میسرہ شمر بن ذی

https://www.shiabookspdf.com/

الجوشن کو۔ شیث بن ربعی کو پا پیادہ فوجیوں کا سردار بنایا۔ اور اپنے غلام درید کو لشکر کا علم دیا۔ آئمہؑ کی روایات کے مطابق لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی۔ لیکن بعض دوسری روایات میں تعداد کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض میں پچاس ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ بائیس ہزار افراد تھی۔

دوسری طرف امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دی۔ طبری اور شیخ مفید کی روایت کے مطابق زہیر بن قین کو میمنۂ لشکر اور میسرہ حبیب ابن مظاہر کے سپرد کیا۔ اور لشکر کا علم اپنے بھائی ابوالفضل عباسؑ کو دیا اور حضرت کے سپاہیوں کی تعداد بیس سوار اور چالیس پا پیادہ تھے۔ لشکر امامؑ نے خیمے اپنے پشت پر قرار دیئے۔ تا کہ جنگ ایک طرف رہے حضرت نے حکم دیا کہ خیموں کو ایک دوسرے کے قریب نصب کیا جائے۔ اور خیموں کے اطراف میں خندق کھودی۔ اور خندق کو لکڑیوں سے پُر کر دیا۔ تا کہ جنگ کے دوران عمر سعد کا لشکر خیموں اور اہل بیتؑ پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔ شیخ صدوق روایت کرتے ہیں۔ ایک ملعون بنام ابن جویریہ لشکر عمر سعد سے آگے بڑھا جب اُس نے خندق کی آگ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ اے حسینؑ اور حسینؑ کے ساتھیو۔ تمہیں آگ کی بشارت ہو تم نے دنیا میں ہی اس کی طرف جلدی کر لی ہے۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ مرد کون ہے؟ کہا یہ ابن جویریہ مزنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "اللّٰھم اذقہ عذاب النار فی الدنیا" اے پروردگار اسے دنیا ہی میں آتش کا مزہ اور عذاب چکھا کا چانک اس ملعون کا گھوڑا اچھلنے کودنے لگا اور اسی حال میں اُسے خندق کی آگ میں لا کر پھینک دیا اے حسینؑ اور حسینؑ کے ساتھیو۔ دیکھ رہے ہو کہ دریائے فرات کا پانی کس طرح سانپ کے پیٹ کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ خدا کی قسم پیاسے ہی مر گے اور ایک قطرہ بھی تمہیں پانی کا نہ دیا جائے گا۔ حضرت نے پوچھا یہ مرد کون ہے؟ جواب ملا تمیم بن حصین۔ آپ نے فرمایا۔ یہ خود اور اسکا باپ اہل جہنم

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں۔اس کے بعد آپ نے دعا کی "اللّٰھم اقتل ھذا عطشاناً فی ھذالیوم" اے پروردگار اس شخص کو آج ہی پیاسا مار دے۔فوراً اس کے گلے کو پیاس کی شدت نے پکڑ لیا اور گھوڑے سے نیچا گرا اور گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے آ کر کچلا گیا۔ایک روایت کے مطابق وہ مسلسل کہتا تھا۔مجھے پیاس لگی ہے۔اسے پانی دیتے تو دوبارہ کہتا پانی دو۔مجھے پیاس نے مار دیا ہے۔اسی حال میں تھا اور جہنم واصل ہو گیا۔

بحارالانوار میں لکھتے ہیں ایک اور ملعون جس کا نام اشعث بن قیس تھا عمر سعد کے لشکر سے باہر نکلا اور کہنے لگا۔اے حسینؑ ابن فاطمہؑ پیغمبرؐ کے نزدیک تیرا کیا مقام ہے؟ جو دوسرے کے لیے نہیں ہے۔حضرت نے اُس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت فرمائی۔"ان اللّٰہ اصطفٰی آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین" اس کے بعد آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ محمد بن اشعث ہے حضرت نے دعا کی کہ پروردگار اس شخص کو ایسی ذلت دے کہ دوبارہ کبھی عزت نہ دیکھے۔پس یہ ملعون رفع حاجت کے لیے لشکر سے باہر گیا تو ایک بچھو نے اس کو کاٹ لیا اور یہ ملعون اسی طرح ننگی شرمگاہ کے ساتھ جہنم واصل ہوا۔

بحارالانوار کی روایت کے مطابق سید الشھدا علیہ السلام وسطِ میدان میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر سعد کہاں ہے۔اُس سے کہو ادھر آئے۔عمر سعد نے آنے سے انکار کیا۔وہ حضرت کے سامنے آنا نہیں چاہتا تھا۔حضرت نے فرمایا۔اے عمر تو مجھے قتل کرے گا اور تیرے گمان میں ولد الزنا ابن ولد الزنا شہر ری اور جرجان کی حکومت تجھے دے دے گا؟ خدا کی قسم ہرگز تو اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا جو کرنا چاہتا ہے۔کرگذر لیکن اس کے بعد تو دنیا اور آخرت میں خوشی نہ دیکھ سکے گا۔میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ میں تیرے سر کو نیزے پر بلند کیئے ہوئے ہیں اور بچے تیرے سر کو تیر اور پتھروں کا نشانہ بنا

https://www.shiabookspdf.com/

رہے ہیں۔ عمر سعد حضرت کے ان کلمات سے متغیر ہوا۔ اور منہ حضرت کی طرف سے دوسری طرف کرلیا۔ اور اپنے لشکر سے کہنے لگا۔ کہ اور کتنی مہلت دو گے؟ سب مل کر اُس پر حملہ کردو۔ یہ تمہارے لیے ایک لقمہ ہیں۔ لیکن کسی نے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔ عمر سعد نے خود کمان اور تیر طلب کیا۔ اور ایک تیر امام حسینؑ کے لشکر کی طرف مارا اور اپنے لشکر کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا گواہ رہنا اور امیر کے پاس گواہی دینا کہ سب سے پہلے تیر میں نے چلایا تھا۔ اس کے بعد سب تیر اندازوں نے حضرت اور اُن کے اصحاب کی طرف تیر مارنے شروع کر دیئے۔

سید ابن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں کہ بارش کی طرح اصحاب پر تیر آ کر پڑے۔ امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ موت کے لیے تیار ہو جاؤ جو آ کر رہے گی یہ تیر اس قوم کے بھیجے ہوئے ہیں محمد بن ابی طالب کہتے ہیں۔ تیروں کے اس حملے میں پانچ آدمی شہید ہوئے۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشقیاء نے تین مرتبہ حضرت پر تیر برسائے۔ ایک مرتبہ عاشور کی صبح۔ دوسری مرتبہ ظہر سے پہلے اور تیسری مرتبہ ظہر کے بعد اُس وقت جب حضرت نے نماز ظہر پڑھنے کا ارادہ کیا۔ سعید بن عبداللہ اور زہیر بن قین سے فرمایا۔ تم دونوں میرے آگے کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں نماز پڑھ سکوں۔ اور ایک مرتبہ تمام تیر اندازوں نے حضرت کے بدن مبارک پر تیر برسائے۔ اور آپکے بدن پر چار ہزار زخم تیر کے اور ایک سو اسی زخم نیزے اور تلوار کے تھے اور یہ سب زخم سامنے کی طرف تھے صرف ایک تیر ایسا لگا جو سینے کو چیرتا ہوا پشت کی طرف نکل گیا۔ حضرت نے سامنے سے کھینچنا چاہا نہ نکل سکا پشت کی طرف سے ہاتھ بڑھا کر کھینچا تو خون کا فوارہ چل پڑا۔

(الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 67

پروردگار عالم سورۂ بقرہ آیت 74 میں ارشاد فرماتا ہے۔ "ثم قست قلوبکم من بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشدّ قسوۃ" اس کے بعد پھر اُن کے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھروں کی طرح یا اُن سے بھی سخت تھے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: الا وانّ من البلاء الفاقۃ واشد من الفاقۃ مرض البدن واشد من مرض البدن مرض القلب" خبردار: سخت ترین بلاؤں میں سے ایک فقر وفاقہ ہے یہ سخت بدن کی بیماری ہے اور مرضِ بدن سے سخت مرضِ قلب ہے۔ حیات القلوب میں ہے حضرت لقمان نے فرمایا۔ اے بیٹے: میں نے تمام تلخیوں کو چکھا ہے فقر سے بڑی کوئی تلخی نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "صارعت کل شیٔ فغلبتہ و صارعنی الفقر فغلبنی" میں ہر چیز پر غالب آیا لیکن فقر مجھ پر غالب

https://www.shiabookspdf.com/

آ گیا۔ کتاب اثنیٰ عشریہ میں حضرت فرماتے ہیں۔ اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو اولاد آدم کے سر کو کوئی چیز نہ جھکا سکتی تھی۔ ایک موت دوسری بیماری اور تیسری فقر۔ ان تین کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

فقر کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عارضی۔ فقر ذاتی یہ ہے کہ پیدا ہونے سے لیکر آخر عمر تک فقیر تھا۔ بھوک اور تنگدستی میں مبتلا رہا۔ ایسے فقیر شخص کے لیے فقر عادت بن جاتا ہے لیکن جو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا رہا ہو اور فقیر ہو جائے تو اُس کے لیے فقر اور تنگدستی ایک مشکل چیز ہوتی ہے ایک وقت فقر مقدرات حتمیہ اور ضروریہ میں سے ہوتا ہے۔ یعنی خدا کی حکمتِ کاملہ اور رحمتِ شاملہ کے سبب یہ فقر اس کے نصیب ہوا ہے۔ کیونکہ اگر غنی ہوتا اور مال و دولت اس کے پاس ہوتا تو یہ خراب ہو جاتا۔ جیسے کہ خدا حدیث قدسی میں فرماتا ہے (وانّ من عبادی من لایصلحه الا الفقر ولوا غنیته لا فسده ذالک) میرے بندوں میں سے کچھ وہ ہیں جن کی اصلاح فقط فقر کر سکتا ہے۔ اگر میں اُن کو غنی اور امیر بناتا تو وہ فاسد اور خراب ہو جاتے۔

فقر ایک ایسی چیز ہے جس کا سوائے صبر کے کوئی علاج نہیں ہے۔ شیخ حسین نجفی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تین بیماریوں میں مبتلا تھا۔ بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ گئے تاکہ امام زمان علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو سکے۔ اور اُن سے اپنی بیماریوں کا علاج پوچھ سکے۔ آخری رات حضرت کی خدمت میں مشرف ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: تیرے سینے کی بیماری ہر طرف ہوگئی ہے۔ اور جس لڑکی کی تو نے خواستگاری کی ہے وہ تجھے دے دیں گے اور رہی بات تیرے فقر کی تو اسی حالت میں تجھے باقی رہنا چاہیے۔

فقر کی ایک اور قسم ہے جو خود لوگوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور لوگ خود اس کے

https://www.shiabookspdf.com/

اسباب فراہم کرتے ہیں۔اور یہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب بندے خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں جانتے۔کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔اور اپنی دولت کو گناہوں میں خرچ کرتے ہیں۔فضول خرچی کرتے ہیں اور اپنی شان سے بڑھکر ملوکانہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔قیمتی سے قیمتی لباس پہنتے ہیں اور صرف ایک رات میں اتنی رقم خرچ کردیتے ہیں کہ ایک غریب آدمی شائد اُس سے سال بھر کا خرچ چلا سکتا تھا۔جو کام بھی کرتے ہیں ریاکاری کے طور پر حتیٰ کہ عبادات اور کارِ خیر بھی دکھلاوے کے طور پر انجام دیتے ہیں۔آخرکار نتیجہ یہ نکلتا ہے۔کہ خدا سزا کے طور پر اُن سے دولت اور ثروت چھین لیتا ہے اور فقیر و مفلس بنا دیتا ہے۔پھر خدا اور مخلوق کے سامنے ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔

علامہ مجلسی بحارالانوار اور حلیتہ المتقین میں ایک سو سے زیادہ فقر و تنگدستی اور پریشان کے اسباب ذکر کرتے ہیں۔اُن میں سے کچھ یہ ہیں۔ہاتھ دھونے کے بغیر کھانا کھانا۔ہاتھ منہ دھوئے بغیر سونا۔جنابت کے حالت میں کھانا۔جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا۔کفرانِ نعمت کرنا۔روٹی کے ٹکڑوں کو پاؤں کے نیچے گرانا۔جھوٹی قسم کھانا۔معاملات میں سچی قسم کھانا۔معاملات میں یعنی کھانے پینے کی چیزوں کو بیچتے وقت ملاوٹ کرنا نماز کو ترک کرنا۔نماز کو اہمیت نہ دینا اور عذر کے بغیر نماز کو افضل وقت کے بغیر پڑھنا۔حقوقِ واجبہ مثل خمس اور زکواۃ کو ادا نہ کرنا۔واجب النفقہ کے حق کو ادا نہ کرنا۔عاق والدین ہونا۔والدین کے ساتھ بے احترامی کرنا۔والدین کو لعن ونفرین کرنا۔قطع رحم کرنا۔کوئی بھی گناہ کرنا خاص طور پر زنا کرنا۔جھوٹ بولنا۔طلوعِ فجر اور طلوعِ شمس کے درمیان سونا، زیادہ سونا۔اور خاص طور پر رات کو زیادہ سونا۔منہ کو اپنے کپڑے سے صاف کرنا۔بغیر ضرورت کے لوگوں سے سوال کرنا۔جامع الاخبار میں روایت ہے۔(مامن عبدفتح علی نفسه باباً من مسئلة الا

https://www.shiabookspdf.com/

فتح اللّٰہ علیه سبعین باباً من الفقر) جوکوئی بھی کسی سے ایک دفعہ مانگے گا تو خدا اُس پر فقر کے ستر دروازے کھول دے گا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق فقر سب سے بدتر چیز مرض اور بیماری ہے۔ اور خدا پناہ دے اگر فقر اور بیماری دونوں اکٹھی ہو جائیں۔ کیونکہ بیماری کی وجہ سے انسان عاجز اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس لیے حکیم لوگوں کا کہنا ہے۔ " نعمتان مجهولتان الصحة و الامان" دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت لوگ نہیں جانتے ایک صحت اور دوسری امن و امان۔ اور امیر کائنات علیہ السلام نے فرمایا۔ "و اشد من مرض البدن مرض القلب" بیماری سے سخت مرض القلب ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عاشقی پیدا دست اززاری دل
نیست بیماری چو بیماری دل

یعنی عشق درد دل سے پیدا ہوتا ہے۔ اور دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے۔ تمام گناہ امراض قلب کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے دانا لوگوں کا کہنا ہے۔ دل مملکتِ بدن کا بادشاہ ہے تمام اعضاء دل کی حکمرانی میں کام کرتے ہیں۔ اگر دل مریض ہو جائے تو تمام اعضاء مریض ہو جاتے ہیں۔

امراضِ قلب بھی کئی طرح کی ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں۔ کفر، شرک، غرور و تکبر عُجب، حسد، ریا، خواہشاتِ نفسانی، غفلت، قساوت، شقاوت اور عداوت۔ امراض قلبی میں سے بدترینِ مرض قساوت ہے۔ کیونکہ قساوتِ قلبی کفر اور شرک کا سبب بنتی ہے۔ اور زیادہ گناہوں کا ارتکاب قساوتِ قلبی کا سبب ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قساوتِ قلبی کے اسباب کو جانتا ہو۔ اور ایسا کام نہ کرے۔ جس کی وجہ سے قساوتِ قلبی پیدا ہو۔ کیونکہ قساوتِ قلبی انسان کی دنیا اور آخرت کو خراب کر دیتی

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ بلکہ دنیا وآخرت میں ہر ذلت اور عقوبت انسان پر وارد ہوتا ہے۔اور بعض روایات کے مطابق ایسا انسان رحمت خدا سے محروم ہو جاتا ہے۔اور مورد غضب خدا واقع ہوتا ہے۔ جیسے کہ لآ لی الا خبار اور منہج الصادقین میں روایت ذکر کرتے ہیں معصوم نے فرمایا۔(ماغضب اللّٰہ علی قوم ولا انصرف رحمته عنهم الالقساوتهم) یعنی خدا نے کسی قوم پر غضب نہیں کیا اور نہ ہی اُن سے اپنی رحمت کو دور کیا ہے۔ مگر اُس وقت جب اُن کے دلوں میں قساوت پیدا کی ہوگی۔ بحار الانوار ج 45 ص 155 ب 39 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "من استطاع ان یبکی فلیبک ومَن لم یستطع فلیتباک کان قلب القاسی بعبده من اللّٰہ" جو گریہ کرسکتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ گریہ کرے۔اور جو گریہ نہ کرسکتا ہوا ُسے چاہیے کہ وہ رونے والی شکل بنائے کیونکہ سخت دل انسان رحمتِ خدا سے دور ہے۔ ایک اور چیز جو دل کی قساوت اور سخت ہونے کا سبب بنتی ہے ذکرِ خدا کو ترک کرنا۔ بحار الانوار ج 70 ص 55 ب 44 میں روایت ہے حضرت موسیٰؑ کو خدا نے خطاب فرمایا۔ اے موسیٰ زیادہ مال کے ساتھ خوش نہ ہو۔اور میرے ذکر کو کسی حال میں بھی ترک نہ کر۔ کیونکہ زیادہ مال گناہوں کی اہمیت کو نظر سے ختم کر دیتا ہے اور میرے ذکر کو ترک کرنا دلوں کو سخت کرتا ہے۔ خدا سورہ زمر آیت 22 میں فرماتا ہے۔ (فویل للقاسية قلوبهم من ذكر اللّٰه) ہلاکت ہے اُن سخت دلوں کے لیے جن کے دل ذکر خدا سے دور ہیں۔

تیسری کتاب دار السلام میں کشکول شیخ بھائی سے نقل کرتے ہیں تورات میں یہ کلمات درج ہیں۔ "یا بن آدم اذا وجدت قساوة فی قلبک وسلماً فی جسمک نقیصة فی مالک وحریمة فی رزقک فاعلم انک تکلمت فیما لا یغیک" اے ابن آدم جب بھی تو اپنے دل میں قساوت پائے۔

https://www.shiabookspdf.com/

بدن میں کوئی مرض پائے۔ مال میں کوئی کمی اور نقصان پائے۔ اور رزق سے محروم ہو جائے تو جان لینا کہ تو نے کوئی لایعنی گفتگو کی ہے یعنی فضول بات ذکرِ خدا کے بغیر۔

چوتھی چیز جو قساوتِ قلبی کا سبب بنتی ہے زیادہ کھانا پینا ہے۔ جیسے کہ مصباح الشریعہ ص45 باب20 میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "کثرۃ النوم یتولدمن کثرۃ الشراب" زیادہ کھانے سے زیادہ نیند آتی ہے اور زیادہ کھانے سے زیادہ پانی پیا جاتا ہے۔ اور یہ دونوں نفس کو سنگین کر دیتے ہیں۔ جس وجہ سے وہ خدا کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور دل کو سخت کرتا ہے جس وجہ سے وہ غور و فکر نہیں کرتا اور خوفِ خدا نہیں کرتا۔ اسی کتاب میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔ زیادہ کھانے سے زیادہ کوئی چیز مومن کے دل کے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔ زیادہ کھانا دو آفتیں لاتا ہے۔ ایک قساوتِ قلب اور دوسری شہوتِ بدنی۔ بحارالانوار ج62 ص268 ب88 میں روایت ہے نبی اکرم نے فرمایا۔ "من قل طعامه صح بدنه و صفا قلبه و من کثر طعامه سقم بدنه و قسا قلبه" جس کی غذا کم ہے اُس کا بدن صحیح و سالم رہتا ہے اور دل صاف جس کا کھانا زیادہ ہوتا ہے اُس کا بدن مریض اور دل سخت۔

یہی وجہ تھی کہ اہل کوفہ پر امامؑ کی وعظ و نصیحت کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ اُن کے دل حرام سے پُر تھے۔ اور دلوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔ قساوتِ قلبی کے لیے چند چیزیں بطور علاج ذکر کی جاتی ہیں۔ جیسے کہ کتاب اثنیٰ عشریہ اور لآ لی الاخبار میں روایت ہے رسولؐ اکرم نے فرمایا۔ یا علیؑ پانچ چیزیں دل کو جلا بخشتی ہیں۔ اور قساوتِ قلبی کو دور کرتی ہیں۔ علماء کے ساتھ بیٹھنا۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا۔ کثرت سے استغفار کرنا۔ شب بیداری کرنا۔ اور روزہ رکھنا۔ قساوتِ قلبی کی کچھ علامات ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com/

ایک یہ کہ بلاؤں اور مصیبتوں کے وقت خدا کے دربار میں تضرع اور گریہ وزاری نہ کرنا۔ خدا سورہ انعام آیت 43 میں فرماتا ہے۔ "فلو لااذا جائھم بأسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم" پس انہوں نے تضرع اور گریہ وزاری کیوں نہ کیا جب اُن کی طرف عذاب آیا لیکن اُن کے تو دل سخت ہیں۔

پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو اپنے بندوں کا گریہ وزاری کرنا پسند ہے اسی لیے خدا سورہ انعام آیت 42 میں فرماتا ہے "فأخذنا ھم بالباساء والضّراء لعلھم یتضرعون" پس ہم نے اُن کو مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا کیا۔ شاید وہ گریہ وزاری کریں۔

ایک اور چیز جو علاماتِ قساوتِ قلب میں سے ہے۔ کمزوروں اور مظلوموں اور بیماروں پر رحم نہ کرنا ہے۔ بحارالانوار اور حیات القلوب میں روایت کرتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک جاہل شخص تھا۔ خدا کی عبادت کرتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اسی دوران دو بچوں نے ایک مرغ کو پکڑ کر اُس کے پر اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ وہ شخص نماز پڑھتا رہا۔ اور اُس نے بچوں کو منع نہ کیا۔ خدا نے زمین کو وحی بھیجی کہ اس شخص کو اپنے اندر دھنس لے۔ پس زمین نے اُسے اپنے اندر دھنس لیا اور قیامت تک اسی حالت میں ہے۔ انہی دو کتابوں میں ہے۔

بنی اسرائیل کا ایک ظالم شخص مر گیا۔ اُسے دفن کر دیا تو فرشتوں نے آ کر اُسے کہا۔ تجھے ایک سو تازیانے ماریں گے۔ اُس نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ فرشتے کم کرتے گئے اور ایک تازیانے تک پہنچ گئے۔ اُس نے کہا اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ فرشتوں نے کہا ایک تازیانہ تو ضرور لگے گا۔ اُس نے پوچھا یہ کیوں؟ انہوں نے کہا ایک مظلوم فقیر کے پاس سے تم گذرا اُس نے تجھے مدد کے لیے بلایا۔

https://www.shiabookspdf.com/

لیکن تو نے اُس کی مدد نہ کی۔ اس کے بعد فرشتوں نے اُسے ایک تازیانہ مارا۔ اُس کی قبر آگ سے پُر ہو گئی۔

خدا لعنت کرے اہلِ کوفہ پر نواسۂ رسول حسین ابن علی علیہ السلام اُن کو اپنی مدد کے لیے بلاتے رہے لیکن انہوں نے مدد نہ کی۔ جب حسین علیہ السلام نے اپنے جوانوں اور دوستوں کی لاشوں کو میدان جنگ میں پڑے دیکھا تو خود میدان شہادت کی طرف بڑھے۔ اور صدا دی۔ ہے کوئی جوان بدکردار لوگوں کے شر کو حرم رسولؐ سے دور کرے ہے کوئی جو ہماری مدد کو پہنچے۔ جب عورتیں اور بچوں نے حضرت کے استغاثہ کو سُنا تو ہر طرف سے ماتم و گریہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت یہ آوازیں سُن کر درِ خیمہ پر آئے اور اپنی بہن زینبؑ سے فرمایا۔ میرا چھوٹا بچہ مجھے لا دو تا کہ میں اُس سے آخری بار مل لوں۔ حضرت نے بچے کو لیا۔ اور بوسہ دینا چاہا حرملہ بن کاہل اسدی ملعون نے ایک ایسا تیر مارا جو بچے کو ذبح کرتا ہوا چلا گیا۔ امامؑ نے جناب زینبؑ سے فرمایا۔ بچے لے لو۔ اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا کہ بچہ خیموں میں اہل بیتؑ کے سامنے قتل ہوا جیسے کہ سید بن طاؤس کی لہوف شیخ مفید اور علامہ مجلسی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ابو مخنف اپنی مقتل میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت اپنے بچے یعنی علی اصغرؑ کو میدان کربلا میں لے گئے تھے۔ اور وہاں پانی کا سوال کیا جواب میں حرملہ کا تیر آیا جس نے بچے کو ایک کان سے دوسرے کان تک ذبح کر دیا۔ اور تمام مقاتل نے اسی روایت کو صحیح جانا ہے۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 68

خدا تعالیٰ سورۂ شمس آیت 9-10 میں فرماتا ہے "قد افلح من زکّیھا وقد خاب من دسیھا" علماء اور حکماء کا اتفاق ہے کہ تین علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا ہر مکلّف اور مکلفہ پر واجب ہے۔ اصول دین، فروع دین اور تیسرا علم اخلاق۔ علمِ اخلاق سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جس انسان کی اخلاقیات درست نہ ہوں تو وہ مختلف قسم کی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے غرور و تکبر۔ ریا و حسد وغیرہ۔ سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے ایک شخص پیغمبر اکرمؐ کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت نے پوچھا کون ہے دروازے پر اُس نے کہا میں ہوں حضورؐ اُس کی اس بات سے ناراض ہو گئے۔ اور باہر آ کر فرمایا کون ہے۔ "انا" کہنے والا۔ یہ لفظ صرف خدا کے لیے مناسب ہے جو کہتا ہے۔ "انا الجبار انا القهار انا الخالق"

https://www.shiabookspdf.com/

اصول کافی میں روایت ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو فخر اور تکبر کرتا ہے۔ حالانکہ کل وہ نطفہ تھا جس کا حال معلوم ہے۔ اور جب کل مر جائے گا۔ تو نجس ہو جائے گا۔

شیخ صدوق خصال میں روایت کرتے ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جس مخلوق نے بھی فخر کیا تو خدا نے اُس پر کسی دوسرے کو غالب کر دیا۔ خدا نے جب سمندروں کو پیدا کیا تو انہوں نے فخر کیا۔ کہ ہمیں کون مغلوب کر سکتا ہے؟ خدا نے پانی کے اوپر زمین کو پیدا کیا اُس نے فخر کیا اور سکون نہیں کر رہی تھی خدا نے اس کے فخر کو ختم کرنے کے لیے پہاڑوں کو پیدا کیا تا کہ زمین کی میخیں اور لنگر کا کام دیں پہاڑوں نے فخر کیا تو خدا نے لوہے کو اُن پر غالب کر دیا لوہے نے فخر کیا تو خدا نے آگ کو اُس پر غالب کر دیا۔ آگ نے فخر کیا تو پانی کو اُس پر غالب کر دیا۔ پانی نے فخر کیا تو ہوا کو اُس پر غالب کر دیا۔ ہوا نے فخر کیا تو انسان کو اُس پر مسلط و غالب کر دیا۔ انسان نے فخر کیا تو خدا نے موت کو اس پر مسلط کر دیا۔ جب موت نے فخر کیا کہ کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔ تو خطاب ہوا کہ فخر نہ کر میں تجھے بھی ذبح کر دونگا۔ اہلِ بہشت اور جہنم کے درمیان پھر تو ہرگز زندہ نہ ہو سکے گی۔ کتاب نور القبور میں لکھتے ہیں روایت ہوئی ہے چشمہ زمزم نے فرات پر فخر کیا تو خدا نے اُس صبر کا ایک چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں زمین کربلا اور آبِ فرات پہلی زمین اور پہلا پانی ہے جس کو خدا نے پاکیزہ اور بابرکت قرار دیا ہے۔ جب کچھ زمینوں نے دوسری زمینوں پر فخر کیا تو خدا نے زمینِ کربلا سے فرمایا۔ کلام کر اور فخر کر اُس پر جو خدا نے تجھے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ زمین کربلا نے کہا "انا ارض المقدسة المبارکة الشفاء فی تربتی ومائی ولا فخر بل خاضعة ذلیلة لمن فعل بی ذالک و لا فخر علی من درنی بل شکراً لِلّٰہ فاکر مھا وزادھا بتو اضعھا ثم قال ابو عبدا اللّٰہ

https://www.shiabookspdf.com/

علیہ السلام مَنْ تواضع لِلّٰہ رفعه اللّٰہ ومن تکبر وضعه اللّٰہ" میں مقدس اور مبارک زمین ہوں۔ میری خاک اور پانی شفا ہے یہ کوئی فخر نہیں ہے بلکہ یہ اُس ذات کے لیے خضوع اور ذلت کا اظہار ہے جس نے مجھے ایسا بنایا ہے مجھ پر کوئی اور فخر نہیں کرسکتا۔ یہ سب اللہ کا شکر ادا کرنے کی وجہ سے ہے۔ پس اس وجہ سے خدا نے اُسے عزت دی اور اُس کی فضیلت میں تواضع کرنے کی وجہ سے زیادتی کی ہے۔ پھر حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے اللہ کے سامنے تواضع کیا خدا نے اُس کو بلند کیا اور جس نے تکبر کیا خدا نے اُسے نیچے گرا دیا۔

بحارالانوار میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جبرائیل پر اسرافیل نے فخر کیا اور کہا میں بہتر ہوں۔ جبرئیل نے پوچھا تو کس لحاظ سے مجھ سے افضل ہے؟ اُس نے کہا کیونکہ حاملین عرش ملائکہ کا اختیار میرے پاس ہے میں صاحبِ صور ہوں اور خدا کے نزدیک ترین فرشتوں میں سے ہوں۔ جبرئیل نے کہا۔ میں تجھ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ میں امینِ وحی ہوں۔ جو انبیاؑء اور مرسلینؑ کے پاس لے کر جاتا ہوں۔ اور ہر اُس مخلوق کی طرف جس کو خدا نے ہلاک کیا۔ ایسی مخلوق جو تجھ سے بہتر ہیں۔ پس حکم ہوا قدرت کے حجابات دور ہو گئے اُنہوں نے کیا دیکھا کہ عرش کے پائے پر لکھا ہوا ہے۔ "لا الٰہ الا للّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی وفاطمة والحسن والحسین خیر خلق اللّٰہ" یہ دیکھ کر فوراً جبرئیل نے عرض کیا۔ "یارب فانی اسئلک بحقهم علیک ان تجعلنی خادمهم" اے پروردگار تجھے قسم دیتا ہوں ان پانچ ہستیوں کی مجھے ان کا خادم بنا دے۔

اس کے بعد جبرئیل نے ہر مقام پر خدمتگذار آل محمد علیہم السلام بن کر دکھایا اور کبھی بھی اس میں کوتاہی نہ کی۔ کبھی لباس لیکر آ رہا ہے اور کبھی کھانا۔ کبھی انار لے کر اور

https://www.shiabookspdf.com/

کبھی میدانِ جنگ میں یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے۔ "لاسیف الاذوالفقار لافتیٰ الاعلی" بحارالانوار ج20 ص72 میں ذکر کرتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق جبرئیل نے عرض کیا۔

نادعلیاً مظہر العجائب

تجدہ عونا لک فی النوائب

کل ھم وغم سینجلی

بولایتک یاعلیؑ یاعلیؑ

بحارالانوار میں ج43 ص297 ب12 پر ام ایمن سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ایک دن جبرئیل نازل ہوا اور دیکھا امام حسین علیہ السلام گہوارہ میں رو رہے ہیں جبرئیل نے جھولا جھولانا شروع کر دیا اور تسلی دینے لگا۔ اتنے میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نیند سے بیدار ہو گئیں۔ اور جبرئیل کی آواز سُنی ادھر اُدھر دیکھا لیکن جبرئیل کہیں نظر نہ آیا رسولؐ خدا نے فرمایا۔ بیٹی یہ جبرئیل امین تھا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے۔ عاشور کے دن شہادت کے بعد جبرئیل ایک دیوانہ شخص کی شکل میں آکر بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔ "الاقتل الحسین بکربلاء" پس جبرئیل ان کی خدمات کی وجہ سے دوسرے ملائکہ پر فخر کرتا تھا۔ کتاب اثنیٰ عشریہ اور ابواب الجنان میں روایت ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا یارسولؐ اللہ لوگ چھ چیزوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں کچھ نسب کے ذریعے کچھ مال و دولت کے سبب بعض قوت وشجاعت کے باعث۔ کچھ ملک وسلطنت کی وجہ سے۔ بعض خوبصورتی اور جمال کی وجہ سے اور کچھ فصاحت و بلاغت کے سبب جو نسب کی وجہ سے فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "اذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم" قیامت کے دن

https://www.shiabookspdf.com/

تمہارے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا۔ اور جو مال و دولت کی وجہ سے فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "یوم لاینفع مال و ابنون" قیامت کے دن مال اور اولاد فائدہ نہ دیں گے۔ مگر وہ جن کے پاس حلال مال تھا۔ اور راہ خدا میں خرچ کرتے رہے۔ اور جو لوگ قوت و شجاعت کی وجہ سے فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "علیها ملائکة غلاظ شداد لا یعصون الله ماامر الله" جہنم پر پُر زور اور صاحب قوت ملائکہ معین ہیں جو حکمِ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو جمال و صورت پر فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "تلفح وجوههم النار" اُن کے یہ چہرے جن پر فخر کرتے ہیں اور ہر روز اُس پر خوبصورت رکھنے کے لیے اُسترا پھرواتے ہیں جہنم میں جلائے جائیں گے۔ اور جو فصاحت و بلاغت پر فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "الیوم نختم علٰی فواههم وتکلمنا ایدیهم" قیامت کے دن ہم اُن کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہمارے ساتھ کلام کریں گے۔

اور جو ملک و سلطنت پر فخر کرتے ہیں اُن سے کہو "لمن الملک الیوم لله الواحد القهار" ملک اور حکومت کس کے لیے ہے خداوند واحد قہار کے لیے کبھی کبھار خدا اپنے مومن بندوں کے سبب ملائکہ پر فخر و مباہات کرتا ہے سید جزائری اپنی کتاب ریاض الابرا میں لکھتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی انگوٹھی پر نقش تھا۔ "سبحان من فخر بانی له عبد" پاک ہے وہ ذات جس نے فخر کیا میں اُس کا بندہ ہوں۔ خدا نے حضرت امیر علیہ السلام کے سبب کئی مرتبہ ملائکہ کے مقابلے میں فخر و مباہات فرمایا۔

پس فخر و مباہات کرنا صرف ذاتِ خدا کیلئے مناسب ہے۔ انسان کیلئے نہیں ہر انسان کو چاہیے کہ وہ فخر نہ کرے اور نہ کہے (اَنـــا) یعنی میں، خود اپنی زبان سے اپنی

https://www.shiabookspdf.com/

تعریف نہیں کرنی چاہیے، جیسے کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں۔ ''انا سید ولد آدم و لافخر '' میں اولادآدم کا سردار ہوں لیکن یہ فخر نہیں ہے۔ دوسری روایت میں فرماتے ہیں ''انا خیر الخلق ولا فخر انا افصح العرب و لافخر '' میں تمام مخلوق سے افضل ہوں لیکن کوئی فخر نہیں ہے۔ میں تمام عرب سے فصاحت میں بلند مقام رکھتا ہوں لیکن یہ فخر نہیں ہے۔

حضرت سیّد الشہداء عاشور کے دن اپنا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں ''فانسبونی و انظر مَنْ اَنَا '' میرا نسب دیکھو اور جانو کہ میں کون ہوں۔ اپنے رجز میں فرماتے ہیں۔

انا ابن علی الطہر من آل ہاشم
کفانی بھذا مفخراً حین افخر

میں پاک و پاکیزہ علی علیہ السلام کا بیٹا ہوں جو آلِ ہاشم سے ہیں۔ فخر کرنے کیلئے میرے لیے یہ کافی ہے۔ اسی طرح سید الساجدین علیہ السلام بازار کوفہ میں اور شام کی جامع مسجد میں اپنا تعارف کرواتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تظلم الزہرا اور مخزن البکاء میں روایت کرتے ہیں۔ ایک دن رسولؐ خدا بیٹھے ہوئے تھے حضرت علی علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ اچانک حسین علیہ السلام وہاں تشریف لے آئے۔ رسولؐ خدا نے حسینؑ کو اپنے پاس بٹھایا اور لبوں کا بوسہ دینا شروع کر دیا۔ اُس وقت امام حسین علیہ السلام کی عمر چھ سال سے کچھ زیادہ تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ خدا کیا میرے بیٹے سے آپ محبت کرتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا میں کیونکر اُس سے محبت نہ کروں وہ تو میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا ہم دونوں میں سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟ حسینؑ نے عرض کیا بابا جان۔ جس کی

https://www.shiabookspdf.com/

شرافت زیادہ ہے وہ نبی اکرمؐ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تو مجھ پر فخر کررہے ہو۔حسین علیہ السلام نے عرض کیاہاں باباجان کچھ چیزوں میں میں آپ پر فخر کرسکتاہوں۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔حسینؑ میں امیرالمومنینؑ ہوں لسان الصادقین ہوں اور خدا کے دربار میں مومنوں کی شفاعت کرنے والا ہوں میں خدا کی وہ نعمت ہوں جو خدا نے اپنی مخلوق پر انعام کی ہے۔میں جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں وہ بیت اللہ ہوں جس میں جو داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔جس نے میری ولایت اور محبت کے ساتھ مجھ سے تمسک کیاوہ آتشِ جہنم سے محفوظ ہوگیا۔میں ضارب بالسّیفین ہوں۔دو نیزوں کے ساتھ جنت کرنے والا ہوں۔ میں بدر و حنین کے دن کافروں کو قتل کرنے والا ہوں۔ میں خدا کی بولتی زبان ہوں۔ میں خدا کی مخلوق پر اُس کی حجت ہوں۔ میں مومن کی نماز ہوں۔ میں حی علیٰ الصلوۃ ہوں۔ حی علیٰ الفلاح ہوں۔میں حی علیٰ خیر العمل ہوں۔میں لوگوں کو حوض کی طرف بلانے والا ہوں۔کوئی ہے جو میرے علاوہ مومنین کو حوض کی طرف بلائے۔میں یتیموں کا باپ ہوں۔انا کھف الارامل۔میں وہ ہوں جس کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا۔(من کنت مولاہ فعلی مولاہ) لکھتے ہیں کہ حضرت نے ستر کے قریب اپنے فضائل اور مناقب شمار کیئے پھر آپ خاموش ہوگئے رسولؐ خدا نے فرمایا۔اے حسینؑ کیا تو نے سنا ہے جو تیرے بابا نے کہا ہے۔اور یہ جو تیرے بابا نے بیان کیا ہے۔دس ہزار میں سے دسواں حصہ ہے تو بھی اپنے فضائل بیان کرو۔حسین علیہ السلام نے کہا۔باباجان۔میں حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔میری ماں فاطمتہ الزہراؑ سیدۃ نساء العالمینؑ ہے میرے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں جو تمام اولاد آدمؑ کے سردار ہیں۔اس میں شک نہیں ہے۔ باباجان خدا کے

https://www.shiabookspdf.com/

نزدیک اور تمام لوگوں کے نزدیک میری ماں آپکی ماں سے افضل ہے۔ میرے نانا آپ کے نانا سے خدا اور تمام مخلوق کے نزدیک افضل ہیں۔ میں وہ ہوں جس کا جبرئیل نے جھولا جھولایا اور میکائیل نے مجھے تلقین کی۔ بابا جان آپ خدا کے نزدیک مجھ سے افضل ہیں اور میں آباؤ واجداد کے لحاظ سے آپ سے افضل ہوں۔ اس کے بعد حسین علیہ السلام علیؑ کی گود سے اٹھے اور جا کر بابا کیگلے لگ گئے اور چومنے لگے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بھی حسین علیہ السلام پیغمبرؐ خدا کو گلے سے لگا کر بوسہ دیا۔ اور فرمایا خدا تیرے شرف وفخر، علم وحلم کو اور زیادہ کرے۔ اور اے ابوعبداللہ خدا تیرے اُوپر ظلم کرنے والوں پر لعنت کرے۔

ایک مرتبہ سیّد الشہداء علیہ السلام نے اہل کوفہ کے سامنے اپنا حسب ونسب اور فضیلت فخریہ انداز میں بیان کیا۔ جب آپ زمین کربلا میں اُن سے مخاطب ہوکر فرما رہے تھے۔

انا ابن علی الطهر بن آل هاشم

کفانی بهذا مفخر حین افخر

وجدی رسول اللّٰه اکرم من مضی

ونحن سراج اللّٰه فی الارض نزهر

وفاطم الٰی من سلالة احمد

وعمی یدعی ذالجناحین جعفر

میں بنی ہاشم کے پاک وپاکیزہ علی علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ اور میرے لیے فخر کرنے کیلئے یہی کافی ہے۔

میرے نانا رسولؐ خدا ہیں جو سب گذشتگان سے افضل ہیں اور ہم زمین میں

https://www.shiabookspdf.com/

روشن چراغ ہیں۔

میری ماں احمد مرسلؐ کی بیٹی فاطمہؑ ہیں اور میرے چچا جعفر طیارؑ ہیں۔

نحن و لا ۃ الحوض نسقی و لاتنا
بکاس رسول اللّٰہ مالیس ینکر
لوبی بعبد زارنا بعد موتنا
بجنۃ عدن صفوھا لایکدر

ہم حوض کوثر والے ہیں پیغمبرؐ خدا کے جام سے اپنے دوستوں کو پلائیں گے۔ جو لذیذ اور مزیدار ہوگا۔

اگر ہماری موت کے بعد کوئی بندہ ہماری زیارت کرے گا۔ تو وہ خدا کی جنتِ عدن میں سدھارا جائے گا۔

بحار الانوار اور عوالم میں شیخ صدوق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ عاشور کے دن میدان کربلا میں اہل کوفہ کے سامنے اپنی تلوار کا تکیہ لیے کھڑے تھے، بلند آواز سے فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو؟ سب نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں کہ آپ نواسۂ رسولؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میرے نانا رسولؐ خدا ہیں۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں رسولؐ اکرم کی بیٹی فاطمہؑ کا بیٹا ہوں؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کا بیٹا ہوں؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میری نانی خدیجہ بنتِ خویلد ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد کے چچا حمزہ سیّد الشہداء

https://www.shiabookspdf.com/

ہیں؟ سب نے کہاہاں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیاتم جانتے ہو کہ میرے چچا جعفر طیّار ہیں۔ ہاں آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ رسولؐ خدا کی تلوار ہے جو میری کمر کے ساتھی بندھی ہوئی ہے؟ سب نے کہاہاں۔ کیاتم جانتے ہو کہ میرے سر پر عمامہ رسولؐ خدا ہے؟ اُنہوں نے کہاہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تم میرے خون کو کیوں حلال سمجھتے ہو۔ اُنہوں نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہے ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے اُس وقت تک کہ تجھے موت آجائے۔

سیّد ابن طاؤس اپنی کتاب لہوف میں لکھتے ہیں۔ جب امام نے یہ خطبہ دیا تو خیموں میں عورتوں اور بچوں نے سُن کر گریہ کرنا شروع کر دیا۔ اور صورت و چہرے پر ماتم کرنے لگے جب اُن کے رونے کی آواز امامؑ تک پہنچی تو آپ نے اپنے بھائی عباسؑ اور بیٹے علی اکبرؑ کو اُن کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا: اُن کو چپ کرواؤ کیونکہ اُنہوں نے ابھی بہت رونا ہے۔ شاید امامؑ کے ذہن میں وہ وقت تھا جب علی اکبرؑ زمین پر گریں گے۔ اور لاشِ اکبرؑ کو خیمہ میں لائیں گے۔ یا اُس وقت جب ابوالفضل العباسؑ شہید ہونگے یا حضرت کا خالی گھوڑا خیموں میں واپس آئے گا۔ زیارت ناحیہ میں ہے۔ جب عورتوں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام کا گھوڑا خالی آیا ہے زین لٹکی ہوئی ہے۔ ماتھے پر خون لگا ہوا ہے۔ تو مخدراتِ عصمت نے سر کے بال کھول لیے اور منہ پیٹنا شروع کر دیا۔ یا وہ وقت یاد آیا ہوگا۔ جب اہل بیتؑ کو لاشۂ حسینؑ کے قریب سے گزاریں گے۔ اور جب مخدراتِ عصمت نے حسینؑ کی پارہ پارہ لاش کو دیکھیں تو منہ پر طمانچے مارنا شروع کر دیا۔

مقتل ناسخ میں لکھتے ہیں۔ جب امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا خون حلال

https://www.shiabookspdf.com/

کیوں سمجھتے ہو؟ تو اُنہوں نے کہا کینہ اور عداوت کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضرت اپنے خیموں کی طرف چلے گئے۔ جناب زینبؑ بیان کرتی ہیں۔ کہ جب حسینؑ خیمے کی طرف آ رہے تھے تو میں اپنے خیمے کی طرف چلی گئی تا کہ حضرت کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں خیمے سے باہر اُن کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب حضرت خیمہ میں آئے تو فرمایا زینبؑ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا بھیّا میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد اُم کلثومؑ کو بلایا۔ اس کے بعد فرمایا: رقیہؑ، سکینہؑ اور فاطمہ صغریٰؑ کو بلاؤ۔ جب سب حاضر ہو گئیں تو عرض کرنے لگیں آقا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا: بلانے کا مقصد یہ ہے کہ جب مجھے قتل کر دیا جائے تو میری عزا میں اپنے گریبان چاک نہ کرنا۔ اپنے منہ پر ماتم نہ کرنا اور زخمی نہ کرنا۔ زینبؑ نے عرض کیا: بھائی جان آپ کی اس بات سے مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ آپکو قتل ہونے کا یقین ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ جب جناب زینبؑ نے یہ سُنا تو چیخ مار کر رونے لگے اور بلند آواز سے کہنے لگی "واثکلاہ وامحمداہ واعلیاہ واحسناہ واحسیناہ واغربتا واقلة ناصراہ" حضرت نے فرمایا: میری بہن صبر کرو۔ تمام اہل آسمان اور زمین مر جائیں گے۔ خدا کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ شیطان تیرے صبر اور حلم کو ختم نہ کر دے۔ زینبؑ نے عرض کیا۔ میرے بھائی کیا ایسے ہو سکتا ہے کہ ہمیں کسی اور جگہ لے جاؤ تا کہ قتل ہونے سے بچ جاؤ۔ یہ بات سن کر حضرت نے رونا شروع کیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور چہرے پہ بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر قطا پرندے کو آزاد چھوڑ دیں تو شائد وہ سو جائے۔ یعنی یہ لوگ مجھے کسی طرح بھی نہ چھوڑیں گے۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 69

تمام عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور عمل تین ہیں۔ ایک طلب علم و معرفت۔ کیونکہ ہر عبادت کا صحیح ہونا موقوف علم پر ہے۔ بلکہ جو عمل انسان علم کے ساتھ کرے گا وہ انجام پذیر اور مکمل ہوگا۔ اگر نادانی اور جہل کی وجہ سے انجام دے گا تو وہ عمل باطل اور خراب ہوگا۔ اور خاص طور پر عبادات اور آخرت کے عمل اگر خراب اور باطل ہو جائیں تو گناہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہ ایک شخص حالت جنابت میں مسجد میں جا کر بیٹھتا ہے اور دعا یا مجلس وغیرہ سنتا ہے تو جتنی دیر بیٹھے گا گناہگار ہوگا۔ یا کوئی شخص غصب شدہ لباس میں یا نجس لباس میں نماز پڑھتا ہے تو اُس کی نماز باطل ہے۔ اب ایک شخص تیس چالیس سال لباس نجس یا غصبی میں نماز پڑھتا رہا تو اُس کی نماز باطل بھی ہے اور اُس نے گناہ بھی کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔ ”ان العامل بغیر علم کاالسائر علی غیر الواضح فلایزیدہ بُعدہ عن الطریق الا

https://www.shiabookspdf.com/

بعداً من جاجته" جو شخص بغیر علم کے عمل کرتا ہے۔ وہ ایسے ہے جیسے کسی طریقِ غیر واضح یعنی تاریک اور کج راستے پر چل رہا ہے اور وہ جتنا راستہ چلتا ہے اتنا ہی اصل مطلوب اور مقصود سے دور ہوتا جاتا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ترسم نرسی بہ کعبہ ای اعرابی
این رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است
قطع این مرحلہ بی ہمراہی خضر مکن
ظلمات است بترس از خطر گمراہی

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ اے اعرابی تو کعبہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ کیونکہ جس راستے پر تو چل رہا ہے وہ کعبہ کی بجائے ترکستان کی طرف جاتا ہے۔

یہ سفر کسی خضر کے بغیر نہ کرو کیونکہ ظلمت کی تاریکیاں ہیں اور گمراہی کا خطرہ ہے۔ بحارالانوار ج 1 ص 208 ب 5 میں روایت ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"المتعبد علی غیر فقة کحمار الطاحونة یدور ولا یبرح" علم کے بغیر عبادت کرنے والا اُس گدھے کی مانند ہے جو اپنی کھونٹی پر بندھا اور چکر لگا رہا ہو۔ لیکن اپنے مقصد تک نہ پہنچ سکے۔ اسی طرح راویت ہے۔ "رکعتان من عالم خیر من سبعین رکعة من جاهل" عالم کی دو رکعتیں جاہل کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

بحارالانوار جلد 1 ص 203 ب 4 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے ابوذر ایسی محفل میں ایک گھڑی بیٹھنا جس میں علمی گفتگو ہو رہی ہو۔ اُن ہزار راتوں کے قیام سے بہتر ہے جن میں سے ہر رات میں ہزار رکعت نماز پڑھی ہوں۔ اور علمی محفل میں ایک گھڑی بیٹھنا ہزار جہاد کرنے اور تمام قرآن کی تلاوت کرنے سے افضل

https://www.shiabookspdf.com/

ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابوذر۔ علمی محفل میں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کے نزدیک قرآن کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھنے سے زیادہ پسند ہے علمی مذاکرہ کو اہمیت دو۔ کیونکہ علم کے ذریعے تو حلال اور حرام میں تمیز دے سکے گا۔

جس علم کی اتنی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ یہ کون سا علم ہے۔ روایات اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ تین علم ہیں۔ اصول دین کا علم، فروع دین کا علم اور علمِ اخلاق۔ جیسے کہ سورہ آل عمران اور اسی طرح سورہ جمعہ میں انہی تین علوم کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ "هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" وہ خدا جس نے اَن پڑھ لوگوں میں اُنہی میں سے رسول کو بھیجا جو اُن پر خدا کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ (یعنی معرفت توحید اُن کے لیے بیان کرتا ہے) اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے۔ (یعنی اُنہیں صفات رذیلہ اور اخلاق بد سے پاک کرتا ہے) اور اُنہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے (یعنی احکام واجبیہ کی تعلیم دیتا ہے)

بحارالانوار میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا ایک دن مسجد میں تشریف لائے کیا دیکھا کہ ایک مرد کے اردگرد لوگ جمع ہیں۔ حضرت نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: علامہ ہے۔ آپ نے فرمایا: علامہ کون ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ یہ عربوں کے نسب کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے واقعات کو جانتا ہے۔ تاریخ سے واقف ہے۔ اور اشعار عربی کا بڑا حافظ ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یہ وہ علم ہے اگر کسی کے پاس ہو تو اُسے فائدہ نہیں دیتا اور جس کے پاس نہ ہو اُسے نقصان نہیں پہنچاتا پھر حضورؐ نے فرمایا۔ علم کی تین قسمیں ہیں۔ ان کے علاوہ فضیلت اور کمال و ہنر ہے جس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی نقصان۔

https://www.shiabookspdf.com/

پہلی قسم آیۂ محکمہ یعنی علمِ اصول دین۔ دوم فریضۂ عادلہ یعنی علم اخلاق۔ سوم یعنی علمِ فروع دین واحکام شرعیہ ومسائلِ حلال وحرام۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ ظاہرا فریضۂ عادلہ سے مراد تمام واجبات ہیں اور سنتِ قائمہ سے مراد مستحبات ہیں۔

یہ تینوں علوم یعنی علمِ اصول دین۔ علمِ فروع دین اور علم اخلاق کا حاصل کرنا واجب ہے۔ علمِ اخلاق کا حصول اسی لیے ضروری ہے کیونکہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ایک عرصۂ دراز تک عبادت کی لیکن ایک صفتِ رذیلہ مثل تکبر کی وجہ سے کافر ہوگئے۔ جیسے کہ شیطان۔ "انا خیر منہ" کہہ کر کافر ہوگیا۔ اسی طرح قارون صفتِ بخل کی وجہ سے اور زکواۃ نہ دینے کی وجہ سے کافر ہوگیا۔ اور اُسے زمین میں دھنس دیا گیا۔ اسی لیے نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ "اصول الکفر ثلاثۃ الحرص والاستکبار والحسد" کفر کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔ حرص۔ تکبر۔ اور حسد۔

اسی طرح بہت سے ایسے لوگ تھے جو ایک صفت حسنہ رکھنے کی وجہ سے مسلمان ہوگئے۔ یا انہوں نے توبہ کی اور مقامات عالیہ پر پہنچ گئے۔ جیسے کہ تین کافروں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے شہر سے قسم کھا کر چلے کہ مدینہ جا کر رسولؐ خدا کو قتل کریں گے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اُن کو آتے ہوئے راستے میں گرفتار کرلیا اُن میں سے ایک جو ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرسکتا تھا اُسے قتل کردیا۔ اور دوسرے کو گرفتار کر کے پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اُنہیں اسلام کی دعوت دی لیکن اُنہوں نے قبول نہ کیا۔ ایک کو اُن دو میں سے قتل کردیا۔ دوسرے کو جب قتل کرنے لگے تو جبرئیل نے خدا کی طرف سے آ کر پیغام دیا کہ اس کافر کو قتل نہ کریں۔ کیونکہ یہ سخی تھا اور حُسنِ خلق رکھتا تھا۔ جب کافر کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ وہ شخص ہے جسے اُس کی سخاوت اور حُسن خلق

https://www.shiabookspdf.com/

نے جنت میں پہنچا دیا۔ اسی طرح ایک شخص بنام بہرام گبر کو پیغمبرؐ اسلام نے عبداللہ مبارک کے ذریعے سلام پہنچایا تھا۔ کیونکہ اس نے ایک بوڑھی مسلمان خاتون کے بچوں کو کھانا کھلایا تھا۔ جب عبداللہ مبارک نے اُسے اپنی خواب سنائی کہ پیغمبرؐ اسلام نے اُسے سلام دیا ہے تو وہ مسلمان ہو گیا پس معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق بد رکھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ جہنمی اور کافر ہو گئے اور ان اخلاق بد کا سبب انسان کے اندر نفس امارہ ہے۔ اور بہت سے ایسے کافر ہیں جو اپنے نفس کی ممانعت کرنے کی وجہ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے جیسے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانے میں ایک کافر لوگوں کے باطن کی خبریں دیتا تھا حضرت نے اُس سے پوچھا کافر ہو کر لوگوں کے باطن کی خبریں دیتا ہے تو بڑے بلند مرتبے پر فائز ہے۔ یہ کمال تو نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا میں نے یہ مقام مخالفت نفس کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔

اسی طرح حر بن یزید ریاحی نے ایک لحہ کے لیے اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا اور بلند مقام پر پہنچ گیا۔ کہ قیامت تک اُسکا نام اور کارنامہ باقی ہے۔ عاشور کی صبح حملہ اولیٰ میں امام حسین علیہ السلام کے پچاس ساتھی شہید ہو گئے حضرت نے استغاثہ دیا۔ اور فرمایا۔ "امامن مغیث یغثینا امامن ذاب یذب عن حرم رسول اللّٰہ" کیا کوئی ہے جو ہماری فریاد کو پہنچے کیا کوئی ہے جوان بدمعاش لوگوں سے حرمِ رسولؐ اللہ کا دفاع کرے۔ جب حُر نے اس صدائے مظلوم کو سنا تو اُس کا بدن کانپنے لگا۔ مہاجر بن اوس نے کہا۔ تیری حالت دیکھ کر میں شک میں پڑ گیا ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھتا تھا۔ کہ اہل کوفہ میں شجاع ترین کون ہے؟ تو میں تیرا نام لیتا تھا۔ لیکن اب میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا بدن لرز رہا ہے۔ حر نے کہا۔ خدا کی قسم میں اس وقت جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا ہوں۔ اور خدا کی قسم سوائے جنت کے کچھ اختیار نہ کرونگا۔ اگرچہ میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور مجھے جلا دیں۔ ابو مخنف کی روایت کے مطابق

https://www.shiabookspdf.com/

حر نے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اور کہا۔ میرے بیٹے مجھ میں جہنم کی آگ برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں غضب خدا کو برداشت کر سکتا ہوں۔ میرے بیٹے تو دیکھ نہیں رہا کہ حسینؑ کیسے فریاد کر رہے ہیں اور کوئی اُن کی فریاد کا جواب نہیں دے رہا۔ کس طرح پناہ طلب کر رہے ہیں اور کوئی اُن کو پناہ نہیں دے رہا۔ میرے بیٹے آؤ حسینؑ کی طرف چلتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ مل کر اُن کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں شاید فیضِ شہادت وسعادت حاصل کر لیں۔ اس کے بعد حُر اپنے بیٹے علی کے ساتھ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت شرمساری کی حالت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ اللہ میں ہی وہ ہوں جس نے آپکا راستہ روکا اور آپکو کسی طرف جانے نہ دیا۔ اور مجبور کر کے اس جگہ پر لے آیا۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ حالات ایسے پیدا ہو جائیں گے۔ اب میں اپنے کیئے پر پشیمان ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں خدا تیری توبہ قبول فرمائے گا۔ سید بن طاؤس لہوف میں لکھتے ہیں کہ حُر نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر عرض کی۔ اے پروردگار میں تیرے دربار میں واپس لوٹا ہوں۔ میری توبہ کو قبول فرما۔ بے شک میں نے تیرے پیغمبرؐ کی اولاد کا دل دُکھایا ہے اور اُنہیں ڈرایا ہے۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ حُر نے سر جھکایا ہوا تھا۔ اور حضرت کے ہاتھ پاؤں چوم رہا تھا۔ اور ساتھ رو بھی رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔ شرم نہ کرو تیری توبہ قبول ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

گفت حر باشد تشنہ کہ ای بحر کرم
چہ شود گر بنوازی من سرگردان را

حُر نے پیاسے مولاؑ سے کہا اے رحم وکرم کے سمندر کیا ہو جائے گا اگر تو اس بھٹکے ہوئے پر کرم نوازی کر دے گا۔

حضرت نے فرمایا۔ حُر گھوڑے سے نیچے اُتر آؤ۔ حُر نے عرض کیا۔ مولاؑ سوار ہی

https://www.shiabookspdf.com/

بہتر ہوں کیونکہ آخر کار مجھے نیچے ہی آنا ہے۔سید بن طاؤس لکھتے ہیں کہ حُر نے عرض کیا مولاؑ میں چاہتا ہوں۔کہ سب سے پہلے آپ کے سامنے قتل ہوں کیونکہ سب سے پہلے میں نے آپکا راستہ روکا تھا۔ابو مخنف کی روایت کے مطابق حُر نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے ان ظالموں پر حملہ کرو۔حُر کے بیٹے نے اشقیاء پر حملہ کر دیا اس قدر جنگ کی کہ ستر اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔اور بعد میں خود شہید ہو گیا۔جب حُر نے اپنے بیٹے کو شہید ہوتے دیکھا تو بڑا خوش ہوا۔اور کہا۔"الحمد للّٰہ الذی رزقک الشھادۃ بین یدی مولانا الحسینؑ" تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے ہمارے مولا و آقا حسین علیہ السلام کے قدموں میں شہادت نصیب فرمائی ہے۔اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد حُر خود میدان میں آیا اور آ کر لشکر پر لعنت کرنے لگا اور بُرا بھلا کہنے لگا اور کہا اے اہل کوفہ تمہاری مائیں تمہارے سوگ میں ماتم کریں۔کیا تم نے اس خدا کے بندے کو اس لیے خط لکھ کر بلایا تھا تا کہ اُسے دشمنوں کے حوالے کر دو۔تم نے تو اُسے اس لیے بلایا تھا کہ تم گمان کرتے تھے کہ اپنی جانیں اُس پر قربان کریں گے۔اب تم نے اُن کو دھوکہ دیا ہے۔اور انہیں قتل کرنا چاہتے ہو۔اُن کی گریباں کو پکڑ لیا اور خدا کی وسیع زمین میں کسی اور شہر جانے سے روک رہے ہو۔اور وہ اُس قیدی کی مانند ہے جو نہ تو اپنے فائدے کے لیے کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ضرر کے لیے۔اے کوفہ کے بدبختو اس دریائے فرات سے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں تک کو پانی پینے کی اجازت ہے۔لیکن تم نے امامؑ اور اُن کی اہل بیتؑ کو پانی پینے سے منع کر رکھا ہے۔

آگاہ رہو۔اس وقت تمام بچے پیاس کی وجہ سے غش کھا کر زمین پر گر چکے ہیں اس کے بعد اشقیاء نے اُس کی طرف تیر برسائے۔ریاض الشہادۃ میں لکھتے ہیں حُر ایک ہزار سواروں کا اکیلا مقابلہ کر سکتا تھا۔پس حر نے لشکر پر حملہ کر دیا چالیس آدمیوں

https://www.shiabookspdf.com/

کو ہلاک کر دیا۔ لشکر عمر سعد نے حر کے گھوڑے کو مار دیا حر نے پیدل ہو کر جنگ شروع کر دی۔ ابو مخنف لکھتے ہیں حر نے اُسی سے زیادہ آدمی قتل کیئے ذخیرۃ الدارین میں لکھتے ہیں شعبی کہتا ہے حر نے دوسو سواروں اور دس پیادہ اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ لشکر نے جب دیکھا کہ حر کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو عمر سعد نے اپنی فوج سے کہا ہلاکت ہے تمہارے لیے حر پر سارے مل کر تیر مارو۔ حر کو اتنے تیر لگے کہ جسم حر سہ جانور کے جسم کی طرح ہو گیا۔ عاشور کے دن اشقیاء نے تین آدمیوں کو اتنے تیر مارے کہ اُن کا جسم تیروں پر گیا ایک حر کو دوسرے قمر بنی ہاشم حضرت عباس علیہ السلام کو اور تیسرے سید الشہداء علیہ السلام کو۔ اس کے بعد اشقیاء نے حُر کو گھیر لیا اور اتنے زخم مارے کہ آخر کار زمین پر گر گئے اور آواز دی "یا ابا عبداللّٰہ ادر کنی"

کتاب ذریعۃ النجاۃ میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب حسین علیہ السلام نے حر کو اُٹھایا اور حسین علیہ السلام کے سامنے جا کر رکھ دیا حُر میں ابھی جان باقی تھی حضرت نے اُس کے چہرے سے خاک و خون صاف کیا اور فرمایا جیسے تیری ماں نے تیرا نام حر رکھا ہے تو ویسے ہی دنیا اور آخرت میں حُر ہے۔ اس کے بعد حضرت نے حر کی مدح میں یہ اشعار پڑھے۔

نعم الحر حُر بنی ریاح
صبور عند فمتلف لرماح
ونعم الحراذ ناڈی حسیناً
فجاد بنفسہ عندالصباح

ترجمہ: بنی ریاح کا حُر بہترین حُر ہے۔ نیزوں کے برسنے کے وقت بڑا صبر کرنے والا ہے۔ حسینؑ نے جب پکارا تو حُر نے خوب اپنے حُر ہونے کا ثبوت دیا۔ اور مشکل وقت میں اپنے نفس کے ساتھ خوب جہاد کیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

کتابوں میں ملتا ہے کہ تمام شہداء کو اصحاب خیموں کی طرف اُٹھا کر لے گئے کچھ کو خود حسین علیہ السلام اُٹھا کر خیمے میں لائے جیسے کہ شہزادہ قاسمؑ کو خود حضرت لائے۔ یہ کام اس لیے کیا گیا تا کہ شہداء کے بدنوں سے سر جدا نہ کریں۔ اور اُن کا لباس نہ اُتاریں اور اُن کی ہتک حرمت نہ کریں۔ یا اس لیے تا کہ اور زیادہ زخم اُن پر نہ لگائیں یا اس لیے کہ کہیں اُن کے بدن میدانِ جنگ میں پامال نہ ہو جائیں۔ یا اس لیے کہ عورتیں اُن پر گریہ کر لیں اور اُن سے آخری وادع کر لیں۔

لیکن ایک شہید کو خیمے میں نہ لائے وہ قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباسؑ ہے۔ جیسے کہ دمعۃ الساکبہ اور ذریعۃ النجات میں نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباسؑ کے جسم پر اتنے زخم لگے ہوئے تھے کہ حسین علیہ السلام اُن کو خیمے میں اُٹھا کر نہیں لا سکتے تھے۔ اس لیے اُن کے جسم کو مقتل ہی میں چھوڑ کر غمزدہ روتے ہوئے خیموں کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اسرار الشہادۃ میں روایت کرتے ہیں۔ حسین علیہ السلام نے عباسؑ کو اُٹھانا چاہا۔ عباسؑ نے آنکھیں کھولیں اور عرض کیا۔ آقا کیا کرنا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ تجھے خیموں کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ عباسؑ نے عرض کیا۔ میں آپکو آپکے جد پیغمبر کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے خیمہ میں نہ لے جائیں۔ حضرت نے فرمایا کیوں؟ عباسؑ نے عرض کیا آپکی بیٹی سکینہؑ سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ میں اُس سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ تیرے لیے پانی لاؤں گا لیکن وعدہ وفا نہ ہو سکا۔

مؤلف فرماتے ہیں سید جزائری انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں شاہ اسماعیل نے حکم دیا کہ حضرت عباس علیہ السلام کی قبر کھولیں تا کہ دیکھیں اُن کے جسم کا کیا حال ہے۔ کیا دیکھا کہ قبر میں ایسے سوئے ہوئے ہیں جیسے وہ قتل ہوئے تھے یعنی اُسی قتل ہونے والی حالت میں تھے شاہ اسماعیل نے تواریخ میں پڑھا تھا کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے عباس علیہ السلام کے سر کے زخم پر رومال باندھا تھا۔ وہ رومال بھی اُسی طرح بندھا

https://www.shiabookspdf.com/

ہوا تھا۔ شاہ اسماعیل نے کہا کہ اس رومال کو کھولو جب رومال کھولا گیا تو سر سے خون جاری ہو گیا اور قبر میں پھیل گیا۔ دوبارہ رومال باندھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ اس کے بعد قبر کو بند کر دیا گیا۔ اور قبر کے اوپر گنبد تعمیر کیا گیا۔ عباسؑ کے سر کے زخم پر رومال باندھا لیکن علی اکبرؑ کے سر پر رومال اس لیے نہ باندھا کیونکہ علامہ مجلسی کی روایت کے مطابق اُن کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔

(الا لعنة الله علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

مجلس نمبر 70

خداتعالیٰ سورۂ نساء آیت 29 میں ارشاد فرماتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم با الباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراضٍ" اے ایمان والو ایک دوسرے کا باطل مال مت کھاؤ مگر وہ جو تم تجارت کے ذریعے سے راضی ہو کر کھاتے ہو۔

بحارالانوار ج 103 ص 9 ب 1 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "العبادۃ سبعون جزءً افضلھا الرّزق الحلال" عبادت کے ستر جزء ہیں اُن میں سے افضل طلبِ رزقِ حلال ہے۔ اسی کتاب میں امام علیہ السلام سے روایت ہے۔ "العبادۃ عشرۃ اجزاءِ تسعۃ اجزاء فی طلب الحلال" عبادت کے دس جزء ہیں اُن میں سے نو حصے طلبِ رزقِ حلال ہیں۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ رسولؐ خدا جب بھی کسی مرد کو دیکھتے اور اُس سے تعجب کرتے تو اُس سے پوچھتے تھے۔ کیا کوئی کام کرتا ہے۔ اگر وہ کہتا نہیں تو آپؐ فرماتے تھے میری نظروں

https://www.shiabookspdf.com/

سے دور ہو جا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں یا رسولؐ اللہ آپ نے فرمایا۔ جب کسی مومن کے پاس کوئی شغل اور حرفہ نہ ہو تو وہ اپنے دین کے ذریعے گذر اوقات کرتا ہے۔ یعنی دین کو بیچتا ہے اور روزی کماتا ہے جیسے کہ وہ شخص جو چند ٹکوں کی خاطر جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ یا کسی ظالم کی تعریف کرتا ہے تا کہ کوئی مال ملے۔ یا ظالموں کی مدد کرتا ہے تا کہ اپنا پیٹ بھر سکے۔ یا مال دنیا کے طمع میں امیر لوگوں کے قدموں میں رہتا ہے حالانکہ حدیث میں وارد ہے۔ معصوم علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص امیر لوگوں کے سامنے مال کی خاطر جھکتا ہے تو اُس کا تین میں سے دو حصے دین ختم ہو جاتا ہے ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ "الطامع منزوع عنه الايمان وهو لا يشعر" امیر لوگوں کی تواضع کرنے والے شخص کا ایمان ختم ہو جاتا ہے اور اُسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔ لہذا قرآن کی آیت کے مطابق کسبِ حلال کے ذریعے سے کمایا ہوا مال کھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چوری ڈاکہ زنی یا غصب کے ذریعے سے حاصل کردہ مال کھانا حرام ہے۔

بحار الانوار ج 103 ص 17 ب 1 میں روایت ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "من اکتسب مالاً من غیر حلال کان زاده الیٰ النار"

جو کوئی کسبِ حلال کے علاوہ کسی اور ذریعے سے مال کماتا ہے تو جہنم کے توشہ میں اضافہ کرتا ہے۔ پس معلوم ہونا چاہیے کہ بیع و شراء یعنی تجارت شرعی کے لیے بھی شرائط ہیں۔ جو اُن شرائط کے بغیر تجارت کرے گا۔ تو اُس کی تجارت حرام ہوگی اسی لیے فرماتے ہیں "الفقة ثم المتجر" یعنی پہلے تجارت کے اصول اور قواعد کی شناخت و پہچان اور پھر تجارت۔ تجارت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ بائع اور مشتری یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا عاقل بالغ، خود مختار، مالک قیمت و مال ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com/

اسی طرح کیمیت اور کیفیت جنس کے کیل و وزن کو جانتا ہو اس لیے مجہول معاملہ باطل ہے۔ اسی طرح تقریباً بیس ایسے معاملے اور کاروبار ہیں جو فقہاء کے نزدیک باطل اور حرام ہیں۔ اُن میں سے یہ ہیں۔ عین نجاست چیزوں کا بیچنا۔ جیسے شراب مردار۔ جس جانور کو غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو وہ بھی مردار ہوتا ہے۔ ذبح کرنے کی چار شرطیں ہیں۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ خدا کا نام لے کر ذبح کرے۔ قبلہ کی طرف منہ ہو۔ چار رگوں کو کاٹنا۔

اسی طرح صحرائی سور اور کتے کی خرید وفروخت حرام ہے جن جانوروں کا گوشت حرام ہے۔ اُن کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ۔ اسی طرح ایسی چیزیں جن کو پاک کرنا ممکن نہ ہو اُن کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ جیسے نجس دودھ۔ اور نجس شیرہ۔ اور خون اسی طرح آلات لہو ولعب مثل نرد، شطرنج، سار باز کے آلات اور ان کے مثل۔ اسی طرح آلاتِ حرب کفار کو بیچنا حرام ہے۔ انگور، کھجور اور کشمش یہودی کو فروخت کرنا حرام ہے۔ رنگین انڈوں سے بچوں کا کھیلنا۔ آخروٹ کھیلنا قمار بازی میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ملاوٹ کرنا۔ جیسے دودھ میں پانی ملانا۔ ابریشم یا کپاس وغیرہ کو نمی والی جگہ پر رکھنا تا کہ وزنی ہو جائے۔ محرمات میں اجرت لینا حرام ہے۔ جیسے زنا کروانے پر اجرت لینا۔ دلالی کا کام کرنے پر اجرت لینا۔ جادو کرنے پر اجرت لینا۔ غیبت۔ کسی کی مذمت اور جھوٹ بولنے پر اُجرت لینا۔ جیسے کہ کچھ اہلِ منبر جھوٹ بولنے کی اجرت لیتے ہیں۔ غسلِ میت، میت پر نماز پڑھنے اور قبر کھودنے کی اجرت لینا۔ ظالم شخص کی کسی طرح سے بھی مدد کرنے میں اجرت لینا لیکن ظالم کا لباس سینا اُس کے تعمیراتی کام کرنا۔ روٹی پکا کر دینا حرام نہیں ہے۔ اگر چہ مکروہ ضرور ہے اور اجتناب کرنا اولیٰ اور احوط ہے۔

https://www.shiabookspdf.com/

پس ہر وہ چیز جس کی خرید فروخت حرام ہے اُس کا کھانا بھی حرام ہے۔ان کے علاوہ سات اشیاء اور ہیں جن کا کھانا حرام ہے۔(1) نجاسات (2) متنجسات (3) نقصان دینے والی چیزیں (4) نشہ آور چیزیں (5) خبیث چیزیں (6) جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا (7) غصبی چیزیں جیسے چوری۔خیانت، امانت، رشوت سود، کم فروشی، ظلم، غصب، ملاوٹ اور وہ ارث کا مال جس سے میت کا قرض ادا نہ کیا ہو۔حتیٰ کہ اگر وارث جانتے ہیں کہ میت نے خمس، زکواۃ اور دیگر حقوقِ واجبیہ ادا نہیں کیئے تو اُن کا ادا کرنا پہلے واجب ہے اور بعد میں تصرف جائز ہے وگرنہ حرام۔

عوالی اللئالی ج4 ص134 میں روایت ہے۔رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "حلال بین وحرام بین وشبهات بین ذالک" کچھ حرام واضح ہیں اور کچھ حلال۔اور کچھ ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں۔

تمام انبیاؑء اور مرسلینؑ ان تین چیزوں کی وضاحت کرنے کے لیے آئے ہیں اسی حدیث کے بقیہ حصے ہیں علماء فرماتے ہیں جس نے شبہات کو ترک کیا تو وہ محرمات سے بچ گیا۔جس نے شبہات کو پکڑ لیا تو وہ محرمات میں پڑ گیا اور نہ جاننے کی وجہ سے ہلاک ہوگیا۔پس ہر وہ مال اور غذا جس کے بارے میں انسان نہ جانتا ہو کہ یہ حلال ہے یا حرام تو وہ شبہ ناک ہے اُس کا کھانا اگرچہ جائز اور حلال ہے۔لیکن اُس سے اجتناب کرنا اور بچنا بہتر ہے۔کیونکہ خصال شیخ صدوق میں حدیث ہے جس میں امامؑ فرماتے ہیں "اورع الناس من وقف عند الشبهات" متقی ترین شخص وہ ہے جو شبہات کے وقت رُک جائے۔شریعت پیغمبرؐ ایک آسان شریعت ہے۔کیونکہ خدا فرماتا ہے (یرید الله بکم الیسر) خدا تم سے آسانی چاہتا ہے اب آپ بازار میں قصاب سے گوشت خریدنے جاتے ہیں تو لازم نہیں ہے۔کہ آپ پوچھتے پھریں آیا یہ

https://www.shiabookspdf.com/

حیوان حلال طریقے سے ذبح ہوا ہے یا نہیں۔ یا آپ روٹی وغیرہ خرید تے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ آپ پوچھتے پھیریں کہ روٹی پکانے والوں کے ہاتھ پاک تھے یا نہیں۔ کیونکہ یدِ مسلم پر حلّیت اور طہارت کا حکم لگایا گیا ہے اور اسی طرح صاحب ید یعنی جس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو اُس کی بات معتبر اور قابلِ قبول ہے یعنی اگر وہ کہتا ہے کہ پاک اور حلال ہے تو اُسے پاک اور حلال ہی سمجھا جائے گا۔ اگر چہ حقیقت میں حرام یا نجس ہی کیوں نہ ہو۔ روایات میں ملتا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی واقعیت اور حقیقت کو سوائے خدا، پیغمبرؐ اور امامؑ کے کوئی نہیں جانتا وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ عادلِ واقعی۔ پاکِ واقعی اور حلالِ واقعی۔

ہمارے آئمہ علیہم السلام جو دنیا اور مال و متاع دنیا سے پرہیز کرتے تھے تو اسی وجہ سے کہ وہ ان کی حقیقت سے واقف تھے۔ بحارالانوار ج2 ص27 ب9 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا ''میرے نزدیک یہ دنیا مردار کی مانند ہے میں اس سے اُس وقت کھاتا ہوں اور اتنا کھاتا جس کی طرف مجبور ہوتا ہوں۔ اسی طرح امالیٔ صدوق اور بحارالانوار میں روایت ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے جد رسولؐ خدا گندم کی روٹی نہ کھاتے تھے۔ اور جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھاتے تھے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بھی جو کی روٹی کو ایک تھیلی میں رکھ کر اُس پر مہر لگا دیتے تھے کہ کہیں میرے بچوں میں سے کوئی محبت کی وجہ سے اُس روٹی پر گھی یا شہد نہ لگا دے حضرت کی زیادہ تر خوراک جو کی روٹی، نمک یا سرکہ یا دودھ ہوتی تھی۔ اگر سالن روٹی کے ساتھ لایا جاتا تو آپ ان میں سے ایک قبول فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ میں اپنے حبیب پیغمبرؐ اکرم کی اقتداء کرونگا۔ کیونکہ کبھی بھی اُن کے لیے طبق میں دو چیزیں یعنی روٹی اور سالن نہیں لایا گیا۔

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ نوری اپنی کتاب دار السلام میں عدۃ الداعی سے روایت نقل کرتے ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا۔ "ترک لقمة حرام احب الی اللّٰہ من صلٰوۃ الفی رکعة تطوّعاً" حرام کا ایک لقمہ ترک کرنا خدا کے نزدیک دو ہزار رکعت مستحب نماز پڑھنے سے افضل اور بہتر ہے۔ بحار الانوار میں قطب الدین راوندی کی کتاب دعوات سے روایت نقل کرتے ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا۔ ردّ دانق من حرام یعدل عند اللّٰہ سبعین الف حَجّة مبرورة" ایک حرام دانہ اُس کے مالک کو واپس لٹا دینا ستر ہزار حج مقبول سے افضل ہے۔

حلال رزق کھانے کی جتنی تعریف و مدح کی گئی ہے اتنی ہی لقمہ حرام کھانے کی مذمت کی گئی۔ بحار الانوار ج103 ص16 ب1 میں روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا خدا نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہوا ہے۔ جو ہر رات بیت المقدس کے اوپر صدا دیتا ہے۔ "مَنْ اَکَلَ لقمة حرامٍ لم تقبل صلٰوۃ اربعین لیلة ولم تستجیب له دعوة اربعین صباحاً" جو شخص حرام کا ایک لقمہ کھائے گا تو چالیس راتیں اُس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور نہ ہی چالیس دن اُس کی دعا مستجاب ہوگی۔

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں "مَنْ اَکَلَ حراماً لم یقبل منه صرفاً ولا عدلاً" جو شخص حرام کا لقمہ کھائے تو نہ اُس کی نافلہ نماز قبول ہوگی اور نہ ہی فریضہ نماز قبول ہوگی۔ بحار الانوار جلد 66 ص314 ب2 میں روایت ہے۔ "اذا وقعت لقمة من حرام فی جوف العبد لعنه کل مَلکٍ فی السمٰوات والارض" جس بندے کے پیٹ میں ایک حرام کا لقمہ جائے گا۔ تو آسمانوں اور زمین کے تمام فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ رزقِ حلال کی تاکید اس لیے کی گئی ہے کیونکہ غذا کا اثر انسان کے تمام بدن سر سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے۔ اگر غذا

https://www.shiabookspdf.com/

حلال ہوگی تو اثر نیک ہوگا اور اگر غذا حرام ہوگی تو بدن کے اعضاء پر اثر بُرا ہوگا۔ حلال غذا کھانے سے انسان کا دل نورانی ہوگا۔ اور خدا کی اطاعت اور عبادت کی طرف رغبت پیدا کرے گا۔ حرام غذا کھانے سے دل سیاہ ہوگا۔ اور قساوتِ قلبی پیدا ہوگی۔ اور انسان گناہوں کی طرف رغبت کرے گا۔ انسان کی نظر نامحرم پر پڑے گی۔ کان ایسی آواز سنے گا اور سُننا پسند کرے گا جن کا تعلق گناہ کے ساتھ ہے۔ جب حرام غذا زبان پر اثر کرتی ہے تو زبان کو گالی گلوچ دینے کی طرف راغب کرتی ہے۔ غیبت۔ جھوٹ اور دیگر لسانی گناہوں پر مجبور کرتی ہے۔ جب حرام غذا کا اثر ہاتھ پر ہوتا ہے تو چوری اور مسلمانوں اور مومنوں کو تکلیف دینے کے لیے اُٹھتا ہے۔ حرام غذا اگر نطفہ بن جائے تو ایک اعتبار سے حرام زادہ ہوگا۔ بحار الانوار ج 75 ص 248 ب 66 میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ "**کذب من زعم انه ولد من الحلال ویاکل لحوم الناس با لغیبة**" جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ میں حلال زادہ ہوں حالانکہ وہ غیبت کے ذریعے سے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔

لقمۂ حرام کے بُرے بُرے اثرات ہیں۔ بعض اوقات انسان پیغمبرؐ اور امامؑ کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اُس پر کوئی وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتی۔ جیسے کہ عاشور کے دن سید الشہداء علیہ السلام نے جتنے بھی خطبے ارشاد فرمائے۔ اہل کوفہ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ برخلاف اس کے شور کرتے تھے۔ اور حضرت کی آواز کسی کو سننے نہیں دیتے تھے۔ بحار الانوار ج 45 ص 8 ب 34 میں لکھتے ہیں کہ حضرت کے خطبے کے دوران عمر سعد نے اپنے لشکر کے قلبِ لشکر کو کہا۔ کہ ثابت قدم ہو جاؤ اور اپنی جگہ کو مت چھوڑو۔ اس کے بعد اُنہوں نے حضرت کو گھیر لیا۔ آپ نے اُن کو جتنا بھی چپ کرانے کی کوشش کی چپ نہ ہوئے۔ آخر کار حضرت نے فرمایا۔ "**ویلک ما علیکم ان تنعتوا الیّ فتسمعوا قولی وانما ادعوکم الیٰ سبیل الرشاد**"

https://www.shiabookspdf.com/

ہلاکت ہے تمہارے لیے چپ کیوں نہیں ہوتے اور میری بات کیوں نہیں سنتے؟
حالانکہ میں تمہیں راہ ہدایت کی طرف بلا رہا ہوں۔ پس جو بھی مخالفت کرے گا وہ ہلاک
ہوگا۔ تم سب کے سب میرے حکم کی نافرمانی کرر ہے ہو۔ اور میری بات نہیں سن رہے
ہو بے شک تمہارے پیٹ حرام غذا سے بھرے ہوئے ہیں اور تمہارے دلوں پر قساوت
کی مہر لگ چکی ہے۔ ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم چپ نہیں ہوں گے؟ کیا تم میری
بات کی طرف کان نہیں دھرو گے؟ لشکرِ عمر سعد ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا اور
کہنے لگا۔ کان دھرو اور سنو کیا کہہ رہے ہیں۔ پس سب لوگ خاموش ہو گئے حضرت
کھڑے ہوئے اور خطبہ شروع کر دیا۔ اس مقام پر چند خطبے نقل ہوئے ہیں۔ اُن میں
سے ایک یہ ہے کہ حضرت اپنی سواری سے نیچے آئے اور عقبہ بن سمعان کو فرمایا کہ اس
کے پاؤں باندھ دے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا۔ اے اہل کوفہ۔
اکثر ان میں سے حضرت کی آواز سن رہے تھے۔ فرمایا۔ اے لوگو! میری بات سنو اور
جنگ میں جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں ایسی چیز کی نصیحت کرتا ہوں جو تمہارے بارے میں
مجھ پر حق ہے۔ اگر تمہارے پاس انصاف ہے تو خود فیصلہ کرو کہ یہ جو تم کرنے والے
ہو۔ کہیں تمہارے لیے غم وغصہ اور مصیبت کا سبب نہ بن جائے۔ اس کے بعد میرے
متعلق جو مرضی فیصلہ کرو۔ اور مجھے مہلت نہ دینا۔ بے شک میرا دوست وہ خدا ہے۔
جس نے قرآن نازل فرمایا۔ اور وہ اپنے نیک اور صالح بندوں کو دوست رکھتا ہے۔
اس کے بعد حضرت نے خدا کی حمد وثنا کی اور رسولؐ خدا تمام انبیاؑء اور ملائکہ پر درود
بھیجا۔ کتبِ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اتنے فصاحت و بلاغت سے پُر کلام اس سے پہلے
کسی سے نہیں سُنا گیا۔ مؤلّف فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ جو حضرت امیر المومنین علیہ
السلام کی فصاحت و بلاغت سے بھرے ہوئے خطبے سنا کرتے تھے کربلا کے میدان
میں اُن ناساز گار حالات میں پیاس کی موجودگی میں ایسا خطبہ سید الشہداءعلیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com/

کے معجزات میں سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ میرا نسب معین کرو اور دیکھو
میں کون ہوں؟ غور و فکر کرو۔ اور مشورہ کر کے دیکھو کیا تم جو مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ اور
میری ہتک حرمت کے درپے ہو کیا تمہارے ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا
بیٹا نہیں ہوں۔ اور تمہاری نبیؐ کے وصیؑ کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا حمزہؑ سید الشہداءؑ میرے
والد کا چچا نہیں ہے؟ کیا جعفر طیارؑ جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں
میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے نہیں سنا کہ رسولؐ خدا میرے نانا نے میرے اور
میرے بھائی کے بارے میں فرمایا۔ "**ھذان سید اشباب اھل الجنة**" اگر میری
بات پر یقین نہیں ہے تو جابر ابن عبداللہ انصاری۔ سعید بن خدری۔ سھل بن سعد
ساعدی۔ انس بن مالک اور زید بن ارقم سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ ہم نے یہ
قول میرے اور میرے بھائی کے حق میں سنا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کیا پیغمبرؐ اسلام کا یہ فرمان تمہیں میرا خون بہانے
سے منع نہیں کرتا؟ اگر تمہیں اس بات میں شک ہے کہ میں بنتِ رسولؐ کا بیٹا ہوں تو پھر
تمام مشرق و مغرب میں میرے سوا کوئی تمہیں رسولؐ کا بیٹا نظر نہ آئے گا؟ خدا تمہیں
تباہ و برباد کرے۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ یا کسی کا مال اُٹھایا ہے؟ یا کسی
کو زخمی کیا ہے کہ جس کا قصاص لینا چاہتے ہو۔ کسی کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔
اس کے بعد آپ نے آواز دی۔ اے شیث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، قیس بن
اشعث۔ کیا تم نے مجھے خط نہیں لکھا کہ پھل پک چکے ہیں۔ باغ و باغیچے سرسبز ہیں۔
آپ ایک تیار اور آمادہ لشکر کی طرف آؤ گے۔ قیس بن اشعث ملعون نے کہا۔ ہم نہیں
جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ پس یزید کی بیعت کرلو آپکو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔
آپ نے فرمایا۔ نہ خدا کی قسم میں تمہاری ہاتھوں میں ذلت قبول نہ کرونگا۔ اور نہ میں
تمہارا بندہ بنوں گا۔ اور نہ ہی غلاموں کی طرح اقرار کرونگا۔ کتاب بحرالمصائب میں

https://www.shiabookspdf.com/

مفتاح البکاء اور جواہر العقد ین سے نقل کرتے ہیں کہ ان ملعونوں نے کہا۔ ہمیں ابن زیاد نے لکھا ہے۔ کہ اگر حسینؑ بیعت کرنے پر راضی ہو جائیں۔ تو اُنہیں میرے پاس بھیج دو۔ اور اگر انکار کریں تو اُن کو تمام اصحاب کے ساتھ قتل کر دو۔ اور اُن کی لاشوں کو گھوڑوں سے پامال کر کے مثلہ کر دو۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ہرگز مرجانہ کے بیٹے کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دونگا دمعۃ الساکبہ تظلم الزہراء مخزن البکاء اور بحار الانوار ج45 ص49 ب37 میں نقل کرتے ہیں۔ کہ حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تین باتوں میں سے میری ایک بات مان لے۔ پہلی یہ کہ مجھے چھوڑ دے تا کہ میں اپنے نانا کے مدینہ کی طرف واپس چلا جاؤں۔ اور حرام رسولؐ خدا میں لوٹ جاؤں۔ عمر سعد نے کہا یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ مجھے ایک گھونٹ پانی دے دو کیونکہ میرا جگر پیاس سے کباب ہو گیا ہے۔ ملعون نے کہا میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ تیسری یہ کہ اگر پہلی دو باتیں قبول نہیں تو پھر اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو میرے مقابلے میں ایک ایک آدمی بھیج دو۔ ملعون نے کہا یہ ہو سکتا ہے۔

بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے مبارزہ طلب کیا۔ اور پے در پے نامدار شجاع مردوں کو قتل کیئے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے ہاں مقتولین کا ڈھیر لگ گیا۔ اس کے بعد آپ نے دشمن کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ اور فرمایا۔ (الموت خیر من رکوب العار) اس کے بعد میسرہ پر حملہ کیا۔ اور فرمایا۔

انا الحسین ابن علی
الیث ان لا انثنی
احمی عیالات ابی
امضی علی دین النبیؐ

https://www.shiabookspdf.com/

علامہ مجلسی بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ زخمیوں کے علاوہ حضرت نے ایک ہزار نو سو پچاس اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ اور ایک ہزار نو سو زخم آپکے بدن مبارک پر لگے دمعۃ الساکبہ اسرار الشہادۃ اور مخزن البکاء میں کتاب عین الحیات سے نقل کرتے ہیں کہ آپکے بدن مبارک پر تیروں کے چار ہزار زخم اور تیر و نیزہ کے ایک سو اسی زخم لگے تھے۔ اور آپکی کی ذرہ پر تیر ایسے لگے ہوئے تھے۔ جیسے جنگلی جانور سہ کا جسم ہو۔ ایک روایت کے مطابق تمام تیر حضرت کے سامنے لگے تھے۔ ایک تین شعبہ تیر ایسا لگا کہ سامنے سینے سے پشت تک چلا گیا۔ حضرت نے باہر نکالنا چاہا لیکن سامنے سے نہ نکل سکا۔ حضرت نے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر تیر کھینچا تو خون کا فوارہ چل پڑا۔

(الالعنة اللّٰہ علی القوم الظالمین)

https://www.shiabookspdf.com/

ہمارے ادارے کی مطبوعات

ملنے کا پتہ

ساجد برادرز بک سنٹر-15 مسلم سنٹر چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور

موبائل نمبر 0300-8859159, 0341-8907837,0346-4446122

https://www.shiabookspdf.com/